سلسلۂ مطبوعات
۳۸۴

مکتوبات

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(جلد چہارم)

مرتب
محمد حمزہ حسنی ندوی

ناشر
مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

باراول

محرم الحرام ۱۴۴۲ھ - ستمبر ۲۰۲۰ء

نام کتاب		مکتوبات مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (جلد چہارم)
نام مرتب	:	محمد حمزہ حسنی ندوی
صفحات	:	۵۰۴
کمپوزنگ	:	مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ
تعداد اشاعت	:	۶۰۰
طباعت	:	ورک لائن پریس، لکھنؤ
قیمت	:	۴۰۰/ چار سو روپے
باہتمام	:	محمد کلام الدین ندوی

ملنے کے پتے:

☆ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

☆ مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ۔

☆ سید احمد شہید اکیڈمی، دارِعرفات، رائے بریلی۔

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

ندوہ کیمپس، ٹیگور مارگ، ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

فون:0522-2741539

Email: info@airp.org.in

فہرست عناوین

مکتوبات

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(جلد چہارم)

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	ابوالمآثر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی	۶ - ۲۷
۲	مولانا محمد عمران خاں ندوی بھوپالی	۲۸ - ۲۴۰
۳	مولانا عبدالکریم پاریکھؒ	۲۴۱ - ۳۴۳
۴	قاضی محمد عدیل عباسیؒ	۴۴۴ - ۴۶۱
۵	سید احمد الحسنیؒ	۴۶۲ - ۴۷۴
۶	سید حسین حسنیؒ	۴۷۵ - ۴۹۱
۷	مولانا قاری رشید الحسن (کراچی)	۴۹۲ - ۵۰۳
۸	شیخ نذیر حسین لاہوری	۵۰۴ - ۵۰۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب سے پہلے

الحمدللّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد، وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مکتوبات حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی چوتھی جلد طبع ہوکر منظر عام پر آگئی ہے۔

اس جلد میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ، مولانا محمد عمران خان ندویؒ، مولانا عبدالکریم پاریکھؒ، قاضی محمد عدیل عباسیؒ، سید احمد الحسنیؒ، سید حسین حسنیؒ، مولانا قاری سید رشید الحسنؒ، شیخ نذیر حسین لاہوریؒ کے نام خطوط ہیں۔ ان خطوط میں حضرت مولانا نے ملکی، غیر ملکی حالات اور مسلم مسائل پر روشنی ڈالی ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء کا انتظام وانصرام اور تعلیمی سرگرمیاں مولانا محمد عمران خان ندوی بھوپالی کے نام خطوط سے پوری طرح جھلکتی ہیں اور ان کوششوں کی ہر طرح عکاسی ہوتی ہے جن کا تعلق ان دونوں ہستیوں کی جدوجہد سے ہے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کی تعلیمی، تدریسی اور انتظامی تاریخ سے اس کا تعلق ہے۔

مولانا عبدالکریم پاریکھؒ کے نام جو خطوط ہیں وہ بہت اہمیت کے حامل ہیں اسی طرح مجاہد حریت قاضی عدیل عباسی کے نام خطوط دینی تعلیمی تحریک سے تعلق رکھتے ہیں۔

سید احمد الحسنی مرحوم عربی زبان میں مہارت رکھتے تھے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بے تکلف دوست اور قریبی عزیز تھے، ان کے نام خطوط الگ شان رکھتے ہیں۔ اسی طرح سید حسین حسنیؒ مقیم کراچی اور قاری سید رشید الحسنؒ چونکہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے ان خطوط میں خاندانی رشتوں کی خوشبو بسی ہوئی ہے۔

مکتوبات کی پانچویں جلد کتابت کے مرحلہ میں ہے، اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی

فرمائے۔آمین۔

راقم چوتھی جلد میں عزیز گرامی مولوی سید محمود حسن حسنی ندوی اور مولوی کلام الدین ندوی کے تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

۱۵ر جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ
۹ر فروری ۲۰۲۰ء

محمد حمزہ حسنی
ندوۃ العلماء، لکھنؤ

ابوالمآثر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی

(متوفی ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء)

ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی برصغیر کے سرمایۂ افتخار علماء اور محقق محدثین میں امتیازی شان کی حامل شخصیت تھے، حضرت محدث اعظمی کا تعلق مئوناتھ بھنجن اعظم گڑھ سے تھا، ممتاز علمائے وقت سے تعلیم حاصل کی اور حدیث کو اپنی تحقیق وتصنیف کا موضوع بنایا، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے کہنے پر ۱۹۵۶ء تا ۱۹۵۷ء دوسال حدیث نبوی کا درس بھی دیا اور بخاری شریف پڑھائی، دونوں حضرات کے درمیان علمی مراسلت بھی رہی، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے اہم خطوط مجلّہ ''المآثر'' کے ۲۰۰۰-۲۰۰۱ء کے شماروں میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں اور ان کے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے نام اہم خطوط بھی محفوظ ہیں۔

حضرت محدث اعظمی نے مدرسہ مفتاح العلوم مئوناتھ بھنجن میں حدیث شریف پڑھائی جہاں ان سے کسب فیض کرنے والوں میں ایک اہم نام مولانا محمد منظور نعمانیؒ مصنف ''معارف الحدیث'' اور مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کا بھی ہے، اچھی عمر پائی اور وہ پوری خدمت حدیث میں لگادی، ان سے اجازت حدیث لینے والوں میں ایک نام محدث شام علامہ شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کا ہے، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ان کے بخاری شریف کے تلامذہ میں مولانا ناصر علی ندویؒ کا نام اہمیت کا حامل ہے جنہوں نے دارالعلوم میں ۱۷ رسال درس بخاری دیا۔

۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۷ رمارچ ۱۹۹۲ء کو مئوناتھ بھنجن اعظم گڑھ میں وفات پائی اور اپنے پیچھے تحقیقات وتصنیفات کا ایک بڑا ذخیرہ اور تلامذہ کی ایک مبارک جماعت اور ذی علم خاندان چھوڑا۔ رحمه الله تعالیٰ رحمةً واسعةً۔

مکتوبات بنام مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی محدثؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۶ رشعبان ۱۳۷۳ھ

مکرم ومحترم فاضل گرامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، ادھر کئی روز سے نیاز حاصل نہیں ہوا، خدا کرے مزاج بعافیت ہو، باعث تکلیف دہی یہ امر ہے کہ ہمارے احباب ہر سال رمضان مبارک سے متعلق ایک جلسہ کرتے ہیں جس میں رمضان کی عظمت اور روزہ کے آداب کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور امید ہے کہ سیکڑوں آدمیوں کے روزہ میں اس سے روح اور وزن بڑھ جاتا ہے، اس مرتبہ مولانا منظور صاحب [1] سفر پر ہیں، یہ ان کا خاص موضوع تھا، ہم سب کی خواہش ہے کہ جناب والا زحمت فرمائیں اور آج جلسہ میں جو نادان محل پارک میں ہوگا، خطاب فرمائیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نفع پہونچائے گا، امید ہے کہ ہماری یہ درخواست منظور ہوگی، میں آج ہی سفر پاکستان پر روانہ ہو رہا ہوں، کیا اچھا ہوا گر حضرت مولانا عبدالشکور صاحب [2] سے بھی آپ عرض کردیں کہ چند منٹ کے لئے وہ بھی تشریف لے چلیں اور کچھ ارشاد فرمادیں۔

والسلام

نیاز مند

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مولانا محمد منظور نعمانی متوفی ۱۹۹۷ء لکھنؤ۔

(۲) امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی متوفی ۱۹۶۲ء جن کے ادارہ دارالمبلغین میں مولانا حبیب الرحمان اعظمی کا قیام تھا، جب وہ رکن اسمبلی منتخب ہوکر لکھنؤ میں مقیم تھے۔

۲۱ر رمضان المبارک ۷۵ھ

دمشق، کلیۃ الشریعۃ الجامعۃ السوریۃ، دمشق

مخدومی ومحترمی زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، شرمندہ ہوں کہ مصروفیت کے باعث اور نئی جگہ ہونے کی وجہ سے کوئی عریضہ ارسال نہ کرسکا، مگر آپ کی یاد تازہ ہے اور مختلف تقریبات ومناسبتوں سے آپ کی یاد آتی رہتی ہے۔

یہاں کے کچھ حالات اور محاضرات وغیرہ کے متعلق مولوی سعید الرحمٰن صاحب[1] کے خط میں میں نے کچھ لکھا ہے، جی چاہے تو ملاحظہ فرمالیں، الحمدللہ محاضرات پسند کئے جارہے ہیں، کل پانچواں محاضرہ ہے، جس کا عنوان ہے، "الأمة بين قيادة المعتزلة وقيادة اهل السنة" جس میں خاص طور پر امام احمد حنبلؒ اور فتنہ خلق قرآن پر گفتگو ہے۔[2]

"المجمع العلمي" جانا ہوتا ہے، اس کے صدر آج کل خلیل مردم بک ہیں، نہایت خوش اخلاق اور ادیب ومطلع شخص، خود ملنے بھی آئے تھے اور تازہ ترین مطبوع "دمية القصر" عنایت فرمائی۔

کتابیں خوب نکل رہی ہیں، دیکھ کر جی چاہتا ہے سب خرید لی جائیں، ان شاء اللہ بے بضاعتی کے باوجود کچھ ضرور لاؤں گا، بہت سی کتب خانہ ندوۃ العلماء کے لئے۔

جو تمنا باصرار وتکرار ظاہر تھی[3] اس کے متعلق ابھی تک کوئی واضح وقطعی جواب نہ ملا، بڑی آرزو ہے کہ آپ سے استفادہ کی منظم مستقل شکل پیدا ہو، اگر یہ خوشخبری میں سن لیتا تو بڑی مسرت کے ساتھ واپسی ہوتی، اگر کچھ رائے قائم کرلی ہو تو مطلع فرمایا جائے۔

مغرب کے قریب کا وقت ہے اور افطار کے لئے دوسری جگہ جانا ہے، آج کچھ پڑھ

---

(۱) مولانا ڈاکٹر سعید الرحمان اعظمی ندوی حال مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

(۲) یہ محاضرہ "رجال الفكر والدعوة في الاسلام" جلد اول میں ملاحظہ ہو جس کا اردو ایڈیشن "تاریخ دعوت وعزیمت" کے نام سے معروف ہے۔ (۳) دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تدریس کے لیے۔

بھی نہیں سکا، رخصت ہوتا ہوں اور جواب کا منتظر رہوں گا۔

نیازمند
ابوالحسن علی ندوی

۱۳ر محرم الحرام ۱۳۷۶ھ

مخدومی ومحترمی زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا، مجھے جناب کی تشریف آوری کا انتظار تھا، ایک شدید ضرورت سے باہر جارہا ہوں، اس لئے زبانی گفتگو کے بجائے یہ تحریر بھیج رہا ہوں۔

سب سے پہلے تو اس کا شکریہ ادا کرنا اپنا نہایت خوشگوار فرض سمجھتا ہوں کہ جناب والا نے خادمین دارالعلوم کی یہ درخواست منظور فرمالی کہ حدیث شریف کا درس شروع فرمائیں، اس سے ہم کو جو اعانت وتقویت حاصل ہوئی، اس کا اظہار الفاظ میں دشوار ہے، طلبہ واساتذہ ومنتظمین دارالعلوم سب اس بات سے نہایت مسرور ہیں۔

لیکن چونکہ یہ صورتحال عارضی ہے، اس لئے ایک بے اطمینانی سی ہے، دارالعلوم کی تعلیم ونظام کے بارے میں جو سکون واستقرار درکار ہے، وہ ایسی صورتحال میں مفقود ہے، اس لئے میں آپ سے اب پرزور وباصرار درخواست کروں گا کہ جناب والا اب دارالعلوم میں مستقل تدریس کا فیصلہ فرمالیں، مجھے یہ معلوم ہے کہ بعض اہم اداروں نے اس سے پیشتر یہ پیشکش کی تھی اور آپ نے عذر فرمادیا تھا، لیکن ہم کو امید قوی ہے کہ آپ ہم کو مایوس نہ فرمائیں گے، بہت سے اسباب ایسے جمع ہیں جو آپ کے قیام کی سفارش کرتے ہیں اور امید دلاتے ہیں کہ آپ کی ذات سے یہاں ان شاء اللہ بہت نفع ہوگا، اور آپ کو یہاں پورا تعاون واعتماد حاصل ہوگا اور سکون قلب ودماغ کے ساتھ علم ودین کی خدمت کا موقع ملے گا۔

ہم آپ سے اس وقت یہ چاہتے ہیں کہ آپ فی الحال صرف صحیح بخاری پڑھائیں،

جب نشاط وقوت محسوس ہوتو کچھ اضافہ فرمالیں۔ (۱)

دارالعلوم اس وقت اپنی مالی دقتوں کے پیش نظر دوسو روپیہ ماہوار پیش کرے گا، اگر جناب کو اس سلسلہ میں کچھ فرمانا ہوتو بے تکلف ارشاد فرمائیں، میری خواہش ہے کہ جلد سے جلد اس امر کا فیصلہ ہوجائے اور ہم کو یہ اطمینان حاصل ہوجائے کہ آپ مستقل طور پر دارالعلوم میں تشریف رکھتے ہیں۔ (۲)

جواب کا انتظار رہے گا۔

والسلام مخلص
ابوالحسن علی

۲۰ر صفر المظفر ۱۳۷۶ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عنایت نامہ ملا، آپ نے ہم لوگوں کے متعلق اور دارالعلوم سے متعلق جن مخلصانہ جذبات وتاثرات کا اظہار فرمایا ہے، اس کے لئے نہایت ممنون وشکرگزار ہوں۔

آپ نے اپنی تحریر گرامی میں جو تفصیلات درج فرمائی ہیں، وہ میرے نزدیک سوائے اس جز کے جس کا تعلق آپ کے ہر ماہ دو یا کم سے کم ایک سفر سے ہے، کچھ اشکال کا باعث نہیں، اس جز میں بھی جو اشکال ہے وہ محض اس بنا پر ہے کہ اس وقت مدرسہ میں تعلیمی انہماک کی ایک مخصوص فضا پیدا کرنا نہایت ضروری ہے، اس لئے اگر آپ اس جز پر نظر ثانی فرماسکیں تو بہت بہتر ہوگا اور ہم لوگوں کی ایک بڑی مساعدت، لیکن اگر اس میں ترمیم یا تخفیف کی مطلقاً

(۱) اس ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ حضرت محدث کبیر کے ندوہ میں مستقل قیام اور تدریس کے بہت خواہشمند اور اس کے لئے بہت زیادہ مصر تھے، لیکن حضرت محدث کبیر اپنے خاص حالات کی بنا پر اس کے لئے تیار نہیں ہوئے اور معذوری ظاہر فرماتے رہے، اس موضوع پر خاصی تفصیل کے ساتھ ''حیات ابوالمآثر'' صفحہ ۲۷۰ تا ۲۷۶ پر لکھا جاچکا ہے، وہاں ملاحظہ فرمایا جاسکتا ہے۔

(۲) دارالعلوم ندوۃ العلماء میں صحیح بخاری کی تدریس کی خدمت کو لکھنؤ کے قیام میں منظور فرمالیا گیا، اس تعلق سے تفصیلات ہیں۔

گنجائش نہ ہوتو یہ تعلیمی سال بہر حال اس جز کے ساتھ بھی مکمل فرمادیں، اور آئندہ تعلیمی سال کے موقع پر پھر نظر ثانی فرمالیں۔

باقی کسی اور تفصیل یا جز کے متعلق کچھ عرض کرنا نہیں ہے، ہماری مخلصانہ سعی وخواہش یہ ہے کہ آپ کی ذات سے دارالعلوم کے طلبہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملے۔

والسلام

خاکسار، ابوالحسن علی

معتمد دارالعلوم ندوۃ العلماء (۱)

۱۰/مارچ ۱۹۵۶ء

فاضل گرامی ومحبّ مخدوم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، کئی روز سے عریضہ لکھنے کا تقاضا تھا، مگر سفر کی بے اطمینانی اور آمد ورفت کے سلسلے کی وجہ سے نہ لکھ سکا، اب کانپور سے کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر لکھ رہا ہوں، خدا کرے آپ کو وقت پر مل جائے۔

مسئلہ معلومہ سے متعلق آپ کے متعین جواب کا بے چینی سے انتظار ہے، اس کے بارے میں اپنا یقین اور قلبی تقاضا بڑھتا ہی جاتا ہے، اس وقت ہماری دینی تعلیم ایک ایسے احتضار کے عالم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اس کو سنبھالنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے ان کی جلد توجہ کی ضرورت ہے، میرا یقین اور تجربہ ہے کہ افراد کے علوم وکمالات سے انتفاع بہت محدود ومشکل ہوجاتا ہے، اگر وہ علمی ماحول اور اداروں سے علاحدہ اور انفرادی زندگی گزار رہے ہوں، ہماری یہ شدید تمنا ہے کہ آپ ہم لوگوں کے قریب ہوں اور ہم سب بھی استفادہ کرسکیں اور آپ کے علمی فیوض وافادات وسیع اور منظم شکل اختیار کرلیں، اس کے لئے ہم اپنے امکانات کے حدود کے اندر جو کچھ کرسکتے ہیں، اس کے لئے بمسرت تیار ہیں،

(۱) دارالعلوم کے نظام تعلیم سے متعلق باتیں مذکور ہیں، اپنا عہدہ معتمد کا تحریر فرمایا تاکہ بات ضابطہ کی اور قانونی سمجھی جائے۔

اگر میری روانگی ۲۰۔۲۵/مارچ تک ہوئی تو اس سے پہلے میں اس کے سب انتظامات مکمل کر کے جانا چاہتا ہوں، بلکہ ۱۷/مارچ تک مجھے اس کی متعین اطلاع مل جائے تو بہتر ہے، امید ہے کہ آپ میری اور مولانا منظور صاحب کی خاطر اور علم دین کی خاطر یہ ایثار گوارا فرمائیں گے، ذوق نظر کا جو اشتراک ہمارے اور آپ کے درمیان ہے اور جو مشکل سے ان اشخاص میں ہوتا ہے جنہوں نے الگ الگ علمی نشو ونما حاصل کیا ہو، اس کا متقاضی ہے کہ اب ہم سب ساتھ رہیں اور جو کچھ علم کی خدمت بن آئے، اس سے دریغ نہ کریں۔

مجھے آپ کی مثبت اور واضح اطمینان دہانی کا انتظار ہے، تاکہ اس کے لئے ضروری قدم اٹھائے جاسکیں، اور اس کی اطلاع ان حلقوں میں ہو سکے جہاں ضرورت ہے۔

امید ہے کہ آپ بے تکلف اپنے خیالات پیش فرمائیں گے، اور جلد فیصلہ فرما کر مطلع کریں گے، مرکز اصلاح وتبلیغ کچہری روڈ لکھنؤ کے پتہ پر گرامی نامہ کا بے چینی سے انتظار رہے گا، خدا کرے اب صحت بالکل ٹھیک ہو۔

والسلام
ابوالحسن علی

مرکز دعوت اصلاح وتبلیغ، کچہری روڈ، لکھنؤ
۱۶/رجب المرجب ۱۳۷۶ھ

مخدوم گرامی قدر ومحبّ اکرم زیدت معالیه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، پنج شنبہ ۱۳/رجب ۷۶ھ کو شام کی گاڑی سے رائے بریلی سے اس اطمینان کے ساتھ واپس ہوا کہ ان شاء اللہ اگلے ہی روز آپ سے ملاقات ہوگی، میں نے محمد رابع سلمہ(۱) کو بھی پیغام بھیجا تھا اور مولوی سعید الرحمٰن(۲) کو بھی خصوصیت سے لکھ دیا تھا کہ مولانا کی خدمت میں عرض کرنا کہ پنج شنبہ تک ضرور قیام فرمائیں، گھر پہونچا تو اچانک

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء
(۲) مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی حال مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء۔

محمد رابع سلمہ سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لے گئے، یہ خبر کیا تھی کہ ایک صاعقہ تھی، صحیح عرض کرتا ہوں مجھے بہت صدمہ ہوا اور دیر تک طبیعت پر اثر رہا، پچھلے زمانۂ قیام میں جو کوتاہیاں ہوئیں اور منتظمین کی غفلت، تساہل اور نااہلی سے آپ کو جو تکلیفیں پہونچیں، ان کا مجھے اجمالاً علم رائے بریلی جانے سے پیشتر ہو گیا تھا، خیال تھا کہ ان سب کی معذرت کروں گا اور معافی مانگوں گا، نیز تشریف لے جانے سے پہلے سال آئندہ کے لئے امکانی حد تک آپ سے وعدہ لوں گا اور اس کا اطمینان کرلوں گا، مگر آپ کے تشریف لے جانے سے یہ سب منصوبے رہ گئے اور ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

قلب و دماغ پر ندامت کا ایک بار ہے اور اس کا بار بار احساس ہوتا ہے کہ ہم سے شدید کوتاہیاں ہوئیں اور ہم سے بالکل قدر نہ ہوئی۔

میں الفاظ میں اس کا اظہار نہیں کرسکتا کہ آپ کے دارالعلوم میں تشریف رکھنے سے مجھے کتنی مسرت اور تقویت تھی، اس وقت کے علماء میں میں نہیں سمجھتا کہ مجھے کسی سے اتنی مناسبت اور عقیدت ہے جتنی آپ سے، خصوصیت کے ساتھ مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا مناظر احسن گیلانی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی وفات کے بعد مجھے اس جامعیت اور ذوق و ''ثقافت'' کا کوئی دوسرا عالم نظر نہیں آتا، یوں یک فنی علماء اور اپنے فن کے متبحر اور بھی ہوں گے، مگر میرے ذوق کی تشفی اور جگہ نہیں ہوتی، اسی بنا پر میں دارالعلوم کے لئے آپ کی ذات کو موزوں ترین ذات اور مفید استاذ حدیث، اور دارالعلوم کو (مجوزہ و متخیلہ دارالعلوم جو آپ کی موجودگی اور ہم سب کی کوشش سے باذن اللہ وجود میں آسکتا ہے) آپ کے قیام وافادہ کے لئے موزوں ترین ادارہ سمجھتا ہوں، اس لئے میری بے حد کوشش اور اصرار تھا کہ آپ یہاں مستقل قیام فرماتے، آپ نے جب فی الحال مستقل قیام سے معذرت فرمائی، تو ہم لوگوں نے اس عارضی قیام کو بھی غنیمت بلکہ نعمت سمجھا اور مستقل تعلق سے ناامید نہیں ہوئے، اس عارضی قیام کے دوران میں ہم اگرچہ شایان شان خدمت نہ کرسکے جس کے کچھ اسباب تھے، تو بھی ہم نے یہ طے کرلیا کہ علاوہ قیام و طعام کی ممکن آسائش کے جو ہم مہیا کریں گے آخر سال میں دوران قیام کے مصارف سفر و بالائی اخراجات کے لئے کچھ حقیر سی پیشکش

کریں گے (جو اس کے عقب میں روانہ ہے) مگر آپ کے اس طرح دفعۃً سفر فرمانے اور میری غیر موجودگی سے کسی چیز کا موقع نہ مل سکا، اب صرف اس بات سے تسکین ہوتی ہے کہ آپ حسب وعدہ مارچ میں تشریف لائیں گے اور ان شاء اللہ مرکز ہی میں قیام فرمائیں گے۔

میں اس وقت تک دار العلوم کے تعلق پر اصرار کروں گا جب تک کہ آپ سختی سے منع نہ فرمادیں گے اور آپ کا طرز عمل مجھے مایوس اور منع نہ کردے گا جس کی آپ کے تعلق و اخوت سے امید نہیں، اب اس کی درخواست ہے کہ آپ اس مخلصانہ عریضہ کے جواب میں جلد ایسا خط لکھ دیں جس سے دل کو اطمینان ہو اور یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ہم سے ناراض نہیں ہیں۔

آپ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ "المجمع العلمی العربی دمشق" نے اس سال سے مجھے بھی اپنی مجلس کا رکن بنالیا ہے، امید ہے کہ اب اس کا رسالہ اور مطبوعات آسانی سے ملتے رہیں گے۔

معلوم ہوا تھا کہ آخر دنوں میں کچھ صحت خراب ہوگئی تھی اور نزلہ و حرارت تھی، کھانسی کی بھی بہت زیادتی تھی، امید ہے کہ کیفیت مزاج سے بھی مطلع فرمائیں گے۔

رائے بریلی سے آنے کے بعد میری طبیعت خراب ہوگئی، آج اچھا ہوں، اس لئے آج ہی خط لکھ سکا ہوں، مزید امید ہے کہ میرے خطوط محفوظ ہوں گے، انہیں کی روشنی میں ان شاء اللہ گفتگو کروں گا، اور انہیں معروضات کے ساتھ سال آئندہ کے تعلق کی کوشش کروں گا۔

آپ کا محبّ و معترف

خاکسار

ابوالحسن علی

۱۰ر محرم الحرام ۱۳۸۴ھ (۱۹۶۴ء)

فاضل گرامی مرتبت متع اللہ المسلمین بعلومہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۱۹ر مئی عین حالتِ انتظار و اشتیاق میں ملا، یہ معلوم ہوتے ہی کہ وہ آپ کی طرف سے ہے، دلی مسرت و انبساط حاصل ہوا، جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

مجمع بحارالانوار کے سلسلہ میں جناب نے جو قیمتی مشورے عنایت فرمائے ہیں، اور اس کا جو صحیح طریق کار بتلایا ہے اس سے مجھے کلیۃً اتفاق ہے، یہ بالکل صحیح تحریر فرمایا گیا ہے کہ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ مطبوعہ نسخہ کو قلمی نسخوں سے مقابلہ کر کے تیار کر لیا جائے اور اسی کو طباعت کے لئے بنیاد بنایا جائے، یہ بھی صحیح ہے کہ سب سے پہلا کام یہ تھا کہ یہ فیصلہ کیا جاتا کہ صحیح ترین قلمی نسخہ کون سا ہے، اس سلسلہ میں اپنی معلومات عرض کرتا ہوں اور مشورہ چاہتا ہوں کہ ایسی صورت میں کیا کیا جائے۔

ابھی تک کتاب کے جن قلمی نسخوں کا علم ہوا ہے، وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حجاز کا قلمی نسخہ جو حاجی عبدالقادر صاحب نورولی پٹنی کی ملکیت ہے، یہ نسخہ قدیم ترین معلوم ہوتا ہے، حک واصلاح سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ مصنف کے مطالعہ میں رہا ہے یا پہلا مسودہ ہے، لیکن یہ نسخہ ناقص ہے اور باوجود اس کے کہ اس کے مالک کتاب کی طباعت کے محرک اور بنیادی معاون ہیں وہ اس کو اپنے سے جدا کرنے پر تیار نہیں ہیں، شرط کرتے ہیں کہ تصحیح ومقابلہ کا کام وہیں ہو، لیکن اگر ان سے اصرار کیا جائے، اور میں اس کو اپنی ذمہ داری پر لانا چاہوں تو شاید وہ رضامند ہو جائیں۔

۲۔ پٹن کا نسخہ جو احمد میاں کی ملکیت ہے بہت خوش خط اور صاف ہے، وہ ہمارے پاس آ گیا ہے۔

۳۔ شاہ محمد صاحب قادری کے کتب خانہ احمد آباد کا نسخہ جس کو سرپرست کتب خانہ باہر جانے کی اجازت نہیں دیتے، اس کے لئے وہیں سفر کرنا ہوگا، یا کسی کو بیچ میں ڈالنا ہوگا۔

۴۔ کتب خانہ سعیدیہ حیدرآباد کا نسخہ جس کی اطلاع مولانا فضل اللہ صاحب نے دی ہے۔

۵۔ مولانا عبدالحی صاحبؒ کے کتب خانہ کا نسخہ جو آزاد لائبریری علی گڑھ میں محفوظ ہے۔

اب آپ ہدایت فرمائیں کہ کام کی کیا شکل ہو، کیا ان مقامات پر جا کر بہ ترتیب نسخوں سے مقابلہ کیا جائے، یا پہلے ان سب نسخوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی جائے، پوری کوشش کرنے کے باوجود بھی بعض نسخے یہاں نہ آسکیں گے، مجھے اس سے کامل اتفاق ہے کہ تصحیح و مقابلہ کے ابتدائی کام کے بعد اس کا آخر میں آپ کی نظر سے گزرنا ضروری ہے کہ بحمداللہ

لغت اور حدیث، دونوں پر آپ کی نظر وسیع بھی ہے عمیق بھی ہے، اور ہمیں تلاش سے بھی آپ کی ذات گرامی سے بہتر ماہر فن اور صاحب نظر نہیں مل سکتا، آپ فرمائیں تو ان نسخوں کی فراہمی کی کوشش کر لینے کے بعد جہاں کا نسخہ دستیاب نہ ہو وہاں عبدالحفیظ کو کچھ مدت کے لئے بھیج دیا جائے، اور اگر وہ نسخہ زیادہ صحیح معلوم ہو تو اس سے مقابلہ کیا جائے، لیکن اتنے عرصہ تک ان کے جیسے مشغول آدمی کا جبکہ وہ مدرس بھی ہیں، ٹھہرنا بہت مشکل ہے، اس بارے میں رہنمائی فرمائی جائے، یہ بھی صحیح ہے کہ دو متیقظ آدمیوں کی ضرورت ہے اور میں عنقریب ان کو ہدایت کروں گا کہ وہ کسی دوسرے مناسب آدمی کو اپنے ساتھ شریک کر لیں۔

جہاں تک تحقیقات شرعیہ کے مسئلہ کا تعلق ہے، اس کے بارے میں آپ کی اس رائے اور تحقیق سے بالکل اتفاق ہے کہ فقہاء اسلام نے اسلامی تعلیمات و مسائل کے جو مقاصد و مناحی سمجھے ہیں وہی صحیح ہیں اور ان میں کوئی کوتاہی نہیں، البتہ اتنا اضافہ کروں گا (جو غالباً اضافہ نہیں بلکہ شاید اسی کی تفسیر ہے) کہ نوازل اور نئی ضرورتوں اور تغیرات پر جو زندگی کے تنوعات کا نتیجہ ہیں، ان کو حاوی کرنے کے لئے اور ان کے بارے میں ان سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کسی قدر ذہانت اور کسی قدر جرأت کی ضرورت ہے، اور یہ کام اب بلا تاخیر ہونا چاہئے، اور آپ ہی جیسے حضرات کی رہنمائی میں ہونا چاہئے، جو اس کے پورے طور پر اہل ہیں، ورنہ یہ ملک بھی شرق اوسط کے عرب ممالک کی طرح انتشار و فوضویت اور اباحیت کے راستہ پر چل پڑے گا، اس لئے میں تحقیقات شرعیہ کے کام کو بہت ضروری سمجھ رہا ہوں، بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ہمیں آپ کی رہنمائی اور تعاون حاصل ہے، میں بے چینی سے آپ کی طرف سے اس اطلاع کا انتظار کروں گا کہ آپ کی طبیعت اب الحمدللہ بہتر ہے اور مولوی تقی امینی صاحب مئو آسکتے ہیں، سب سے اہم کام یہ ہے کہ ان مسائل کی فہرست بن جائے اور ان میں ترتیب قائم کر لی جائے، دوسرے یہ کہ انشورنس پر جتنا کام انہوں نے کر لیا ہے، اس کو صحیح راستہ پر لگایا جائے، اور فیصلہ کن حیثیت میں اس کو سامنے لے آیا جائے تاکہ ان لوگوں کو جن کو رہنمائی مطلوب ہے، رہنمائی حاصل ہو، اور ہم لوگوں کو بھی اطمینان ہو کہ مجلس کا کوئی کام سامنے آیا۔

میں اس عریضہ کے جواب کا منتظر رہوں گا، خدا کرے مزاج پہلے سے بہتر ہو، اور سابقہ اضمحلال رفع ہو گیا ہو۔

والسلام

نیازمند

ابوالحسن علی

۲۸ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ (۱۹۶۳ء)

فاضل گرامی زیدت فیوضھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، مولانا منظور صاحب[1] سے نیز مولانا عبد الحفیظ صاحب[2] سے مژدۂ صحت سن کر مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کی ذات گرامی کو صحت اور طاقت کے ساتھ رکھ کر علم و دین کی خدمت لیتا رہے۔

مولوی تقی امینی صاحب کے موجودہ تعطل اور اس شعبہ کی طرف سے اس وقت تک کچھ نہ شائع ہونے کی وجہ سے مجھے بڑی فکر اور ندامت ہے اور میرے ذہن پر اس کا بڑا بار ہے، درخواست ہے کہ اگر ذرا بھی آپ کی صحت متحمل ہو تو آپ ان کو براہ راست مطلع فرمادیں اور چند دن کے لئے اپنے پاس بلالیں، اور ان کی محنت کو کسی صحیح رخ پر لگادیں تاکہ کام کا آغاز ہو، اس شعبہ پر دو سو روپئے ماہوار برابر صرف ہو رہے ہیں، سال ہو رہا ہے کوئی ایک چیز بھی مختتم نہیں ہو سکی، اگر یہی حال رہا تو اس کے ختم کر دینے پر غور کرنا پڑے گا، اور یہ بڑا سانحہ ہوگا کہ ایک کام اس عزم کے ساتھ شروع کیا گیا اور وسائل ہونے کے باوجود جاری نہیں رکھا جا سکا، امید ہے کہ آپ کچھ تکلیف اٹھا کر کے بھی ہماری مدد فرمائیں گے، کہ کسی اور طرف نظر نہیں جاتی۔

---

(۱) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲) مولانا عبد الحفیظ بلیاوی مرحوم مصنف مصباح اللغات واستاد دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

مولانا عبدالحفیظ صاحب بھی شاید چند دن بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، اس کے بعد وہ علی گڑھ یا احمد آباد کا سفر کریں گے۔

میں اپنے وطن رائے بریلی دو ہفتے کے لئے جارہا ہوں اگر یاد فرمائیں تو پتہ یہ ہے، (ابوالحسن علی ندوی، تکیہ کلاں، رائے بریلی)

والسلام

نیازمند

ابوالحسن علی

۱۱ر ستمبر ۱۹۶۵ء (۱۳۸۵ھ)

فاضل گرامی ومخدوم مکرم! زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، سیتاپور کے زمانہ قیام ہی سے خط لکھنے کا ارادہ کررہا تھا کہ خود ہی اپنی خیریت سے مطلع کروں اور کیفیت مزاج دریافت کروں، لیکن نوبت نہ آئی، اب جبکہ پندرہ ستمبر کو مجلس تحقیقات شرعیہ کی نشست ہے، اس کا قوی داعیہ پیدا ہوا کہ تشریف آوری کی درخواست کروں، بعض ضروری باتیں بھی کرنی ہیں، امید ہے کہ ضرور تشریف لائیں گے۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۵ء

(۱۵ر جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ)

فاضل گرامی زیدت معالیه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

افسوس ہے کہ آپ سے عرصہ سے ملاقات نہیں ہوسکی، دیوبند کے جلسہ میں جانہ سکا،

غالباً آپ جاسکے، مجھے آپ سے بعض ضروری باتیں کرنی تھیں، معلوم نہیں کب نوبت آتی ہے، خدا کرے آپ کی صحت اب اچھی ہو اور تمام مشاغل علمی وتحقیقی جاری، میں آج کل اپنے وطن رائے بریلی میں ہوں اور ابھی قیام کا قصد ہے، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

والسلام
ابوالحسن علی

تکیہ کلاں، رائے بریلی

۲۲/اکتوبر ۱۹۶۵ء

(۲۶/جمادی الاخری ۱۳۸۵ھ)

فاضل گرامی ومخدومی محترم زیدہ مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۴/اکتوبر موجب منت وعزت ہوا، مجھے آپ سے ملنے کا شوق بھی ہے اور ضرورت بھی، آج ہی رات خواب میں بہت دیر تک زیارت کرتا رہا، دارالمصنفین نہیں ہے، لیکن یہ لالچ بھی ہے کہ آپ سے ملاقات اور ضروری باتیں ہو جائیں گی، اس لئے کچھ ارادہ ہو رہا ہے کہ اعظم گڑھ کا سفر کرلوں، اگر ایسا ہوا تو ۲۹/کو دیر سے ان شاء اللہ پہونچوں گا، میں خود مئو آتا اور آنا چاہئے، لیکن سیتاپور کے بعد سے اب کم سے کم سفر کرنا چاہتا ہوں، اس لئے ایسا ممکن ہے کہ آپ بھی ۲۹/کو اعظم گڑھ تشریف لے آئیں، دارالمصنفین آپ کے لئے کوئی اجنبی جگہ نہیں، سب آپ کے نیاز مند اور مانوس ہیں، اس لئے امید ہے کہ آپ کو تامل نہ ہوگا، اگر میرا آنا نہ ہوا تو میں اطلاع دوں گا، ورنہ یہی نظام رہے گا۔

امید ہے کہ مزاج بالکل بعافیت ہوگا۔

والسلام
ابوالحسن علی

تکیہ کلاں رائے بریلی

۶ رنومبر ۱۹۶۵ء

فاضل گرامی مکرم ومحترم زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عنایت نامہ مورخہ ۲ رنومبر ملا، بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے بہت خیال رکھا اور خاص توجہ فرمائی۔

میں نے لکھنؤ پہنچتے ہی مولانا عبدالحفیظ صاحب سے گفتگو کی تھی، لیکن انہوں نے بتایا کہ اس سال حج میں جانے کی وجہ سے ابھی اسباق بہت باقی ہیں، اور وہ جلد علی گڑھ نہ جاسکیں گے، یہی اشکال ان کو احمد آباد کے سفر میں ہوگا، اس لئے اگر اس سفر کو ذرا موخر کر دیا جائے اور اس کی کوئی دوسری تاریخ خط وکتابت سے طے کر لی جائے تو بہتر ہوگا، میں تو کسی اور کو آپ کی رفاقت کے لئے تیار کر دیتا، لیکن مولانا عبدالحفیظ صاحب کے ساتھ جانے سے کئی فائدے تھے، راستے میں گفتگو بھی ہو جاتی اور کتاب کا بھی کام ہوتا رہتا، اگر یہ سفر شعبان میں ہو سکے تو بہت اچھا ہے، میں مولانا عبدالحفیظ صاحب کو آپ کا خط بھیج رہا ہوں، وہ آپ کو خود خط لکھیں گے، باقی مراحل آسانی سے طے ہو جائیں گے۔

مولوی ضیاء الحسن صاحب(۱) کا انتخاب بہت مناسب ہے، آپ ان سے طے فرمالیجئے، امید ہے کہ ان کو کوئی عذر نہ ہوگا، حیدرآباد کتاب بھیجنے سے پہلے مفصل ہدایات بے شک ضروری ہیں، آپ اگر ان کو نوٹ کرتے رہیں تو بہتر ہے، ان شاء اللہ ایک ملاقات اس سے پہلے ہوگی، خدا کرے مزاج بالکل باعافیت ہو۔

والسلام

ابوالحسن علی

(۱) مولانا ضیاء الحسن اعظمی ندوی وقاسمی مرحوم دارالعلوم ندوۃ العلماء میں استاد حدیث اور بعد میں حدیث کے استاد اول وشیخ الحدیث بھی ہوئے۔

تکیہ کلاں، رائے بریلی
۴؍دسمبر ۱۹۶۶ء
(یکم رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ)

فاضل گرامی منزلت زیدت معالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہ مبارک کی مبارکباد پیش کرتا ہوں، تقبل اللہ منا ومنکم، اپنی دعاؤں میں مجھے بھی یاد رکھیں۔

کچھ ایسے سفروں کا تسلسل اور طویل دورے رہے، کہ اس عرصہ میں کوئی خط نہ لکھ سکا، خیال ہوا کہ دیوبند میں یا دیوبند جاتے ہوئے آپ سے ملاقات ہوجائے گی، لیکن آپ تشریف نہ لاسکے، آپ ہی تنہا رکن تھے جو شریک نہیں ہوئے، مولوی عبدالقادر صاحب بھی آگئے تھے، الحمدللہ انجام بخیر ہوا، اور کوئی ناخوشگوار چیز پیش نہ آئی۔

ڈاکٹر عبدالمعید خان صاحب[1] کا خط پرسوں ملا، انہوں نے کاغذ کے لئے رقم طلب کی ہے، جس کا انتظام کردیا گیا ہے، انہوں نے خط میں لکھا ہے کہ ''مولانا حبیب الرحمٰن صاحب الاعظمی کو نمونہ بھیجا گیا ہے، وہ واپس ابھی تک نہیں آیا ہے'' اس لئے گزارش ہے کہ نمونہ فوراً بھیج دیا جائے، اگر آپ بھیج چکے ہیں، تو ان کو اپنی رائے اور تاثر تحریر فرمادیا جائے تاکہ اسی کی روشنی میں وہ کام شروع کریں، آپ نے تو طباعت کی اجازت دے دی تھی، لیکن غالباً کاغذ کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ کام نہیں شروع کرسکے، انہوں نے اس کی بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ جب جامعہ عثمانیہ کے نسخہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور اس سے مقابلہ کرنا غیر ضروری ہے تو مولوی عبدالستار خاں صاحب کی تصحیح ومقابلہ کی شرط نہ کی جائے، دائرہ ہی میں اس کا انتظام کرلیا جائے گا، آپ براہ کرم دو باتوں کے متعلق جلد اپنی رائے سے مطلع کیجئے۔

۱۔ کیا دائرہ کی تصحیح ومقابلہ پر اکتفا کیا جائے؟ تاکہ کام میں عجلت ہو۔

۲۔ کیا ان کو ہدایت کی جائے کہ آخری پروف آپ کو بھیجے جائیں، اگر صحت کا اطمینان

(۲) دائرۃ المعارف العثمانیہ کے ڈائرکٹر۔

کرنے کے لئے یہ انتظام ضروری ہو، تو اس تاخیر کو برداشت کیا جائے جو ایسی حالت میں ناگزیر ہے، یا آپ کے نزدیک ایسا کرنا ضروری نہیں؟ مجھے آپ کے جواب اور رائے گرامی کا انتظار رہے گا۔

امید ہے کہ مولانا عبدالحفیظ صاحب[۱] پہنچ گئے ہوں گے، خدا کرے آپ کی صحت بالکل اچھی ہو، اور روزے بعافیت رہ جائیں۔

والسلام مع الاکرام
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۲۴ر دسمبر ۱۹۶۶ء
(۱۱ر رمضان المبارک ۱۳۸۶ھ)

فاضل گرامی منزلت زیدت معالیه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۴ر رمضان المبارک کل ۱۰ر رمضان المبارک کو موجب منت ہوا، جزاکم اللہ تعالیٰ۔

مجمع البحار[۲] کے متعلق آپ کا فیصلہ بالکل صحیح ہے، میں نے ڈاکٹر عبدالمعید صاحب[۳] کو لکھ دیا ہے کہ اب مسودہ سے وہیں مقابلہ کر کے طباعت کا سلسلہ جاری رکھا جائے، البتہ مسودہ سے تقابل اور تصحیح پوری ذمہ داری کے ساتھ کی جائے، پیشگی رقم تین ہزار تین سو روپیہ کاغذ کی خریداری کے لئے ان کے پاس بھجوادی گئی ہے، امید ہے ان شاء اللہ اب کوئی تعویق نہیں ہوگی۔

(۱) مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی صاحب مصباح اللغات استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء۔
(۲) مجمع بحار الانوار از علامہ محمد بن طاہر پٹنی۔
(۳) ڈاکٹر عبدالمعید مرحوم مرکز دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد۔

مولانا عبدالحفیظ صاحب اور مولوی ضیاء الحسن صاحب[1] کے تعاون سے خوشی ہوئی، ان شاء اللہ مولوی ضیاء الحسن کے لئے معاوضہ حسب سابق بھیج دیا جائے گا، مزید دو عالموں کے متعلق آپ جو فیصلہ فرمائیں، وہ مجھے منظور ہے، لیکن وہ انہیں دو کی طرح قابل اعتماد ہوں، نیز میں چاہتا تھا کہ مولانا عبدالحفیظ صاحب کو اس کام سے معتد بہ مدد مل جائے، اب آپ غور وفکر کے بعد جو رائے قائم کریں، اس سے مجھے اتفاق ہوگا، میں نے پہلے بھی کسی عریضہ میں لکھا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ تین چار دن رائے بریلی کے لئے فارغ فرما سکیں، سیتاپور سے آنے کے بعد میں نے ممالک عربیہ کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ، اور دینی جماعتوں کے کارکنوں کے لئے (ان کو ان کتابوں کے اثرات سے بچانے کے لئے جن میں اسلام کو نئے سیاسی واجتماعی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی ہے) ایک کتاب لکھنی شروع کی، جس کا نام تجویز کیا ہے، (الأركان الأربعة في ضوء الكتاب والسنة وفي أسلوب العصر الحديث) اس کتاب میں دین کے مستند ترین شارحین امام غزالیؒ، حافظ ابن قیمؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب کی تحقیقات ومعارف بھی نقل کرنے کا اہتمام کیا ہے، میری خواہش تھی کہ محدثانہ اور فقہی حیثیت سے آپ کی نظر پڑ جائے، تاکہ حدیث اور فقہ کے سلسلہ میں کوئی لغزش باقی نہ رہے، آپ کو یہاں آرام کرنے کا بھی موقع مل جائیگا، اور بڑے سکون کے ساتھ اس کو ملاحظہ فرمالیں گے، اگر عید کے دو چار دن بعد تشریف آوری ہو جائے تو بہت اچھا ہوگا، ورنہ شاید میرے سفروں کا سلسلہ شروع ہو جائے، یہ بھی بے تکلف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آمد ورفت کے بآرام سفر کی ذمہ داری مجھ پر ہوگی، آپ کسی رفیق کو بھی اپنے ساتھ لا سکتے ہیں، چاہئے تو یہ تھا کہ اس غرض کے لئے میں خود مؤدب حاضر ہوتا، لیکن اس بہانہ سے آپ کی رائے بریلی تشریف آوری ہو جائے گی، امید ہے کہ اس سلسلہ میں رائے قائم فرما کر مطلع کیا جائے گا۔

مولانا عبدالحفیظ صاحب کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ ان کا عنایت نامہ ملا، وہ میری طرف سے مطمئن رہیں، میں حتی الامکان ان کی تحریر کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کروں گا،

---

(۱) مولانا ضیاء الحسن ندوی اعظمی استاد حدیث، دار العلوم ندوۃ العلماء۔

شاید مجھے وسط شوال میں ان کا کچھ وقت ایک مسودہ کی نقل کے لئے لینا پڑے۔

میری ایک نئی کتاب حال میں چھپ کر آئی ہے، "ربانية لا رهبانية" جو تصوف کے دفاع میں ہے، کسی موقع پر ان شاء اللہ پیش کی جائے گی۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۳ رشوال

فاضل گرامی مرتبت زیدت معالیه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ مورخہ ۲ رمضان المبارک موجب منت ہوا کہ کوئی حرج نہیں، جیسا آپ نے تحریر فرمایا ہے، جب بھی فرصت ہو آپ تھوڑا سا وقت نکال لیں، آخر شوال تک ہو جائے تو بہتر ہے، اس وقت تک میں اس کے اضافوں اور نظر ثانی سے بھی فارغ ہو جاؤں گا۔

حدیث وسنت کی جیسی خدمت اللہ تعالیٰ آپ سے لے رہا ہے، وہ موجب صد شکر ومنت ہے، "ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء"

مجمع البحار کے کچھ صفحات آپ کے پاس چھپ کر آئے یا نہیں؟ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

والسلام
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۶ رفروری ۱۹۶۷ء

(۲۵ رشوال المکرّم ۱۳۵۶ھ)

فاضل گرامی منزلت زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۹ رشوال المکرّم ملا، مضمون پڑھ کر تعجب ہوا کہ میرے نام ڈاکٹر صاحب کا جو تار آیا ہے، اس کا مضمون ہے کہ ''مجمع البحار'' کا کام رکا ہوا ہے، پروف جلد واپس کیجئے، ہدایات کا انتظار ہے، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ انہوں نے ابھی مطبوعہ حصہ کا پروف نہیں بھیجا ہے، پھر وہ بقیہ مسودہ کس طرح طلب کرتے ہیں، حالانکہ اس وقت تک کوئی پروف نہیں ملے، آج میں نے ان کو جواب دیا ہے، اور ان سے وضاحت طلب کی ہے، ممکن ہے تار کے مضمون میں کچھ غلطی ہو، اور جتنا ان کے پاس مسودہ تھا وہ چھاپ چکے ہوں، حقیقتاً آپ کو بڑی تکلیف ہوئی ہوگی، اور سب کاموں کو ملتوی کر دینا پڑا ہوگا، اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی قبول فرمائے۔

سنن سعید بن منصور کی طباعت کی رفتار سے خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچائے۔

سائز کے بڑے ہوجانے سے اجرت میں اضافہ ہوگیا تھا، لیکن میری درخواست پر انہوں نے معتد بہ تخفیف کردی ہے، اب اضافہ برائے نام ہے، اس سے مجموعی طور پر بڑی کفایت ہوگی۔

خدا کرے مزاج گرامی بالکل بخیر ہوں، مولوی رشید احمد صاحب[1] قبول کریں۔

والسلام

نیازمند

ابوالحسن علی

(۱) صاحبزادہ مکتوب الیہ۔

۲۵؍مارچ ۱۹۶۷ء
۱۳؍ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ۔

فاضل گرامی منزلت زیدت معالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، بھوپال اور مالیگاؤں تشریف لے جانے کی اطلاع ملی تھی، اس کے بعد سے کوئی پروگرام معلوم نہیں ہوا، امید ہے کہ عید مکان پر ہوئی ہوگی، اسی توقع پر یہ عریضہ مئو کے پتہ پر لکھا جارہا ہے۔

مارچ کے پہلے ہفتہ میں میرا بمبئی جانا ہوا، خیال ہوا کہ حیدرآباد ہوتا آؤں، کتاب کی طباعت کی پیش رفت معلوم ہوجائے گی، شاید کام کی رفتار تیز ہوسکے، کوئی بات مشورہ طلب ہوگی تو عرض کردیا جائے گا، میں جناب کی ہدایت کے مطابق ان کو بتاکید لکھ چکا تھا کہ مسودہ کی پابندی کی جائے، وہ تصحیح ومراجعت کی منزل سے گزر چکا ہے، اس لئے اب اجتہاد کو دخل دینے کی ضرورت نہیں، اس کے بعد بھی غلطیاں رہ جائیں گی، تو آخر میں غلط نامہ لگادیا جائیگا، انہوں نے اس کی حرفی پابندی کی، مسودہ میں جو غلطیاں رہ گئی تھیں، اور جس کے متعلق وہ سمجھتے تھے کہ یہ اغلاط ہیں، ان کو بھی انہوں نے باقی رہنے دیا، انہوں نے ۲۵؍صفحے تک مطبوعہ صفحات مجھے دئے، اوران اغلاط کی نشاندہی کی، جو مسودہ میں باقی رہ گئے تھے، میں نے مسودہ خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ واقعی یہ اغلاط مسودہ میں رہ گئے تھے، اور یہ نظر کی چوک ہے، انہوں نے میرے خط کی وجہ سے اس میں مداخلت نہیں کی، میں ان اغلاط کی فہرست بھیجتا ہوں، اوپر غلط لفظ ہے، نیچے صحیح:

۱۔	ص۔۳	سطر۳	یوم نزل فیها الاقدام
۲۔	حاشیہ	سطر۵۔۷	اس میں ضمائر میں بڑا انتشار ہے
۳۔	ص۱۲	سطر۔۱	کودرست کردیا گیا
۴۔	ص۱۳	سطر۔۵	ذهب (نهایه، ۸/۱)
۵۔	ص۱۷	سطر۔۷	زیادتها لیس
۶۔	ص۲۴	حاشیہ(۱)	ثلث له اجران ثلاثة لهم

صفحہ ۵/ پر جہاں مصنف کا مقدمہ ختم ہوا ہے، وہاں ایک حاشیہ ہے، معلوم نہیں مصنف کے قلم کا ہے، یا بعد میں چڑھایا گیا ہے، اس میں ضمائر میں بہت انتشار و اختلاف ہے، علماء عرب کو مطالعہ کے وقت عربیت کی اس کمزوری کا بڑا احساس ہوگا، یہاں اس کو نقل کر دیا جاتا ہے۔

وسنذكر حين نستانف ماوجدته في كتب غريب الحديث، و نصرح باسمه ان عرفته، والا أعلمته بلفظ "لغة" فانه وصل بكرم الله بيدنا كتب معتبرة من هذا الجنس، لكن ما نعرف ما اسمه ۔

ان چیزوں کے بارے میں آپ کی رائے مطلوب تھی، میں نے یہ جرأت و مداخلت کی ہے، کہ صدر صحیح صاحب سے (جو صاحب علم اور ذی استعداد معلوم ہوتے ہیں) یہ کہہ دیا ہے کہ ایسے جلی اور بدیہی اغلاط کو وہ درست کر سکتے ہیں، کوئی مختلف فیہ یا اجتہادی مسئلہ ہو تو اس میں ضرور مراجعت کر لیں، طباعت کی رفتار میں بھی امید ہے کہ اضافہ ہوگا، میں نے اوراق مطبوعہ مولانا عبدالحفیظ صاحب کو دکھانے کے لئے، یا کسی محفوظ طریقہ پر آپ کی خدمت میں ارسال کرنے کے لئے رکھ لئے ہیں، کوئی جانے والا ملا، یا آپ کے نام قیام کا اطمینان ہوا تو بھیج دوں گا، طباعت اور کاغذ قابل اطمینان ہے، رائے گرامی سے جلد مطلع فرمایا جائے، تاکہ اس سلسلہ میں اگر ان کو کوئی ہدایت کرنی ہو تو جلد کر دی جائے، یہ بات طے کرنے کی ہوگی، کہ اگر متن حدیث کے خلاف، یا نہایہ کی عبارت کے خلاف کوئی لفظ آجائے، تو اس کی تصحیح کی جائے، یا نہیں؟ مثلاً 'ذهبت' کے بجائے 'ذهب' آگیا، یا ثلاثه لهم اجران مشہور حدیث کے خلاف کتاب کے حاشیہ میں ثلث له اجران آیا ہے، ایسے موقع پر کیا کیا جائے، میرے خیال میں تصحیح کر دینی چاہئے، ورأیکم أسد۔

خیریت مزاج اور آئندہ کے نظام سے مطلع فرمایا جائے، میں ۲۸/ مارچ بغایہ ۴/ اپریل لکھنؤ سے غیر حاضر رہوں گا، مکتوب دارالعلوم ندوۃ العلماء کے پتہ پر لکھا جائے۔

والسلام مع الاکرام

نیازمند

ابوالحسن علی

مولانا محمد عمران خان ندوی بھوپالی

ندوۃ العلماء کے قابل فخر اور نامور فرزند و سابق مہتمم، مجلس نظامت، مجلس انتظامیہ کے رکن اور ہندوستان کے مشہور عالم و داعی مولانا حافظ محمد عمران خان ندوی بھوپالی نے تعلیم ابتدا سے تکمیل تک دارالعلوم ندوۃ العلماء میں حاصل کی، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فراغت کے بعد دو سال جامع ازہر میں دعوت و ارشاد میں تخصص کیا اور واپس آکر دارالعلوم ندوۃ العلماء کے اہتمام کی ذمہ داری سنبھالی، پہلے مشہور محدث مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی کے نائب کی حیثیت سے اور پھر مستقل مہتمم کی حیثیت سے یہ خدمت انجام دی۔

دارالعلوم تاج المساجد کے قیام اور مسجد کی تعمیر جدید و توسیع کی وجہ سے بھوپال میں زیادہ قیام رہنے لگا، پھر بھوپال کے لئے یکسو ہو گئے۔ تاج المساجد کی تعمیر جدید اور تکمیل اور دارالعلوم تاج المساجد کا قیام ان کا ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ اس دوران ان کے قائم مقام کی حیثیت سے مولانا ابوالعرفان خان ندوی یہ ذمہ داری سنبھالتے رہے، ۱۸/اکتوبر ۱۹۸۶ء میں انہوں نے مختصر علالت کے بعد وفات پائی۔

بھوپال میں سالانہ تبلیغی اجتماع ان کی یادگار ہے، علامہ سید سلیمان ندویؒ کے متعلق بین الاقوامی سیمینار کا انعقاد دارالعلوم تاج المساجد میں کیا جو انفرادیت کا حامل سیمینار تھا۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے برادرانہ اور محبانہ تعلقات تھے جو زندگی بھر رہے جن کے گواہ مکتوبات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی انتظامی صلاحیت عطا فرمائی تھی اور دین کی اشاعت کی فکر و تڑپ اور داعیانہ کردار، دینداری کا اعلیٰ مزاج ان کی خاص صفت تھی اور حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالیؒ سے انہیں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعہ۔

نوٹ: یہ مکتوبات ڈاکٹر مسعود الرحمٰن خان بھوپالی کے مجموعہ سے منتخب کیے گئے ہیں۔

مکتوبات بنام مولانا محمد عمران خان ندوی بھوپالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لکھنؤ

۱۵ر جنوری تا ۴ر فروری ۱۹۳۸ء

برادر مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خطوط ورسائل نظر سے گزرتے رہتے ہیں، ہمارا خط بھی پہنچا ہوگا، ممکن ہے کہ اس خط کے پہنچنے سے پہلے آپ اس کا جواب بھی دے چکے ہوں، آپ کی محبت اور یاد رکھنے کا شکریہ، کہاں تک ادا کیا جائے، آپ شکریہ سے بلند ہو چکے ہیں!

آپ مصر کے متعلق بہت مفصل لکھتے ہیں، مگر اور مفصل سننے کو جی چاہتا ہے،[1] خصوصاً آپ کے حالات، اسباق کیا کیا ہوتے ہیں؟ تدریس کا کیا طریقہ ہے؟ اساتذہ کی علمی حالت کیا ہے؟ طلبہ کا معیار کیا ہے؟ آپ کے اور مشاغل کیا ہیں؟ کن لوگوں سے ملاقات ہوئی؟ کن سے انس پیدا ہوگیا ہے اور کن سے زیادہ ارتباط ہے؟ مصر کی دلچسپیوں اور تفریحات، سیاسی جلسوں وغیرہ میں کہاں تک شریک ہوتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

یہاں کے تازہ حالات یہ ہیں کہ مسعود صاحب[2] پٹنہ لائبریری چلے گئے، سنا ہوگا، (عبد الرحمان) کاشغری صاحب مدرسہ عالیہ (کلکتہ) کے لئے پا بہ رکاب ہیں اور (محمد) ناظم صاحب ڈھابیلی (ندوی) دار العلوم ندوۃ العلماء کے لئے۔

آج کل مولانا ابوالکلام (آزاد) آئے ہوئے ہیں، وزیر اعظم صاحب کی کوٹھی پر

---

(۱) مولانا محمد عمران خان ندویؒ جامعہ ازہر مزید تعلیم کے لیے گئے تھے۔ (۲) مولانا مسعود عالم ندوی

حسب معمول مقیم ہیں، ہم لوگ: میں، آپ کے مولانا اور حامد صاحب (ندوی) ملے، باتیں کیں، دارالعلوم آنے کے لئے حسب عادت وعدہ کیا، بھائی صاحب (ڈاکٹر عبدالعلی حسنی) اور مولوی عبدالباری صاحب (ندوی) بھی ملے، انہوں نے بھی دعوت دی اور حسب عادت ان سے بھی وعدہ کیا، وقت نہیں مقرر کرتے، خطرہ ہے کہ حسب عادت روانہ نہ ہوجائیں، یا علیل نہ ہوجائیں، لوگوں کو بہت اشتیاق ہے! دن بھر شہر کے وفود دارالعلوم کا چکر لگاتے ہیں کہ سنا ہے کہ مولانا ابوالکلام (آزاد) آپ کے یہاں آرہے ہیں۔

آج (روزنامہ) پانیئر سے شیخ الازہر کا فاروق (شاہ مصر) کو امیر المومنین بنانا معلوم ہوا! خدا جانے کیا قصہ ہے؟

مسعود صاحب[1] کے جانے اور (عبدالرحمٰن) کاشغری صاحب کے جانے کے خطرہ سے ہم لوگوں کی ذمہ داری اور گراں باری بہت بڑھ گئی ہے، ہم چند لڑکوں پر اتنے بڑے ادارہ کا سارا بوجھ پڑ گیا ہے، آپ بہت یاد آتے ہیں، آپ کی امید پر ہم لوگ جی رہے ہیں کہ آپ آکر سنبھالیں گے، خدا آپ کو کامیاب کرے۔

جلسہ انتظامیہ (ندوہ) نے دارالعلوم کی طرف سے آپ کی اعانت کی تجویز منظور کرلی، غالباً جلد گورنمنٹ گرانٹ میں جو کمی ہوگئی تھی پوری کردی جائے گی۔

آپ کو ایک زحمت بھی دینی ہے، عام مطابع مصریہ میں طباعت کا مکمل نرخ معلوم کرنا ہے، امید ہے کہ آپ ضروری معلومات فراہم کردیں گے اور کوئی چیز دریافت طلب نہیں رہ جائے گی، یعنی اگر کوئی شخص کسی اچھے مطبع میں کوئی کتاب چھپوانا چاہے تو تفصیل وار اس کو کیا مصارف ادا کرنے ہوں گے؟

اسی طرح اگر ہوسکے تو کسی اچھے اسکول کا نصاب بھیج دیں تاکہ معلوم ہو کہ انشاء وغیرہ کی تعلیم کا کیا طریقہ ہے؟ وضع نصاب اور طریق کار میں اس سے مدد ملے گی۔

ہم لوگ آپ کے خط کے منتظر رہیں گے اور ہمارے خط میں ان شاء اللہ آئندہ تاخیر نہیں ہوگی۔

سعد (الدین انصاری) صاحب کی خدمت میں بہت سلام اگر (ابراہیم) جبالی

---

(۱) مولانا مسعود عالم ندوی

صاحب سے ملاقات ہوتو میرا سلام کہہ دیجئے گا، وہ غالبا بھول گئے ہونگے، اسی طرح حبیب (احمد) صاحب یا دوسرے ارکان[۱] الخ کی خدمت میں (سلام)۔

یہ تو فرمایئے کہ اگر آپ کے ذریعہ کچھ کتابیں منگوائی جائیں تو آپ کو اس میں دقت تو نہیں؟ اور کیا اگر سو روپیہ کی کتابیں منگوائی جائیں تو ہندوستان کے مکاتب سے خریدنے کے مقابلے میں کفایت رہے گی یا نہیں؟ ان خطوط کا جواب خطوط کو سامنے رکھ کر لکھئے اور اگر کم سے کم نرخنامہ ہوائی ڈاک سے بھیجیں تو بہت اچھا ہوگا، ایک نہایت اہم کام اس پر موقوف ہے۔

کیا (ایڈیٹر الفتح) خطیب صاحب سے بھی ملاقات ہوتی ہے؟ میرا خیال ہے کہ مصر کے ادباء وکتّاب (اہل قلم) سے ذاتی ملاقات پیدا کرلیں مثلاً طہ حسین، (عبد الرحمٰن) زیات، (عباس محمود) عقاد وغیرہ۔

والسلام
علی

لکھنؤ

۴/فروری ۱۹۳۸ء

برادر مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۳/ذی قعدہ کو آپ کو خط لکھا، بھائی صاحب[۲] نے بھی دوسرے روز خط لکھ کر دیا، خیال تھا کہ فوراً ڈال دئے جائیں گے، اسی روز یا شاید دوسرے تیسرے روز آپ کا خط آ گیا، خیال ہوا کہ اب اس کا بھی جواب لکھ لیا جائے پھر ساتھ بھیجے جائیں، آج کل کرتے کرتے یہ دن ہوگیا، ایک تو بھائی صاحب نے آپ کے خط میں یہ لکھ دیا کہ شیخ الازہر اور حبیب (احمد) صاحب کو شکریہ کا خط بھیجا جارہا ہے اور مجھے ہدایت کردی کہ ان کے نام خط لکھ کر بھیج دیا

(۱) ازہری وفد جو سفر ہند کے دوران ۸/ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ (۱۹ فروری ۱۹۳۷ء) کو ندوہ کی زیارت کے لئے آیا تھا۔
(۲) ڈاکٹر مولانا عبد العلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

جائے، اس وجہ سے اور دیر ہوئی، آپ جانتے ہیں کہ میں کس قدر قلم چور ہوں، اس طرف مشغولیت بھی بے حد رہی، خلاصہ یہ کہ یہ خط پورے پندرہ دن کے بعد لکھا جا رہا ہے اور دونوں صاحبوں کے نام احمد (حسنی)[1] سے خط لکھوایا ہے جو شاید ڈاک سے آئے، اس تاخیر کا تاوان اس طرح دے رہا ہوں کہ (یہ خط) ہوائی ڈاک سے بھیجتا ہوں۔

افسوس ہے کہ اس وقت آپ کا خط موجود نہیں ہے، آپ کی ڈاک یہاں مقیم ہونے کے بعد دوبارہ گشت کرتی ہے۔ اس وقت معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ جہاں تک حافظہ کام کرے گا آپ کے سوالات کے جوابات دوں گا پھر اپنی سناؤں گا۔

۱۔ عبدالحق صاحب اور عرب صاحب[2] اب نگراں نہیں ہیں، دونوں صاحب مہتمم صاحب کی درسگاہ میں دائیں بائیں رہتے ہیں، عبدالحق صاحب اس حادثہ کے بعد بھی زندہ ہیں، اب باقاعدہ دارالعلوم کے اسٹاف میں ہیں، غالباً ماسٹر خلیل صاحب کی جگہ، یہ معلوم نہیں عارضی یا مستقل، غالباً آپ کے دو سوالات کا جواب ہو گیا۔

۲۔ احمد ایک گھنٹہ درجہ اول میں 'المحاورۃ العربیۃ' اور دو گھنٹہ دوم میں القرأۃ وقرآن اور ایک گھنٹہ سوم میں القرأۃ پڑھاتے ہیں، شبلی صاحب (فقیہ) نہیں آئے۔

آپ کے ایک اہم سوال کا جواب یہ ہے کہ میں نے بھائی صاحب کو آپ کا خط دکھایا، پہلے غلطی سے پورا خط دے دیا یا پھر احساس ہوا تو لے لیا اور صرف استفسار کا حصہ دیا، میری رائے تو خط پڑھ کر یہ ہوئی تھی کہ فوراً آپ کو لکھ دوں کہ آپ کا خیال مناسب ہے، آپ از ہر اور باقاعدہ تعلیم کے جھگڑے میں نہ پڑیں اور آزاد مطالعہ اور تیاری کریں، مگر بھائی صاحب اور بعض دوسرے اصحاب الرائے نے کہا کہ خان صاحب کو کوئی سند لینا ضروری ہے، قابلیت تو ہر جگہ پیدا ہو سکتی ہے، شاید یہی عمر کا فرق ہو! لیکن خان صاحب کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ کسی معقول شعبہ مثلاً 'کلیۃ اللغۃ العربیۃ یا الشریعۃ الاسلامیۃ یا اصول الدین' میں منتقل ہو جائیں؟ 'الدعوۃ والارشاد' تو کچھ اتنی وسیع نہیں معلوم ہوتی! یہاں کیا کہیں

---

(۱) احمد حسنی مرحوم عربی زبان میں بڑی لیاقت رکھتے تھے اور حضرت سید احمد شہیدؒ کی اولاد میں تھے۔

(۲) شیخ خلیل عرب مراد ہیں۔

گے کہ تبلیغ کا امتحان دے کر اور اس کی سند لے کر آئے ہیں؟ اس کا نصاب کون سنا تا پھرے گا؟ اس مسئلہ پر غور کیجئے اور اگر کوئی بنیادی تبدیلی ممکن ہو تو اب بھی وقت ہے، یہاں سے حالات کا صحیح اندازہ لگانا اور مشورہ دینا بہت مشکل ہے، اگر واقعی اس کلیۃ کی سند ملنی محال ہے تو پھر کہیں اور سے مستند سند لینے کی کوشش کیجئے۔

اب میری سنئے: سب سے اہم اور اول بات یہ ہے کہ آپ مصر کے تمام مختلف النوع اداروں اور تعلیم گاہوں کا فنی مطالعہ ضرور کیجئے اور تنظیمات جدیدہ کو خاص طور پر دیکھئے اور کچھ نوٹ کیجئے، یہاں (ندوہ میں) اس بات کا بڑا نقص ہے، ہمیں یقین ہے اور اس کا انتظار ہے کہ آپ آکر دارالعلوم (ندوہ) کو اس مکتب کے درجہ سے نکال کر ایک منظم اور اعلی درجہ کی تعلیم گاہ بنائیں گے، ازہر کی خوبیوں اور انتظامات کو بھی ذہن میں رکھئے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ آپ ایک یادداشت بھی مرتب کرلیں، اور یہ اسی سے ہوسکتا ہے، ورنہ ایسا نہ ہو کہ آپ اٹھیں اور چلے آئیں، جامعہ مصریہ (مابعد جامعۃ القاہرۃ) دارالعلوم (جامعۃ القاہرۃ کا ایک کالج) اور ابتدائی، ثانوی مدارس کا نظام، طرز تعلیم وغیرہ سب غائر نظر سے دیکھیں اور ہر جگہ دارالعلوم (ندوہ) کی اصلاح و تنظیم جدید کو پیش نظر رکھ کر نوٹ کرتے رہیں۔

ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ آپ کی موجودگی (مصر) سے فائدہ اٹھایا جائے، اس وقت چند چیزیں پیش نظر ہیں: ایک تو مجموعہ نظم ونثر کے بجائے اس سے بہتر نثر ونظم کا انتخاب تیار کرنا، اُمید ہے کہ یہ کام ہوجائے گا، میں آج سے شروع کررہا ہوں، اب طباعت کا سوال رہ جائے گا، میں نے دوسرے خط میں آپ سے نرخ (طباعت) وغیرہ دریافت کیا ہے، اس کے بعد فیصلہ ہوسکے گا۔

دوسرا پرانا خیال ریڈریں لکھنے کا ہے، مگر اس کام کے جلد ہونے کی امید نہیں، پھر آپ کی شرکت بھی ضروری ہے، اس لئے فی الحال یہ کام ملتوی ہے۔

آپ کے بھیجے ہوئے اخبارات دیکھے: 'الرسالۃ' کی تعریف تو ہم پہلے سے کرتے ہیں، میں نے کہہ دیا ہے کہ وہ ضرور منگوایا جائے 'المصری اور الاھرام' میں سے کوئی ہو، 'البلاغ' مقابلۃً بہت پست ہے۔

ہاں! (محمد) ناظم صاحب (ڈابھیلی ندوی) آگئے ہیں اور پڑھانا شروع کردیا ہے، پانچ گھنٹے ہیں: حماسہ، ششم، منتخب، پنجم، انشاء مختلف درجوں کی اور ایک گھنٹہ اول کا۔

والسلام

علی

۱۴/اپریل ۱۹۳۹ء

برادر محترم جناب خاں صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ہمت کرکے آپ کو خط لکھ رہا ہوں اور اسی طرح ڈرتے ڈرتے جس طرح دن بھر کا غائب بچہ اپنے کسی بزرگ یا سرپرست کے سامنے حاضر ہو، یقین کیجئے کہ تاخیر، تاخیر کا سبب بنتی گئی اور دیر پر دیر ہوتی گئی، آپ کے شعر نے دل پر بڑا اثر کیا اور دیر تک وردِ زبان رہا، اپنے اوپر نفریں کرتا رہا، اب پچھلے قصور معاف، آئندہ ایسی تقصیر نہ ہوگی، ہم سب خام ثابت ہوئے، آپ ہی پختہ نکلے! اب مختصراً ضروری باتیں سنئے:

آپ نے پریس لانے کا خیال ظاہر کیا ہے بڑی خوشی ہوئی، یہ ہمارے منہ مانگی مراد ہے، ہم بھی اس کو یورپ جانے پر ترجیح دیتے ہیں اگر چہ آپ کی یورپ جانے کی خواہش بدستور ہے، یہاں ان شاء اللہ کام ملنے میں کوئی دقت نہ ہوگی، والد مرحوم کی عربی تصنیفات (جو مستقل کتب خانہ ہے) جن کے لئے آپ سے مصر کا تخمینہ طباعت منگوایا تھا، ان کے لئے حیدرآباد سے رقم حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، کامیابی کی اللہ کی ذات سے امید ہے، اگر آپ پریس لے آئے تو ان شاء اللہ یہ سب کتابیں اسی میں چھپیں گی، دارالعلوم کے لئے مستقل عربی نصاب کی تالیف وطباعت کی تجویز پرانی ہے اور آپ نے ہمیشہ اس کی تحریک وتائید کی ہے، اس سلسلہ میں ہم نے عربی نظم ونثر کا ایک مجموعہ فی الحال درجہ پنجم کے معیار کے مطابق تیار کرلیا ہے جس کی تعلیم بھی اس سال سے شروع ہوگئی ہے، اس کا فوراً چھپنا ضروری ہے اور زیرغور ہے۔

دارالعلوم کو ایک ترقی یافتہ، زمانہ حاضرہ کی ضروریات وتقاضوں کے مطابق تعلیم گاہ

اور ہندوستان میں عربی تعلیم واسلامی ثقافت کی ایک جامعہ دیکھنے کی تمنا ہم سب لوگوں کو ہے، جامعہ ملیہ[1] کی کامیابیوں کو دیکھ کر بڑا رشک ہوتا ہے، یہ سب ایک مخلص جماعت کی محنت وتعاون کا نتیجہ ہے، ندوہ کے لئے کام کرنے کا بڑا میدان ہے اور اس کا ایک مستقل حلقہ ہے، صرف نئی لائنوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے، جدید لٹریچر کی اشاعت، پروپیگنڈہ اور 'قبل کل شیء' اسٹاف۔

آپ کو سن کر خوشی ہوگی کہ کرنال کے مشہور مدرسہ کو اس کے منتظمین نے ندوہ کے ماتحت کرنے کی درخواست کی اور سید صاحب کو کرنال آنے اور ترتیب نصاب کی دعوت دی، سید صاحب مجھے بھی لے گئے تھے، کل ہی سکریٹری صاحب کا ایک خط میرے نام آیا ہے کہ نصاب بنا کر بھیج دیجئے، راستہ میں ہم لوگ جامعہ (ملیہ) میں ٹھہرے تھے، اس کی ہر چیز کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے، خوشی کی بات ہے کہ سید صاحب دارالعلوم کے قیام کے لئے بہت آمادہ ہیں، اس کا بارہا اظہار کیا، دارالاقامہ کی توسیع کا بھی خیال ظاہر کیا، زمین کو دیکھتے رہے اور تعمیر کی تجویزیں کرتے رہے، مگر ابھی کسی بات کا انتظار ہے، شاید حیدرآباد کے منصب کا یا ندوۃ العلماء کے اصحاب حل وعقد کی درخواست واصرار کا۔

مصری وفد دارالعلوم آیا تھا مگر افسوس کہ مظاہرہ کچھ مؤثر نہیں رہا، بہت تھوڑا وقت انہوں نے دیا اور وہ بھی وحشت میں، لطف دیکھئے کہ سید صاحب نے دہلی میں جامعہ کے جلسہ میں جامعہ کا تعارف کرایا اور عربی میں تقریر کی، جواہر لال (نہرو) صاحب صدر تھے، لیکن ان کی دارالعلوم میں آمد کے وقت سید صاحب سفر میں تھے، میں بھی ان کے ساتھ تھا مگر وہ دہلی میں گفتگو میں دارالعلوم کا تذکرہ کرتے تھے، یہ بھی ایک نئی بات ہوئی، اور معلوم نہیں آپ سن کر خوش ہوں گے یا خفا ہوں گے، کہ وہ غریب طلبہ کے لئے ڈھائی سو روپیہ کے قریب رقم دے گئے، لے لینے کے بعد مہتمم صاحب نے کچھ کہنے سننے سے اس کو واپس کرنے کی کوشش کی مگر انہوں نے ممنونین کہہ کر معذرت کر لی۔

ہندوستان میں ان کا ایسا استقبال ہوا جیسا شاید کسی غیر سرکاری بیرونی وفد کا کبھی نہ ہوا

---

(۱) جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

ہوگا، خصوصاً پشاور میں، کانگریس نے ہر جگہ ان کے استقبال واکرام کا شاہانہ اہتمام کیا تھا، ان کو بھی یہ اعزاز ہمیشہ یاد رہے گا، گاندھی جی، بوس وغیرہ نے بڑے پیغامات بھیجے، بیسوں ایڈریس دئے گئے۔

کل مہتمم صاحب کی دعوت پر اساتذہ دارالعلوم کا جلسہ ہوا، جس میں کچھ گفتگو کے بعد حسب ذیل تجویز پاس ہوئی، اساتذہ دارالعلوم کا یہ جلسہ باتفاق آراء طے کرتا ہے کہ اساتذہ کا ایک وفد ناظم صاحب ندوۃ العلماء اور بعض مقامی ارکان سے ملاقات کرے، ان کو دارالعلوم کے صحیح حالات سے مطلع کرے اور ان سے دارالعلوم کی اصلاح وترقی وخدمت کے لئے آزادانہ طریقہ پر کام کرنے کی اجازت چاہے۔

دارالعلوم کے بعض اساتذہ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم دارالعلوم کے بعض شعبوں اور ترقیات کے لئے روپیہ جمع کریں گے، دورے کریں گے مگر اس ضمانت پر کہ وہ روپیہ ہماری خواہش اور مشورہ کے مطابق صرف کیا جائے، حاضرین نے مجھے اس کام کے لئے مامور کیا کہ میں پہلے مختصراً ناظم صاحب سے گفتگو کرلوں اور ان کا ایماء معلوم کروں، چنانچہ میں نے ان سے گفتگو کی اور وہ اس کے لئے بخوشی تیار ہیں، کل میں اس کی اطلاع دوں گا، دیکھئے کیا ہوتا ہے؟

اسٹاف میں اضافہ کے لئے ہم لوگوں نے کچھ نام نوٹ کئے ہیں اور کسی موقع سے ان کو پیش کرنے کا ارادہ ہے، مولوی (شاہ) حلیم عطا صاحب (سلون) سے شاید آپ واقف ہیں، بڑے وسیع النظر اور متبحر عالم ہیں، ان کو بھی دارالعلوم میں لانے کا ارادہ ہے، ان کو تیار کرلیا ہے، غالباً اس مہینہ کے آخر میں، میں ان کو لے کر سید صاحب کے پاس اعظم گڑھ جاؤں۔

انگریزی اسٹاف میں محب اللہ صاحب (لاری ندوی) اور مصطفیٰ کریم صاحب کی سفارش پیش نظر ہے، یہ لوگ دارالعلوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، محب اللہ صاحب سیاسیات میں ایم۔ اے کرنے والے ہیں اور مصطفیٰ صاحب سائنس کی بعض شاخوں میں ایم۔ایس۔سی کررہے ہیں، بعض صاحب استعداد اور ذکی طلبہ کی تربیت بھی دارالعلوم کی تدریس کے پیش نظر زیر غور ہے۔

یہ تو دارالعلوم کے حالات تھے جن کی اطلاع شاید آپ کو دوسرے خطوں سے نہ ہوتی یا

دیر میں ہوتی، باقی آج کل اس شہر کا سب سے بڑا مسئلہ مدح صحابہ اور تبرا کا ہے جس سے شاید آپ کو دلچسپی نہ ہو، ہاں! ایک بات خوب یاد آئی، اپریل کے دوسرے ہفتہ میں پھلواری میں طلبہ قدیم کا سالانہ جلسہ ہوا، یہاں سے مولوی صاحب اور حامد صاحب شرکت کے لئے گئے تھے، حاجی معین الدین صاحب سے صدر تھے، پہلے مولوی مسعود علی صاحب پھر سید صاحب پھر مولوی اکرام اللہ خاں صاحب صدارت کے لئے درخواست کی مگر سب نے عذر کیا، آخر حاجی صاحب منتخب ہوئے، مولوی رکن الدین صاحب دانا صدر استقبالیہ تھے جنہوں نے مولوی ناظم صاحب کی روایت کے مطابق بہت غیر معقول مضحکہ خیز خطبہ ارشاد فرمایا، حاجی صاحب کے خطبہ کی تعریف سنی ہے، ابھی دیکھا نہیں، حامد صاحب ابھی واپس نہیں آئے، ایک تجویز البتہ معقول پاس ہوئی، وہ یہ کہ طلبۂ قدیم چندہ جمع کریں اور اس سے ایک رسالہ ''ندوی'' نکالا جائے، کچھ رقم دارالعلوم کو دی جائے، تفصیلات ابھی معلوم نہیں۔

منہج کی عبارت پر نظر ثانی کر کے اور دارالعلوم کے کچھ حالات کے اضافہ اور درخواست رحم کے حذف کے ساتھ ان شاء اللہ جلد آپ کی خدمت میں بھیجا جائے گا، نیز رقم جو غالباً ۱۸ر تھی روانہ کی جائے گی، اگر چہ جب تک یہ سب آپ کو پہنچ نہیں جائے گا آپ کو اعتبار نہیں ہوگا، خط میں اگر تاخیر ہوگی تو میں سمجھوں گا کہ آپ ہنوز خفا ہیں۔

والسلام

علی

ماقبل ۲۷ر فروری ۱۹۴۳ء

محبّ گرامی ذو المجد السامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

مولوی نعمان خاں صاحب (برادر مکتوب الیہ) سے معلوم ہوا ہوگا کہ مولانا منظور صاحب (نعمانی) کے اصرار بلکہ جبر سے بجائے لکھنؤ کے دہلی سے بریلی آیا، مولانا نے میری

صحت اور کھانسی دیکھ کر اپنی دوستی اور تعلق کا پورا دباؤ ڈالا کہ ان کے ساتھ بریلی چلوں اور کچھ روز قیام کروں، اور پرہیز وآرام ونظم اوقات کا ذمہ لیا، نظام الدین کے حضرات نے بھی اس کی تائید کی اور میں گزشتہ سنیچر کو بریلی چلا آیا، یہاں پرہیز واحتیاط، آرام، کھانے سونے اور دوا کے نظم سے صحت پر اچھا اثر پڑا، کھانسی میں معتدبہ تخفیف ہے، معدہ بہتر معلوم ہوتا ہے، دعا فرمایئے کہ یہ فائدہ قائم رہے اور صحت اتنی ترقی کر جائے کہ میں مسلسل کام کر سکوں۔

لکھنؤ نہ جانا ایک جرم معلوم ہوتا تھا اور دل کسی طرح اس پر آمادہ نہ تھا کہ دارالعلوم کی ضروریات اور دوسرے کاموں کو نظر انداز کر کے محض صحت کی بحالی کے لئے لکھنؤ سے دور اور سب کاموں سے یکسو رہوں، لیکن چونکہ صحت کے معاملہ میں ہمیشہ غفلت اور کوتاہی کرتا رہا اور اس بارہ میں ہمیشہ سے متہم اور مجرم سمجھا جاتا ہوں، نیز اس لئے کہ میں خود بھی محسوس کرتا ہوں کہ اب گاڑی چلتی نہیں، ڈر ہے کہ اب بالکل کندھا نہ ڈال دینا پڑے اور بستر سے لگ جانا ہو، اس لئے بہ جبر اپنی طبیعت کو اس پر آمادہ کیا، پھر بھی دل لگا رہتا ہے اور وہاں کی ضروریات کا تصور آجانے سے ایک احساس جرم پیدا ہوتا ہے، تبلیغ اور شب جمعہ کے قیام کے نظم میں جو فتور واقع ہو رہا ہے، الاصلاح کے سلسلہ میں جو حوصلے تھے وہ سب ابھی دل ہی دل میں ہیں، دارالعلوم کے اسباق گویا شروع ہی نہیں ہو سکے، جائزہ ہلالیہ والی مجلس امتحان میں بھی شرکت نہیں ہو سکی، غرض بہت سی چیزیں یاد آتی ہیں مگر مجبوری ہے، ''وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم!'' (البقرۃ:۲۱۶)۔

اگر سید صاحب[1] مدظلہ تشریف لے آئے ہوں تو اس عریضہ کا مضمون مناسب الفاظ میں پیش فرما کر اس غیبت کی توجیہ کر دیجئے گا۔

امید ہے کہ گھر میں اور دارالعلوم میں بہ ہمہ وجوہ خیریت ہوگی، کبھی کبھی یاد کر لیا کریں، درخواست مرسل ہے۔

والسلام
دورافتادہ
علی

(۱) علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ۔

یکم نومبر ۱۹۴۳ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، مجھے تاسف اور شرمندگی ہے کہ اتنے عرصہ میں کوئی خط نہ لکھ سکا کچھ انتشار خاطر، کچھ پروگرام کا عدم تعین وابہام، غرض یہ کہ آپ کو کچھ نہ لکھ سکا، نہ معلوم کرسکا، لیکن دل لگا رہا۔

آپ کا تعزیت نامہ پھوپھا میاں[1] کے نام آیا، وہ آپ کے ممنون ہوئے، پھوپھی صاحبہ (کے انتقال سے) وہ بہت افسردہ وشکستہ دل ہیں، میں یہاں سے انتقال کے بعد ہی روانہ ہوجاتا، مگر انہوں نے اصرار کیا کہ میں بہت دل شکستہ وپژمردہ ہورہا ہوں، میں بھی تمہارے ساتھ دہلی چلوں گا، میں نے زیادہ اصرار مناسب نہیں سمجھا، اس میں دیر ہوئی، اس کے بعد ہی احمد (حسنی) کی شادی میں اصرار ہوا، اس لئے عجلت کی کہ میں بھی شریک ہوجاؤں، ۴ر نومبر تاریخ مقرر ہوئی اور انہوں نے مجھ پر بہت زور دیا کہ تمہاری وجہ سے میں عجلت کررہا ہوں، ضرور ٹھہرو، کچھ کتب خانہ (ٹونک) میں سیرت (سید احمد شہید) کے لئے نیا مواد مل گیا تھا، اس کے جمع کرنے میں بھی مصروف تھا اور وہ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا، اس سب کا خیال کرکے سفر مؤخر کردیا، اب ۵ر نومبر کو دہلی روانہ ہونے کا ارادہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ دہلی ایک ہفتہ ٹھہرنا ہے۔

دارالعلوم کے حالات سے قطعاً بے خبر ہوں اور معلوم کرنے کا بڑا اشتیاق ہے، خدا کرے بہ ہمہ وجوہ خیریت ہو، ابتدا سال میں یہ دوری بڑی شاق ہے، مگر قضاوقدر سے مجبوری ہے، ٹونک آنے کا بڑا سلسلہ جاتا رہا، یوں بھی بُعد مسافت کی وجہ سے بار بار آنے کی توقع نہیں۔ اس لئے یہاں کرنے کا کام کررہا ہوں، تیسرے ایڈیشن کے لئے مواد فراہم کرلیا ہے، اب امید ہے کہ سفر کی ضرورت نہ ہوگی۔

جناب سید[2] صاحب مدظلہ کا مزاج معلوم نہیں اب کیسا ہے؟ امید ہے کہ ان شاء اللہ

(۱) مولانا سید محمد طلحہ حسنی ٹونکی سابق استاد اورینٹل کالج لاہور، مدفون کراچی (۲) مولانا سید سلیمان ندویؒ

بالکل بخیر ہوں گے، میں اپنی پریشانیوں میں کوئی عریضہ نہیں لکھ سکا، نہ مزاج پرسی کرسکا، معلوم نہیں تشریف لانا ہوا ہے یا نہیں، اب آپ سب حضرات سے بہت محجوب ہوں کہ دارالعلوم سے اس طرح دور رہا، مگر حوادث وواقعات پر کیا اختیار۔

معلوم نہیں میرے مضامین واسباق کا کیا ہوا؟ مضامین قرآن کا مسودہ میرے پاس تھا، شاید مولانا (شاہ) حلیم عطا صاحب کچھ کررہے ہوں، نئے اساتذہ معلوم نہیں تشریف لائے یا نہیں؟ یہ سب وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہوگا، محبّ محترم مولوی محمد ناظم صاحب (ندوی)، مولانا حلیم عطا صاحب اور دوسرے اساتذہ کی خدمت میں سلام۔

والسلام

علی

۱۸/ مارچ ۱۹۴۴ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میرا پہلا عریضہ پہنچا ہوگا، یہاں کی مجالس سے فرصت پاکر بفضلہٖ تاریخی مقامات جن کا تعلق سید صاحب[1] اور ان کی جماعت سے رہا ہے دیکھنے چلا گیا تھا، کئی روز کا سفر رہا، زیادہ تر ضلع مروان میں سفر رہا، اکوڑہ، ہنڈ، شیدو، مانیری اور بالخصوص پنجتار جوان حضرات کا کئی سال تک مستقر اور مرکز رہا خوب دیکھا، اب بالاکوٹ[2] کی آخری مہم باقی ہے جس کے بعد ان شاء اللہ واپسی ہے، آج ۱۸/ مارچ ہوگئی، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یکم اپریل تک واپس پہنچ سکوں گا، آپ نے مجھے ۲۰/ مارچ تک اجازت دی تھی، اس کے بعد کی اجازت چاہتا ہوں۔

طلبہ دہلی سے اب واپس ہوچکے ہوں گے، معلوم نہیں اس مرتبہ ان کا وقت (تبلیغ

(۱) حضرت سید احمد شہیدؒ

(۲) بالاکوٹ جہاں حضرت سید احمد شہید اور اور حضرت شاہ اسماعیل شہید کی شہادت ہوئی۔

میں) کیسا گزرا؟۔

مولوی عبداللہ (عباس) صاحب پھلواروی[1] نے مجھ سے مولانا اشرف علی صاحب (تھانویؒ) کی کتابوں کی جلدوں کے لئے کہا تھا، بیس یا دس روپئے ان کو جلدوں کیلئے مل چکے ہیں، اسی قدر رقم ان کو مزید چاہئے، میں عجلت میں لکھ نہیں سکا، آپ ان کو دلا دیجئے۔

سید صاحب مدظلہ[2] بھی حیدر آباد ہی میں تشریف رکھتے ہوں گے؟ مولانا مسعود صاحب (ندوی) غالباً تشریف لے آئے ہوں گے؟ مجموعی رقم اب کہاں تک پہنچی اور دراصل مقصود میں کتنی کامیابی ہوئی؟

رفقاء اور احباب کی خدمت میں سلام، خصوصاً مولانا ناظم صاحب اور شاہ حلیم عطا صاحب سلام قبول فرمائیں۔

مولوی عبد الغفار صاحب[3] سلام کہتے ہیں، مولوی احسان اللہ صاحب (پشاوری ندوی) سلام کہتے ہیں۔

والسلام

علی

۳؍اپریل ۱۹۴۴ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، میرے دونوں عریضے پہنچے ہوں گے، آپ کے کسی گرامی نامہ سے البتہ مشرف نہیں ہوسکا۔

۲۳ کو پشاور سے روانہ ہوگیا تھا، مگر بالاکوٹ کے سفر میں (توقع کے) خلاف طوالت پیش آگئی اور دن زیادہ صرف ہوگئے، پشاور، ٹکسلا، جویلیان، ایبٹ آباد وغیرہ جانا اور آنا

(۱) مولانا عبداللہ عباس ندویؒ (۲) مولانا سید سلیمان ندویؒ۔

(۳) مولانا عبدالغفار ندوی جون پوری مرحوم سابق رکن جماعت اسلامی ہند۔

ٹرین، لاری، کار مختلف سواریوں اور ان کی ترتیب سے وقت (زیادہ) لگ گیا، ۳۰ر کو لاہور پہنچے، عرصہ کے بعد آنا ہوا تھا اور عرصہ تک آنے کی بظاہر امید نہیں، اس لئے یہاں ۴۔۵ روز صرف کرنے ضروری معلوم ہوئے، راستہ میں دو تین اسٹیشن اور کرنے ہیں، ۱۵ر اپریل تک لکھنؤ پہنچ سکوں گا، معلوم ہوا کہ بھائی صاحب[1] بھی دہلی گئے ہوئے ہیں، معلوم نہیں ابھی واپسی ہوئی یا نہیں؟

سید صاحب مدظلہ[2] ابھی حیدر آباد میں ہیں یا تشریف لے آئے؟ حالات معلوم کرنے کا کیا ذریعہ ہے؟ آپ نے تو بائیکاٹ کر رکھا ہے، دار العلوم سے اتنی طویل غیر حاضری مجھے محسوس ہوتی ہے، مگر بالکل مجبور ہو گیا ہوں، تفصیلات زبانی عرض کروں گا۔

میں نے بھائی صاحب کے ایک خط میں اس غیر حاضری کے متعلق کچھ لکھا تھا، شاید انہوں نے تذکرہ کیا ہوگا، اگر نہ کیا ہوگا تو زبانی عرض کروں گا۔

آپ پشاور پہنچ کر کچھ آرڈر دینے والے تھے وہ بھی آپ نے نہیں لکھا، آج کل وہاں مالٹا کے سوا کوئی تر پھل نہیں ہے۔

امید ہے گھر میں بہ ہمہ وجوہ خیریت ہوگی، مولانا ناظم صاحب اور شاہ (حلیم عطا) صاحب کی خدمت میں سلام۔

والسلام
علی

راولپنڈی
۱۱ر جولائی ۱۹۴۵ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بھوپال سے بعافیت واپس آچکے ہوں گے اور لکھنؤ میں پرانے

(۱) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر عبد العلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء۔ (۲) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔

ہو چکے ہوں گے۔

آپ کی غیر موجودگی میں آیا اور دہلی، سہارنپور، جالندھر، لاہور ٹھہرتا ہوا کل ۱۰ر جولائی کو راولپنڈی پہنچا، سردست پروگرام یہ ہے کہ ایک ہفتہ تحصیل ہری پور، ضلع ہزارہ پھر سری نگر و مضافات و علاقہ پونچھ، ترتیب ابھی طے نہیں۔

نتیجہ میں نے جالندھر سے ایک معتبر آدمی کو دے دیا تھا، اس وقت لفافہ نہیں تھا، امید ہے کہ ضرور پہنچ گیا ہوگا، کاپیاں محفوظ ہیں، آپ جب چاہیں گے مل جائیں گی۔

بڑا کرم ہوگا اگر اس عرصہ میں یاد فرمائیں، احباب کے خطوط کی قدر سفر میں بڑھ جاتی ہے، اس پتہ پر خط تحریر فرما سکتے ہیں اور میرے خطوط بھیج سکتے ہیں جو پشت پر تحریر ہے:

Abul Hasan Ali C/o Mr. M.S. Qureshi, Jamil Villa SMMY Bank, Kohmuree.

اساتذہ کرام کی خدمت میں سلام نیز اپنے گھر میں، خدا کرے درجۂ اول کا نتیجہ اچھا رہے۔

آپ کا
علی

۱۶ر ستمبر ۱۹۴۵ء

محبت گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اپنی (کلکتہ سے) کامیاب و فتح مندانہ واپسی اور مشرقی فتوحات پر صحیح دل سے مبارکباد قبول فرمایئے، خدا کرے مغربی مہم کی بھی نوبت آئے اور جلد آئے۔

آپ نے تو ہمیں یاد ہی نہیں کیا، آپ البتہ فراموش نہیں رہے، ایک خط بھی سری نگر سے لکھا تھا جو سفر بنگال کے زمانہ میں پہنچا ہوگا اور اب ملا ہوگا۔

شیلانگ کے دو بچے عبد الحفیظ اور محمد یونس، عبد الحمید صاحب اور عبد الرحمٰن صاحب رائے بریلوی کے ہمراہ پہنچیں گے، مدرسہ کھلنے سے پہلے غالباً چہار شنبہ کو پہنچ جائیں گے، ان

کا انتظام فرمادیا جائے، خدا کرے اب کی طلبہ کی آمد بہت اچھی ہو، معلوم نہیں بنگال کے آثار کیا ہیں؟

مولانا شبلی صاحب (فقیہ) رحمۃ اللہ کی تعزیت قبول فرمایئے، ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں!

میں نے تنخواہ واپس کردی، وہاں سے لے لوں گا، یہاں ڈاکخانہ مجھے ہی جانا پڑتا ہے اور آج کل کچھ معذور ہورہا ہوں۔

والسلام
آپ کا
علی

۵/جولائی ۱۹۴۸ء

محبّ مکرم جناب مولانا حافظ محمد عمران خان صاحب زید لطفہ و حبہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ تو خلاف طبیعت اور خلاف دستور ایسے ناراض ہوگئے کہ خطوط کا جواب بند، صاحب سلامت بند، خیر سلا بند، آپ نے باوجود وعدہ اور ارادہ کے بھوپال ہم لوگوں کو بلانا مناسب نہ سمجھا تو کوئی حرج نہ تھا، قطعاً شکایت نہیں، مگر حضرت والا خط تو لکھا ہوتا، دعا سلام کا جواب تو دیا ہوتا، تبلیغی انہماک سر آنکھوں پر، تجارتی اشغال بجا و مسلّم مگر پرانے تعلقات کا بھی کچھ حق ہے، ۱۷/سال کے تعلق کو بھلانے کے لئے ایک سال سے زیادہ کی مدت چاہئے، بیشک 'لکل جدید لذۃ' مگر سنا ہے 'لکل قدیم حرمۃ' بھی آیا ہے۔

اس دوستانہ شکایت کے بعد معلوم ہو کہ اب وہ منزل آئی ہے کہ یا تو میں آپ کے پاس ملنے اور باتیں کرنے کے لئے آؤں یا کاغذی گھوڑا دوڑاؤں، تقریباً بیس روز کے سفر در سفر سے واپس ہوا ہوں، آپ کے مشورہ سے جو نظام لکھنؤ کے لئے تجویز ہوا تھا، وہ بحمد اللہ بہت کامیاب ثابت ہوا اور اب لکھنؤ سے بہرائچ تک اور لکھنؤ سے سہارنپور تک وہی رائج ہورہا ہے، تفصیل

زبانی، اس سفر سے واپس آکر کسی سفر کی ہمت نہیں، صحت بھی متاثر ہے اور رمضان شریف کی آمد آمد، اس لئے فی الحال یہ کاغذی سفیر آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے آپ کے دارالعلوم کا انحطاط وزوال اپنے آخری نقطہ پر ہے، کوئی احتضار سے تعبیر کرتا ہے کوئی موت وحیات کی کشمکش سے، تشخیص میں زیادہ اختلاف نہیں، سید صاحب[1] مولانا مسعود علی صاحب[2] کی آمد اور اجتماع سے فائدہ اٹھا کر میں نے پھر داستان چھیڑی اور ان حضرات کے ایما سے ایک مفصل وطویل عرضداشت مرتب کر کے پیش کی، معالجہ میں جس نقطہ پر سب کا اتفاق ہوا وہ آپ کی بازگشت ہے! اور اس کی مناسب شکل یہ تجویز ہوئی کہ شایان شان اعزاز تنخواہ کے ساتھ نائب ناظم کے عہدہ پر تشریف لائیں۔

دوسرا جزیہ کہ مجلس عاملہ کے نام سے ۶-۵/اشخاص کی ایک کمیٹی ہو جو دارالعلوم کے نظم ونسق وسیاہ سپید کی مالک ہوں، اس میں دو نام اجماعی ہیں، یعنی مولانا عمران خاں صاحب ندوی اور فقیر راقم السطور، باقی تین نام جو یہ دو تجویز کر دیں، کلیات سے لے کر جزئیات تک کا ان کو اختیار ہو۔

باقی مجلس انتظامی[3] ۶۰ سے ۲۰-۲۱ اشخاص میں منحصر ہو، یہ تو کام کی کنجی ہے، باقی تنخواہ کا اضافہ، معلمین میں تغیر وقطع برید، نصاب پر مکمل نظر ثانی وغیرہ سب چیزیں اصولاً تسلیم کر لی گئیں، میری مفصل تحریر آپ پھر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اب اس وقت ہم آپ ایک دوراہے پر کھڑے ہیں: دارالعلوم پر فاتحہ پڑھ لی جائے اور ساری عمر کے منصوبوں اور عقیدوں سے تبری کی جائے یا ہمت کر کے اس کی خدمت کی آخری کوشش کی جائے، میں باوجود کوشش کے اپنے دماغ کو دارالعلوم سے یکسو نہیں کر سکا۔

ابھی دیوبند کی مجلس نصاب میں شرکت کی، ہماری ساری تجویزیں مجلس نے منظور کر لیں اور خود اپنے قلم سے خاکہ لکھ کر دے آئے جو مجلس شوریٰ نے منظور کر لیا، جو قدم پچاس برس کے عرصہ میں نہ اٹھ سکا تھا نہایت آسانی سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے اٹھ گیا اور

---

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔ (۲) مولانا مسعود علی ندویؒ سابق ناظم دارالمصنفین، اعظم گڈھ۔

(۳) ۱۹۴۸ء کے وسط میں ارکان مجلس انتظامی اور مجلس دارالعلوم کا انتخاب (کاروانِ زندگی، ج ۱/ص ۳۵۲)

دیوبند نے بالآخر وقت کے تقاضہ کو تسلیم کرلیا، مگر عالم ہمہ افسانہ دارد و ماہیچ! مور جب اپنے پاؤں کو دیکھتا ہے تو سر نیچا کر لیتا ہے۔

یہ خط مولانا مسعود علی صاحب کے ایما سے لکھ رہا ہوں، ہم لوگ بڑی سنجیدگی سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں، آپ جب لکھنؤ آئے تھے تو مولانا نے زبان روک روک کر آپ سے یہی گفتگو کی تھی مگر اس وقت زور نہیں دے سکتا تھا، ان حضرات سے بات نہیں ہوئی تھی، اب اس حیثیت میں ہوں کہ آپ سے مزید بجد (سنجیدہ) ہو کر کہوں۔

آپ اس عریضہ کو کئی بار پڑھ کر دو چار دن ٹھہر کر جواب لکھیں، اگر پڑھتے ہی غصہ آئے تو خط رکھ دیں اور پھر ٹھہر کر جواب دیں، نیز مجلس عاملہ کے بقیہ تین ارکان کے نام تجویز کر کے لکھیں، چاہتا ہوں کہ شوال سے کام شروع ہو سکے، باقی یہ سب حضرت سید صاحب[1] مدظلہ اور بھائی صاحب[2] کی سرپرستی ہی میں ہوگا، ہم ان کی رہنمائی اور سرپرستی سے محروم ہو کر کیا تیر مار لیں گے؟ ایاز قدر خود را بشناس! ان شاء اللہ ان کے مکمل اطمینان سے کام ہوگا، اگر مولوی عبد السلام صاحب (قدوائی) ہوں تو ان کو بھی دکھا دیجئے گا، شاید وہ آپ کے جلال کو کم کرنے میں ہمارے لئے معین ہوں۔

ام رضوان کو میری طرف سے اور گھر کی طرف سے سلام، بچوں کو دعا و دیدہ بوسی۔

والسلام

آپ کا

علی

مابعد ۷ر جنوری ۱۹۴۹ء

محبّ محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھائی صاحب سے رات ہی گفتگو ہوگئی تمام اجزاء سے اتفاق اور تجویز کا استحسان کیا،

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔ (۲) مولانا ڈاکٹر عبد العلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء۔

البتہ یہ فرمایا کہ جلسے کے انعقاد اور مجلس دارالعلوم کے انتخاب ونقل اختیارات کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے جس میں کوئی قانونی سقم نہ ہو، ورنہ فریق مقابل کو موقع ملے گا، بعینہ یہی رائے آپ کی بھی تھی، اس کے لئے ندوۃ العلماء کے قواعد وضوابط کا آئین تجویز ہوا۔

اب جہاں آپ نے اتنی تکلیف اٹھائی ہے براہ کرم اس وقت تشریف لے آیئے تاکہ ضوابط دیکھ کر مجلس کے انعقاد کی اطلاع اور رائے شماری کا ایسا قانونی طریقہ اختیار کیا جائے جو مختصر بھی ہو اور آسان بھی۔

آپ کا منتظر ہوں

والسلام

علی

۱۶ر جنوری ۱۹۴۹ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شام رائے بریلی سے واپسی ہوئی۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی خداداد صلاحیتوں اور نعمتوں سے آپ کے قریب تر احباب ومخلصین اور عام مسلمانوں کو پورے طور پر منتفع فرمائے اور ہمیں اپنے دوستوں اور معاصرین سے فائدہ اٹھانے اور ان کی قدر کرنے کی توفیق دے۔

مجلس دارالعلوم نے باضابطہ طے کر دیا کہ آپ کی خدمت بحیثیت مہتمم دارالعلوم حاصل کرے، اس صورت کے ساتھ کہ ۱۳ر دن آپ کے لکھنؤ میں صرف ہوں، سو روپیہ اس زحمت فرمائی کے اور پچاس مصارف سفر کے پیش کئے جائیں، اس کی اطلاع قاعدہ سے آپ کو دفتر ندوۃ العلماء سے دی جانی چاہئے، لیکن اس اطلاع کو بھی آپ باضابطہ سمجھیں اور بمبئی سے واپسی پر جلد از جلد تشریف لانے کی کوشش فرمائیں تاکہ ابتدائی مشورے ہو جائیں اور کسی طرح چول بیٹھ جائے، کئی اہم مسائل آپ کی موجودگی کے طالب ہیں اور

زائد تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔

خدا کرے بمبئی کا سفر پورے طور پر مفید و کامیاب ہو، رفقاء کی خدمت میں سلام ہو، شاید فریدی صاحب(۱) مع جماعت کے ملے ہوں، ان کا خط بھی بمبئی سے آیا ہے۔

یہ خط بمبئی کا پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بھوپال بھیجا جارہا ہے، امید ہے کہ واپسی پر آپ کو مل جائے گا، اور آپ اپنی آمد کے نظام سے مطلع فرمائیں گے۔

خدا کرے مزاج بالکل باعافیت ہو 'متعك الله بصحتك ومتع المسلمين بك'!

والسلام

آپ کا

علی

۶ رفروری ۱۹۴۹ء

مکرم ومحترم مولانا عمران خان صاحب مہتمم دارالعلوم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کئی روز سے برابر یہ بھول جاتا ہوں کہ مولوی نورالحق صاحب ندوی ناظم دینیات اسلامیہ کالج پشاور کی سند کی تکمیل کرتے جایئے، آج صبح کی نماز کے وقت یاد آیا، آپ کے چلے جانے کے بعد پھر معاملہ پڑا رہ جائے گا، مولانا عبدالماجد صاحب (دریابادی) کئی بار یاددہانی کرچکے ہیں اور آپ کا بھی نام لکھتے رہے ہیں۔

مولوی نورالحق صاحب پشاوری دارالعلوم میں غالباً ششم ہفتم تک پڑھتے رہے، تحقیق مفتی (محمد) سعید صاحب (اعظمی) سے ہوجائے گی، پھر مصر چلے گئے، وہ اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ پاکستان میں ندوہ کی سند سرکاری طور پر تسلیم کرلی جائے، اس کے لئے اخلاقی طور پر ان کو اس کی ضرورت ہے کہ ان کے پاس خود ان کی سند بھی ہو، آپ اپنے یہاں کی اسناد میں سے جو سند مناسب سمجھیں جس میں دارالعلوم میں تعلیم پانا یا درجہ عالمیت بالا جمال چھپی

(۱) مولانا افتخار احمد فریدی رکن رکین تبلیغی جماعت۔

ہوئی ہو، دیتے جایئے اور اپنے دستخط کرتے جایئے ورنہ معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔
شیخ فیض علی صاحب کے لڑکے کیلئے سردست اختتام تعطیل تک قیام کی اجازت دیتے جائیں، پھر مشورہ ہو جائے گا۔
آپ کی آمد اس مرتبہ کن تاریخوں میں ہوگی؟ بھوپال کے احباب (تبلیغ) سے سلام اور اس کی تصریح کہ وہ ہرگز مخاطب نہیں تھے، خدا جانے مجلس میں کون کون تھا، خود اہل (تبلیغ) لکھنؤ کے اعتدال کے لئے کبھی کبھی ایسی تقریر کر دیتا ہوں، بھوپال کا کام تو سب سے زیادہ منظم اور خوش سلیقہ ہے۔

والسلام
علی

۱۰ر جولائی ۱۹۴۹ء
۱۴ر رمضان ۱۳۶۸ھ

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ جو اول و آخر ہے، کل ۱۴ر رمضان مبارک (۱۳۶۸ھ) کو ملا، اس سے پہلے قطعاً کوئی گرامی نامہ نہیں ملا، اس سے پہلے میں آپ کو حیدر آباد کے روپیہ کے آجانے اور بقایا وصول ہونے پر مبارکباد لکھنے والا تھا کہ آپ کا خط آ گیا اور مجھے خود پہل کرنے کی سعادت حاصل نہ ہو سکی، مبارکباد قبول فرمایئے! اطلاع تو ہو گئی ہوگی۔
حضرت سید صاحب مدظلہ کا سرفراز نامہ مل گیا تھا، میں اصل میں (نصاب کا) ابتدائی نوٹ مکمل کر کے آپ کے پاس بھیجنے والا تھا کہ آخری طور پر سید صاحب[1] کی نظر سے گزار دیجئے اور جلد سے جلد شائع کروا دیجئے، لیکن ندوہ کی مختصر تاریخ افتتاح کیلئے چند حوالوں کی ضرورت تھی، ان میں سے یہاں کوئی چیز دستیاب نہ تھی، مجبوراً لکھنؤ کے سفر پر

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔

رکھا، اب ان شاء اللہ پنجشنبہ ۱۷ رمضان کو جاؤں گا اور دوسرے تیسرے دن رجسٹری کے ذریعہ آپ کو پورا نصاب مع ابتدائی تمہید کے بھیج دوں گا، آپ دیکھ کر اس کو طبع کروالیں، نصاب بہرحال ابتدائے سال سے جاری ہو جانا چاہئے، آپ نے طلبہ کے داخلہ کی جو ترتیب لکھی ہے وہ بالکل مناسب معلوم ہوتی ہے۔

مولوی عبداللہ (عباس ندوی) صاحب کا یہاں بھی ایک خط آیا تھا، آپ ان کو ہمت افزائی اور تشویق کا ایک خط جس سے آپ کی سرپرستی کا ترشح ہو ضرور لکھ دیجئے کام کے آدمی ہیں۔

اساتذہ کے متعلق آپ نے جو اطلاع دی وہ بالکل نئی ہے لیکن کوئی تعجب اور تشویش نہیں ہوئی، البتہ ہم سب کا امتحان سخت ہے۔

نئی تعمیر کی نئی فرصت خدانخواستہ کہیں پھر ضائع نہ ہو جائے، ندوہ کی تاریخ میں شاید پہلا موقع ہے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ پورے خلوص کیساتھ نئی تعمیر کی توفیق دے اور بالکل نیا دور شروع کرائے جس میں زیادہ اخلاص وللّٰہیت، زیادہ محبت والفت اور زیادہ تعاون واشتراک عمل ہو اور دارالعلوم کو ایک مخلص ومتعاون خاندان میں منتقل فرمادے جس میں بڑوں کو چھوٹوں پر باپ کی طرح شفقت، بڑے بھائی کی طرح اعانت اور چھوٹوں میں سعادتمند اولاد یا چھوٹے بھائیوں کی طرح بڑوں کی محبت وتوقیر ہو، شاید اللہ تعالیٰ نے یہ دور مقدر فرما کر رکھا ہو اور سب انتظام اسی کے لئے ہو۔

دیوبند کے ابتدائی دور کے واقعات اور منتظمین واساتذہ وطلبہ کے پرخلوص تعلقات کا جب تذکرہ سنتا ہوں غبطہ اور حسرت کی ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے! کیا ہماری قسمت میں بھی یہ دور ہے؟ اور ہماری زندگی میں پیش آجائے گا؟ اللہ کی رحمت سے کچھ بعید تو نہیں۔

اب نئے اساتذہ کے انتخاب میں دو چیزوں کا لحاظ بے حد ضروری ہے: ایک یہ کہ خلوص وانقیاد کا جذبہ ہو، دوسرے ترقی کی صلاحیت اور ذہنی نمو ہو، ہمارے خیال میں اگر اللہ تعالیٰ دو ایک اچھے صاحب فضل استاد مہیا فرمادے تو نوجوان اساتذہ کسی دن بڑے استاد بن جائیں گے، شاہ حلیم (عطا) صاحب، مولوی سعید احمد صاحب (ندوی) بہرحال ان شاء اللہ رہیں گے اور ضروری ہیں، اگر مزید ضرورت ہو تو مولوی عتیق الرحمٰن سنبھلی بن

مولانا منظور صاحب نعمانی، محمد رابع، (بھانجہ مکتوب نگار) پر بھی غور کیا جا سکتا ہے، مولوی طہ ندوی کا بھی خط آیا ہے، بظاہر علمی صلاحیت معلوم ہوتی ہے، فقہ، اصول فقہ اور کلیہ ادب کیلئے البتہ دو اونچے آدمیوں کی ضرورت ہے اور ان کی تلاش جاری رہنا چاہئے۔

آپ لکھنؤ کب آئیں گے؟ بہت سی باتیں کرنی ہیں، وظائف کا فیصلہ بھی غالبا ابتدائے شوال میں ہوتا ہے، کچھ اچھے طلبہ کی درخواستیں یا سفارشیں آئی ہوئی ہیں۔

میری واپسی پر بھائی صاحب[1] نے (سفر حجاز) کی تجویز پر بہت اظہار اطمینان و مسرت کیا، یہ تو آپ کی پرانی تجویز ہے، غالبا چہرہ سے زیادہ (اندازہ) نہیں ہو سکا ہوگا۔

مولوی معین اللہ اور عبد الرشید (اعظمی ندوی) حجاز کے قیام کے لئے تیار معلوم ہوتے ہیں، کیا آپ (اس) سلسلہ میں کچھ کر رہے ہیں یا ذہن کو خالی کر لیا ہے۔

کیا افتخار صاحب بھوپال میں دفتر کے انچارج ہیں، اگر ہوں یا جو صاحب ہوں وہ سلام قبول کریں، اس خط کا جواب جلد مرحمت فرمائیے تا کہ اطمینان ہو، حضرت سید صاحب[2] مدظلہ کی خدمت میں بشرط یاد سلام ادب و نیاز۔

آپ کا
علی

۲۴ر جولائی ۱۹۴۹ء

۲۸ر رمضان ۱۳۶۸ھ

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط اور نصاب کی رسید ملی فالحمدللہ، اگر طباعت خاطر خواہ نہ ہو تو پھر لکھنؤ ہی پر رکھئے، اس سے بہتر کیا کہ سرورق بحیثیت مرتب جناب سید صاحب[3] مدظلہ کا نام ہو، میں نے اس خیال سے عرض کیا تھا کہ شاید سید صاحب کے لئے تمہیدی مضمون کے سب خیالات کی

(۱) مولانا ڈاکٹر عبد العلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء (۲،۳) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔

ذمہ داری لینی مشکل ہو اور بعد میں وہ کسی حصہ سے برأت ظاہر فرمائیں، اگر تفصیلاً یا اجمالاً سید صاحب اس کو ملاحظہ فرما کر یا بغیر ملاحظہ کے اس کا انتساب اپنی طرف منظور فرمائیں تو سرورق بعینہ رہنے دیجئے البتہ جہاں سید صاحب کے بعض اقتباسات الندوہ سے نقل ہوئے ہیں، وہاں ان کے حوالہ میں ایسی ترمیم کر دیجئے کہ سید صاحب کے بحیثیت مرتب اور منقول عنہ ہونے میں تضاد نہ معلوم ہو، بہر حال اس میں آپ کو کامل اختیار ہے۔

مصلحت بین وکار آسان کن

دار العلوم ان شاء اللہ ہم لوگوں کی توجہات کا مرکز ہوگا، حجاز کے مسئلہ سے اس کو تضاد نہیں، یہ اس وقت بھی طے شدہ تھا کہ صرف موسم حج میں کم سے کم اور ضروری مدت کے لئے ایک پھیرا ہو جایا کرے، اس میں ان شاء اللہ کم سے کم مدرسہ کو نقصان نہیں پہنچے گا، البتہ لکھنؤ کے تبلیغی کام کو اندیشہ ہے، لیکن اس سال کے علاوہ مولانا منظور صاحب(۱) کی مستقل اقامت اس کے لئے کافی ہے، آپ اس کو ذہن سے نکالیں، ندوہ کی نگرانی اور تولیت میں اس کام کا(۲) ہونا ادارہ اور اس کے متعلقین کے لئے سعادت عظمیٰ ہے اور آپ چونکہ اس کے محرک اور مؤید قوی تھے اس لئے آپ کے ہوتے ہوئے یہ بہت بڑا ذخیرہ اور قربیٰ ہے! ہمارے نزدیک اس کام کو جس وسعت نظر، توسط اور تعاون کی ضرورت ہے وہ ہمارے ادارہ کے علاوہ کسی اور سے ملنا مشکل ہے، جی بھی یہی چاہتا ہے اور ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے کہ یہ کام ندوہ سے متعلق رہے، باقی اس کام کی ضرورت اور اس کی ضروریات کے لئے مضمون مرتب کر کے بھیج دوں گا، رمضان میں تو ممکن نہیں ماہنامہ ''الفرقان'' کا بھی انتظار ہے، اس میں بہت کچھ مواد آ گیا ہے، کچھ اور اضافہ کر کے مکمل کر دوں گا، شاید یہ بہتر ہو کہ آپ کی لکھنؤ آمد اس مسئلہ پر بھائی صاحب(۳) کی موجودگی میں آخری گفتگو ہو جائے اور وہیں میں کام کا خاکہ اور اس کا تعارف لکھ دوں، یہ اس لئے کہتا ہوں کہ غالباً دو تین شوال تک میں سہارنپور جاؤں، وہاں حجاز کے سلسلے کی آخری مشاورت ہوگی، اس روشنی میں ہم کو اور بھی سہولت

---

(۱) مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔ (۲) تبلیغی دعوت۔

(۳) ڈاکٹر مولانا سید عبد العلی حسنیؒ برادر بزرگ مکتوب نگار۔

ہوگی، مولوی معین اللہ اس سلسلہ میں چار پانچ شوال تک دہلی پہنچنے والے ہیں، ان کو اس انتخاب کی نظام الدین سے بھی اطلاع گئی تھی اور دوسرے نامزد مولوی عبدالرشید اعظمی ندوی یہاں پہنچ گئے ہیں اور تیار ہیں۔

اساتذہ کے انتخاب میں بغیر اعتماد کامل کے کوئی نیا اقدام نہیں ہونا چاہئے، میں مولوی طہ صاحب سے ذاتی طور پر واقف بھی نہیں، اگر آپ کا تجربہ یہ ہے تو خارج از گفتگو۔

ٹائٹل واپس کرنے کی ضرورت نہیں، اگر سید صاحب اپنا انتساب قبول فرمالیں تو پھر کسی تغیر کی ضرورت نہیں، ہمارے خیال میں تو یہ نصاب ونظام پانچ سو سے زیادہ تعداد میں نہ چھپوایئے، 'و الأمر الیکم'۔

آپ کیلئے دعا، دین کے بہت سے شعبوں کی سرسبزی اور بقا کے لئے دعا کے مرادف ہے، جو دعا کرے گا خود اپنا بھلا کرے گا، امید ہے کہ آپ نے بھی ازراہ کرم فراموش نہ فرمایا ہوگا۔

مولوی سید مظفر صاحب(۱) نے سلام لکھا ہے، ننھے میاں(۲) کو مبارکباد اور بہت سلام۔

سید صاحب مدظلہ کی خدمت میں سلام، حجاز کب تشریف لے جارہے ہیں؟

آپ کا

علی

۱۷ ستمبر ۱۹۴۹ء

۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ

مکرم ومحترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اضافہ تنخواہ کا نقشہ دیکھا، اس وقت سے عجب کشمکش میں ہوں، آپ کے احترام اور تعلق کا تقاضہ یہ ہے کہ کلیۃ اس پر صاد کردوں اور ضمیر کی آواز یہ ہے کہ پورے احترام واعزاز کے ساتھ اپنے حقیر معروضات پیش کروں، آپ کی فطری فراخ دلی اور بلند نظری

(۱) مولانا مظفر حسین شاہ کشمیری ندوی۔ (۲) برادر خورد مکتوب الیہ۔

سے امید ہے کہ اس کو ہرگز کسی اور چیز پر محمول نہ کیا جائے گا اور جس خلوص کے ساتھ لکھا جارہا ہے اسی خلوص کے ساتھ ملاحظہ فرمایا جائے گا۔

بہت ڈرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اضافہ یافتگان کی فہرست میں اپنا نام بھی درج فرمایا ہے، اس پر نظر ثانی کی جائے، میرے خیال میں ہم لوگوں کو جو ایک دینی درسگاہ کو چلانے کی ذمہ داری قبول کررہے ہیں ضرور ایثار سے کام لینا چاہئے اور اپنے اوپر کچھ نہ کچھ تکلیف گوارہ کرنی چاہئے، اس کے بغیر اس ادارہ میں روح، للّٰہیت اور خدا کی نصرت پورے طور پر شامل نہیں ہوسکتی، دین کی خدمت کا یہی مزاج ہے اور میں اپنے اس یقین سے مجبور ہوں، ہم جب پچاس فیصدی ایثار کریں گے تو (دوسروں سے) دس فیصدی ایثار کے متوقع ہوسکتے ہیں، اور اس ادارہ کی مالی حالت خواہ کسی قدر (بھی) مستحکم اور اس کے وسائل خواہ کتنے (ہی) وافر ہوجائیں ایثار کے بغیر وہ چل نہیں سکتا، نیز ہمیں اپنے اور اساتذہ کے درمیان اتنا عظیم تفاوت نہیں رکھنا چاہیے جس کا ان کو احساس وشکایت ہو اور خود ہمارا ضمیر مطمئن نہ ہو کہ حدیث میں آیا ہے ثلاث من جمعهن فقد جمع الايمان الانصاف من نفسك الخ میرے خیال میں یہ بات بہت بڑھ جائے گی کہ اساتذہ کو پورے مہینہ چار چار پانچ پانچ گھنٹے محنت سے پڑھانے کے بعد بمشکل سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملے، اور انہیں میں سے کسی کو تیرہ دن یا نصف یا اس سے زائد پر دوسو روپیہ، یہ چیز محسوس ہونے والی ہے اور آج نہیں تو کبھی نہ کبھی حسد اور تنافر پیدا کرنے والی ہے، البتہ اگر مکمل مہینہ ہو تو اس کی تاویل نسبتاً آسان ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ اضافہ ہوگا اس کا بار اس حقیر پر بالکل نہیں ہوگا، دارالعلوم کے خزانہ اور آپ کی جدوجہد اور اوقات پر ہوگا، لیکن اصولی طور پر میرا ضمیر اس سے غیر مطمئن ہے اور میں نے اپنی ذمہ داری اور دیانت داری کا تقاضا سمجھا کہ اس بارے میں اپنا اختلاف پیش کروں، اگر مجلس دارالعلوم کے ارکان اس اختلاف رائے کے باوجود اس کو ضروری سمجھیں اور منظور کرلیں تو سمجھوں گا کہ مجھ پر ذمہ داری نہیں اور میں اپنا فرض انجام دے چکا۔

میں نے خلاف طبیعت اپنے خیال کا اظہار کردیا، امید ہے کہ آپ اس کو اس طرح

ملاحظہ فرمائیں گے جیسے یہ دوسرے کا معاملہ ہو اور آپ میری جگہ پر ہوں۔

والسلام

خاکسار

ابوالحسن علی

۲۱ ستمبر ۱۹۴۹ء

۲۸ ذی قعدہ ۱۳۶۸ھ

برادر مخدوم ومحبّ گرامی قدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پڑھ کر بہت شرمسار ہوا، نقشہ تنخواہ بھیجنے میں تاخیر محض اس وجہ سے ہو رہی تھی کہ میری سمجھ نہیں آتا تھا کہ میں اس کو کس طرح پیش کروں اور بعد میں کس طرح ملاقات کروں گا، پھر احساس فرض نے مجبور کیا۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا ہے جو علی اپنے نفس کے ساتھ کرتا اور عزیز ترین بھائی کے ساتھ کرتا، مجھے خدا سے یہی امید ہے، آپ نے جو فیصلہ کیا وہی آپ کے مقام ومرتبہ کے مناسب ہے اور پہلے کے مقابلہ میں ہر طرح آپ کے شایان شان ہے، نہ عارف ہوں نہ روشن ضمیر، لیکن یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ معاشی حیثیت سے بھی یہ فیصلہ زیادہ باعث خیر وبرکت ہے اور یہی مسئلہ کا حل ہے۔

میں آپ کو چند سو سے کہیں زیادہ قیمتی سمجھتا ہوں، اس کا کس طرح یقین دلاؤں، آپ کی خدمات کے حصول کر ہرگز گراں سودا نہیں سمجھتا، آپ کے ایک دن کی قیمت میرے نزدیک ادا نہیں کی جاسکتی، لیکن تنخواہوں کی موجودہ تقسیم اور معاملہ کی نوعیت اس کی مقتضی تھی کہ آپ سردست ایثار سے کام لیں، 'وَلَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا' (الطلاق:۱) اس طرح تنخواہوں کی بیشی آپ کا ایک ایسا اخلاقی کارنامہ ہوگا جو ذاتی منافع سے بالکل بے لوث ہوگا اور ایک اخلاقی نقش ہوگا جو ان شاء اللہ قائم رہے گا۔

مجھے اس کا خوب احساس ہے کہ آپ کے بقیہ دن بھی ندوہ کے تفکر وتدبر میں گزرتے

ہیں، اوراس کا خیال آپ کے دل ودماغ پر طاری رہتا ہے، اور آپ ایام راحت میں بھی لوگوں سے زیادہ دارالعلوم کی خدمت انجام دیتے ہیں، لیکن یہ سب آپ کا تبرع اور تطوع ہے، لوگوں کو اس کا علم نہیں، وہ تو وہی کہیں گے جس کی طرف میں نے خط میں اشارہ کیا، 'اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ' کا اقتضا بھی یہی ہے کہ آپ اس معاملہ میں سکوت سے کام لیں 'اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ' (ھود:۱۱۵) اصل اعتراف وجزا اسی کی ہے۔

باقی رہی افسرانہ خفگی تو مجھے اس کا شکوہ اور قلق ہے کہ آپ نے اس حقیر رفیق کو نہ پہچانا، اول تو افسری کیسی؟ آپ لوگوں نے نیابت معتمدی[1] تجویز کی، میں نے منظور کرلی، میں تو وہی ہوں جو سالہا سال آپ کی ماتحتی میں دارالعلوم میں کام کرتا رہا، ایاز قدر خود را بشناس! اب کون سے سرخاب کے پر لگ گئے؟ افسرانہ خفگی ہرگز نہیں، محض حجاب مانع تھا، نیابت معتمدی پہلے بھی بڑا بار تھی، اب آپ کے اس جملہ کے بعد تو طبیعت پر بہت گراں ہے! ایک دوست اور رفیق سے زیادہ مجھے کچھ اور مطلوب نہیں۔

آپ کے اس خط سے میرے دل میں آپ کے احترام ومحبت میں ترقی ہے، معلوم نہیں میرے اس عریضہ کا آپ کی طبیعت پر کیا اثر پڑا ہوگا؟۔

والسلام
آپ کا
علی

۱۸/اکتوبر ۱۹۴۹ء

محبّ مکرم وصدیق محترم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا، بمبئی کے سفر کے سلسلہ میں خط دیکھتے ہی یہ رائے قائم ہوگئی کہ آپ کو تشریف لے جانا چاہیے، ان شاء اللہ دینی، اصلاحی فائدہ اور ندوہ کے نفع سے خالی نہیں ہوگا،

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تجویز پر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو نائب معتمد تعلیم مقرر کیا گیا تھا۔

ان مجالس کی وہاں بڑی اہمیت ہے، آپ سے ان شاء اللہ لوگوں کو صحیح بات معلوم ہوگی اور ایک اچھی تبلیغ بھی ہو جائے گی۔

واقعات ہر جگہ جو پیش آرہے ہیں عین مطابق توقع ہیں، اچھا ہوا کہ بھائی قطبی صاحب کی پنشن ہی ہوگئی، اب تو اس تبلیغی کام ہی سے توقع لگی ہوئی ہے، سب کا بدل وہی ہے، الحمدللہ کہ آپ کی تشریف آوری سے پھر نشاط پیدا ہوگیا۔

مولانا اسباط صاحب تشریف لاتے ہیں اور پابندی اور انہماک سے پڑھاتے ہیں، طلبہ مطمئن ومسرور معلوم ہوتے ہیں، ہدایہ اولین، شرح وقایہ، مختصر المعانی اور ایک سبق کوئی اور ہے۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اوپر کے اساتذہ کم اور نیچے کے زیادہ ہیں، اوپر کے سبق تقسیم کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے، شاہ حلیم عطا صاحب کے ہنوز پانچ گھنٹے ہیں، ان کے اسباق نہ تو اساتذہ بخوشی لینے کے لئے تیار ہیں نہ طلبہ دینے کے لئے، نہم کی "حجة الله البالغة" اور فضیلت کی مسلم کے گھنٹے ابھی تک خالی ہیں، نیچے مولوی نورالحسن صاحب کے دو گھنٹے تھے کھینچ تان کر کے ایک اور دیا، قاری (منیر) صاحب کے تین تھے ایک اور ہوا، مولوی عبدالماجد صاحب کے دو ہی ہیں، وہ آگئے ہیں۔

افسوس کہ تنخواہوں کی بیشی نے اساتذہ کرام کے احساس فرض اور پابندی میں کوئی اضافہ نہیں کیا! بڑا تساہل نظر آتا ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا، اگر کسی بڑے استاد کا دو ایک چھوٹے استادوں سے تبادلہ ہو سکے تو اچھا ہے، آئندہ سال مستقل دس گھنٹوں کا اضافہ ہوگا۔

پرسان حال کی خدمت میں سلام۔

والسلام
آپ کا
علی

۲؍نومبر ۱۹۴۹ء

۱۰؍محرم ۱۳۶۹ھ

صدیق سامی ومحبّ گرامی 'متع اللّٰہ بحیاتہ و أطال بقاء ہ!'

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ مع الخیر بمبئی سے تشریف لے آئے ہوں گے اور آپ کا یہ سفر ہر حیثیت سے ان شاء اللّٰہ کامیاب رہا ہوگا، بمبئی کی زمین اور مسلمانوں کے دلوں میں بہت سے ایسے مبارک بیج پڑ گئے ہوں گے جو آئندہ زمانہ میں خدا کے حکم سے اچھے پھل پھول لائیں گے، تفصیلات سننے کا انتظار ہے، فرصت ہو تو وہاں کے مفصل حالات سے مطلع فرمائیں۔

اس عرصہ میں مسلسل دارالعلوم ندوہ ہی میں رہنا ہوا، عجیب اتفاق ہوا کہ اب جب مسلسل قیام کا موقع پیدا ہوا ہے تو اس کی بڑی مدت آپ کی غیر موجودگی میں گزر جاتی ہے، اگر یہ زمانہ مشترک گزرتا تو شاید بہت سے مفید مشورے ہو سکتے اور کچھ کام کی باتیں ہو جاتیں۔

آپ کی آمد سے پہلے چند باتیں آپ کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں تاکہ آپ وہاں سے ان پر غور کر کے کارروائی کر سکیں، اور اس میں کسی کی رائے نہ سمجھی جائے، میری دلی خواہش ہے کہ یہ دور ہر طرح کامیاب و نیک نام ہو اور ہر اچھی ابتدا خالصۃً آپ کی طرف منسوب ہو، الحمدللّٰہ کہ اساتذہ کی تنخواہوں کے سلسلہ میں یہی پیش آیا اور یہ آپ ہی کا کارنامہ سمجھا جاتا ہے، اسی طرح چاہتا ہوں کہ تمام ترقیات و اصلاحات آپ کی حسنات میں شمار ہوں۔ اسی بنا پر یہ عریضہ لکھ رہا ہوں تاکہ آپ وہیں سے حکم جاری کر سکیں اور اس میں کسی کا دخل نہ سمجھا جائے۔

روشنی کے سلسلہ میں میں نے آپ کو توجہ دلائی تھی کہ اس کا وقت بہت کم ہے، آپ نے فرمایا تھا کہ ایک مرتبہ اس کا بل آجانے دیجئے، اس سے اندازہ ہو جائے گا، اس کے بعد اگر مناسب ہوا تو توسیع کر دی جائے گی، اس وقت یہ بھی مصلحت تھی کہ طلبہ نے اس میں صحیح طریقہ اور ذریعہ اختیار نہیں کیا تھا، اب آپ کو یہاں پہنچ کر علم ہوگا کہ ماہ ستمبر کی روشنی کے خرچ کا بل چوالیس روپیہ دو آنے تین پائی آیا ہے، اور یہ تو آپ کے علم میں ہوگا کہ روشنی

کے سلسلہ میں ہمیں طلبہ سے تین سو روپیہ وصول ہوتے ہیں، اس لئے کہ طلبہ کی تقریبی تعداد ایک سو پچاس ہے، اور دو روپیہ فی کس کے حساب سے روشنی کا چارج ہوتا ہے، ایسی صورت میں ہم بجلی کے سلسلہ میں زائد خرچ کر سکتے ہیں، لیکن اس کے برعکس ہم نے روشنی کی مدت میں مزید اختصار کر دیا ہے، یعنی اب ساڑھے نو بجے (رات) ہی سے بلیک آؤٹ شروع ہو جاتا ہے، میرا خیال ہے کہ اس پر غور کر کے جلد سے روشنی کی مدت میں معتدبہ توسیع فرما دیجئے، اب جاڑوں کے دنوں میں خصوصاً جب سے مدرسہ دس بجے (دن) سے ہو جائے گا، اور میرا خیال ہے کہ پندرہ نومبر سے کرنا پڑے گا، پڑھنے کا موقع صرف رات کو ہوگا، یوں بھی جاڑوں کی لمبی رات سوتے نہیں گزاری جا سکتی، خواہ طلبہ نہ پڑھیں مگر ذہن پر اس کا اثر یہی ہوتا ہے کہ ہم قانوناً دس بجے کے بعد پڑھ نہیں سکتے، اس اثر کو ضرور مٹانا چاہئے اور مدرسہ کو زیادہ سے زیادہ مطالعہ کرنے کی ہمت افزائی کرنی چاہئے، میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ وہیں سے مفتی صاحب[1] کو تحریر فرما دیں کہ روشنی گیارہ بجے سے پہلے گل نہ کی جائے، اس لئے کہ اس سے بجلی کے بل میں شاید دس روپیہ سے زیادہ کا اضافہ نہ ہو، ابھی طلبہ میں اس سلسلہ میں خاموشی ہے، یہ اس کا بہترین موقع ہے کہ آپ کی طرف سے یہ آسانی دے دی جائے۔

دوسرا معاملہ باورچی خانہ کا ہے، باورچی خانہ کے انتظام اور ملازمین و نگراں کی امانت سے بالکل اطمینان نہیں ہے، اس سلسلہ میں آپ کو خصوصی توجہ فرمانی پڑے گی۔

اسی طرح اس کے قوانین بھی نظر ثانی کے محتاج معلوم ہوتے ہیں، یہ قوانین پرانے بنے ہوئے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کیا گیا ہے کہ طلبہ مدرسہ کا ایک ضروری اور مرغوب فیہ عنصر ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کسی دولت محاربہ کی رعیت سمجھ کر ان کی معمولی سی فروگزاشت یا مجبوری پر سخت سزائیں اور جرمانے کئے گئے ہیں، مجھے اس کا تازہ تجربہ ہوا، مولوی شفیق الرحمٰن صاحب نئے طالب علم ہیں جو گویا میری نگرانی میں ہیں اور ان کو تبلیغی فنڈ سے بھی کچھ دیا جاتا ہے، وہ غالباً ستمبر میں صرف

(۱) مفتی محمد سعید اعظمی اس وقت کے قائم مقام مہتمم۔

دس دن دارالاقامہ میں حاضر رہے، ان سے تیرہ روپے چار آنے کا مطالبہ ہوا جس میں پندرہ یوم کی مکمل حاضری محسوب کر کے اس کی فیس اور پندرہ یوم کی غیر حاضری کی فیس دو روپیہ اور روشنی اور ورزش کے ڈھائی روپیہ شامل کئے گئے ہیں۔

اول تو یہ اصول کہ پندرہ یوم سے کم غیر حاضری کی بابت کچھ مجرا نہیں دیا جائے گا، بہت محل غور ہے کہ اگر کوئی طالب علم صرف چار روز کھانا کھائے اور اتفاق سے اطلاع نہ کرے تو اس سے پندرہ یوم کے دام وصول کئے جائیں گے، فقہی حیثیت سے بھی قابل غور ہے، پھر روشنی کا مطالبہ، درا حالیکہ اس نے صرف چند دن روشنی سے فائدہ اٹھایا، اسی طرح ورزش بغیر شرکت کے، یہ سب قابل غور باتیں ہیں جن کا اثر ایک طالب علم اور اس کے سرپرست پر یہ ہوتا ہے کہ یہ مدرسہ نہیں بلکہ کوئی تجارتی محکمہ ہے جو زیادہ سے زیادہ روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے، مظاہر العلوم (سہارنپور) کے متعلق معلوم ہے کہ طالب علم کی غیر حاضری مجرا ہوتی ہے، آپ پرانے قانون کا اتباع کئے بغیر نئے حالات میں از سر نو غور فرمائیں کہ جب ہم بڑی خوشامدوں سے طلبہ کو بلاتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسا خالص قانونی اور تعزیری معاملہ کہاں تک حق بجانب اور قرین مصلحت ہے؟

بڑے اساتذہ میں سے ابھی کسی نئے صاحب کا نام ذہن میں نہیں ہے جن کے لئے کوشش کی جائے، آپ ہی نظر رکھئے، میرے خیال میں ایک اچھے محنتی مدرس صرف ونحو ومتوسط استاد کی بھی ضرورت ہوگی، تعلیم ابھی تک قابل اطمینان نہیں ہے۔

مولانا منظور صاحب (نعمانی) آخر نومبر تک امید ہے کہ تشریف لائیں، ایک مفصل خط آیا تھا، ان شاء اللہ جواب دوں گا (سالانہ تبلیغی) جلسہ جنوری کے متعلق، ڈاکٹر (ظہیر الحسن) زیدی صاحب کا بھی خط آیا تھا، ان شاء اللہ جواب دوں گا، ابھی تو وقت بہت دور ہے، شرکت کا ارادہ ضرور ہے، اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

سید صاحب[1] کا معلوم نہیں کیا ارادہ ہے؟ مولوی محمد حسن صاحب انوار المطابع بری اطلاع دیتے ہیں، آپ کو بھی شاید معلوم ہو گیا ہو؟ اسلامی آئین ساز مجلس کی صدارت الخ

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔

آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۹/اپریل ۱۹۵۰ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ سب سے رخصت ہوکر آج صبح ۶:۴۰ پر بمبئی بعافیت پہنچے، اٹارسی پر جگہ ہوگئی اور رات آرام سے گزری، آپ حضرات اور آپ کے مخلص احباب نے پورے قیام (بھوپال) میں جس محبت وخلوص کا معاملہ فرمایا اور دوپہر کو جس عنایت وشوق سے پہنچانے تشریف لائے اس کا دل پر بہت اثر ہے، زبان وقلم اس کے شکر سے قاصر ہیں عاملکم اللہ بلطفه ورحمته کما عاملتمونا بحبکم و کرمکم! جتنے احباب ہیں ان کی خدمت میں ہم دونوں کی طرف سے بہت بہت سلام واظہار تشکر۔

مولانا منظور صاحب (نعمانی) کے خط کی ایک اہم بات آپ سے کہنی بھی رہ گئی، وہ یہ غالباً اس مرتبہ آپ کے قیام (ندوہ) کے زمانہ میں تعطیل کی فیس کی وصول یابی کا موقع آئے جو شاید مستطیع طلبہ سے سات روپے اور غیر مستطیع سے دس روپے ہے، (اور بالعکس)، اس میں اتنی سفارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس قدر سہولت وتخفیف کی گنجائش ہو فرمائی جائے کہ طلبہ کی مالی حالت معلوم ہے، اگر مجبوری ہو تو بالکل غیر مستطیع اور ضیق الحال طلبہ کا تتبع کیا جائے اور ان کو مستثنیٰ کرنے کی کوشش فرمائی جائے کہ بعض بالکل بے استطاعت ہیں، دو روپیہ کی بھی سکت نہیں رکھتے۔ میں بعض سے ذاتی طور پر واقف ہوں اور آپ نے بھی بعض کا جوتا اور بعض کے کپڑے بنوائے ہیں، یہ غریب آپ کی مسامحات اور آپ کے الطاف کے یقینی مستحق ہیں کہ "ضیوف اللہ والرسول" ہیں، کی تلاش واہتمام سے ان کو معلوم کرکے ان کے ساتھ امکانی رعایت فرمائی جائے، آپ کا خط غالبا

قیام بمبئی کے زمانہ میں مل سکے، ورنہ ان شاء اللہ لکھنؤ میں ملاقات ہوگی، ہم لوگوں کا قیام حاجی صاحب کے یہاں ہے جو عبدالرحمٰن اسٹریٹ پر رہتے ہیں اور جماعت (تبلیغ) کے بزرگوں میں سے ہیں، یہ خط شرف الدین صاحب کے یہاں سے لکھ رہا ہوں، والسلام علیکم وعلی رفقتکم۔

والسلام
ابوالحسن علی

۲۶/جولائی ۱۹۵۰ء

محبّ گرامی وصدیق معظم دام توفیقه و زیدت حسناته!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

رمضان المبارک کے روزے، تراویح اور عید سعید مبارک! اس عرصہ میں دونوں طرف سے بالکل سکون رہا، آپ تو قرآن مجید اور خدمات تبلیغ میں مشغول تھے، میرے لئے سوائے کسل وغفلت کے کوئی عذر نہیں، والعذر عند کرام الناس مقبول۔

یہ عریضہ سہانپور سے ارسال خدمت ہے، یہاں سے رائے پور، دہلی ہوتا ہوا لکھنؤ پہنچوں گا، ۲/۳/اگست تک لکھنؤ ان شاء اللہ پہنچوں گا، آپ امید ہے وہیں تشریف رکھتے ہوں گے۔

چاہتا تھا وظائف کی تقسیم کے موقع پر ضرور ہوتا، حتی الامکان کوشش کروں گا، اگر خدانخواستہ نہ پہنچ سکا تو دو کا خاص طور پر خیال رکھئے گا، ایک انوارالحسن رائے بریلوی کا جس کو میں نے گرمی کی تعطیل میں اسکول چھوڑ کر اپنے یہاں داخل ہونے پر آمادہ کیا اور اس نے اسکول سے خارجہ لے لیا ہوگا، سعید، ہونہار ہے، درخواست جا چکی ہے، نام پُر کر کے میرے ہی ہاتھ اس نے بھیجا تھا، دوسرے محمد طیب فتحپوری کا جو اصلاح المسلمین لکھنؤ کے اسکول میں پڑھتا ہے، اس کو بھی میں نے ہی آمادہ کیا ہے، ان دونوں کی ذمہ داری بھی ہے اور ان شاء اللہ اچھے طالب علم ثابت ہوں گے، تیسرے مولوی عامر صاحب رامپوری جو

مدرسہ احمدیہ بھوپال میں مدرس ہیں، تکمیل ادب کا وظیفہ چاہتے ہیں، میری بھی رائے ہے کہ ان کو اس کا موقع دیا جائے، ذکی اور عالی خاندان کے آدمی ہیں، ان شاء اللہ کسی وقت اچھے مدرس بن جائیں گے، اور بھی سخنہائے گفتنی ہیں۔ ان شاء اللہ عند الملاقاۃ۔
مولانا یوسف صاحب آئے تھے، آپ کا ذکر خیر کرتے تھے۔

والسلام
آپ کا علی

۴؍ستمبر ۱۹۵۰ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، افسوس ہے کہ آپ سے ملاقات نہ ہوسکی، افتخار صاحب (قدوائی منصرم دارالعلوم ندوہ) نے کہا کہ میں تار دے رہا ہوں اور لکھنؤ کی تاریخ سے مطلع کررہا ہوں، میں اس اعتماد پر رہا کہ آپ کو اطلاع ہوگئی ہوگی، چنانچہ بھوپال کے اسٹیشن پر خوب غور سے دیکھا لیکن آپ نظر نہیں آئے، نہ ملنے کا افسوس رہے گا۔

آج ۴؍ستمبر کو بعد ظہر (حجاز) روانگی ہے انشاء اللہ ہوائی جہاز کے سفر (حجاز) کی حکومت سعودیہ نے ادارہ صحت عالمیۃ کے ماتحت اجازت نہیں دی، اب ہم سب اسلامی جہاز سے آج جارہے ہیں، دارالعلوم سے متعلق لوگوں میں: مولوی عبداللہ (عباس) صاحب، محمد رابع سلمہ، رضوان اور مولوی طاہر ہیں، باقی حضرت (مولانا عبدالقادر) رائے پوری اور ان کے رفقاء، وخدام ہمارا قافلہ ۲۰۔۲۵ آدمیوں کا ہے۔

امید ہے کہ (دعاؤں میں) فراموش نہ فرمائیں گے، ان شاء اللہ آپ بھی فراموش نہ ہوں گے، میری تمام تقصیرات معاف فرمائیں گے، مکہ معظّمہ کے اس پتہ پر آپ (خط) لکھ سکتے ہیں: معرفت حاجی عبدالوہاب صاحب دہلوی، جبل الصفا، مکۃ المکرّمۃ، اپنے گھر میں اور تمام تبلیغی احباب کو درجہ بدرجہ سلام اور دعا کی درخواست، کرنیل اقبال محمد خاں صاحب

بھی اسی جہاز سے جارہے ہیں۔

والسلام
آپ کا
علی

۲۵ر نومبر ۱۹۵۰

۱۴ر صفر ۱۳۷۰ھ

محبّ گرامی قدر وصدیق محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ سے سخت شرمندگی ہے کہ اپنی کوتاہی اور سستی سے آپ کو کوئی خط نہ لکھ سکا، لیکن دل میں یہ خلش برابر رہی اور آپ کی یاد فراموش نہیں ہوئی، خدا کرے آپ اپنی طبعی فراخدلی سے اس تقصیر کو معاف فرمادیں اور اس عریضہ کی رسید عنایت فرمائیں، حالات لکھنؤ میں بھائی صاحب[1] سے معلوم ہوتے رہتے ہوں گے۔

مختصر یہ ہے کہ حج سے فارغ ہوکر یہاں دعوت کی طرف خصوصی توجہ کرنے کا موقع ملا، کام کا حلقہ اس وقت تک جب تک کہ حجاج مقیم تھے باہر کے اہل علم ودین میں تھا، خصوصا شامی ومصری حجاج میں، شام کی بعض شخصیتیں اور مصر کے عام تعلیم یافتہ بالخصوص اخوان المسلمین کی تحریک سے متاثر اصحاب بڑی دلچسپی لیتے اور بڑے شوق سے اجتماعات میں آتے اور رسائل (مکتوب نگار) کا استقبال کرتے ہیں، بعض بہت ہی نشیط اور فہیم نوجوان ملے، دعوتی رسائل ہاتھوں ہاتھ لئے اور دوستوں میں پھیلایا، اس دعوت کا ماحصل دینی شعور پیدا کرنا اور ذہن کو مرکزی نقطہ پر لانے کی کوشش تھی، تفصیلات وتشکیلات کا نہ موقع تھا نہ ہر ایک کے لئے موزوں، عام طور پر مصری نوجوانوں نے مصر کی دعوت دی اور پتے لکھوائے اور لکھے، حج کے بعد شام ومصر کا ارادہ تھا لیکن رفتہ رفتہ یہ خیال ذہن سے نکلنے لگا، مصارف

(۱) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء

کی دقت اور وقت کی کمی ہندوستان واپس جانے کی ترغیب دیتی تھی۔

حضرت[1] رائے پوری مدظلہ ۲؍نومبر کو روانہ ہوئے اور میں اس لئے ٹھہر گیا کہ کام بہت منتشر اور ناقابل اطمینان تھا، خیال تھا کہ حضرت کی روانگی کے بعد یہاں کے علمی و تعلیمی مرکزوں میں جنبش پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، چنانچہ جدہ سے مکہ آکر اس سلسلہ کی ابتدا کی گئی، ادباء کی ایک بااثر جماعت سے مدینہ طیبہ جانے سے پہلے تعارف وتقریب ہوچکی تھی، ان کے ذریعہ سے ریڈیو اسٹیشن سے تعلق پیدا ہوا اور ان کی فرمائش پر دو تقریریں نشر کے لئے لکھیں: 'من العالم الی جزیرۃ العرب' اور دوسری اس کا عکس 'من جزیرۃ العرب الی العالم' یہ دونوں مبسوط تعارف کے ساتھ نشر ہوئیں۔

اس کے بعد طائف کا سفر پیش آیا جس میں وہاں کے بلکہ پوری مملکت کے ممتاز ترین ادارہ 'دارالتوحید' کے دیکھنے اور وہاں کچھ کہنے سننے کا موقع ملا جو گویا حجاز کا دارالعلوم ندوۃ العلماء ہے، طائف سے واپسی پر باری باری یہاں کے کلیات (Colleges) ومعاہد (Institutes) کو دیکھنے اور تقریر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

کل 'المعہد السعودی' کی تفصیلی زیارت کی، مصری اساتذہ کو توقع سے بڑھ کر تدریس میں کامیاب اور ذی استعداد پایا 'المعہد' میں انشاء، نحو اور ادب کے تین استادوں کے درس سنے جو اکثر ازہری تھے، ان کے درس، القاء اور معلومات سے بہت خوشی ہوئی اور مدیر اور ان کے سامنے اس کا اعتراف کیا، یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش دارالعلوم میں بھی کچھ ایسے استاد ہوتے، آج 'کلیۃ الشریعۃ' اور 'المعہد السعودی' میں یکے بعد دیگرے تقریر کرنے کا اتفاق ہوا۔ 'کلیۃ الشریعۃ' میں دو ازہری استادوں کو تفسیر وحدیث بالترتیب پڑھاتے سنا، اچھا نمونہ نظر آیا۔

حکومت ان اداروں پر کافی رقم صرف کرتی ہے: دارالتوحید، کے ہر طالب علم کو جو تمام ترنجدی ہیں، ایک سو تیس ریال ماہانہ اور 'کلیۃ الشریعۃ' کے ہر طالب علم کو تین سو ریال ماہوار ملتے ہیں، ظاہر ہے کہ اساتذہ کو بالخصوص مصری مندبین (Deputed Teachers) کو کیا

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ۔

تنخواہ ملتی ہوں گی! ہم لوگ بھلا اپنے یہاں بلانے کی کی ہمت کر سکتے ہیں؟ کسی موقع سے دریافت کریں گے کہ مصری اساتذہ کو کیا ملتا ہے؟ دو ڈھائی سو مصری استاد ساری مملکت میں ہیں، اور اس وقت زمام تعلیم گویا مصر کے ہاتھ میں ہے، بلکہ ملک کا ذہن اور ثقافت بھی اسی کے ہاتھ میں ہے، خیال ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب[1] خاص طور پر ان میں سے بعض اساتذہ سے استفادہ کریں اور دارالعلوم کی تدریس ادب کے لئے تیار ہوں۔

مصر کے سفر کا خیال تو ملتوی ہو گیا تھا، مگر دفعۃً امنگ پیدا ہوئی اور خیال ہوا کہ اس ملک کو دیکھتے ہی چلیں، کب تک اس کی حسرت رکھیں گے، چنانچہ یہ ارادہ کر لیا کہ خواہ سفر خرچ کے لئے قرض ہی لینا پڑے مگر مصر ہوتے ہوئے ہندوستان واپس جائیں گے، اسی اثنا میں بھائی صاحب کا تار ملا کہ مصر کے سفر کے لئے مصارف بھیجے جا رہے ہیں، خطوط سے معلوم ہوا کہ شیخ الحدیثؒ[2] صاحب اور مولانا منظور صاحب[3] نے رقم کا انتظام کیا، ابھی تو رقم نہیں پہنچی مگر سفر کا خیال پختہ ہو گیا ہے اور تیاری شروع ہونے والی ہے۔

آپ کا خط ملا تھا، اس میں بہت مجمل و مبہم طریقہ پر کتابوں کی فرمائش تھی، اب ذرا مفصل و متعین طریقہ پر لکھئے کہ آپ کو کیا کیا کتابیں مطلوب ہیں؟ ابھی اتنا وقت ہے کہ آپ کا خط مل جائے، ہماری روانگی ان شاء اللہ ۲۰ر دسمبر کے آس پاس ہوگی۔

بھائی صاحب[4] کے خط سے معلوم ہوا کہ حیدرآباد و بھوپال سے دارالعلوم امداد نہیں آئی، اور آنے کی امید بھی نہیں، اس پے فکر پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انتظام فرمائے اور مستقل طور پر ان امدادوں سے مستغنی فرما دے۔

مولوی عبدالماجد مدرس دارالعلوم کے خط سے جو رابع سلمہ کے نام آیا تھا، معلوم ہوا کہ آپ ذی الحجہ کی تعطیل کے بعد سے لکھنؤ نہیں آئے، فکر پیدا ہوئی کہ کیا وجہ ہے؟ خدا کرے آپ کی عارضی مشغولیت اور وقتی موانع کے سوا کوئی اہم مانع نہ ہو!

لکھنؤ کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ مولانا منظور صاحب (نعمانی) برار کے دورہ پر

---

(۱) مولانا عبداللہ عباس ندویؒ سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء۔ (۲) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ
(۳) مولانا محمد منظور نعمانیؒ (۴) برادر بزرگ عبداللہ مولانا ڈاکٹر عبدالعلی حسنیؒ۔

گئے ہوئے ہیں اور آپ بھی وہیں ہیں اور شاید حیدرآباد کا بھی ارادہ ہے، خط میں کچھ تفصیل تحریر فرمائیے گا۔

کانپور کے جلسوں کی تفصیل معلوم ہوئی، بہت مسرت ہوئی، یہ بھی معلوم ہوا کہ بھوپال کی جماعت بھی مولوی نعمان خان صاحب (برادر مکتوب الیہ) کی قیادت میں پہنچی تھی، امید ہے کہ ان شاء اللہ بھوپال کا کام ترقی ہی پر ہوگا، حالات کا اشتیاق ہے، ارکان جماعت بالخصوص مولوی محمد احمد صاحب رضوی، ڈاکٹر (ظہیر الحسن) زیدی صاحب، سعید میاں (قریشی)، نوشہ میاں[1] غضنفر علی خاں، ڈاکٹر نصرت اللہ صاحب، مولوی حشمت علی صاحب، منشی حلیم الدین صاحب، ظہور میاں، مولوی نعمان خان، مولانا عبدالرشید صاحب مسکین، خلیفہ جی (محمد اسماعیل) جو آپ کی مسجد کے حجرہ میں رہتے ہیں اور تمام واقفین کی خدمت میں سلام، اندیشہ ہے کہ اس فہرست میں بعض خاص محبین رہ گئے ہوں، آپ ان کا اضافہ فرما کر ان کو سلام پہنچا دیں۔

لکھنؤ کے خطوط سے مولوی انور صاحب (لائبریرین ندوہ کتب خانہ) کے انتقال کی خبر معلوم کر کے افسوس ہوا، اللہ مغفرت فرمائے! اس مرتبہ خطوط سے لکھنؤ کے متعدد واقف اشخاص کے انتقال کی اطلاع ملی: منشی اطہر علی صاحب، ڈپٹی سید حسن صاحب نگرامی، حکیم عبدالحسیب صاحب، علی احمد خاں رحمہم اللہ، مرحومین کی ایک فہرست ہے، آپ کے عنایت نامہ کا انتظار رہے گا، گھر میں سلام کہیے،

پتہ: ابوالحسن علی، بطرف الحاج عبدالوہاب الدہلوی، الصفا، مکۃ المکرّمۃ حرم شریف، مکہ معظّمہ۔

والسلام
آپ کا
علی

---

(۱) نوشہ میاں محمد حسن علوی۔

۲؍فروری ۱۹۵۱ء

محبّ محترم و برادر مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مورخہ ۳۰؍دسمبر قاہرہ ۳۱؍جنوری کو ملا یعنی ۱۹۵۰ء کا خط ۱۹۵۱ء میں اور وہ بھی ایک عجیب طریقہ سے، ۳۱؍کو ڈاکٹر احمد امین صاحب سے "الادارۃ الثقافیۃ" میں باتیں ہو رہی تھیں، انہوں نے والد مرحوم کی کتاب 'جنۃ المشرق' دی کہ اس میں ہندی اعلام پر زبر زیر لگا دئے جائیں، اس کے ساتھ بڑی معذرت کے ساتھ ایک پرچہ دیا کہ یہ لفافہ اس کتاب میں رکھا تھا، میں نے اپنے نام سمجھ کر کھول لیا، دیکھا تو اردو میں تھا، اتنا سمجھا کہ کتابیں منگوائی گئی ہیں، معاف فرمائیے گا اب معلوم نہیں کہ یہ لفافہ کب اور کس طرح اس کتاب میں پہنچا اور کس نے وصول کر کے رکھ دیا اور ہمیں خبر نہ کی؟ بہر حال خط پڑھ کر بڑی شرمندگی ہوئی کہ آپ جواب کے منتظر ہوں گے، یہاں خط ہی مہینہ بھر کے بعد ملا۔

آپ معلوم نہیں یقین کریں گے کہ نہیں مصر میں آپ بہت یاد آئے، بلکہ مولوی معین اللہ صاحب[1] کی تو تجویز بھی تھی کہ آپ سے تشریف آوری کی درخواست کی جائے مگر اس کی کیا امید تھی؟ آپ کا خط ہی آ گیا غنیمت ہے، یہاں کی اس وقت تک کی مختصر روداد یہ ہے کہ چند دن جلال بک (عضو مجلس الشیوخ) کی ضیافت میں (العتبۃ الخضراء) میں 'لوکاندہ برلمان' میں قیام رہا، اب 'سوق الصیارف، شارع الموسکی' میں ایک غرفہ لے لیا ہے۔

پہنچنے کے دوسرے ہی روز رواق الہنود میں ایک تعارفی جلسہ ہوا، شیخ لقمان (ہندی) نے تعارف کرایا اور گرمجوشی سے، حاضرین میں زیادہ تر ترک، کچھ سوری، فلسطینی اور کمتر ہندوستانی و پاکستانی طلبہ تھے، ایک رات 'جماعۃ انصار السنۃ' کے زیر اہتمام جلسہ اور تقریر ہوئی، ایک رات 'کلیۃ الشریعۃ، اصول الدین (الازہر)' اور 'کلیۃ الھندسۃ و کلیۃ التجارۃ (جامعۃ فواد)' کے طلبہ نے مدعو کیا اور ان سے خطاب رہا، کل اوسیم میں جمعہ پڑھا اور تقریر کی، لوگوں نے مصافحہ کے لئے اس قدر ہجوم کیا کہ گر جانے اور کچل جانے کا خطرہ

(۱) مولانا معین اللہ ندویؒ سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء

پیدا ہو گیا، بار بار کہتے تھے کہ شیخ ضعیف ہے لیکن کوئی مانتا ہی نہیں تھا، ابھی تک کسی ملک میں عوام کی اتنی محبت اور سادگی نہیں دیکھی باستثناء خطہ میوات!

جن لوگوں سے اس وقت تک ملاقات ہوئی، ان میں شیخ الازہر شیخ عبدالمجید سلیم، شیخ عبداللطیف دراز مدیر الازہر، شیخ احمد محمد شاکر، شیخ امین محمود خطاب رئیس جمیعۃ الشرعیۃ قابل ذکر ہیں۔ شیخ الازہر کی مجلس میں جس میں متعدد اساتذہ ازہر، موجود تھے، آپ کا تذکرہ ہوا، ندوہ کی خدمات اور ہندوستان کے عربی مدارس کے اساتذہ کے ایثار وتطوع کا ذکر ہوا، شیخ نے فرمایا کہ کبھی ازہر بھی ایسا ہی تھا، ہم نے کہا کہ وہی ازہر کا مبارک ترین عہد تھا، آجکل ازہر میں اسٹرائک ہے، اساتذہ ترقی کا مطالبہ کرتے ہیں اور تعلیم بند ہے، شیخ الازہر بھی اساتذہ کے شریک حال ہیں۔

احمد امین صاحب نے بہت اعزاز واکرام کیا، کتابیں جو تقریباً سو روپیہ کی مالیت کی ہوں گی اور ایک قیمتی فاؤنٹن پن یادگار کے طور پر ہدیہ کیا، 'مطعم النیل جزیرۃ الشای، جنینۃ الحیوانات، الجیزۃ' میں دعوت کی اور ہر موضوع پر گفتگو رہی، یہاں روزنامچہ (مذکرات سائح فی الشرق الاوسط) لکھنے کا اہتمام رکھا ہے، ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے۔

قاہرہ غالباً آپ کے وقت سے بھی بڑھ گیا ہے، اب ۲۵ رلاکھ آبادی ہے، 'مصر الجدیدۃ' ایک مستقل یورپین طرز کا شہر قاہرہ سے آکر مل گیا ہے، الجیزۃ بھی مستقل اور متصل ہے، بمبئی اور کلکتہ سے بڑھ کر رونق اور چہل پہل معلوم ہوتی ہے، کاش کہ آپ ساتھ ہوتے اور سیر کراتے اور لوگوں سے ملاتے۔

اندازہ ہے کہ اجمالی تعارف اور واقفیت کیلئے بھی دو مہینہ چاہئیں، دیکھئے کس قدر ٹھہرنا ہوتا ہے؟ ابھی تو پورا شہر اور ایک شہر کے اندر کئی شہر باقی ہیں، نہ ازہر دیکھا نہ 'جامعۃ فواد، نہ دارالکتب المصریۃ' نہ مکتبات، نہ ادباء ومشاہیر اہل قلم سے ملے، ایک دوست کل سے ملاقات کرانے کے لئے فارغ ہوئے ہیں، سواریوں اور ہوٹل کی بڑی سہولت ہے، کھانا سستا اور انواع واقسام کا بسہولت مل جاتا ہے، مگر افسوس کہ پلاؤ شریف کہیں نظر نہیں آتا، اللہ تعالیٰ مصریوں کو اتنی سمجھ اور ذوق عطا فرمائیں کہ اس بین الاقوامی کھانے کو اپنے ملک

میں رواج دیں۔

آپ نے 'ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین' کے مقدمہ کے متعلق جولکھا ہے کل دوستوں کی یہی رائے ہے اور رابع[1] وغیرہ کی تو تجویز یہی تھی کہ اس کو کتاب سے جدا کر دیا جائے، لیکن احمد امین صاحب اپنے مقدمہ سے اچھے نکلے! معلوم نہیں کس حال میں وہ مقدمہ لکھا، زبانی گفتگو میں تو انہوں نے فراخدلی سے اس کا اظہار کیا کہ انہوں نے اس کتاب سے استفادہ کیا، اور یوں بھی وقتاً فوقتاً اس کے مضامین کا حوالہ دیتے رہتے ہیں، لیکن اس کی خوشی ہے کہ الحمدللہ کتاب یہاں کے علمی و دینی حلقوں میں وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور کافی پڑھی گئی، 'الاخوان المسلمون' کے مراقب ثقافی نے تو جماعت کو خاص طور پر اس کے مطالعہ کا مشورہ دیا اور خرید وایا، ازہر کے جلسہ اور طلبہ کی مجلس میں بھی یہ پایا کہ بہت سے لوگ اس کو پڑھ چکے تھے، کچھ اس ملک میں پنجاب کی طرح پڑھنے کا رواج زیادہ ہے۔

مولوی طاہر صاحب کے سلسلہ میں آپ نے جو انتظام فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا عطا فرمائے، فکر تھی الحمدللہ دور ہوئی۔

آپ نے ازراہ اخوت ومحبت جو مخلصانہ پیش کش فرمائی اس سے بہت دل خوش ہوا، آپ نے جس بے تکلفی سے اس کا اظہار فرمایا ہے، اسی بے تکلفی سے عرض ہے کہ جہاں اور جس وقت ضرورت ہوگی خواہ بذریعہ تار آپ سے منگوالوں گا، روپیہ تو الحمدللہ ابھی تک کافی معلوم ہوتا ہے، لیکن ہم لوگوں کو حادثہ پیش آیا کہ ہمارا معزز ہندی نوٹ جو سو روپیہ کا ہے وہ یہاں سات گنی مصری کا ٹوٹتا ہے، گویا تیس فیصدی کے قریب ہم پر جرمانہ ہوتا ہے اس لئے کافی فرق پڑ گیا ہے۔

ہمارے ساتھیوں کی رائے ہے کہ آپ کی خدمت میں تشریف آوری کی درخواست ضرور پیش کی جائے اور کم از کم یہ کہ ایک گائڈ نوٹ لکھ کر ضرور بھیج دیجئے۔

آپ نے حجاز میں دینی روح اور زندگی پیدا ہو جانے کا غالباً خطوط وروایات سے جو اندازہ لگایا ہے وہ صحیح نہیں ہے، دور کی بات اسی طرح زیادہ معلوم ہوتی ہے، صرف اتنا ہوا

---

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء

کہ کچھ سرے اور دروازے نظر آ گئے ہیں اور یہ اندازہ ہوا ہے کہ کام ہوسکتا ہے اور اسی طرح ہوسکتا ہے۔

آپ کے سفر سہارنپور کی اطلاع تو پہلے مل چکی تھی، سفر الٰہ آباد کی اطلاع آپ کے خط سے ملی، براہ کرم ندوہ کو[1] بورڈ کے طوق غلامی سے آزاد ہی رکھئے گا، اللہ تعالیٰ رازق اور مسبب الاسباب ہے، امتحان ونصاب کی پابندی تو ایک لحظہ گوارا نہیں۔

الحمدللہ حجاز ومصر میں ندوہ کا ذکر خیر ہی ہے، حجاز میں تو خوب تعارف ہوگیا ہے۔

کتابوں کی قیمت کا اندازہ لگا کر بھیج دوں گا، وہاں دریافت کرلیا جائے کہ روپیہ بھیجنے کی کیا سبیل ہے؟ میرا پچھلا عریضہ مل چکا ہوگا۔

ہاں خوب یاد آیا کہ ایک صاحب نے 'قصص النبیین' مصر میں چھپوانے کی آمادگی ظاہر کی ہے، میں نے ان کو لکھا کہ بہتر صورت یہ ہے کہ آپ اپنے خرچ پر چھپوا کر پورا اسٹاک ندوہ کو دے دیں، وہ اس کا مالک ہو، جس کو چاہے مفت دے اور جس کو چاہے بقیمت، اس کو انہوں نے منظور کرلیا ہے اور تخمینہ مانگا ہے، غالباً یہ صورت آپ کو پسند آئے گی، لکھنؤ سے قصص النبیین کا دوسرا حصہ اور اصل فوٹو جس سے بلاک بنے تھے منگوائے ہیں، آپ بھی تاکید فرمادیجئے گا۔

پتہ یہ ہے: ابوالحسن علی الندوی، 'بواسطۃ الشیخ المحترم الاستاذ جلال بک حسین، عضو مجلس الشیوخ المصری، ۲۔ شارع معروف، القاہرۃ'

چھوٹا سا پرچہ شاہ حلیم (عطا) صاحب کو عنایت فرمادیجئے گا۔

ضروری: مختارات ۳ نسخے اور 'القراۃ الراشدہ' تین ۳ نسخے فوراً بھجوادیں۔

والسلام

آپ کا

علی

---

(۱) عربی فارسی مدرسہ بورڈ الٰہ آباد مراد ہے۔

۱۹؍مئی ۱۹۵۲ء

محبّ مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ خط کے منتظر ہوں گے۔

ابھی تک ایسی کتاب جس پر طبیعت پورے طور پر مطمئن ہو سمجھ میں نہیں آئی، البتہ ایک صورت ہے، وہ یہ کہ درس میں کوئی کتاب نہ رکھی جائے، مطالعہ وامتحان کے لئے دو کتابیں بڑھا دیجئے: 'ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین' اور 'الاسلام علی متفرق الطریق للاستاذ محمد اسد ترجمہ عمر فروخ' اور یہ حاشیہ بھی لکھ دیجئے: 'دینیات کے طلبہ ادب سے مناسبت رکھیں اور مصر کے سنجیدہ علمی وادبی رسائل کا مطالعہ رکھیں اور یہ ہفتہ وار عربی جلسوں میں شرکت کریں' اس طرح ادب کی درسی کتاب کی کمی پوری ہو جائے گی، امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔

مولوی معین اللہ صاحب کو سلام۔

خاکسار

ابوالحسن علی

۱۹؍جون ۱۹۵۳ء

محبّ گرامی قدر زیدت فضائلہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج بعافیت اور ماہ مبارک بعافیت تمام اپنے مشاغل خصوصی وتلاوت وتراویح کے ساتھ گزار کر باعث ترقی درجات ہوا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی برکات سے تمام سال متمتع اور تمام محبین کو مستفید فرمائے۔

شاید آپ کو علم ہوا ہوگا کہ ۱۶؍رمضان المبارک کو میں لکھنؤ سے مسوری چلا آیا تھا، یہاں

حضرت رائے پوری مدظلہ[۱] کا قیام تھا، شاہ محمد مسعود صاحب میزبان تھے[۲] اور آخر تک ۶۰۔۶۵ مہمان ہوگئے تھے، شاہ صاحب نے بڑی فراخ حوصلگی اور اولوالعزمی سے ضیافت کی، صرف کوٹھی کا کرایہ ۱۶۰۰ روپیہ تھا، موسم بڑا خوشگوار رہا اور روزے اس طرح گزرے کہ جلدی گزر جانے کا افسوس ہی رہتا تھا، لکھنؤ سے مولوی عبدالغفور صاحب مددگار ناظم اور مولوی عبداللہ صاحب ندوی[۳] بھی ہمراہ تھے، ان کے علاوہ تبلیغی جماعت کے متعدد افراد آگئے تھے۔

یہاں عید سنیچر کو ہوئی، پہلے سے طے کرلیا تھا کہ عید کے بعد ہفتہ عشرہ اور قیام کرنا ہے یہاں تک کہ وہاں بارشیں شروع ہوجائیں، آج ۶ رشوال ہے ان شاء اللہ ۱۰ رشوال تک یہاں سے روانگی ہوگی، دو روز سہارنپور ٹھہر کر ۱۴ رتک انشاء اللہ لکھنؤ پہنچیں گے، والغیب عنداللہ۔

آپ کو دوران امتحان میں سفر کرنا پڑا، بہت سے مراحل مشورہ کے لئے تھے، اچھا تو یہ ہوتا کہ دارالعلوم کے کھلنے سے چند دن پہلے آپ اور ہم لکھنؤ میں جمع ہوجاتے اور ان سب مسائل پر غور کرکے کچھ طے کرلیتے، مگر ۱۴ ر سے پہلے نہ آپ کے پہنچنے کی توقع ہے اور نہ اب اپنی، اس لئے چند ضروری باتیں یہاں سے لکھتا ہوں تاکہ آپ ان پر غور کررکھیں اور پھر لکھنؤ پہنچ کر آخری طور پر ہم، آپ اور بھائی صاحب[۴] مل کر طے کرلیں:

۱۔ مولانا اویس نگرامی صاحب[۵] کے متعلق میں پورے سال سوچتا رہا کہ اب ان کا دارالعلوم سے مستقل تعلق ہوجانا چاہئے، طلبہ نے ان سے اچھا فائدہ اٹھایا اور وہ مطمئن اور مزید استفادہ کے خواہشمند ہیں، وہ دارالعلوم کی تدریس کے ہر طرح اہل ہیں، آسانی سے ان کا بدل نہیں مل سکتا، تفسیر پر اچھی نظر رکھتے ہیں، ہمارے حلقہ میں قرآن مجید کا ان سے اچھا علم اور ذوق نظر نہیں آتا، صالح اور متدین ہیں، طلبہ ان سے متأثر ہوتے ہیں اور اس سب کے ساتھ اپنے علمی خیالات میں پختہ ندوی ہیں، اس لئے

---

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

(۲) شاہ محمد مسعود رئیس بہٹ ضلع سہارنپور حضرت رائے پوری کے مرید خاص۔

(۳) مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء

(۴) مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء

(۵) مولانا محمد اویس ندوی نگرامی دارالعلوم ندوہ کے استاد تفسیر، حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ۔

ہمیں ان کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

موجودہ صورت استاد مندب کی زیادہ قابل اعتماد نہیں، دارالعلوم کی خیر خواہی اور ہمارے خلوص کا یہ نتیجہ ہونا چاہئے کہ ہم ان کو دارالعلوم سے مربوط کرنے کی کوشش کریں، اس سلسلہ میں جو چیز سب سے زیادہ سدراہ ہے وہ ان کا دیہاتی پروگرام ہے[1] جس سے وہ دستبردار نہیں ہو سکتے، ہمیں اپنی ضرورت کے پیش نظر ان کے لئے اتنی رعایت رکھنی چاہئے جتنی ہمارے قانون اور حالات میں گنجائش ہو، اس کی ایک شکل ہمارے ذہن میں یہ آتی ہے کہ دارالعلوم سے ان کا تعلق مستقل ہو جائے، مشاہرہ وہی سو روپیہ ہو، اساتذہ کو جو حقوق رخصت حاصل ہیں، ان کے سوا چالیس یوم کی رخصت کا حق ان کو دیا جائے، ان چالیس دنوں کی تنخواہ کے وہ مستحق نہیں ہوں گے، اگر ششماہی یا سالانہ امتحان کے زمانہ میں بھی ان کو جانے کی ضرورت پیش آئے اور ہمیں اس وقت ان کی کوئی ضرورت نہ ہو تو بلا تنخواہ رخصت لے سکتے ہیں، البتہ تعطیل سالانہ اور تعطیل ششماہی کی تنخواہ کا حق ہوگا، آپ اس صورت پر غور کر لیں، اگر اس کو پیش نظر رکھیں کہ ہمیں کام کرنا مقصود ہے اور فائدہ اٹھانا ہے، اور سب قواعد وقوانین اسی لئے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے اور کم سے کم دقتیں ہوں تو غالباً اس استثنائی معاملہ میں کوئی خاص مانع نہیں ہوگا۔

۲۔ طلبہ کی صرفی نحوی کمزوری خطرناک بلکہ شرمناک حد تک پہنچتی جارہی ہے اور اس کی طرف توجہ کرنا ہمارا اولین فرض ہے، اس کے لئے پہلے بھی میرا خیال تھا اور اب بھی ہے کہ ایک ایسے مدرس کا تقرر ضروری ہے جس کو نحو کی تعلیم کا تجربہ بھی ہو اور اس سے دلچسپی بھی اور اس کی استعداد نمایاں ہو، ہمارے یہاں پہلے اس مطلب کے مولوی مظفر حسین شاہ اور ان کے بعد مولوی مصطفیٰ تھے، اس وقت ہماری نظر میں مولوی نذیر صاحب نگرامی ہی آتے ہیں، اگر کوشش کی جائے گی تو وہ دارالعلوم آجائیں گے۔ ہمارے خیال میں اس میں اب تاخیر کی گنجائش نہیں، اگر طلبہ کی بنیاد مضبوط نہیں ہوئی تو پھر کوئی خوشی کی بات نہیں، اس لئے جلد رائے قائم کر کے اس پر عمل کیا جائے اور کسی نہ کسی طرح

(۱) مولانا اویس ندوی نگرامی اکثر دیہاتوں کا اصلاحی ودعوتی دورہ کرتے تھے۔

اس کی گنجائش نکال لی جائے۔

۳۔ معاون مکتب کا آغاز سال سے قرار واقعی انتظام ہونا چاہئے، اگر مولوی نذیر علی[1] صاحب آگئے تو ان کے سپرد کیا جاسکتا ہے، ورنہ کسی نہ کسی کے سپرد کرنا ہوگا۔

۴۔ فضیلت دینیات اور فضیلت ادب میں اچھے اچھے طالب علم تھے، اکثر ایسے نوعمر جن کی مزید تعلیم اور تکمیل کی عمر ہے اور ہونہار ہیں، اگر ان سے تعلق قائم نہ رہا تو شاید اکثر ضائع ہوجائیں، ان میں سے اکثر کی خواہش تھی کہ ان کو ایک سال فضیلت تفسیر میں تعلیم پانے کا موقع دیا جائے، فضیلت دینیات کا ابتدائی تخیل یہ تھا کہ اس کی مدت تعلیم تین سال ہوگی، پھر اس کو مختصر کردیا گیا اور ایک دوسرے میں ضم کردیا گیا، ہمارے نزدیک یہ مناسب ہوگا کہ ان طلبہ کے لئے تفسیر کا درجہ کھول دیا جائے، اور اس کا ایک ایسا نصاب بنالیا جائے جس میں علاوہ کتب تفسیر کے دینیات کی وہ ضروری کتابیں بھی آجائیں جو ان کے لئے ضروری ہیں، انشاءاللہ نصاب بن جائے گا، اس بہانہ سے وہ مزید قیام کرلیں گے، اور کام کے آدمی بن جائیں گے، اور ممکن ہے ہم کو بھی اپنے مطلب کے کچھ نوجوان مل جائیں، آپ کو خوب معلوم ہے کہ اس وقت اس اعتماد کے نوجوان کہاں ملتے ہیں؟ فضیلت میں متعدد نوجوان بڑے قابل قدر اور ہونہار ہیں اس لئے ہمیں حتی الامکان ان کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہئے، ان میں سے کچھ طلبہ کو آپ کو وظیفہ دینا ہوگا، شاید ان کی تعداد ۴۔۵ سے زائد نہ ہو، مگر ہمارے خیال میں یہ وظائف کا بہترین مصرف ہے اور بجائے ابتدائی درجات کے طلبہ پر روپیہ صرف کرنے کے یہ کہیں بہتر ہوگا کہ کچھ تھوڑا روپیہ صرف کرکے پانچ چھ سال کے گزشتہ مصارف کو جوان طلبہ پر ہوئے تھے کارآمد بنالیا جائے، اس لئے ہمارے خیال میں تفسیر یا تکمیل دینیات کا درجہ کھول کر ان طلبہ کو مزید تعلیم اور قیام دارالعلوم کا موقع دیا جائے، ہمارے پاس اس سلسلہ میں متعدد خطوط آچکے ہیں، اور متعدد طلبہ اس خواہش کا اظہار کرچکے ہیں۔

---

(۱) مولانا نذیر علی مرحوم نگرام کے مدرسہ بدریہ کے ذہین اور بہت متدین عالم تھے۔

۵۔ اگر انگریزی کالجوں کے کچھ طلبہ بشرطیکہ وہ مخلص اور دیندار ہوں دو سال کی تعلیم کے لئے آنا چاہیں تو ہمیں ان کا خیر مقدم کرنا چاہئے، رامپور کا مرکز جماعت اسلامی دیکھ کر اور وہاں کے نوجوانوں سے مل کر خاص طور پر اس کی تحریک پیدا ہوئی کہ یہ بڑی قیمتی پونجی ہے، چند انگریزی داں نوجوانوں کی اس خواہش کا اظہار ہو چکا ہے، اگر معتد بہ تعداد میں ایسے نوجوان ملتے ہیں تو ان کے لئے ضرور ایک اسپیشل کلاس کا (خصوصی درجہ) انتظام ہونا چاہئے۔

۶۔ وأخیراً ولا آخراً آپ کا مکتب جو مور کے پاؤں بنا ہوا ہے، افسوس یہ کہ تعطیل ہو جانے اور آپ کے اچانک چلے جانے کی وجہ سے اس میں تبدیلی کے لئے جو ابتدائی کارروائیاں ہونی چاہئے تھیں وہ نہیں ہو سکیں، لیکن اب دار العلوم کے کھلتے ہی کچھ حربی قدم (BOLD STEPS) اٹھانے کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں ہم نے اس کی افسر مدرسی کے لئے ایک مناسب آدمی کو ذہن میں رکھا تھا، وہ اس کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور ہمارے نزدیک بہت موزوں ہیں، جہاں تک نصاب کا تعلق ہے ہم انشاء اللہ ۱۸ر ۱۹ر شوال تک آپ کو مرتب کر کے دے دیں گے، باقی عزل ونصب کا قصہ ہے، یہ آپ کے کرنے کا کام ہے، اس کے لئے مناسب شکل اختیار کر لی جائے۔

یہ چند ضروری امور ہیں جن کا آپ کی توجہ میں لانا پہلے سے ضروری تھا، رمضان المبارک میں بھی لکھنے کی ہمت کرتا رہا، ہمت نہ ہوئی، اب ان امور پر غور کر رکھئے اور یہ عریضہ محفوظ رکھئے اور ۱۴ر کو ضرور لکھنؤ تشریف لے آیئے، ان امور میں سے کسی کے التواء کی گنجائش نہیں معلوم ہوتی اس لئے غور وفکر کر رکھئے۔

امید ہے کہ آپ کی صحت انشاء اللہ اچھی ہوگی اور حبیب سلمہ[1] بھی اب بالکل تندرست ہوں گے، اہلیہ محترمہ کا کیا حال ہے؟ میرا سلام ان کو اور بچوں کو پہنچائیں، مسوری میں خوب بارشیں ہو رہی ہیں، دن کو بھی لحاف اوڑھ کر لیٹنا پڑتا ہے۔

لکھنؤ آتے ہوئے دار العلوم کے تعارف اور اس کی بعض خصوصیات کا تذکرہ کرنے

---

(۱) ڈاکٹر حبیب ریحان ندوی صاحبزادہ مکتوب الیہ۔

کے سلسلہ میں ایک مختصر مضمون افتخار صاحب (قدوائی منصرم دارالعلوم ندوہ) کو دے آیا تھا، معلوم ہوا کہ اخبارات میں شائع ہوا۔

مولانا احتشام الحسن صاحب (کاندھلوی) بھی یہیں ہیں، اور آپ کو سلام کہتے ہیں۔

ہاں معلم الانشاء یا الانشاء العصری کے نام سے ایک کتاب آپ کے پاس تھی جس سے ہم نے القرأۃ الراشدہ کی تالیف میں استفادہ کیا تھا، آپ تلاش کر کے اس کو لائیں، اگر آپ نے کسی کو دے دی ہو تو اس سے مستعار لے آئیں، حضرت پیر (محمد یعقوب) صاحب (مجددی) کی خدمت میں اہتمام سے یاد کر کے سلام شوق پہنچا دیں۔

اس خط کا جواب آپ حضرت شیخ الحدیث، مظاہر علوم کے پتہ پر عنایت فرمائیں۔

والسلام

آپ کا

علی

۶/مارچ ۱۹۵۴ء

محبّ گرامی قدر وصدیق محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا عنایت نامہ مزاج پرسی کا لکھنؤ میں ملا، کچھ طبیعت کے عدم استقرار کچھ دیوبند کے لئے مقالہ کی تیاری میں ایسا الجھا رہا کہ ایک کارڈ نہ لکھ سکا، اسی حالت میں سفر پیش آ گیا اور ۲/مارچ کو لکھنؤ سے چل کر دہلی اور اگلے روز دیوبند پہنچا جہاں سے یہ خط لکھ رہا ہوں۔

طلبہ کی ایک انجمن نے بہ سفارش مولانا مدنی صاحب[1] اپنے جلسہ کی صدارت کے لئے بلایا تھا، میں نے بھی موقع کو غنیمت سمجھا کہ دیوبند کے طلبہ اور اساتذہ کے سامنے اپنے خیالات پیش کر سکوں گا، اس کو منظور کر لیا، اس نے کافی وقت لیا اور محنت کرنی پڑی، الحمدللہ جلسہ کامیاب رہا اور مقالہ پسند کیا گیا، امید ہے کہ اس سے ایک جنبش پیدا ہوگی، رات ۱۲/بجے کے بعد اس

(۱) مولانا حسین احمد مدنیؒ

سے فراغت کر کے دماغ کچھ یکسو ہوا، آج یہ خط لکھ رہا ہوں، بہت سے ضروری مسائل تھے جن کی لئے مفصل خط ضروری تھا، وہ تو اب آپ کی آمد پر موقوف ہے جو جلسہ انتظامیہ کے موقع پر ہی ہوگی، اس وقت صرف ایک امر کی اطلاع دینی ہے جس میں کافی تاخیر ہوئی:

وہ یہ کہ کویت کے لئے جو وفد ثقافی طے ہو رہا تھا وہ بالکل طے ہو گیا اور یہی مناسب معلوم ہوا کہ وہ بنام خدا بھیج ہی دیا جائے، انشاء اللہ ندوہ کے لئے اور دین کے لئے مفید ہوگا اور آئندہ کام کی تمہید، مولوی عبد اللہ (عباس)، محمد رابع اور مولوی معین اللہ اس کے ارکان ہیں، بہت تنگ وقت میں اس کا انتظام اور ضروری مراحل کی تکمیل ہوئی اور سب کام بھاگ، دوڑ میں ہوئے، میں اپنے اختلاج قلب اور طبیعت کی بے لطفی کی بنا پر آپ کو بھی نہ لکھ سکا، اب یہ دونوں آپ سے ملتے ہوئے جائیں گے، آپ ان کو کچھ ضروری چیزیں اور ہدایتیں نوٹ کرا دیں، یہ وفد عراق ہو کر کویت جائے گا، بعض مصالح کی بنا پر یہی آسان معلوم ہوا، رسالہ بمبئی میں تیار ہوگا، وہ ساتھ جائے گا، نہ تیار ہوگا تو مسودہ ہی لیتے جائیں گے اور کہیں چھپوالیں گے۔

کھانا لگ چکا ہے اس لئے اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں، آپ جلسہ انتظامیہ سے کچھ پہلے پہنچئے، ضروری باتیں کرنی ہیں۔

بھوپال کے جلسہ[1] کی کامیابی پر مبارکباد، مولوی مسعود علی صاحب[2] بہت متاثر تھے۔

والسلام
آپ کا
علی

۲۲ رمئی ۱۹۵۴ء

محبّ مکرم ومحترم زید لفطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے آپ بالکل بعافیت ہوں گے اور مشاغل ماہ مبارک میں مشغول ومصروف، خط لکھنے میں ایسی سستی رہی کہ آپ کو کوئی عریضہ نہ لکھا، دہلی سے انکم ٹیکس سرٹیفکٹ پہنچ گیا تھا،

(۱) بھوپال کا تبلیغی اجتماع (۲) مولانا مسعود علی ندوی سابق ناظم دار المصنفین اعظم گڈھ۔

اس کا بھی شکریہ نہ ادا کیا، یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ جس مقصد کے لیے دہلی کا سفر ہوا تھا اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی؟ یہ سب آپ کے عنایت نامہ سے معلوم ہوسکتا تھا، اور آپ معذور تھے کہ آپ کو پتہ ہی نہیں معلوم تھا۔

یکم مئی کو لاہور پہنچا، راستہ میں بڑی زحمت ہوئی، خیر سے سرحد پر ارشد صاحب اور چند احباب کار لئے موجود تھے، پھر بحمد للہ کوئی دقت نہیں ہوئی، ۳ر مئی کو راولپنڈی اور وہاں سے گھوڑا گلی آئے، یہ کوہ مری سے سات میل اسی طرف ہے، اب وہاں حضرت[۳] کی خدمت میں قیام ہے، سو کے قریب دوسرے احباب اور اہل تعلق ہیں، قریشی صاحب اور ملک صاحب سب میزبان ہیں اور بڑی فراخ حوصلگی سے ضیافت کررہے ہیں، موسم خوشگوار ہے، دن میں ہی خنکی رہتی ہے اور رات کو سردی، روزے بالکل محسوس نہیں ہوتے۔

آپ کی خیریت اور ضروری حالات کا انتظار رہے گا۔

مولانا محمد ناظم صاحب (ندوی) اور مولوی مظفر (حسین) شاہ بھی آنے والے ہیں، ملاقات ہوئی تھی۔

افتخار صاحب (قدوائی) کو دارالعلوم کے متعلق ضروری مضامین لکھ کر دے آیا تھا کہ آخر رمضان تک اشاعت کے لئے بھیج دیں، آپ بھی ان کو تاکید لکھ دیجئے کہ وہ مضامین واعلانات اہم اخبارات ورسائل کو ضرور بھیج دیئے جائیں اور ان کی کاپیاں رکھ لی جائیں، نیز دارالاقامہ میں دارالعلوم کھلنے سے پہلے سفیدی اور صفائی ہوجائے، اور تمرین الصرف جو بالکل تیار تھی چھپ جائے، انشاء اللہ ۲۰۔۲۵ر شوال تک پہنچنے کی پوری کوشش ہوگی، آپ تو ۱۶ر یا اس سے ایک آدھ روز پہلے ہی پہنچ جائیں گے۔

میاں حبیب کو سلام ودعا، گھر میں سلام۔

والسلام

آپ کا

علی

---

(۳) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

۲۵ر جون ۱۹۵۴ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا، میرا خط ملا ہوگا، مفصل خط اس لئے نہیں لکھا کہ جلد آنے کا خیال تھا مگر تاخیر ہوگئی، پہلے ۲۶ر جون کو روانگی بذریعہ ہوائی جہاز طے تھی، مگر یہاں کے قانون کے مطابق ٹکٹ دہلی سے منگوانا چاہئے تھا اور وہیں رقم جمع کروانی چاہئے تھی، اس لئے مجبوراً ٹرین سے سفر کا فیصلہ کیا اور ۲۵ر جون کو روانگی کا پروگرام بنایا، لیکن سیرت سید احمد شہید کے سلسلہ کا کام جس کی وجہ سے اس وقت تک سفر میں تاخیر ہوئی ابھی اتنا باقی تھا کہ ۴۔ ۵ر روز قیام ضروری تھا، سیرت سید احمد (احمد شہید) کا معاملہ ناشر سے اگرچہ الحمدللہ خاطر خواہ طریقہ پر طے ہوگیا، لیکن مجھے مسودہ پر آخری نظر ثانی کرنی ضروری تھی، اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے جو اقتباسات لئے تھے ان کا اضافہ کرنا تھا، مہر صاحب[1] سے بھی تبادلہ خیال اور مذاکرات جاری ہیں، بہرحال اب ۲۸۔ ۲۹ر جون تک کام کے ختم ہونے کی امید ہے اور ان شاء اللہ ۲۹۔ ۳۰ر تک واگھا کے راستہ روانہ ہوجانے کا عزم بالجزم ہے، سہارنپور ایک دو روز ٹھہر کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے، ٹیلیفون پر ٹرنک کال کرنے کا ارادہ کیا، مگر نمبر ہی یاد نہیں، بہرحال اب خط پر اکتفا کی جاتی ہے۔

پہلی چیز یہ کہ اس مرتبہ خواہش تھی اور آپ سے بارہا تذکرہ ہوا اور آپ بھی متفق تھے کہ دارالعلوم کی ترقی کے لئے یہ ضروری ہے کہ نئے داخلے ہوں گے اور اچھے اچھے طلبہ نئی نئی جگہوں کے اچھی استعداد کے اچھی تعداد میں داخل ہوں، مضامین کی اشاعت اخبارات اور متعدد اسباب کی بنا پر امید ہے کہ داخلہ کے خواہشمند طلبہ خاصے آئے ہوں گے، دیوبند اور اس کے حلقہ کے متعدد نوجوانوں اور فضلاء کے خطوط میرے پاس آئے کہ درخواستیں بھیجی ہیں، آپ کو خود خیال ہوگا، لیکن بہ سبیل احتیاط لکھتا ہوں کہ حتی الامکان ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کو اٹکانے کی کوشش کی جائے کہ دارالعلوم کو اس وقت نئے خون کی ضرورت ہے

(۱) مولانا غلام رسول مہر مصنف ''سید احمد شہید''۔

اور ذی استعداد صاحب صلاحیت طلبہ اور نوجوان اس کی ترقی وبقا کے لئے نہایت ضروری ہیں، موجودہ تعداد، اضمحلال اور ویرانی بڑی سوہان روح اور کوفت کا باعث ہے!۔

اسباق تقسیم ہوگئے ہوں گے، امید ہے کہ اساتذہ کی مناسبت اور ذوق کا خیال رکھا گیا ہوگا، نحو کے اسباق زیادہ تر مولوی حبیب الرحمٰن کو دئے جائیں تو مناسب ہے کہ گزشتہ سال ان سے بہت نفع ہوا اور طلبہ مطمئن ہوئے، درجہ خصوصی میں بھی مولوی حبیب الرحمٰن، مولوی عبد الماجد، محمد رابع کو اسباق دئے جائیں تو بہتر ہے کہ یہ جماعت قابل توجہ ہے۔

مولوی عبدالوحید صاحب تو سنا ہے کہ نہیں آسکیں گے، عزیز الٰہی خاں صاحب آگئے ہیں، خدا کرے مکتب کا کام ان کے قابو میں آگیا، معلوم نہیں درجہ خصوصی سال اول اور فضیلت ادب سال اول میں کوئی داخلہ ہوا یا نہیں؟ دونوں درجے اہمیت رکھتے ہیں، عزیز الٰہی صاحب کو دارالعلوم میں انگریزی اسباق بھی دئے گئے ہوں گے اور ان کے تقرر میں اس کا ابھی اضافہ کیا گیا ہوگا۔

دارالعلوم کے نصاب کی ترویج کا کام یہاں بہت اچھا ہوسکتا ہے، میرا اندازہ ہے کہ تمام عربی مدارس میں یہ رائج ہوسکتا ہے، کوہ مری میں ۴-۵ مدارس کے مہتمم صاحبان ومدرسین جمع تھے، تقریباً سب نے نصاب پسند کیا اور متعدد نے عملاً جاری کردیا، لیکن کتابیں یہاں دستیاب نہیں ہوتیں، بعض نے تو ایک ہی ایک نسخہ سے پڑھانا شروع کردیا، لوگ برابر پوچھتے رہتے ہیں کہ کتابیں کس طرح حاصل کی جائیں؟ ہم نے عبدالحق خان 'المکتبۃ العلمیۃ' لیک روڈ، لاہور کو آمادہ کیا ہے کہ وہ لائسنس لے کر کتابیں کافی تعداد میں منگوالیں اور ایجنسی رکھیں، وہ کوشش کررہے ہیں۔

معلوم نہیں قصص النبیین کا تیسرا حصہ پہنچا یا نہیں؟ کوئی لکھتا نہیں، جس قدر کوشش کی گئی کہ وہ وقت پر پہنچ جائے اسی قدر دیر لگی۔

مولوی سعید الرحمٰن (اعظمی) جنہوں نے بہت اچھے نمبروں سے فضیلت ادب سے فراغت کی ہے قابل قدر اور قابل تربیت نوجوان ہیں، ان کو آپ روک لیں اور سردست ان کے کھانے کا انتظام کردیں، انشاء اللہ جب آؤں گا تو آپ سے مفصل گفتگو کرکے ان کا کوئی نظام بنادیا جائے گا۔

بنارس کے ایک صاحب جن کا نام شاید حکیم علی جان ہے، عرصہ سے اپنے بچوں کا داخلہ چاہتے ہیں اور بہت پہلے سے درخواست بھیج چکے ہیں، ان کے لئے بھی کچھ انتظام ہو سکے تو ضرور توجہ فرمایئے گا، مخلص اور تعلیم اولاد کے بے حد متمنی ہیں، کچھ مئو کے نوجوان جو دیوبند کے فاضل ہیں اور غالباً فضیلت ادب میں داخلہ چاہتے ہیں، قابل توجہ ہیں، یہ عنصر ہمت افزائی کا مستحق ہے، بہر حال اس سال نئے حلقوں کے بالخصوص مدارس کے فضلاء اگر آرہے ہوں تو حتی الامکان ان کو اٹکانے کی کوشش کی جائے، اس کے بغیر ہمارا مدرسہ ہمیشہ ایک جزیرہ رہے گا، "تعیش فی عزلة عن العالم" آپ اس سب کے بعد کہیں گے کہ اور وظائف؟ اس کا جواب میرے پاس بھی کچھ نہیں، مگر ہاتھ پاؤں مارے جائیں اور اللہ تعالیٰ آدمی بھیجے گا تو ان کا رزق بھیجے گا۔

ملتان، منٹگمری، بھاولپور وغیرہ میں اچھے اچھے مدارس ہیں، وہاں کے احباب ہماری آمد کے بے حد خواہشمند اور مصر ہیں لیکن اب ہمت نہیں، مولوی ناظم صاحب (ندوی) کی آزردگی کے خطرہ کے باوجود اس گرمستان کی ہمت نہیں، دوسرا پرچہ مولوی معین اللہ صاحب کو عنایت فرمادیجئے، اس وقت مولوی سید مظفر حسین (شاہ) ندوی، مولوی احسان اللہ پشاوری اور اقبال موجود ہیں اور سلام کہتے ہیں، امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

کل کی ڈاک میں افتخار صاحب (قدوائی) کا کارڈ بھی ملا، امید ہے کہ 'تمرین الصرف' کی طباعت ہو رہی ہوگی؟

والسلام
علی

۲/جولائی ۱۹۵۴ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، یہ خط لائلپور[1] سے لکھ رہا ہوں، کل دن کو بذریعہ کار

(۱) لائل پور حال فیصل آباد۔

آیا اور اس وقت لاہور واپس جارہا ہوں، وہاں دو روز ٹھہر کر انشاء اللہ یکشنبہ ۴؍ جولائی کو لاہور سے روانہ ہو جاؤنگا اور سہارنپور ۲۔۳ روز ٹھہر کر پہنچوں گا۔

پاکستان کے مدارس عربیہ نے الحمدللہ ہمارے نصاب کو بہت پسند کیا اور وہ اس کو رائج کرنا چاہتے ہیں، اگر چند روز رہنا ہوتا اور مشہور مراکز میں جانا ہوسکتا تو شاید تمام بڑے مدارس میں یہ نصاب رائج ہو جاتا۔

یہاں مدرسہ اشاعت العلوم، لائلپور کے صدر مدرس و مہتمم مولانا سیاح الدین صاحب بڑے وسیع الخیال اور فہیم بزرگ ہیں، انہوں نے طلبہ کے سامنے ہماری آمد سے پہلے دیوبند والا مضمون پڑھ کر سنایا، براہ کرم افتخار صاحب کو تاکید فرمادیجئے کہ قصص النبیین ہر سہ حصہ، القرأۃ الراشدہ کامل، تمرین النحو، تمرین الصرف اور معلم الانشاء کا پورا سیٹ رجسٹرڈ بک پوسٹ سے اس پتہ پر بھیج دیں اور اس پر دارالعلوم کی جانب سے ہدیہ لکھ دیں۔

امید ہے کہ آپ بخیریت ہونگے، سب کو سلام،

پتہ یہ ہے: مولانا سیاح الدین صاحب، مدرسہ اشاعت العلوم، جامع مسجد، لائلپور، پاکستان۔

والسلام
ابوالحسن علی

۲۷؍ مئی ۱۹۵۵ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے یہ کارڈ آپ کو وقت پر مل جائے، آپ نے جمعہ کی روانگی اور سنیچر کی صبح کو پہنچنا لکھا ہے، یہ بہت مناسب ہے، اس میں اتنی ترمیم مطلوب ہے کہ آپ لکھنؤ اترتے ہی پہلی گاڑی سے رائے بریلی تشریف لے آئیں، یہاں فرصت بھی زیادہ ہوگی اور سکون کے ساتھ کام ہوگا، دوسرے میں چونکہ معتکف بھی رہا اور عید کے دوسرے روز مجھے ایک مختصر سفر

بھی کرنا پڑا، اس لئے گھر والوں پر متصل سفر شاق ہے، اس لئے کہ لکھنؤ جا کر واپسی ممکن نہیں، میں افتخار صاحب (قدوائی) کو بھی اطلاع دے رہا ہوں کہ وہ آپ کے لکھنؤ پہنچتے ہی آپ سے مل لیں اور درخواستیں اور نظام الاوقات آپ کو پیش کر دیں، اگر آپ مناسب سمجھیں تو افتخار صاحب کو اپنے ساتھ لیتے آئیں، خدا کرے آپ کو پہلی گاڑی مل جائے، بعد میں معلوم ہوا آپ کی گاڑی آٹھ بج کر پانچ منٹ پر پہنچتی ہے اور رائے بریلی کی گاڑی اس سے پہلے چھوٹ جاتی ہے، چونکہ آپ کے پاس وقت کم ہے اس لئے میں ان شاء اللہ ۲۷ر کو شب میں یا ۲۸ر کو صبح لکھنؤ پہنچ جاؤں گا، دارالعلوم پہنچ کر ضروری امور پر مشورہ ہو جائے گا۔

والسلام

علی

۳۱ر مئی ۱۹۵۵ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ بخیریت پہنچ گئے ہوں گے، کل ایک موضوع پر گفتگو کرنی بالکل فراموش ہوگئی، اس کی تلافی کے لئے یہ خط لکھ رہا ہوں، عزیزی حبیب ریحان سلمہ (صاحبزادہ مکتوب الیہ) کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ میں بات کروں گا، نہ آپ کو یاد رہا نہ مجھے یاد رہا، ان کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ ابھی آپ تعلیمی و علمی انقطاع و اختتام کا فیصلہ نہ کریں، عمر اور صلاحیتوں کے لحاظ سے ان کے لئے ابھی ترقی و تکمیل کا بہت وقت ہے، میرا سنجیدگی سے ان کے متعلق یہ خیال ہے کہ وہ کچھ عرصہ آپ سے اور گھریلو ماحول سے بالکل دور رہ کر اپنے ذہن و شخصیت کی تربیت و تعمیر کریں، اس کے لئے چند شکلیں اس وقت ذہن میں ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ ان پر بوجھ پڑے اور ان کو کم سے کم سہارا ملے تاکہ ان کی صلاحیتیں ابھریں اور وہ اپنے کو بہتر سے بہتر بنا سکیں، یہ چیز اپنے مانوس و معتاد ماحول میں ممکن نہیں:

۱۔ وہ ایک سال کے لئے حجاز میں قیام کریں اور ممکن ہو تو مصر ہوتے آئیں، حجاز میں علمی

اشتغال واستفادہ کا سلسلہ رہے جس کے لئے انشاء اللہ میں تعارفی خطوط بھی لکھ دوں اور اس کا نظام بنادوں گا، اگر آپ کو اس سے اتفاق ہو تو جلد اس کے انتظام کی ضرورت ہوگی، اس سال رفاقت بہت اچھی ہے اور سہولتیں ہوں گی۔

۲۔ یا ایک سال دارالمصنفین میں قیام کریں اور زیادہ تر وقت مطالعہ میں گزاریں اور کچھ تحریر وتالیف میں، اس کا خاکہ بھی بنایا جاسکتا ہے۔

۳۔ یہ سال وہ سہارنپور میں دورہ حدیث میں شرکت وسماعت میں گزاریں، وہاں حضرت شیخ الحدیث (محمد زکریا صاحب) کا قرب وصحبت رہے گی، جب وہ میرے ساتھ گئے تھے تو شیخ نے خصوصی شفقت وبرتاؤ فرمایا تھا اور بہت جلد بے تکلف ہوگئے تھے۔

میرے خیال میں ان میں سے ہر شکل ان کے لئے مناسب ہے، ایک سال کی مدت کوئی چیز نہیں، اس سے ان کو علم ودین سے خاص لگاؤ پیدا ہوجائے گا اور ان میں جفاکشی علمی ذوق اور اچھی استعداد پیدا ہوجائے گی، اس سلسلہ میں جتنا کام مجھ سے تعلق رکھتا ہو، ان کی سعادت اور تعلق کی بنا پر اس کی انجام دہی کے لئے بخوشی تیار ہوں۔

ایک مسئلہ اور یاد آگیا الحمدللہ سب مراحل بحسن وخوبی طے ہوگئے، اب دو آدمیوں کی آپ سے سفارش کرنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ آپ میری سفارش رد نہ فرمائیں گے اور کوئی صورت نکالیں گے:

۱۔ قاری اسلام صاحب مفید آدمی ہیں اور معاشی حیثیت سے پریشان ہیں، ان کے لئے کوئی ایسی صورت نکالئے کہ وہ دارالعلوم کے مستقل استاد ہوجائیں اور ان کی تنخواہ ان کے لئے کافی ہوجائے، غالباً وہ پچاس روپیہ کے لئے کہتے تھے، مجھے اس وقت یاد نہیں، اس گرانی کے زمانہ میں یہ بھی بڑی چیز نہیں، اس سے کم تو قابل غور نہیں معلوم ہوتا، حفظ کے درجہ کی بڑی کمی ہے، بہت لوگ خواہشمند ہیں۔

۲۔ احمد سعید خاں صاحب منشی مطبخ کے لئے کسی اضافہ پر غور، وہ بہت پریشان معلوم ہوتے ہیں، یوں بھی مطبخ والوں کا کوئی اضافہ نہیں ہوا، امید ہے کہ جواب سے جلد مسرور فرمائیں گے، اور بمبئی روانہ ہونے سے پہلے آپ کا جواب اس پتہ پر مل جائے گا:

معرفت شیخ الحدیث، مدرسہ مظاہر العلوم، سہارنپور۔
نقل محفوظ ہوتو اچھا ہے، اس لئے کہ برابر نقل وحرکت میں رہوں گا۔

والسلام
ابوالحسن علی

۴؍جون ۱۹۵۵ء
۱۳؍شوال المکرّم ۱۳۷۴ھ
مسوری

جناب مہتمم صاحب زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل آپ کے جانے کے بعد سے یہ خیال پھر آنے لگا کہ نعیم الدین طالب علم صرف ایک پرچہ (ہدایہ) میں فیل ہے، طالب علم سعید اور محنتی ہے اور معلوم ہوا کہ قرض لے کر اپنا کام چلا تا رہا ہے، ایک پرچہ میں فیل ہونے کی وجہ سے پورا سال ضائع ہوگا، پرچہ بھی اہم ہے، قانونی گنجائش بھی مشکل ہے، یہ بھی نہیں چاہتے کہ اتنا بڑا استثناء اور عظیم رعایت ایک طالب علم کے لئے نہ ہوتو اچھا ہے، اسی کشمکش میں یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں، آپ بطور خود بھی غور فرمالیجئے اور اگر آپ کی قانونی ذہانت اور واقفیت دونوں پہلوؤں کو جمع کر سکے تو بڑی خوشی ہوگی۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۷؍جون ۱۹۵۵ء
۲۶؍شوال المکرّم ۱۳۷۴ھ

محبّ گرامی زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا اور آپ اپنے اندازہ کے مطابق ۲۱؍کو لکھنؤ پہنچ

جائیں گے، ممکن ہے میں بھی اس کے پس وپیش پہنچوں۔

۱۰ر جون کو منصوری آیا تو حضرت (عبدالقادر) رائے پوری کو علیل پایا، علالت نے ایسا اشتداد اختیار کیا کہ ہم سب مضطرب ہو گئے، اب قدرے افاقہ ہے لیکن ابھی تک صحت خطرہ سے باہر نہیں، بس اس کا انتظار ہے کہ ذرا اطمینانی صورت پیدا ہو تو میں لکھنؤ کے لئے روانہ ہوں، افسوس ہے کہ ابتدائے سال میں نہ آپ رہے نہ میں رہا، دونوں کو شدید موانع پیش آئے۔

لکھنؤ کی اطلاعات سے معلومات ہوا کہ امسال نئے طلبہ کی آمد اور داخلہ خاصا کم ہے، جن طلبہ کے وظائف منظور ہوئے ان میں بھی ایک تعداد معذرت خواہ ہے کہ وظیفہ کی رقم اس کے لئے کافی نہیں، میرا خیال ہے کہ ضروری وظائف کی منظوری بھی آمد پر اثر انداز ہے، معاشی حالت خصوصا اس طبقہ کی جو عربی تعلیم حاصل کرتا ہے نہایت کمزور ہے، خود میرے پاس بعض خطوط آئے کہ آدھی یا دو ثلث رقم وظیفہ پر ہم طالب علم کو نہیں بھیج سکتے، بقیہ رقم کی تکمیل پھر ناشتہ اور ضروریات کے لئے مزید رقم کا انتظام ہمارے بس سے باہر ہے، اگر ہمارے پہنچنے میں تاخیر ہو جس کا اندیشہ ہے تو آپ اس مسئلہ پر غور کر لیں، جو مقصد تھا کہ طلباء کی تعداد بڑھے اگر وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے تو کچھ امید واروں کے پورے وظائف منظور کر کے ان کو اطلاع دے دی جائے، خصوصا جن کے خطوط دفتر میں اس مضمون کے آئے ہوئے ہوں، آپ کا ۲۱ر کو پہنچنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے۔

عزیزی حبیب سلمہ کا خط بھی بمبئی سے آیا، ان کو دعا وسلام، ان کی فرمائش (مضمون برائے خاص نمبر نشان منزل ۱۵ر جولائی ۱۹۵۵ء) کی تکمیل سے خوشی ہوگی، یہاں طبیعت منتشر اور لکھنے پڑھنے سے اکھڑی ہوئی ہے، لکھنؤ پہنچ کر شاید کچھ ہو سکے، گھر میں سلام۔

والسلام
ابوالحسن علی

۳/اکتوبر ۱۹۵۵ء
۱۷/صفر ۱۳۷۵ھ

محبّ گرامی زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، آپ کا عنایت نامہ لاہور میں ملا، لاہور میں بے حد مصروفیت رہی، شیخ یوسف الفوزان کو خط اس سفر میں نہ لکھ سکا، یکم اکتوبر کو لاہور سے کوہاٹ کے (تبلیغی) اجتماع میں شرکت کے لئے کوہاٹ آیا، وہاں تین روز رہ کر رات پشاور پہنچا، یہاں تھوڑا سا وقت مل گیا تو آج ان کو خط لکھا اور اسی ڈاک میں رجسٹری کے ذریعہ فضائی ڈاک سے بھیج رہا ہوں، امید ہے کہ اگر وقت نکل نہیں گیا ہے، تو یہ خط مؤثر ہوگا، غالباً وہ اس وقت تک آچکے ہوں گے اور آپ شاید مل چکے ہوں گے، خدا کرے اس مقصد میں کامیابی ہوگئی ہو۔

سفر برما کے متعلق معلوم نہیں کہاں تک کامیابی ہوئی؟ مطلع فرمایا جائے، ڈاکٹر سید محمود[1] آپ سے دوبارہ ملے ہوں گے؟

یہاں اندازہ ہوا کہ دارالعلوم کے لئے چندہ حاصل کرنے کا خاصا میدان ہے، بشرطیکہ ایک اچھا مؤثر سفیر ہمیں مل جائے، نظر ڈال رہے ہیں، پشاور کے ندوی برادران سے کہہ دیا ہے کہ ان پر سالانہ (چندہ) ٹیکس لگنے والا ہے، انہوں نے مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے، آپ کی نظر میں کوئی موزوں شخص ہو جو یہ کام انجام دے سکے تو مطلع کیجئے۔

معلوم نہیں یہ خط آپ کو دہلی ملتا ہے یا نہیں؟ اگر اس کا یقین ہوتا تو یوسف الفوزان[2] صاحب کے نام خط کی نقل آپ کو بھی بھیج دیتا، اب آپ غالباً پہنچنے کی ضرورت محسوس کرتے ہوں گے؟ وہاں اس وقت بالکل تنہائی ہے، لاہور کے پتہ پر جواب جلد عنایت فرمائیں:
ابوالحسن علی، سلطان فاؤنڈری، بدامی باغ، لاہور، آج ہی رات لاہور روانہ ہو رہا ہوں۔

والسلام
آپ کا
علی

(۱) ڈاکٹر سید محمود سابق صدر مسلم مجلس مشاورت (۲) سابق سعودی سفیر دہلی

۲۵ر دسمبر ۱۹۵۵ء

محبّ مکرم ومحترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے اور بہت مشغول ہوں گے، بمبئی سے رخصت ہونے کے بعد آپ کے خط کا انتظار ہی رہا، خیال تھا کہ ڈاکٹر (سید محمود) صاحب، اور فوزان صاحب سے ملاقات ہوئی ہوگی، نیز رسالہ کی طباعت، قصص النبیین کی بازیابی کی اطلاع دیں گے مگر خط ہی نہ آیا۔

رائے پور پہنچ کر ایسا ضعیف الہمۃ ضعیف الجسد ہوگیا کہ سفر کی ہمت ہی نہیں ہوتی، سردی پورے شباب پر ہے، بعض اوقات نماز بھی خانقاہ میں پڑھ لیتا ہوں، مسجد تک جانے کی ہمت نہیں ہوتی، امید ہے کہ اس سال (سالانہ تبلیغی اجتماع بھوپال میں) میری حاضری معاف فرمادیں گے، انشاء اللہ کوئی خلاہر گز محسوس نہیں ہوگا، اس کے بعد اس کی سزا یا جرمانہ تجویز کردیں گے۔

بھائی صاحب[1] کا خط آیا ہے کہ ڈاکٹر سید محمود صاحب چاہتے ہیں کہ دہلی میں مولانا عمران خان صاحب اور تم مل لو، اگر اس کا انتظار کیا جائے کہ آپ اجتماع سے فارغ ہوکر آئیں تو بہت دیر لگے گی، میں ۲ر جنوری تک لکھنؤ پہنچ جانا چاہتا ہوں، دو نہایت اہم کام درپیش ہیں، اگر اس پر معلق رکھا جائے کہ آپ ہم لکھنؤ سے مستقل دہلی آئیں گے تو میرے لئے مہینہ بھر لکھنؤ سے نکلنا دشوار ہے، اس کا حل یہ سمجھ میں آیا کہ اگرچہ ناقص حل ہے کہ میں دہلی میں سردست ان سے ملتا جاؤں پھر آپ دوسرے موقع پر مل لیں۔ چنانچہ آج ان کو خط بھی لکھ دیا ہے کہ ۳۱ر دسمبر یا یکم جنوری کوئی وقت ملاقات کا مقرر کردیں، امید ہے کہ ۳۰ر دسمبر تک ان کا جواب مل جائے۔

آخر میں اپنی غیر حاضری کی آپ سے اور (بھوپال کے) احباب مخلصین سے پھر دست بستہ معافی مانگتا ہوں، جلد جواب دیں تو شیخ الحدیث کے پتہ پر دیں۔

والسلام

ابوالحسن علی

(۱) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر عبدالعلی حسنیؒ۔

۲۸؍دسمبر ۱۹۵۵ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۱؍دسمبر کل ۲۷؍دسمبر کو ملا، 'مختارات' کی طباعت کی خبر سے مسرت ہوئی، کتاب مرکز (تبلیغ لکھنؤ) میں ہمارے ڈسک کے اندر رکھی ہوئی ہے اور تیار ہے، میں ان شاء اللہ ۲؍جنوری کی صبح ہی کو لکھنؤ پہنچ جاؤں گا، اگر لکھنؤ لکھوں تو بھی صرف دو دن کا فرق پڑے گا اس لئے آپ کی اطلاع ملتے ہی میں انشاء اللہ خود براہ راست بمبئی خلیل (شرف الدین) صاحب کو بیمہ کے ذریعہ بھیج دوں گا، آپ ان کو یہ لکھ دیں کہ ۲؍جنوری کو کتاب لکھنؤ سے روانہ ہوگی۔

میرا کارڈ مل گیا ہوگا، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، مولانا عبد المنان صاحب رائے پوری سلام کہتے ہیں۔

والسلام
ابوالحسن علی

۸؍جنوری ۱۹۵۶ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قصور عظیم (عدم شرکت تبلیغی اجتماع بھوپال) کے بعد یہ عریضہ لکھنا ہے تو بڑی جرأت مگر بہر حال آپ کو منھ دکھانا ہے اور سامنا ہونا ہے اس لئے عریضہ میں کیا حرج ہے؟

ابھی تک مختارات کے سلسلہ میں کوئی اطلاع نہیں آئی، مختارات تیار رکھی ہے، آپ افتخار صاحب (قدوائی) کو لکھ دیں کہ مولوی عبد الحفیظ صاحب[1] سے لے کر صفحات وغیرہ کا اطمینان کر کے براہ راست خلیل شرف الدین کو بذریعہ بیمہ بھیج دی جائے، میں کل رائے

(۱) دار العلوم ندوۃ العلماء کے استاد ادب اور مصنف مصباح اللغات مولانا عبد الحفیظ بلیاویؒ

بریلی جارہا ہوں، ایک ہفتہ کے بعد واپسی ہے یعنی ۱۶؍جنوری ۱۹۵۶ء کو اُن شاء اللہ، آپ کب تک تشریف لا رہے ہیں؟ بہت سے امور فیصلہ طلب ہیں۔

والسلام
علی

۲۴؍جنوری ۱۹۵۶ء

محبّ مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ اور اہل خانہ بخیریت ہوں، ٹرنک کال کے بعد میں نے بھائی صاحب [1] سے گفتگو کی، ان کو بھی اس سے اتفاق ہے کہ سفر کے التوا اور توقف میں حرج نہیں، آپ اپنی صحت کی طرف پوری توجہ فرمائیے کہ وہ خود تمام کاموں کی بنیاد ہے، اگر مسہل ضروری ہیں تو ضرور ان سے فراغت کر لیجئے۔

بہت سے مسائل آپ کی آمد کے منتظر ہیں، خدا کرے جلد آمد ہو، ۱۲۔۱۳؍مارچ جلسہ انتظامیہ کی تاریخ رکھنے کا خیال ہے، ممکن ہے پس وپیش ہو جائے، اپنی رائے لکھئے، ۱۱، ۱۲؍مارچ ہو تو اچھا ہے۔

قصص النبیین للأطفال، کے متعلق کچھ نہ معلوم ہوا کہ آپ نے کیا فیصلہ کیا؟ خدا کرے ضائع نہ ہو اور ہاتھ آجائے، بھوپال کی عدم حاضری کا جرم ایسا نہیں کہ دو لفظوں میں معذرت کر دوں، اتنا عرض کرتا ہوں کہ اصل وجہ یہ تھی کہ مولانا یوسف صاحب کی موجودگی اور دعوت کی ہماہمی میں اب مجھ سے تقریر نہیں ہوتی، اس کا سخت بار پڑتا ہے اور وہاں تقریر سے چارہ نہیں، کتنا ہی آپ وعدہ کریں بالواسطہ ضرور اس کا اظہار ہو جاتا ہے، اس لئے اس مرتبہ ٹال دیا گیا اور یہی عذر مولانا [2] کو لکھ دیا۔

ذاتی وصفاتی معاملات میں آپ سے مشورہ کرنا ہے، حتی الامکان جلد تشریف لائیں،

(۱) مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ امیر جماعت تبلیغ (۲) برادر بزرگ مولانا ڈاکٹر عبدالعلی حسنیؒ۔

۳؍مارچ سے امتحان شروع کرنے کا خیال ہے گھر میں بہت سلام کہئے۔
ڈاکٹر سید محمود صاحب کی ملاقات کچھ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی۔

والسلام
علی

۳؍فروری ۱۹۵۶ء
۲؍جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ

محبّ مکرم ومحترم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مؤرخہ ۲۹؍جنوری ۱۹۵۶ء پہنچا، انتظار ہی تھا، صحت کے انحطاط سے فکر ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کی صحت وقوت میں ترقی دے اور ان کی حفاظت فرمائے کہ اسی نے بڑے اہم اور عظیم کام ان سے متعلق فرما رکھے ہیں، آپ بھی پوری حفاظت واہتمام فرمائیں کہ ہم سب کے لئے اس کی ضرورت ہے۔

ڈاکٹر سید محمود صاحب کا ایک خط آیا جس میں انہوں نے دارالعلوم کے متعلق بعض لٹریچر طلب فرمایا ہے تاکہ اس کو بھیج سکیں، شاید کوئی بہتر صورت اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے، تفصیل عند الملاقات۔

قصص النبیین کے متعلق جو رائے قائم کی وہ مناسب ہے، مجلس انتظامی کے جلسہ کی تاریخیں اس لئے یہ معین کی ہیں کہ ۱۰؍مارچ تک ہم لوگوں کا سالانہ دورہ ہے، اس سے پہلے بھی مصروفیت ہے، اتوار کا البتہ لحاظ ضروری ہے اور اس کا خیال کرلیا جائے گا۔

نشان منزل میں عزیز حبیب سلمہ کا مضمون ندوہ سے متعلق پڑھ کر مسرت ہوئی۔[1]

حضرت صاحب[2] کی خدمت میں سلام اور عدم حاضری کی معذرت۔

---

(۱) مادر علمی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، نشان منزل ۸/۳، یکم فروری ۱۹۵۶ء، صفحات ۲ و ۷۔
(۲) حضرت صاحب مراد ہیں حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالی

مولانا منظور صاحب[1] آج چاٹگام سے تشریف لائے۔

والسلام
علی

ماقبل ۱۲؍فروری ۱۹۵۶ء

محبّ محترم وصدیق مکرم زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اب مزاج بہتر ہوگا، مسہل معلوم نہیں شروع ہوئے یا نہیں؟ توقع تھی کہ شاید آپ جلد تشریف لے آئیں اور میں مفصل کچھ باتیں عرض کروں، مگر اب امید کم معلوم ہوتی ہے، وقت بہت کم رہ گیا ہے، اور میں خود آج کل بعض کاموں کی تکمیل اور بعض چیزوں کی تیاری میں اس درجہ مصروف ہوں کہ یاد نہیں کبھی اس قدر مشغول رہا ہوں، بغیر کسی تمہید وطوالت کے مختصر اور دفعہ وار عرض کروں گا، سوائے کم فرصتی اور خستگی کے کوئی اس کا سبب نہیں:

دارالعلوم کے سلسلہ میں بعض چیزیں واضح طریقہ پر سامنے آگئی ہیں، ان کو آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، ہندوستان کے روز افزوں علمی انحطاط اور ذہنی پستی اور اس سے پیدا ہونے والے خطرات کو سامنے رکھ کر اس کی بشدت ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ یہاں کی دینی تعلیم، اس کے معیار کو بلند کرنے اور صاحب صلاحیت و باوقار علماء پیدا کرنے کے لئے پوری جدوجہد کی جائے، ہمارے لئے اس کا موقع صرف دارالعلوم کے دائرہ کے اندر ہے، اس لئے ہمیں اپنی بہترین توجہات اس پر صرف کر دینی چاہئیں، خود دارالعلوم کا نام اور مقام ان اخیر دنوں میں پھر جس طرح نمایاں ہو گیا ہے اس کا بھی تقاضا ہے کہ اس کو جلد ترقی دی جائے، اس سلسلہ کی ناگزیر ضرورتیں یہ ہیں جن کے بغیر دارالعلوم کے کام میں وسعت طلبہ میں اضافہ، تعلیمی معیار کی بلندی کی کوئی امید نہیں:

۱۔ چند معقول ومعروف اساتذہ ومعلمین کا جلد سے جلد تقرر جو تدریس میں شہرت خصوصاً

(۱) مولانا محمد منظور نعمانیؒ

فن حدیث میں خاص طور پر مسلم ہوں، اچھے اور معروف استاذ حدیث کے بغیر دارالعلوم کی طرف ذی استعداد طلبہ کی توجہ نہیں ہوسکتی، اس سلسلہ میں ایک تو یہ خیال ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (مئو) سے درخواست کی جائے کہ وہ ایک دو گھنٹہ پڑھانا منظور فرمالیں، پہلے تو اس کی گنجائش نہیں معلوم ہوتی تھی مگر اب اس کا امکان ہے، میرے خیال میں اگر ان کو ڈیڑھ سو دو سو بھی پیش کرنے پڑیں تو اس میں تامل نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ ان کی وجہ سے ہمارے یہاں کے طلبہ حدیث کی آمد بڑھ جائے گی اور وہ اہم عنصر ہیں۔

دوسرے ایک استاد مولانا محمد شریف صاحب ہیں جو ڈابھیل کے جامعہ اسلامیہ میں اس وقت صدر مدرس ہیں، نہایت ذی استعداد مدرس، صالح سلیم الطبع عالم اور اچھے مفتی ہیں، ایک سو پچاس تک میں (اگرچہ ان کو اس وقت اس سے زائد مل رہے ہیں) وہ آسکتے ہیں، ہمارے نزدیک یہ دونوں صاحبان نہایت ضروری ہیں، خصوصاً آخرالذکر۔

۲۔ طلبہ کے وظائف میں اضافہ، جس قدر ممکن ہو اور زیادہ سے زیادہ ہو، اس لئے کہ طلبہ کی تعداد اس کے بغیر بڑھ نہیں سکتی، زبانی گفتگو میں ان شاء اللہ اس کے وسائل وامکانات پیش کرسکتا ہوں۔

۳۔ آپ کی ہمہ وقت کی موجودگی اور مستقل قیام جواب ناگزیر ہوگیا، آپ کے بغیر بہت سے خلا ہیں اور ایک خلفشار سا رہتا ہے، اب یہ مسئلہ سنجیدگی سے غور کرنے کا ہے اور امید ہے کہ آپ کسی نہ کسی طرح اپنے کو اس پر آمادہ فرمائیں گے، میرا ذہن اس بارے میں بالکل صاف ہے اور اب اس مقام پر ہوں کہ آپ سے اس معاملہ میں اصرار کروں اور جدّ (سنجیدگی) سے عرض کروں، اب کشتی اس کے بغیر چلتی نظر نہیں آتی، ہر شعبہ میں انتشار، بے نظمی اور پراگندگی ہے۔

آپ اگر ۲۰ر فروری تک تشریف لے آئیں تو میری مفصل گفتگو ہوجائے، ورنہ ۲۰ر فروری سے ۱۲۔۱۴ر مارچ تک یوں مشغول ہوں کہ جلسے اور دورہ ہے، پھر شاید کوئی طویل سفر پیش آجائے، آپ کے غور کرنے کے لئے مجبوراً یہ چند سطریں حوالہ قلم کیں ورنہ اصل

ضرورت گفتگو کرنے کی ہے جو اسی متن کی بنیاد پر ہوگی، اس وقت اس سے زیادہ عرض نہیں کرسکتا، ان شاء اللہ تفصیل عند الملاقات یا پھر کسی اور خط میں۔

اپنی صحت کی حالت اور ضروری حالات سے مطلع فرمائیں۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۵؍فروری ۱۹۵۶ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، کئی روز ہوئے ایک ضروری خط جوابی رجسٹری سے بھیجا تھا، جواب کا انتظار ہے اور اس سے زائد آپ کی آمد کا انتظار ہے، یہاں اجتماعات ۲۰؍فروری سے شروع ہورہے ہیں، ان میں آپ کی موجودگی کی سخت ضرورت ہے اور بہت سے مسائل و امور آپ کی موجودگی کے متقاضی ہیں، اگرچہ میں نے اپنی غیر حاضری سے اس کا استحقاق باقی نہیں رکھا کہ آپ کو زور سے دعوت دوں لیکن مولانا منظور صاحب (نعمانی) اور بہت سے مخلص احباب ضرور اس کے مستحق ہوں گے، اس کے علاوہ سزا کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ باوجود ایک کے نہ آنے کے دوسرا آئے 'وصل من قطعک' اگرچہ الحمدللہ میرا نہ آنا قطع نہ تھا۔

کل یہ معلوم کرکے بڑی مسرت ہوئی کہ ایک جماعت بھوپال سے موٹر کے ذریعہ آرہی ہے، خدا کرے آپ بھی اس کے قریب ہی یہاں پہنچ جائیں، باہر کے مہمانوں کا قیام دارالعلوم ہی میں ہوگا۔

خدا کرے اب طبیعت اچھی ہو، سب کو سلام، جلسہ انتظامیہ کے لئے ایجنڈا بھی بنانا تھا جو آپ کے انتظار میں ہے۔

والسلام
خاکسار
ابوالحسن علی

۱۶/فروری ۱۹۵۶ء

محبّ مکرم وصدیق محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ میرا پہلا کارڈ ملا ہوگا، یہ کارڈ اس وقت ضرورت سے لکھ رہا ہوں کہ اگر آپ بھوپال سے ابھی روانہ نہ ہوئے ہوں تو سیر بھر عمدہ پاپڑ لیتے آئیں۔

اب آپ کی جلد تشریف لانے کی ضرورت ہے، جلسہ انتظامیہ کی تاریخ ۱۷-۱۸/مارچ مقرر ہوئی ہے، اطلاع پہنچی ہوگی۔ ایجنڈا کے سلسلہ میں مشورہ کی بے حد ضرورت ہے۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۰/مارچ ۱۹۵۶ء

محبّ مکرم وصدیق محترم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، کل لکھنؤ سے آنے والوں سے معلوم ہوا کہ آپ مالیگاؤں تشریف لے گئے، مالیگاؤں سے واپسی غالباً بھوپال ہوتے ہوئے ہوگی اس لئے یہ خط بھوپال کے پتہ پر لکھ رہا ہوں تاکہ آپ کو لکھنؤ پہنچنے سے پہلے مل جائے۔

آپ نے جلسہ انتظامیہ کے ایجنڈے میں اساتذہ کے گریڈ وترقی کے بارے میں جو ترمیم کی تھی اس کو میں نے قبول کرلیا تھا لیکن اس کے بعد میرے دل میں یہ کھٹک پیدا ہوئی کہ مولانا محمد اسباط صاحب[1] کے معاملہ میں اس ترمیم سے کچھ زیادتی ہوگی، مجھے مولانا اسباط سے کوئی شخصی تعلق نہیں سوائے دارالعلوم میں اتفاقی ملاقات کے کبھی ملنا نہیں ہوتا، لیکن ان کے علم وفضل اور ممتاز صلاحیت کی وجہ سے ان کا احترام کرتا ہوں، طلبہ کا بھی یہی تاثر ہے اور

(۱) فقہ کے استاد۔

میں نے بھی ان کے درس کو فاضلانہ پایا، اپنی محنت وتوجہ اور اپنے مضامین پر دسترس کی بنا پر وہ اس وقت دارالعلوم کے سب سے بڑے ممتاز مدرس ہیں، ان کی بصارت کی کمزوری جیسا کہ اندیشہ تھا کہ ان کے کار مفوضہ میں حارج نہیں، ان معلومات کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو صف اول کے مدرسین میں نہ لانا ایک طرح کی حق تلفی ہے، اس لئے میں آپ سے باصرار کہوں گا کہ آپ میری ہی خاطر اس تجویز کو اسی طرح رہنے دیں جیسے کہ میں نے آپ کے سامنے پیش کی تھی اور ان کو پہلا گریڈ دے دیں، آپ کے دل میں خود اہل فضل کا احترام ہے اور ان کے ساتھ جو اکرام کا معاملہ آپ کرتے رہے ہیں اس کا بھی یہی تقاضا ہے اور ان شاء اللہ ایک بے زبان مسکین صاحب فضل وصلاح شخص کی توقیر اور اس کی خدمات کی قدردانی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو دین ودنیا کی ترقیاں نصیب فرمائے گا اور آپ کے اعزاز میں مزید ترقی واضافہ فرمائے گا اور بڑے بڑے کام لے گا، خدا شاہد ہے سوائے ان کے فضل وصلاح کی قدردانی کے کوئی جذبہ اس سلسلہ میں کام نہیں کر رہا ہے، وہ ہر طرح اس اعزاز کے مستحق ہیں اور اس میں ذرا بھی دارالعلوم کے ساتھ غلط کارروائی یا ضرر رسانی نہیں۔

ان کے بعد مولوی حبیب الرحمٰن صاحب[1] نہایت محنتی ومستعد مدرس ہیں، ان کی بھی ہمت افزائی کی ضرورت ہے، آپ اس پر بھی غور فرمائیں، یہ چیزیں مزید علمی ترقی اور انہماک میں اضافہ کا باعث ہوتی ہیں۔

خدا کرے یہ خط آپ کو وقت پر مل جائے، میں نے آج مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کو بھی خط لکھا ہے اور ان سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنے آخری فیصلہ سے مطلع کریں۔

خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

والسلام
ابوالحسن علی

(۱) مولانا حبیب الرحمٰن سلطان پوریؒ استاد فقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

۱۸/اپریل ۱۹۵۶ء
۲۶/شعبان ۱۳۷۶ھ

محبّ محترم صدیق مکرم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، ایک خط دہلی سے چلنے کے دن لکھا تھا، ملا ہوگا، دمشق پہنچ کر فوراً خط نہ لکھا جاسکا، دہلی سے بمبئی تک اور بمبئی سے دوسرے جہاز پر جس کی براہ راست پرواز کا افتتاح تھا اور پہلی مرتبہ وہ دمشق جارہا تھا، رات کو بارہ اور ایک کے درمیان سفر شروع ہوا، جہاز نہایت شاندار اور آرام دہ تھا، زیادہ تر یورپ کے مسافر تھے، پورے دس گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد صبح وہ دن چڑھے دمشق پہنچ گیا۔

شیخ مصطفیٰ السباعی اور 'کلیۃ الشریعۃ' کے ایک دوسرے نامور استاذ محمد المبارک اور ہمارے طلبہ، کلیہ (کالج) کے رجسٹرار، رئیس الدیوان استقبال کے لئے موجود تھے اور چند احباب، معلوم ہوا کہ سباعی صاحب کل ہی پیرس، لندن چھ مہینے کے لئے جارہے ہیں، مطار سے سیدھے وہ 'فندک الیرموک' لائے اور ٹھہرایا، سردی کافی تھی، چسٹر نہ لانے کا افسوس رہا، اگلے ہی روز یونیورسٹی ہال میں پہلا محاضرہ (Lecture) تھا، بہت ممتاز اور منتخب مجمع تھا، یونیورسٹی کے پروفیسران، عدالت کے جج، بعض وزراء، شہر کے ادباء وعلماء موجود تھے، ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، بلکہ باہر بھی لوگ کھڑے تھے، الحمدللہ محاضرہ کامیاب رہا، اب ہر بدھ کو محاضرہ ہوا کرے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ ہوٹل سے کسی شقہ (فلیٹ) میں منتقل ہونے کا خیال ہے اگرچہ ہوٹل میں سہولتیں بہت ہیں: ٹیلیفون، صابون، حمام وغیرہ مگر مصارف بہت زیادہ ہیں۔

کل ڈاکٹر سید محمود صاحب کے اعزاز میں سفارت خانہ (ہند) نے پارٹی دی تھی، وہاں یہاں کے وزیر تعلیم، قائم مقام وزیر اعظم اور رجال السلک السیاسی (Diplomatic Corps) سے ملاقات ہوئی، سب بڑے تپاک سے ملے، بعض محاضرہ میں شریک تھے۔

ہم نے وزیر تعلیم سے ملاقات کے لئے وقت چاہا، بہت خوشی سے تیار ہوئے، ان

مسائل کے سلسلہ میں بات کرنی ہے، جن کا آپ نے اپنے خط میں تذکرہ کیا تھا مگر ایک بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ دارالعلوم کا سارا لٹریچر معلوم نہیں لکھنؤ رہ گیا یا ردوبدل میں دہلی میں، اس لئے اس کا انتظار کرنا ضروری ہے، آپ لکھنؤ تار دے کر افتخار صاحب کو ہدایت کیجئے کہ۔۱''دارالعلوم ندوۃ العلماء: رسالتھا، انتاجھا''۔۲عربی معاینہ جات۔۳امیر مساعد کا مطبوعہ سپاس نامہ جو قیمہ (پریس) میں چھپا ہے یہ چیزیں آپ کے پاس ہوں یا لکھنؤ ہدایت کر کے جلد ہوائی ڈاک سے فی الحال ۲۔۲،۳۔۳/اور بقیہ بحری سے ایک ایک درجن بھجوادیجئے، بعض اساتذہ یہاں صرف دارالعلوم کے متعلق معلوم کرنے آئے تھے۔

آپ نے خصوصی اول معیار پوچھا تھا، اس کا معیار میٹرک پاس یا اس کا مساوی امتحان ہے، اس سے کم پر (طلبہ کو) نہیں لینا چاہئے۔

غالباً یہ خط اور ماہ مبارک ساتھ ہی ساتھ پہنچیں، ماہ مبارک کی دعاؤں میں فراموش نہ فرمائیں۔

۲۔ مختارات (شامی) مطبعہ میں دی جا چکی ہے، فی الحال ایک ہزار نسخہ کا تخمینہ مع کاغذ وطباعت بارہ سو روپیہ ہے کچھ کم وبیش ہو جائے گا، قیمت بمبئی سے کسی قدر کم ہے۔

۳۔ 'القراءۃ الراشدہ' کے متعلق جلد مطلع کیجئے، وہ بھی بڑی آسانی سے چھپ سکتی ہے۔

۴۔ دو تین دارالعلوم کے لیٹر فارم چھپے ہوئے بھجوادیجئے جس پر ہم وزیر تعلیم کو ارسال اساتذہ وقبول طلبہ کے لئے درخواست دیں گے، یہ سب امور بہت اہم ہیں اور آپ کی اولیں توجہ کے محتاج۔

حضرت صاحب[1] کی خدمت میں نیز تبلیغی احباب کی خدمت میں سلام، میاں حبیب ریحان (صاحبزادہ مکتوب الیہ) کو سلام ودعا۔

والسلام
ابوالحسن علی الحسنی الندوی

(۱) حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالی

۵/مئی ۱۹۵۶ء

۲۷/رمضان ۱۳۷۵ھ

محبّ مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، عید کی مبارکباد قبول فرمائیں، 'کل عام وانتم بخیر'۔

عنایت نامہ آئے ہوئے عرصہ ہوگیا، انتظار تھا کہ (شامی) استاد کے مسئلہ میں سلسلہ کا آغاز ہوجائے تو آپ کو لکھوں، یہاں دوستوں سے مشورہ کیا تو رائے قرار پائی کہ پہلے وزیر تعلیم سے بااثر لوگوں کی معیت میں ملاقات کی جائے اور ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی طرف سے تحریری تحریک پیش کی جائے، پھر علماء کے ایک وفد کے ساتھ رئیس الجمہوریۃ (صدر جمہوریہ) سے ملاقات کی جائے۔

وزیر تعلیم سے ملاقات ملتوی ہوتی رہی، معمولی عذر پیش آتے رہے، آج ملاقات ہوگئی، 'معروف الدوالیبی' سابق صدر پارلیمنٹ ووزیر اعظم وحال نائب صدر 'شئون خارجیہ' (بیرونی امور)، استاذ مصطفیٰ الزرقاء استاذ 'کلیۃ الحقوق' (LAW COLLEGE) ورکن پارلیمنٹ کی معیت میں ملاقات کی، وزیر تعلیم نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم جلد کارروائی شروع کردیں گے، پوچھا: کب تک پہنچنا چاہئے؟ ہم نے کہا: وسط شوال تک، انہوں نے امید دلائی کہ آخر شوال تک انشاء اللہ انتخاب ہوجائے گا، ممکن ہے آپ کے ساتھ ہی جائیں، ہم نے دو استادوں کی تحریر پیش کی تھی، انہوں نے کہا کہ اس سال ایک ہی رہنے دیجئے، آئندہ ممکن ہے، ہم نے زیادہ اصرار نہیں کیا۔

اصل مسئلہ استاد کے انتخاب کا تھا، وزارت تعلیم کے دوستوں سے جو اشخاص سے خوب واقف ہیں گفتگو ہوتی رہی، مختلف اشخاص ذہن میں آئے لیکن آج جن صاحب کا نام آیا اور وزیر تعلیم نے رجحان ظاہر کیا وہ ہمارے قاہرہ سے واقف ہیں، 'کلیۃ اللغۃ العربیۃ ازہر' کے فاضل (B.A.) ہیں اور 'اختصاص فی التدریس' (B.Ed.) کے بھی حامل ہیں، دینی

رجحانات کے آدمی ہیں، ہمارے خیال میں انشاء اللہ موزوں رہیں گے، انہوں نے دریافت کیا کہ عربی زبان وادب کا پہلو قابل ترجیح ہے یا علوم دینیہ کا؟ ہم نے کہا کہ عربی زبان وادب کا، غالباً آپ کو بھی اتفاق ہوگا، امید ہے کہ رئیس الجمہوریہ سے اب ملنے کی ضرورت نہ پیش آئے گی، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ بقیہ مراحل جلد طے کرادے، حقیقتاً دیوبند کے مسئلہ (دو مصری اساتذہ کی آمد) کے بعد اب ایک اچھے عرب استاذ کی ضرورت ہمارے یہاں شدید ہوگئی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر بندوبست فرمائے۔

اب ضرورت ہے کہ طلبہ کی تعداد کی طرف پھر توجہ کی جائے، یہ طاؤس کے پائے زشت کب تک؟ یہاں بھی اکثر لوگ تعداد پوچھتے ہیں، جتنا وقت باقی ہے موثر مضامین واعلانات شائع ہونے چاہئے، صراحت تو ابھی نہیں ہونی چاہئے مگر لطیف پیرایہ اور کنایہ سے اس کا اظہار ہو کہ عربی زبان وادب کی تعلیم کے لئے اہل زبان کی سہولتیں میسر ہوں گی۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (اعظمی) کا مسئلہ بھی رہ گیا، ہم نے تو ان کو پھر لکھا ہے، مولانا منظور صاحب سے ڈابھیل کے صدر مدرس (محمد شریف) صاحب کے بارے میں پھر دریافت کیجئے، آپ کی لکھنؤ میں کچھ پہلے سے موجودگی کی ضرورت ہے کہ اس سال سال نو کا افتتاح اچھے طریقہ پر ہو۔

سلمان میاں (بھائی مکتوب الیہ) کے مسئلہ سے ہمیں اتفاق ہے ان کی مزاولت وادبی مناسبت کا لحاظ کر لیجئے گا تاکہ ان کو بھی صعوبت پیش نہ آئے، کمپارٹمنٹ امتحان کے متعلق وہیں پہنچ کر گفتگو ہوسکتی ہے، غالباً اتنی تاخیر مضر نہ ہو۔

ایک مرحلہ یہ باقی ہے کہ وزیر اوقاف سے مل کر اپنے یہاں کے طلبہ کے لئے وظائف کا مسئلہ طے کرانا ہے، معلوم ہوا کہ ان کا خود رجحان ہے، لیکن یہاں کا تمدن اور زندگی دیکھ کر خود ہم کو تردد لاحق ہوگیا، ان تین (دمشق میں تعلیم کے لئے ندوی طلبہ کا پہلا گروپ) کے بھیجنے پر بھی بعض اوقات افسوس ہوتا ہے اور ذمہ داری محسوس ہوتی ہے، اگرچہ الحمدللہ ابھی تک مستقیم ہیں، بڑے پختہ لوگوں کا کام ہے، تصویر وغیرہ کے مسئلہ میں ہم خود مبتلا ہوگئے، بعض اوقات جماعتیں چھوٹ گئیں، تا بہ دیگراں چہ رسد، بہرحال اتنا کر لینا ہے کہ اگر رائے

قرار پائے تو بھیجا جا سکے۔

پانچ محاضرات ہو چکے ۳۔۴ باقی ہیں وہ بعد عید انشاء اللہ، ترکی کے سفر کا بھی خیال ہے اگر خدا کو منظور ہوا، مختارات چھپ رہی ہے، تصحیح اور پریس کی درستی کا معاملہ بہت مشکل معلوم ہوا، پریس والے ہمارے بات پوری سمجھتے نہیں اور ہم مطبعی اصطلاحات سے واقف نہیں، اس لئے ایک ایسے صاحب کی خدمات حاصل کرنی پڑیں جو تصحیح کی ذمہ داری لیں، آخری نظر ہم ڈال لیں، ان کی کچھ خدمت کرنی پڑے گی بقدر سولیرہ سوری کے، لیکن ضروری ہے۔

"القراءۃ الراشدہ" جزء اول شاید نہ چھپ سکے، اعراب کی یہاں دقت ہے، مصر کے سے 'مجھز و مزود' (تمام وسائل سے تیار) مطابع نہیں۔ ابھی تک موسم سرد ہے، کل تک تو جنوری کی سردی تھی، برف میں ڈوبی ہوئی ہوا، آج غنیمت ہے، آپ نے محاضرات کی فرمائش کی ہے، "المسلمون" کے تازہ پرچہ میں محاضرہ اور تیسرے کا ایک حصہ چھپ رہا ہے، ان شاء اللہ بھیج دیں گے۔

افتخار صاحب (قدوائی) سے ندوہ کا لٹریچر منگوایا ہے، تین چار سیٹ ان سب چیزوں کی ضرورت ہے۔

نئے تعلیمی سال کے افتتاح کے لئے موثر مضامین کی بہت ضرورت ہے خواہ پچھلے سال کے یا اس سال کے مضامین بھیج دئے جائیں، کس کو یاد ہوں گے؟ نیز وظائف کی بڑی سے بڑی ممکن تعداد منظور کرنے کی ضرورت ہے، یہ ریڑھ کی ہڈی ہے اس کو نہ فراموش فرمایئے گا، وظائف بھی جہاں ضروری ہو پورے پورے ہوں، اکثر نصف وظیفہ کارآمد نہیں ہوتا اور طالب علم نہیں آتا، اقتصادی حالت بہت خراب ہے، پورے وظیفہ پر بھی اوپر سے منگوانا پڑتا ہے، امید ہے کہ وظائف جلد منظور ہو کر ان کی اطلاع ہو جائے گی، اس سب کے لئے آپ کو لکھنؤ جانے کی سخت ضرورت ہے خواہ کچھ بھی حرج ہو، گھر میں سلام۔

مولوی سعید الرحمٰن[1] کو ابھی تک ان کے تقرر کی اطلاع نہیں، دار العلوم کھلنے سے پہلے مطلع کر دیا جائے تو بہتر ہے، ایک خط بھیج رہا ہوں، دو آنہ کے لفافے میں رکھ کر ڈاک کے

(۱) مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی حال مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء۔

حوالے کردیجئے گا، پتہ لکھا ہوا ہے۔

والسلام
علی

۲۲ر مئی ۱۹۵۶ء
۱۲ر شوال ۱۳۷۵ھ

صدیق محترم ومحب مکرم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں ایک مفصل خط رجسٹرڈ بھیجا تھا، مل گیا ہوگا، عید کے بعد ایک تار اس مضمون کا دیا تھا کہ سفیر سوریہ (متعینہ ہند) سے اساتذہ کے مسئلہ میں گفتگو کرلیجئے تاکہ اگر یہاں سے دریافت کیا گیا اور رائے طلب کی تو وہ تائید کریں، اس تار کی وجہ یہ ہوئی کہ وزارت تعلیم سے قریبی تعلق رکھنے والے ایک دوست نے یہ مشورہ دیا کہ سفیر شام کو بھی اس مسئلہ پر تیار کرلینا چاہئے، اس کا امکان ہے کہ وزارت تعلیم اپنے سفارت خانہ سے بھی دریافت کرے کہ اس ادارہ کی کیا حیثیت ہے اور یہ تجویز کیسی ہے؟ امید ہے کہ آپ دہلی میں ان سے مل لئے ہوں گے اور انہوں نے اس سے اتفاق ظاہر کیا ہوگا۔

اس مسئلہ میں بالواسطہ کئی بار وزیر تعلیم کو یاددہانی کی جاچکی ہے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم کارروائی کررہے ہیں اور جلد نتیجہ نکلے گا، اہم مسئلہ انتخاب کا تھا اور ہماری موجودگی کا صحیح فائدہ یہی ہے کہ مناسب آدمی کا انتخاب ہو اور اس کا اطمینان کرلیں ورنہ سلسلہ جنبانی وہاں سے بھی ہوسکتی تھی، یہاں کا نازک مسئلہ یہ ہے کہ بعض اساتذہ علمی وادبی حیثیت سے قابل ترجیح ہیں لیکن وضع ومعاشرت اور صورت میں ہم لوگوں سے میل نہیں کھاتے یعنی (UP TO DATE) ہیں اور دارالعلوم کے لئے ایسا آدمی مناسب نہیں، بعض صورۃ ولباسا بعید نہیں مگر دینی وتعلیمی جذبہ یا کچھ بہتر صلاحیتیں نہیں، پھر ہر جگہ محسوبیات (سرپرستیاں) بھی چلتی ہیں،

فلاں شخص فلاں کا بیٹا ہے جو 'یرجی ویخشیٰ' کے حکم میں ہے الخ، آپ کو جن صاحب کے بارے میں پہلے لکھا تھا ان میں اول ذکر رکاوٹ ہے یعنی 'حلیق و حاسر الراس' ہیں۔

اتفاق سے ہمارے ایک مخلص ومحبّ دوست جو عزیزانہ سا تعلق رکھتے ہیں یعنی عبدالرحمٰن البانی وہ دروس دینیہ کے مفتش عام ہیں، اس لئے اشخاص سے اور ان کی صلاحیتوں سے خوب واقف ہیں، ان سے بڑی مدد ملی، اس وقت تک دو آدمی پیش نظر ہیں، ان میں سے کسی ایک کا انتخاب بھی موزوں رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ، وزیر تعلیم صاحب سے یہ عرض کر دیا گیا ہے کہ مظہر وھیئۃ (ظاہری سراپا) ہندوستان کے لئے معلم کے انتخاب میں ایک اہم (FACTOR) ہے، کل ایک جگہ دعوت میں وہ بھی تھے اور ہم بھی اور جامعہ سوریہ کے کئی اساتذہ جن کے ذریعہ گفتگو ہو رہی ہے، انہوں نے ہماری موجودگی میں پھر ان سے یہی کہا اور دونوں صاحبوں کی تعیین بھی کر دی کہ ان میں سے کوئی ایک، انہوں نے پسندیدگی کا اظہار کیا، بہر حال برابر تعاقب جاری ہے اور اس کے بغیر آپ جانتے ہیں کہ دفتری اور حکومتی کام ہوتا نہیں، دعا فرماتے رہئے، بڑی فکر اس کی ہے کہ وزارت نہ تبدیل ہو جائے، یہاں تک وزارتوں کا بقول شخصے پانچ مہینے کا اوسط رہتا ہے، انشاء اللہ فیصلہ ہوتے ہی آپ کو اطلاع دی جائے گی، اب چند ضروری باتیں جلدی سے سن لیجئے:

۱۔ القرأۃ الراشدۃ کا پہلا حصہ یہاں چھپ نہیں سکتا اس لئے کہ پورا مشکول (بااعراب) ہے اور ایسا ضروری ہے۔ دارالعلوم کھل گیا اور اس کی سخت ضرورت ہوگی، آپ اس کو وہیں چھپوالیں اور پانچ سو نسخے چھپوائیں تاکہ اگر ٹائپ سے چھاپنے کا انتظام ہو جائے تو پڑی نہ رہے۔ ٹائٹل یہاں کے مشہور خطاط بدوی سے لکھوا کر ہم بھیجیں گے۔ آپ قاری علیم[1] صاحب سے یا رابع[2] کے مشورہ سے کسی کاتب سے لکھوانا شروع کر دیں، تصحیح کا کام مولوی عبدالحفیظ صاحب (بلیاوی) کے سپرد کریں اور تاکید کر دیں کہ نہایت دقّت نظر سے اس کام کو انجام دیں، محمد رابع ان کے شریک ہو جائیں، بلاک سب موجود ہیں، آسانی سے چھپ جائے گی۔

---

(۱) لکھنؤ کے مشہور خطاط۔ (۲) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔

۲۔ مختارات، انشاءاللہ آخر شوال تک مکمل ہوگی، چھپتے ہی انشاءاللہ دو نسخے ہوائی ڈاک سے باقی ۲۰۔۲۵ر ڈاک خانہ سے بھیج دیئے جائیں گے، طباعت اعلیٰ قسم کی ہو رہی ہے۔

۳۔ وزارت تعلیم سے اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ عربی زبان وادب اور قواعد کا پورا نصاب دارالعلوم کو مہیا کر دیا جائے گا، یہاں اسکول سے یونیورسٹی تک ہر درجہ میں 'النصوص الادبیة' کے نام سے ایک ایک کتاب منتخبات کی داخل ہے، وہ ہمارے لئے مفید ہے، اس نصاب میں اگر کوئی کتاب ہمارے لئے مناسب ہوگی تو اس کے متعدد نسخے بھیج دئے جائیں گے، ہر کام کی طرح اس میں بھی دیر لگ رہی ہے ورنہ ہم بھیج چکے ہوتے۔

۴۔ درجہ خصوصی چہارم کا نصاب اسی انتظار میں نہیں بن سکا، اب آپ مولانا منظور صاحب کے مشورہ سے حدیث کی ایک کتاب، ایک فقہ کی، اصول فقہ کا کوئی رسالہ اصول الشاشی یا جو مشورہ میں مناسب معلوم ہو اور سراجی انتخاب کر لیجئے، ادب کے لئے فی الحال 'مجموعة من النظم و النشر' صرف حصہ نظم شروع کروا دیجئے 'النصوص الادبیة' میں سے کوئی حصہ انشاءاللہ انتخاب کر کے جلد بھیج دیں گے، اس وقت تک 'مجموعة من النظم و النشر' ہوتا رہے گا، خلانہ محسوس ہو تو بہتر ہے، قرآن مجید مولانا اویس صاحب[1] کے مشورہ سے اس درجہ کے لئے انتخاب کر لیجئے مگر پچھلے سال کا سا معاملہ نہ ہو۔

۵۔ افتخار صاحب[2] سے دارالعلوم کا فوٹو کارڈ سائز پر مانگا تھا اور 'قصص النبیین' کے دو تین سیٹ نیز دارالعلوم کا تعارف وغیرہ اچھی تعداد میں، ابھی تک نہ معمولی ڈاک سے پہنچا نہ ہوائی سے، جلد توجہ فرمائیے۔

۶۔ وظائف کے سلسلہ میں وزیر اوقاف سے ملاقات کرنی ہے، آج کل وہ یہاں نہیں ہیں، انتظار ہے۔

۷۔ دارالعلوم میں داخلہ کا کیا حال رہا؟ اس کی طرف بڑی توجہ فرمائیں اور جو آجائے حتی الامکان جانے نہ دیجئے، مفصل گرامی نامہ اور حالات اور وظائف کی تفصیل کا انتظار ہے، نتیجہ ابھی تک نہیں پہنچا۔

---

(۱) مولانا محمد اویس ندوی نگرامی۔ (۲) افتخار قدوائی سابق منصرم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

دوسرا پرچہ مولوی معین اللہ صاحب کو دے دیجئے، رابع [۳] سے خیریت کہہ دیجئے۔ رائے بریلی (اہل خانہ کو) بھیجنے کے لئے جو رقم جمع کی تھی اگر ختم ہو چکی ہو تو براہ کرم مزید انتظام کر دیجئے گا اور دریافت کر لیجئے گا کہ مزید ضرورت تو نہیں ہے۔

والسلام
آپ کا
علی

۲۷ رمئی ۱۹۵۶ء

محبّ مکرم و محترم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، آپ کا خط جو آپ نے دہلی انجمن ترقی اردو سے لکھا تھا پہنچ گیا، کاش ایک روز پہلے ملتا تو آپ کو ہم تار دے دیتے اور آپ دہلی سے دوسرا کام بھی کرتے آتے۔

کل وزیر تعلیم صاحب نے ہمارے اعزاز میں 'علی شرف فلان' یونیورسٹی کے اساتذہ کی دعوت کی تھی، وہ خود ذرا دیر سے آئے اور معذرت کے طور پر کہنے لگے کہ آپ ہی کے کام میں تھا، پھر تفصیل بیان کی کہ آپ کی تحریر منظور ہوگئی ہے اور آپ کے پاس اطلاع بھی آجائے گی، لیکن یہ مناسب معلوم ہوا کہ یہ تحریر ہندوستان کی وزارت خارجہ کی طرف سے آئے تو زیادہ بہتر ہے، آپ براہ کرم اس کے ذریعہ سے بھجوادیں، ہم نے ان سے اس تجویز پر بحث کرنی مناسب نہ سمجھی کہ کہیں کوئی ناگواری کا باعث ہو اور نفس تجویز خطرہ میں پڑ جائے۔

ذہن میں اس کا حل یہ آیا کہ ڈاکٹر سید محمود صاحب بحیثیت وزیر امور خارجہ کے (شامی) وزیر تعلیم صاحب کے نام اس مضمون کا خط لکھ دیں کہ دارالعلوم ندوۃ العلماء ہندوستان کی ایک نامور تعلیم گاہ ہے جس کو عربی زبان کی اشاعت و ترقی کا فخر حاصل ہے،

(۳) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔

میں خود اس کی مجلس منتظمہ کا ایک قدیم رکن ہوں، مجھے معلوم ہوا کہ ندوۃ العلماء نے حکومت شام سے اس کی تحریک کی ہے کہ وہ دارالعلوم میں عربی زبان وادب کی تعلیم کے لئے ایک استاد ON DEPUTATION بھیج دے، مجھے امید ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو اس سے ہندوستان میں عربی زبان کی اشاعت وترقی کے مسئلہ میں بڑی مدد ملے گی اور اس سے دونوں ملکوں کے ثقافتی تعلقات میں استحکام پیدا ہوگا۔

میں خود ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں لکھ دیتا، مگر مجھے ان کے مکان کے پتہ میں شبہ ہو گیا، خیال ہے 2 York Road, New Delhi اس لیے یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں آپ سے دوبارہ دہلی جانے کے لیے عرض کرنا تو بہت مشکل ہے، خصوصاً گرمی میں مگر کسی ایسے سمجھدار آدمی کو بھیجے جس کی وہاں رسائی بھی ہو جائے اور پوری بات اچھی طرح کر سکے اور یہ خط اپنی موجودگی میں روانہ کروادے نیز اس کی ایک نقل ہمارے پاس بھیج دے تاکہ ہم خود بھی کوشش کر سکیں ہمارا یہ خط ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے یا اس کا مضمون بیان کر دیا جائے، ڈاکٹر صاحب کی آمد کا یہاں بہت اچھا اثر ہے خصوصا ان کی اسلامیت کا، وزیر تعلیم صاحب اور وزیر اعظم صاحب سے انہوں نے ہمیں خود ملایا تھا، ڈاکٹر صاحب کو ندوہ سے جو تعلق ہے اس کی بنا پر امید ہے کہ ان کو اس کام میں مطلقاً تأمل نہ ہوگا اور ہمیں اس سے ان شاء اللہ مدد مل جائے گی اور جلد کام ہو جائے گا۔

ناظم صاحب ندوۃ العلماء کی جانب سے جو خط پیش کیا گیا تھا اس کی نقل مرسل ہے تاکہ اس کو بھی ڈاکٹر صاحب کو دکھایا جا سکے، اس سے اس کا اندازہ ہو سکے کہ کس عنوان سے یہ تحریک پیش کی گئی ہے، اب یہ تجویز ان شاء اللہ آخری مراحل پر ہے، صرف ایک یہ نکتہ وزیر تعلیم صاحب کے سامنے آ گیا یا لایا گیا، اس کے لئے آپ خود اگر زحمت نہ فرما سکیں تو مولوی ابوالعرفان صاحب[1] یا کسی اور موزوں شخص کو بھیجیں، مگر معاملہ فہم اور فکر مند شخص ہو اور ناکام واپس نہ آ جائے، مطلع فرمائیے کہ کیا صورت اختیار کی گئی؟ نیز ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی کا پتہ لکھئے، سکریٹریٹ کے پتہ پر مجھے تجربہ ہو چکا ہے کہ خط لکھنا بعض اوقات بیکار ہوتا ہے،

(۱) مولانا ابوالعرفان ندوی جونپوری سابق قائم مقام مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

دفتری کاغذات میں دب جاتا ہے۔

یہ خط عجلت میں لکھا جارہا ہے تا کہ جلد کارروائی ہوسکے عربی کا جو خط بھیجا جارہا ہے، اس کی اصل یا نقل اپنے ہاں فائل میں محفوظ رکھئے گا، آدمی کا انتخاب بھی ہماری رائے کے مطابق کررہے ہیں۔

والسلام
علی

۹/جون ۱۹۵۶ء

محبّ محترم زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مؤرخہ ۵/جون مکتوبہ دہلی ابھی ابھی ملا، آپ غالباً حسب تحریر ۶/جون کو دہلی سے روانہ ہوگئے ہوں گے، ۷/جون کو ہم نے یہاں سے دہلی آپ کو تار دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ''وزارت خارجہ ہند کے توسط سے وزارت خارجہ شام کو درخواست بھجوائیے کہ ہم کو ایک استاد مطلوب ہے جس کا خرچ حکومت شام برداشت کرے گی جیسا کہ اس نے بعض ملکوں میں کیا ہے''۔

آپ کے خط سے یہ معلوم کرکے افسوس ہوا کہ ڈاکٹر (سید محمود) صاحب خط لکھنے پر رضامند نہیں ہوئے، حالانکہ معمولی بات تھی، اب بظاہر معاملہ زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے وزیر تعلیم صاحب کا مراسلہ بجواب درخواست ندوۃ العلماء مرسل ہے، ان کو صرف اتنا مطلوب ہے کہ ندوۃ العلماء کی درخواست وزارت خارجہ ہند کے واسطہ سے Through وزارت خارجہ حکومت شام کے پاس آجائے جیسا کہ دستور ہے اور معلوم ہوا کہ ایسا ہوتا رہا ہے اس لئے اگر ڈاکٹر (سید محمود) صاحب اس پر تیار ہوجائیں کہ وہ ہماری تجویز اپنے محکمہ کی طرف سے یہاں کی وزارت خارجہ کو بھیج دیں، اگر وہ بدستور تیار نہ ہوں اپنی پوزیشن کی نزاکت کی وجہ سے تو معمولی طریقہ پر وزارت خارجہ دفتری کارروائی کے طور پر اس کو بھیج

دے، یہاں کی وزارت خارجہ کو جب وہ موصول ہوگی تو وہ اپنی وزارت تعلیم کو بھیج دیں گے اور اس پر انشاء اللہ فوراً کارروائی ہوجائے گی، وہ صرف اس کو قانونی بنانا چاہتے ہیں اور ضابطہ میں لانا چاہتے ورنہ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے وہ بنیادی طور پر اس کو منظور کر چکے ہیں، اب آپ اس کے لئے پھر کسی کو دہلی بھیجیں یا خط وکتابت سے اس کو کرالیں، یہ آپ کی صوابدید واندازہ پر ہے، ہمارے خیال میں اس معاملہ میں خود جواہر لال (نہرو) صاحب ڈاکٹر (سید محمود) صاحب سے زیادہ مفید ثابت ہوتے، اس میں بات ہی کچھ نہ تھی، صرف اعتماد کی ضرورت تھی، بہرحال اب آپ کسی طرح اس مرحلہ کو طے کریں، یہاں کا کام یہاں انشاء اللہ ہوجائے گا، بار بار کی تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

"القراءۃ الراشدہ" کی کتابت برائے بلاک ٹائٹل بھیج رہے ہیں، یہاں غلطی سے اس کے بلاک بھی بن گئے، وہ ہم اپنے ساتھ لیتے آئیں گے، عجلت ہو تو وہاں بلاک بنوا کر چھپوالیجئے، چند روز کا فرق ہے، ورنہ بلاک ہم اپنے ساتھ لائیں گے۔

"مختارات" انشاء اللہ کل مکمل ہوجائے گی اور پرسوں دو نسخے ہوائی جہاز سے اور ۱۵۔۲۰ نسخے بحری سے بھیج دئے جائیں گے، بقیہ نسخے بیروت کے راستہ حاجی احمد صاحب کے پتہ پر بحری جہاز سے پہنچیں گے، اس کی پوری کوشش کی جائے گی کہ قصص (النبیین) جزء سوم کا ساقصہ نہ ہو: بعض ہمدرد اصحاب ہیں جو تحسین وتصدیر (Export) کا کام کرتے ہیں، مختارات ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں چھپوائی گئی ہے، پہلے ایک ہزار ہی کا ارادہ تھا اور نصف ملزمہ چھپ بھی گیا تھا مگر حسن طباعت دیکھ کر خیال ہوا کہ بار بار چھپنا مشکل ہے، آپ کی رائے پر عمل کیا گیا اور ڈیڑھ ہزار چھپوائی گئی، رسیدیں سب محفوظ ہیں اور حساب مکمل ہے، ان شاء اللہ پہنچ کر پیش کردیا جائے گا، اندازہ ہے کہ سب مصارف دو ہزار روپیہ تک ہوجائیں گے۔

افتخار صاحب نے بڑی غلطی کی کہ فوٹو بھی بحری راستہ سے روانہ کئے، اس کی کیا ضرورت تھی، یہاں سخت تقاضا اور انتظار ہے، کتابیں پیدل بھی روانہ کردیتے مگر فوٹو کی ایک کاپی لفافہ میں رکھ کر ہوائی ڈاک سے بآسانی بھیجی جاسکتی ہے، الشہاب کا ایک پرچہ

مرسل ہے، انہوں نے ندوہ العلماء کا پورا تعارف کرایا ہے، وہ چاہتے تھے کہ اگر فوٹو ہوتا تو پہلے صفحہ پر نمایاں طریقہ پر شائع کرتے! اسی پرچہ میں ہماری بھی ایک تقریر ہے، سب ملاحظہ فرما کر ''الاصلاح''[1] کو بھیج دیں۔

درجہ سوم خصوصی کا داخلہ ششم میں مناسب ہوا۔

امید ہے کہ وزارت تعلیم سے سارا کورس موصول ہو جائے گا اور اس سے ہم کو مدد ملے گی۔

استاد کے معاملہ میں جو کچھ پیش آیا وہ خدا کرے آپ کے ملول خاطر (ہونے) کا باعث نہ بنے، حکومتوں کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں، انشاء اللہ یکم جولائی تک ضرور روانگی ہو جائے گی، طبیعت برداشتہ ہوگئی ہے اور شوق وطن ولقائے احباب دامن کشاں ہے، اب آپ کو شاید یقین آئے، ایک خط رابع کو بھیجا تھا آپ کے ملاحظہ کے لئے بھی عبدالمنعم النمر صاحب کا شاید دیکھا ہو۔

غالبا آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ ۱۵ر جون جمعہ کو ہماری تقریر دمشق ریڈیو سے نشر ہوگی، ۲۲ر جون جمعہ کو دوسری تقریر، وہاں پانچ ساڑھے پانچ بجے شام کو سنی جا سکتی ہے۔

دوسرا پرچہ مولوی معین اللہ صاحب کو دے دیجئے۔

والسلام
ابوالحسن علی

۲۹ر جون ۱۹۵۶ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، سفر میں صرف دو روز باقی رہ گئے ہیں، کاموں کا ہجوم ہے، دوسری طرف موتمر (اسلامی) کی مشغولیت، یہ خط مولوی رضوان صاحب[2] سے لکھوا رہا ہوں اس

(۱) طلباء کی ''انجمن الاصلاح''

(۲) ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی، ان کے نام حضرت مولانا کے خطوط ''مکتوبات سوم'' آچکے ہیں۔

حالت میں کہ میں محاضرات جامعہ کی تصحیح کر رہا ہوں اور وہ سامنے بیٹھے ہیں، ان کو املا بھی کراتا جا رہا ہوں۔

ڈاکٹر سید محمود صاحب کا پرسنل خط مل گیا، کل سابق وزیر معارف سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ کافی نہیں، اب کسی نئے خط کی ضرورت نہیں، وزیر معارف حال سے بھی گفتگو ہوئی تو انہوں نے مزید کہا کہ 'میں اپنے دفتر کو اس کا مکلّف کر دوں گا کہ وہ ندوہ کو سرکاری طور پر اطلاع دے دیں کہ ہم نے استاد کا بھیجنا منظور کر لیا ہے، آپ چند اساتذہ کے نام ہمیں دے دیجئے، ان میں سے کسی ایک کو انتخاب کر کے ہم عنقریب بھیج دیں گے، اگر آپ نے وزارت خارجہ ہند کی معرفت کوئی خط نہ بھیجا ہو تو اب ضرورت نہیں، گویا استاذ کے بھیجنے کا مسئلہ قطعی طور پر طے ہو گیا اور انشاء اللہ عنقریب کوئی استاذ ندوہ پہنچ جائے گا۔

میں یہاں سے پیر یعنی پرسوں بغداد کے لئے روانہ ہو رہا ہوں، دوسرے روز یعنی منگل کو کراچی روانہ ہو جاؤں گا وہاں سے دو روز قیام کے بعد دہلی پھر رائے پور ہو کر لکھنؤ پہنچوں گا، خیال ہے کہ ۹۔۱۰ ارتک آمد ہوگی، قطعی اطلاع دہلی سے دوں گا۔

لکھنؤ کے خطوط سے ندوہ میں اساتذہ کی کمی اور طلبہ کی بے چینی کا حال معلوم ہوا، آپ ان کو مناسب انداز میں مطمئن کر دیں کہ یہ عارضی شے ہے، ان شاء اللہ عنقریب حسب ضرورت انتظام ہو جائے گا، میں بھی پہنچ رہا ہوں، امید ہے کہ آپ کی گفتگو سے اس اضطراب میں کمی ہو جائے گی۔

منجد آپ کے لئے لا رہا ہوں، بھائی صاحب کو تار کے ذریعہ اپنے اس پروگرام کی اطلاع آج کر دی ہے۔

والسلام
ابوالحسن علی

یکم جولائی ۱۹۵۶ء

۲۳ ذیقعدہ ۱۳۷۶ھ

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرمی بخیر ہوگا، ایک خط بھیج چکا ہوں، آج وزیر تعلیم صاحب کا باقاعدہ خط بھی آگیا، بھیجنا تو اس کو تھا مگر یہ چند سطریں بھی لکھ دیں، جہاں تک بات کو پختہ کرنے کا تعلق ہے اپنی سی کوشش کرلی ہے، آگے اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور ہو، آپ ڈاکٹر (سید محمود) صاحب کو ایک شکریہ کا خط لکھ دیں کہ بہر حال ان کا خط باذن اللہ مفید ثابت ہوا اور وزارت خارجہ سے باقاعدہ درخواست آنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

میں کل صبح انشاء اللہ ۶ بجے یہاں سے بغداد روانہ ہو رہا ہوں، اگلے روز شام کو کراچی، وہاں صرف دو روز ٹھہر کر سینیچر کو دہلی اور وہاں سے اگلے روز ہی رائے پور جا کر اور ۲-۳ روز ٹھہر کر لکھنؤ انشاء اللہ پہنچوں گا، خدا کرے آپ لکھنؤ ہی ہوں اور آپ سے اچانک ملاقات ہو۔

مؤتمر (اسلامی) کا اجلاس بڑی دھوم دھام سے کل ختم ہوگیا، انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک کے لوگ آئے تھے، ایک دوست کے صاحبزادے دارالعلوم آرہے ہیں، میرے بعد شاید پہنچیں، ایک سال تو خصوصی انتظام کرنا ہوگا پھر ششم کا امتحان دے سکیں گے، یہاں کے ایک اچھے مدرسے میں پڑھتے ہیں، ان کے والد صاحب کی خواہش ہے کہ سال دو سال ہم لوگوں کے ساتھ رہیں، صالح وسعید ہیں، مولوی معین اللہ صاحب واقف ہیں، حافظ سید محمود صاحب کے بیٹے محمد[1]۔

ہمارے طلبہ (زیر تعلیم دمشق) امتحان میں بحمد للہ اچھے ثابت ہو رہے ہیں، نحو میں امتیاز رہا، امید کم تھی اس لئے کہ معیار کافی بلند ہے، استاد خاص طور پر مبارکباد دینے آئے تھے۔

رابع کا خط ملا، ان کی فرمائش کی تکمیل کردی ہے، محمد میاں[2] سے ملاقات ہو تو کہہ

---

(۱) محمد محمود الحافظ ندوہ میں تعلیم حاصل کی پھر رابطہ عالم اسلامی میں خدمات انجام دی، ان کے والد حضرت مولانا رحمہ اللہ علیہ سے بہت تعلق رکھتے تھے۔ (۲) مولانا محمد الحسنیؒ

دیجئے گا کہ ان کے لئے مضامین کا مجموعہ لا رہے ہیں، انہوں نے کوئی اور فرمائش نہیں کی۔

ترکی کا سفر بحمد للہ بہت مفید ثابت ہوا، بھائی صاحب مدظلہ سے کہہ دیجئے گا کہ انقرہ کا سفر اور وہاں کے دار الترجمة و دار الاشاعة اور کلیة الالهیات کے اساتذہ کی ملاقات گویا اس پورے سفر کا حاصل تھا، آج وزارت تعلیم کی طرف سے تمام مدرسین دینیات و مدرسین قرآن کے سامنے اصول تدریس الدین و القرآن پر ہماری تقریر ہے، اللہ نافع کرے۔

امید ہے کہ آپ بخیریت مُدراس کے سفر سے واپس آ گئے ہوں گے، ایسے ایسے عالی ہمت بھی ہیں جو دوستوں کی شادی میں شرکت کے لئے ہزار ہزار میل کا سفر کرتے ہیں! ہم سے رائے بریلی تک کا سفر دشوار ہے۔

آج کل حبیب[1] کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں، ان کے یہاں آنے کے متعلق آپ سے زبانی گفتگو ہوگی، افتخار صاحب کا بھیجا ہوا پیکٹ اب پہنچا، کل ۳۰ر جون کو وصول ہوا، ہم نے ان کو لکھا تھا کہ دار العلوم کی جدید عمارت کا نیا فوٹو کارڈ سائز پر لے کر بھیج دیں، بعض رسائل اس کو شائع کرنا چاہتے ہیں، وہ سمجھے نہیں انہوں نے دار العلوم کی خیالی عمارت کا فوٹو بھیجا ہے، وہ کچھ زیادہ کارآمد نہیں اور اب وقت بھی نہیں رہ گیا ہے۔

مولوی معین اللہ صاحب سے ملاقات اور ان کے دسترخوان پر کھانے کی بڑی خواہش ہے، اکثر آپ کی چائے اور ان کا کھانا یاد آتا ہے، اساتذہ کی خدمت میں سلام۔

والسلام

علی

۲۰ر اگست ۱۹۵۶ء

۱۳ر محرم ۱۳۷۶ھ

محبّ گرامی قدر زیدت معالیه!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہٗ

کچھ عرصہ سے آپ سے دار العلوم کے متعلق ایک بے تکلف گفتگو کرنا چاہتا تھا،

(۱) ڈاکٹر حبیب ریحان ندویؒ

مناسب معلوم ہوا کہ اس تحریر کے ذریعہ اپنے خیالات وتاثرات پیش کروں:

دارالعلوم میں اس وقت جو صورت حال درپیش ہے اور جو فضا قائم ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ طلبہ خائف وہراس زدہ ہیں، اساتذہ افسردہ ودل شکستہ ہیں اور خوف سے خالی نہیں، اسباب اس کے جو بھی ہوں اور ان کے متعلق گفتگو کی جتنی گنجائش ہو یہ صورت حال واقعی ہے اور اس کے پیش کرنے میں ذرا بھی مبالغہ سے کام نہیں لیا گیا ہے، ایک دینی مدرسہ کے لئے جس کا قیام وبقا خوش دلی، محبت اور تعاون پر ہے اور جس میں طلبہ واساتذہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں یہ صورت حال کسی طرح خوشگوار اور پسندیدہ نہیں، برسوں سے میری تمنا، خواہش اور بالواسطہ کوشش ہے کہ طلبہ میں محبت، اپنے مدرسہ کے ذمہ داروں ومنتظمین کی عظمت واحترام اور اساتذہ میں اعتماد، خوش دلی وگرم جوشی پیدا ہو اور مدرسہ کی فضا ایک خاندان کی سی فضا ہو جائے جس میں چھوٹے بڑے سب ہوتے ہیں اور اس کے افراد میں باہم شفقت وتوقیر پائی جاتی ہے مگر اس میں ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی، اور اب یہ چیز اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ کئی کئی سال کے طالب علم بعض اوقات مدرسہ چھوڑنے کو ترجیح دیتے ہیں، اساتذہ بھی بعض اوقات ترک تعلق پر غور کرنے لگتے ہیں، اور اگر ذاتی تعلق واصرار سے کام نہ لیا جائے تو وہ باہر نکلنے کے مواقع کو غنیمت سمجھیں، ساری تعلیم اور کارکردگی پر اس فضا اور صورت حال کا اثر پڑ رہا ہے، میرے خیال میں کوئی اصلاح وترمیم اس وقت تک کارگر نہیں ہوسکتی جب تک کہ یہ صورت حال تبدیل نہ ہو۔

اس صورت حال کی تبدیلی کے لئے طویل تجربوں کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمیں اپنے نظام میں تبدیلی کرنی ضروری ہے، اور وہ تبدیلی یہ ہے کہ اساتذہ طلبہ سے تعلق رکھنے والے امور (تعلیمی نگرانی، باز پرس وتعزیر اور وہ امور جن میں طلبہ واساتذہ کو براہ راست سامنا کرنا پڑتا ہے) اہتمام سے علاحدہ کر کے معتمد دارالعلوم یا ناظم تعلیمات سے متعلق کر دئے جائیں، جو امور زیادہ اہم اور غور طلب ہوں ان میں معتمد ومہتمم آپس میں مشورہ کر لیں، خود دارالعلوم دیوبند میں یہی تقسیم ہے، وہاں ناظم تعلیمات کا عہدہ الگ ہے اور تعلیم، اساتذہ وطلبہ کے جملہ امور اس سے متعلق ہیں جیسا کہ اس کے دستور العمل سے

معلوم ہوتا ہے۔

بہت غور وفکر اور تجربہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا اور میرے نزدیک موجودہ پیچیدگی کا یہی حل ہے، دارالعلوم کے لئے اس وقت ترقی کے جو امکانات پیدا ہو گئے ہیں اور اس کی ضرورت وافادیت میں جو اضافہ ہوا ہے اور مزید ممکن ہے اس کے پیش نظر ہمارے لئے وہ سب تبدیلیاں ضروری ہو گئی ہیں جو اس مقصد کے حصول کے لئے ناگزیر ہیں، امید ہے کہ اپنی رائے سے مطلع فرمایا جائے گا، آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تحریر قطعاً کسی وقتی تاثر اور محدود مطالعہ پر مبنی نہیں، عرصہ دراز سے یہ مسئلہ ذہن کو مشغول کئے ہوئے ہے اور اب کوئی فوری حل ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مخلص

ابوالحسن علی

۲۸ راگست ۱۹۵۶ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مؤرخہ ۲۷ راگست ۱۹۵۶ء آج ہی ملا، خط سے اندازہ ہوا کہ آپ کو میرے عریضہ سے تکلیف پہنچی اور آپ نے اس کو کچھ مخصوص تاثرات کا نتیجہ سمجھا حالانکہ وہ کسی وقتی تاثر یا واقعہ کا نتیجہ نہیں تھا، بہت سے طویل المدت احساسات اور تجربات کا نتیجہ اور ایک نہایت تکلیف دہ اور ناخوشگوار فریضہ کی ادائیگی تھی، آپ کا خط پڑھ کر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ مجھے ذرا تفصیل سے لکھنے کی ضرورت ہے:

میں ہمیشہ سے آپ کی خداداد صلاحیتوں، قوت عمل، عزم اور کارکردگی کا قائل ہوں اور دارالعلوم کے لئے آپ کے تعلق کو مفید سمجھتا رہا، اسی بنا پر ۱۹۴۷ء میں حجاز سے واپس ہوا تو خود میں نے آپ کی واپسی اور دارالعلوم سے دوبارہ تعلق کی پرزور تحریک کی اور اس کو مجلس انتظامی سے منظور کرایا اور آپ کو بھی اس میں دوبارہ تعلق پر راضی کیا۔

مجھے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی قوی امید تھی کہ آپ سے کارکنان دارالعلوم کو جس طرز عمل کی شکایت تھی پھر اس کے نتیجہ میں جو کشمکش آپ کی کنارہ کشی کا سبب بنی وہ رفتہ رفتہ دور ہوجائے گی، عمر و تجربہ اور دینی مناسبت و تعلق کی ترقی کے ساتھ طبیعت میں لینت و رفق، تواضع و اکرام اور دینی نقطہ نظر کا غلبہ پیدا ہوجائے گا، خود میں بھی اپنی ناکارکردگی و بے عملی کے باوجود بالواسطہ اشارات و کنایات سے اس طرز کی وکالت کرتا رہا اور ہر موقع پر اپنے کو پر امید رکھا، اور بڑی سے بڑی ذہنی کشمکش کے موقع پر اس فیصلہ پر قائم رہا خواہ کس قدر خلاف طبیعت ہو، دارالعلوم کے مفاد کی خاطر آپ سے تعاون کرتا رہوں گا، ہمیشہ آپ کی صلاحیتوں اور محاسن کو سامنے لاکر ان چیزوں کو جو ناگوار طبع یا ناقابل فہم تھیں نظر انداز کیا، اب بھی مایوس نہیں ہوں اور جی نہیں چاہتا کہ ایسے رفیقوں کی (جن کی رفاقت میں عمر کا بظاہر طویل ترین اور بہترین حصہ گزرا) رفاقت سے کسی طرح محرومی ہو۔

لیکن اب دارالعلوم کے حالات و ترقی کے امکانات کا تقاضا ہے کہ دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کیا جائے:

یا تو آپ اپنے عزم سے اپنی طبیعت اور طرز عمل میں ایسی تبدیلی پیدا کریں جو دارالعلوم میں محبت و تعاون، خوش دلی و گرمجوشی اور دین و اخلاق کے غلبہ کی فضا پیدا کرے یا کاموں کی اس طرح تقسیم ہوجائے کہ کوئی ناخوشگواری اور کشمکش پیش نہ آنے پائے، کن حالات نے مجھے اس فیصلہ پر پہنچایا وہ بہت اجمال و اختصار سے عرض کرنا چاہتا ہوں:

۱۔ اساتذہ سے آپ نے بارہا اس انداز و لہجہ میں گفتگو کی جو ادنیٰ ملازمین کے لائق ہے، آپ ایسے موقع پر کچھ ایسے متاثر ہوجاتے ہیں کہ ان کی حیثیت، گفتگو کے محل و مقام کا بھی لحاظ نہیں رہتا، شاہ حلیم عطا صاحب مرحوم سے ایک مرتبہ ایسی ہی تلخ گفتگو ہوئی تھی جس پر وہ بالکل دارالعلوم چھوڑنے پر آمادہ ہوگئے تھے اور انہوں نے اپنی حد درجہ تذلیل محسوس کی تھی، موجودہ اساتذہ میں سے بھی متعدد سے آپ کی ایسی گفتگو ہوچکی ہے اور وہ نہایت دل شکستہ و ملول ہوئے، ان کو اس کی بھی شکایت ہوئی کہ آپ نے اس کا بھی لحاظ نہیں رکھا کہ طلبہ اور ملازمین یہ گفتگو سن رہے ہیں، مجھے بارہا بلکہ ہمیشہ آپ

کی ایسی گفتگو کے بعد ان لوگوں کی دلجوئی اور آپ کی طرف سے تاویل کرنی پڑی اور ان کی تالیف قلب، آپ اگر مخلصانہ طریقہ پر اس معاملہ پر غور فرمائیں گے تو آپ کو یہ واقعات یاد آئیں گے اور آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ آپ سے یقیناً اس معاملہ میں زیادتی ہوئی، یقیناً آپ کسی انتظامی بنیاد پر ان سے محاسبہ کر رہے ہوں گے، اور آپ حق بجانب بھی ہوں گے، مگر ایسی گفتگو یا لہجہ جس سے مخاطب کی (جب کہ وہ صاحب علم، صاحب دین اور صاحب ایثار بھی ہو) تذلیل کا پہلو نکلے یقیناً ایک دینی مدرسہ کے شایان شان نہیں۔

۲۔ بعض انتظامی امور میں آپ ایسی شدت فرماتے ہیں جو حدود سے بڑھ جاتی ہے، جب کہ بہت سے اخلاقی و دینی امور میں آپ سے وہ شدت اور حدت ظاہر نہیں ہوتی، گزشتہ تعطیل کے اختتام پر جن طلبہ سے غیر حاضری یا دیر حاضری ہوئی ان سے باز پرس کی ضرورت تھی، کچھ سزا بھی ضروری تھی مگر مسلسل کئی روز تک کھانا بند رکھنا اور ان کے کسی عذر کو نہ سننا، یہاں تک کہ جب میں نے ان کی مجبوری و تکلیف کو دیکھ کر آپ سے ان کی سفارش کی اور عرض کیا کہ ان کو کافی سزا مل چکی ہے، اب آپ کسی بہانہ سے ان کو معاف کر دیں اور دارالاقامہ میں رہنے کی اجازت دے دیں تو آپ نے بڑی ناگواری سے فرمایا کہ مولانا آپ کو تو یہ مناسب نہیں! میں اس پر خاموش ہو گیا اور سفر پر چلا گیا، واپسی پر معلوم ہوا کہ ان میں سے ۶، ۷ طلبہ دارالعلوم چھوڑ کر چلے گئے، شاید شہر میں بھی اس کا چرچہ ہوا، آپ کو جب معاملہ کی سنگینی کا احساس ہوا تو آپ نے اس وقت ان کو معافی دی۔

مجھے حقیقتاً اس کا قلق ہے کہ ۶، ۷ طالب علم جن میں سے بعض نے کئی کئی سال دارالعلوم میں گزارے اور بعض اخلاقی اور دینی حیثیت سے صالح اور تعلیمی حیثیت سے صاحب استعداد تھے دارالعلوم چھوڑ کر چلے جائیں، ہم کن خوشامدوں اور منتوں سے طلبہ کو بلاتے ہیں اور تعداد بڑھانے کے کس قدر آرزومند و حاجت مند ہیں، اب جب کئی کئی اور اچھے اچھے طالب علم دارالعلوم چھوڑ کر چلے جائیں تو کیا قلق کی بات نہیں ہے؟ کاش یہ سختی کسی زیادہ اہم اخلاقی و دینی بنیاد پر ہوتی، یہ بھی یقینی ہے کہ جس شہر یا جس مقام کے یہ طالب علم

تھے وہاں سے کچھ عرصہ تک طلبہ کا آنا دشوار ہے، ہم نے اکثر محسوس کیا ہے کہ ہم دارالعلوم آنے کی دعوت تو بڑے زور وشور سے دیتے ہیں، لیکن جب ہماری دعوت پر طالب علم آجاتے ہیں تو پھر ہم اپنا فریضہ نہیں سمجھتے کہ ان کو مطمئن رکھیں اور ان کے سرپرست خوش ہوں، طلبہ کی حقیقی ضروریات وراحت کا اپنی اولاد کی طرح یا عزیزوں کی طرح خیال نہیں ہوتا۔

۳۔ ایک عمومی بات یہ ہے کہ طلبہ یا ان کے سرپرستوں سے ہمارا معاملہ ایسا نہیں ہوتا جیسے وہ ہمارے عزیز مہمان، علوم دینیہ وعلوم نبویہ کے طالب علم ہیں اور ہمارا حقیقی فرض منصبی ان کی خدمت ہے، بلکہ کچھ ایسا ہوتا ہے جیسے وہ کوئی فریق، حاجت مند، بلکہ صاحب غرض اور ہمارے مقروض ہیں، میں خواہ اس کو الفاظ میں نہ سمجھا سکوں لیکن واقعہ یہی ہے کہ ہمارا ذہن تیسیر واعانت کی طرف نہیں چلتا بلکہ منفعت کی طرف (چلتا ہے) اگرچہ وہ منفعت دارالعلوم ہی کی ہوتی ہے، وہ یہ محسوس نہیں کرتے کہ ہم اپنے شفیق علمی سرپرستوں اور مربیوں کے پاس آتے ہیں بلکہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ کوئی دنیاوی غرض اور ضرورت لے کر آئے ہیں، میرا بہت جی چاہتا ہے کہ یہ نقطہ نظر بدلے خواہ اس میں دارالعلوم کا نقصان ہوتا نظر آئے، میرے عقیدہ وتجربہ میں اسی میں دارالعلوم کا حقیقی فائدہ ہے، کسی دینی مدرسہ کو کسی کارخانہ یا دفتر کی طرح چلایا نہیں جاسکتا، اس کو تو خانقاہ یا مرکز تبلیغ ہی کی طرح چلانا پڑے گا۔

یہ چند باتیں ہیں جن کو میں نے اس وقت مشخص ومعین طریقہ پر لکھ دیا، میں نے نہ دلائل پیش کئے ہیں نہ تفصیلات، لیکن میرے علم ویقین کے مطالب یہ سب واقعات وحقائق ہیں، اس کا نتیجہ ہے کہ دارالعلوم میں اساتذہ وطلبہ دونوں میں ایک بددلی، ہراس اور توحش پایا جاتا ہے، میں اس کو پورے وثوق وتجربہ سے لکھ رہا ہوں، اس صورت حال کی اصلاح میں نے یہ سمجھی کہ اساتذہ وطلبہ کا براہ راست معاملہ دفتر اہتمام سے نہ پڑے، نظامت تعلیم سے پڑے، تفصیلات بعد میں طے ہوسکتی ہیں یا اس صورت حال کو آپ کا عزم قوی بدل سکتا ہے، اور میرے لئے اس سے زیادہ مسرت کی کوئی بات نہ ہوگی، خدا شاہد ہے کہ اس بارے میں

کوئی ذاتی جذبہ یا نفسانیت کام نہیں کر رہی ہے نہ کسی ایک واقعہ سے متاثر ہو کر لکھ رہا ہوں۔

خاکسار
ابوالحسن علی

۲۷/اپریل ۱۹۵۷ء

۲۷/رمضان ۱۳۷۶ھ

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ملفوف مسجل ملا، پڑھ کر مسرت ہوئی، مفصل خط یا تو عید بعد لکھوں گا یا اگر آپ عید بعد آ گئے تو زبانی گفتگو ہو جائے گی، وظائف کا مرحلہ نہایت اہم ہے، طلبہ کو مکان پر اطلاع کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ آنے جانے کے متعلق فیصلہ کر سکیں، افتخار صاحب (قدوائی) نے فہرست بھیج دی ہے، آپ کو بھی ایک نقل بھیجی ہوگی، اس کے علاوہ کچھ اساتذہ کی کمی ہوئی، ایک دو استادوں کے متعلق غور کرنے کی ضرورت ہے، مولوی سعید الرحمٰن (اعظمی) غالباً ذی قعدہ میں حجاز چلے جائیں، مولوی وجیہ الدین صاحب[1] کو جنون کا مرض پھر لاحق ہو گیا ہے، میرے خیال میں ایک متوسط مدرس کی ضرورت ہوگی جس کے لئے مولوی تقی الدین ندوی[2] مقیم حال (مانا، برار) بہت موزوں ہیں، بہر حال یہ سب مسائل اہم ہیں، مئی کے وسط میں کچھ سفر شروع ہوں گے: وقف کرنال کا جلسہ، کانپور کا اجتماع وغیرہ اس لئے عید کے بعد ہی موقع ہے، سب سے اہم یہ ہے کہ وظائف طے ہو جائیں، بعض طلبہ کی ترقی کا مسئلہ بھی محتاج غور ہے، اس لئے جہاں تک ہو سکے آپ عید کے بعد جلد سے جلد تشریف لائیں، اگرچہ مشکل بہت ہوگا مگر ضروری ہے، ۴۔۶/شوال تک آنا ہو جائے تو بہت اچھا ہے، براہ کرم مطلع کیجئے۔

---

(۱) مولانا وجیہ الدین ندوی سندیلوی مرحوم استاد حدیث دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔
(۲) مولانا تقی الدین ندوی حال معتمد تعلیم دار العلوم ندوۃ العلماء۔

اس خط کے ساتھ شاید ماہ مبارک ختم ہو، عید کی مبارکباد قبول فرمائیں کل عام و انتم بخیر۔

والسلام
آپ کا
علی

۶ رمئی ۱۹۵۷ء
۶ رشوال ۱۳۷۶ھ

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزج بخیر ہوگا، عنایت نامہ ماہ مبارک میں ملا تھا، بروقت جواب نہ دے سکا، چاہتا تھا کہ ذرا تفصیل سے عرض کروں اور اس کے لئے رمضان کے اختتام کا انتظار تھا، قبل اس کے کہ اس تجویز (۲۴۔۲۵ دن برائے ندوہ) کے متعلق عرض کروں جو آپ نے اپنے مکتوب میں تحریر فرمائی ہے، میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں دارالعلوم کے لئے کون سا نہج پسند کرتا ہوں، اصولی طور پر اس کے لئے کون سا رویہ مناسب سمجھتا ہوں تا کہ ہم آپ دونوں اس پر متفق ہوسکیں اور ہمارے درمیان (باذن اللہ) اس بارے میں پورا تفاہم اور تعاون ہو اور آپ بھی اس کی روشنی میں اپنا موقف و مسلک متعین فرما سکیں، میرے نزدیک اس بارے میں یہی مناسب ہوگا کہ پوری صراحت اور صفائی سے کام لیا جائے:

۱۔ میں دارالعلوم کو ایک خالص تعلیمی و دینی ادارہ سمجھتا ہوں جس کا موضوع و مقصد محض تعلیم و تربیت ہے۔

الف: بنابریں اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری و مقدم بات یہ ہے کہ اس میں امکانی حد تک بہتر سے بہتر اساتذہ اور زیادہ سے زیادہ طلبہ ہوں، اس کے لئے (ندوۃ العلماء کے حدود و استطاعت کے اندر) وہ تمام وسائل و طرق اختیار کئے

جانے چاہئیں جو اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوں اور اس کی کوشش جاری رہنا چاہئے کہ اس کو بہتر اساتذہ اور کثیر التعداد اور ذی استعداد طلبہ حاصل ہوں۔

ب: اس کے لئے وہ فضاء قائم کرنی چاہئے جس میں دار العلوم کا یہ امتیاز باقی رہے اور اس کو ترقی ہو، اساتذہ خوش دلی و گرمجوشی کے ساتھ اپنی خدمت انجام دیں اور طلبہ سکون و اعتماد کے ساتھ استفادہ کریں۔

میرا تجربہ یہ ہے کہ یہ بات محض قوانین وضوابط کے نفاذ اور احتساب سے نہیں ہوسکتی، بلکہ بعض اوقات یہ قوانین واحتساب اس مقصد کے لئے مضر ہوتا ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی استاد کبھی دیر حاضری کرتا ہے تو اگر اس سے اس کا صفائی کے ساتھ محاسبہ کیا جائے خصوصیت کے ساتھ اگر اس سے اس طرح باز پرس کی جائے کہ اس کو اس سے تکلیف وتوہین محسوس ہو، مثلاً دفتر میں یا لوگوں کے سامنے یا اس انداز سے کہ وہ اپنے کو حقیر ملازم سمجھے تو اس سے خواہ حاضری کی پابندی پیدا ہوجائے لیکن تعلیم کو نقصان پہنچے گا، اس کے کام میں بے دلی پیدا ہوجائے گی اور وہ محض خانہ پری کرے گا، دس سال کے تعلیمی تجربہ میں میں نے خود یہ محسوس کیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ اگر مجھ سے اس طرح باز پرس کی جائے تو میرے کام میں روح اور نشاط (جس کے بغیر تعلیم مفید نہیں) باقی نہیں رہ سکتی۔

دوسرے مدارس کا بھی تجربہ ہے کہ بڑے اساتذہ حاضری کے اس طرح پابند نہیں جس طرح سرکاری دفاتر کے ملازم ہوتے ہیں، مگر مدرسہ کے لئے نہ صرف مفید تر ہیں، بلکہ مدرسہ کی روح اور اس کا اصل سرمایہ ہیں، اس لئے میں اصرار واعتماد کے ساتھ عرض کروں گا کہ اگر اساتذہ سے دیر حاضری یا تغافل کا احساس ہو تو نجی وشخصی طور پر ان کے پورے اکرام کے ساتھ ان کو اس طرف متوجہ کیا جائے اور ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ یہ کام میرے سپرد کردیا جائے، اسی طرح طلبہ کے ساتھ اس طرح معاملہ کیا جائے جس طرح بزرگ خاندان چھوٹوں کے ساتھ کرتے ہیں، اندر بھی یہی جذبہ ہو اور باہر بھی یہی رویہ ہو، وہ یہ محسوس نہ کرنے پائے کہ وہ کوئی فریق مقابل ہیں اور دار العلوم محض کوئی انتظامی ادارہ ہے۔

۲۔ اساتذہ کو یہ محسوس ہونا چاہئے کہ ان کی حسن خدمت اور لیاقت وامتیاز کا احساس کیا جاتا ہے اور اس کی قدر کی جاتی ہے، کسی تعلیمی ادارہ کے اندر علم وقابلیت، محنت ومطالعہ کے ساتھ تدریسی خدمت کی انجام دہی اور طلبہ پر توجہ وشفقت کو عزت ووقعت اور کامیابی کا اصل معیار ہونا چاہئے، ہمیں وہ استاد (اپنی حقارت یا غربت کے باوجود) عزیز ہونا چاہئے اور ہمیں اس کو دارالعلوم کے لئے مفید اور ضروری سمجھنا چاہئے جس سے طلبہ کو زیادہ فائدہ پہنچ رہا ہو اور وہ اپنے فن یا دارالعلوم کی کسی ضرورت کے لئے مفید ومناسب ہو، اس لئے کہ وہ دارالعلوم کے اصل موضوع ومقصد کے حصول کا ذریعہ ہے، اس کو ہر قیمت پر رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر طرح سے اس کی کوشش کرنی چاہئے کہ اس کی دل شکنی نہ ہونے پائے۔

اسی طرح جو طالب علم علمی ودینی امتیاز رکھتا ہو اس سے ہمارا برتاؤ خصوصی ہونا چاہئے تاکہ دارالعلوم کی فضاء میں یہ محسوس ہو کہ یہاں علمی ودینی امتیاز اصل فضیلت اور معیار عزت ہے اور طلبہ اس کی کوشش کریں۔

۳۔ ضعفاء وغرباء کے ساتھ (خواہ وہ اساتذہ میں سے ہوں خواہ طلبہ میں سے خواہ ملازمین دارالعلوم دفتر، مطبخ وغیرہ میں سے) ہمارا سلوک خصوصی اور اعزاز وشفقت کا ہو ھل تنصرون وترزقون الا بضعفائکم 'اللہ تعالیٰ کی امداد غیبی اور رحمت کے حصول کا یہ بڑا ذریعہ ہے۔

۴۔ انتظامات میں انتظامی پہلو کے ساتھ اخلاقی وترغیبی پہلو نمایاں ہو یا غالب ہو، انشاء اللہ اس سے بجائے انتظام میں دشواری پیدا ہونے کے انتظام وانصرام میں سہولت ہوگی، دینی وتعلیمی اداروں کی حد تک اس کو پورے اعتماد کے ساتھ عرض کرسکتا ہوں، اسی طرح سے اگر طلبہ کے لئے سہولت وراحت مدنظر ہوگی تو اس میں بجائے مالی خسارہ کے انشاء اللہ مالی منفعت ہی ہوگی، 'وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ' (سبا:۳۹)۔

اب آخر میں اس شکل کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے تجویز (۲۴۔۲۵ دن برائے ندوہ) فرمائی ہے، میرے خیال میں میں نے اپنے عریضہ میں جو شکل عرض کی تھی نتیجتاً

یہ شکل اس سے مختلف نہیں، دارالعلوم کی تعطیلات (عید الاضحیٰ کی تعطیل، تعطیل ششماہی او رتعطیل کلاں) خود اتنی کافی ہیں کہ آپ بسہولت بھوپال کے کاموں کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں، یقیناً وہ اپنے ہی کام ہیں اوران کا ضیاع ہرگز گوارا نہیں، جس خدائے بزرگ وبرتر نے دونوں جگہ کا اعتماد آپ کو عطا فرمایا ہے اور دونوں جگہ کی دینی خدمتیں آپ کے سپرد فرمائی ہیں، وہ آپ سے دونوں جگہ کام لیتا رہے گا اور دونوں کی حفاظت فرمائے گا، یہ سب شکلیں من جانب اللہ ہی ہیں اور ابتداء وانتہا سب اسی کے ہاتھ میں ہے، 'وللہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ' (الروم:۴)۔

آپ کا محبّ ومخلص
ابوالحسن علی

۱۰ر مئی ۱۹۵۷ء
۱۰ر شوال ۱۳۷۶ھ

برادر محترم ومحبّ مکرم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ بخیریت پہنچ گئے ہوں گے، میں نے عریضہ لکھ دیا ہے، امید ہے کہ اسی کے ساتھ پہنچ جائے گا، اب سے دوبارہ یہ عرض کرنا ہے کہ آپ پہلی ہی شکل مستقل اور پورے وقت کی منظور فرمالیجئے، اس میں 'الید العلیا' آپ ہی کا رہے گا، کچھ باتیں ہم عاجز بندوں اور گنہگار دوستوں کی بھی مان لیا کیجئے، اس شکل میں جلسہ انتظامیہ میں قوت کے ساتھ پیش کرسکوں گا۔

اس کے علاوہ دوسری شکل پر مجھے اطمینان کامل اور انشراح خاطر نہیں، اس لئے بہت کم لوگوں کو پہلی اور دوسری شکل میں کوئی فرق محسوس ہوگا، میرا اسی شکل پر اصرار ہے اور آپ کی محبت سے امید ہے کہ آپ بلاتردد اس کو قبول فرمائیں گے۔

آج خورجہ، مظفرنگر، سہارنپور روانہ ہورہا ہوں، ان شاء اللہ ۱۶ر تک واپسی ہے، ۱۷ر

کی شام کو مولانا (قاری) طیب صاحب (مہتمم دیوبند) مع فرزند (اعظم قاسمی) داخلہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں، آپ کب تک لکھنؤ پہنچیں گے؟ اچھا ہوتا کہ آپ بھی اس روز ہوتے۔

آخر میں پھر پہلی شکل کے لئے میرا اصرار ہے اور اس میں زیادہ خیر معلوم ہوتی ہے۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۹ر جولائی ۱۹۵۹ء
۱۳ر محرم ۱۳۷۹ھ

محبّ گرامی منزلت زیدت معالیه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، آپ کا خط کئی روز ہوئے آیا تھا، امروز فردا میں کئی روز ہو گئے، آج کل بخاری شریف شروع کرانے کی وجہ سے فرصت بالکل عنقا ہوگئی ہے۔

عنایت نامہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے حالات کو روبراہ کرنے کے لئے ایک سال بھوپال کے قیام کا فیصلہ فرمایا ہے، یقیناً یہ دینی مصالح وضروریات کی بنا پر ہوگا اس لئے زیادہ گفتگو کی گنجائش نہیں معلوم ہوتی، اللہ تعالیٰ بہتر کرے اور دارالعلوم جلد سے جلد آپ کی منفرد صلاحیتوں سے استفادہ کر سکے، اور پھر وہ شیرازہ مجتمع ہو جو یکجہتی کے ساتھ ندوۃ العلماء کی خدمت انجام دے۔

اس عریضہ کا ایک اور مقصد بھی ہے، ایک معاملہ خاص ہے جس کے بارے میں نجی طور پر آپ کا خیال اور رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں، استاد حدیث کی جگہ ہمارے ہاں شاہ صاحب[1] کے بعد سے خالی چلی آتی ہے اور یہ مسئلہ ایک عقدہ بن گیا ہے، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (اعظمی) سے جیسا اصرار اور جتنی خواہش کا اظہار ہو سکتا تھا کر کے دیکھ لیا گیا،

(۱) مولانا شاہ حلیم عطا سلونیؒ

وہ منظور نہیں کرتے، ایک آدھ بار آپ نے مولانا منظور صاحب (نعمانی) کی طرف اشارہ کیا کہ بجائے مولوی عتیق الرحمٰن[1] کے خود ان سے کیوں اصرار نہیں کرتے؟ ادھر مجھے اندازہ ہوا کہ اگر اصرار کیا جائے تو مولانا منظور فرمالیں گے۔ میں نے اس بناء پر سوچا ہے کہ ان سے دوسو ماہوار کی پیشکش کی جائے اور کم سے کم دو کتابیں (مسلم وترمذی) کے پڑھانے اور ختم کرانے کی ذمہ داری ڈالی جائے، اس طرح دارالعلوم کو ایک نامور عالم تدریس حدیث کے لئے مل جائے گا اور اس کی عملی دشواری بھی رفع ہوجائے گی اور امید ہے دارالعلوم کی وقعت میں بھی اضافہ ہوگا، کام صرف تدریس حدیث کا ہوگا، وہ بھی منتدب کی طرح، مولانا نے ترمذی کا درس تو شروع کردیا ہے مگر ابھی محض تطوعاً، معلوم نہیں کس وقت کوئی مشغولیت پیش آجائے یا بددلی ہو اور مولانا عذر فرمادیں، لیکن دوسری شکل زیادہ پائیدار اور قابل اعتماد ہے اور اس وقت دارالعلوم کو اس کی ضرورت ہے، امید ہے کہ آپ جلد اپنی رائے سے مطلع فرمائیں گے۔

رضوان سلمہ اچھے[2] ہیں اور پڑھ رہے ہیں، ان کو خط لکھیں تو اشارہ کردیں کہ شام کی مجلس میں یا دوسرے اوقات میں ہمارے پاس آیا کریں، اس طرح ہمیں زیادہ واقفیت رہنے اور خدمت کا موقع ملے گا، خدا کرے گھر میں ہر طرح عافیت ہو۔

میرے گھر کا واقعہ آپ نے سنا ہوگا، اہلیہ زینہ کے اوپر کے حصہ سے گر گئیں، سر میں سخت چوٹیں آئیں، ۲۰۔۲۲، ٹانکیں لگائے گئے، اللہ تعالیٰ نے جان کی حفاظت کی، زخم مندمل ہورہے ہیں، یہ یوم عرفہ کا واقعہ ہے، اپنی پریشانی میں قریب ترین عزیزوں اور دوستوں کو اطلاع نہ دے سکا، خود بخود لوگوں کو علم ہوا۔

والسلام مخلص
ابوالحسن علی

(۱) مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مراد ہیں۔ (۲) مکتوب الیہ کے فرزند

۱۵/اکتوبر ۱۹۵۹ء
۱۰/ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

محبّ گرامی زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، ۲۸/ستمبر کا یہاں سے چلا ہوا ۱۲/اکتوبر کو لکھنؤ پہنچا، علی گڑھ، سہارنپور، احمد آباد، پالن پور وغیرہ ہوتا ہوا۔

ڈاک میں دو خط عزیزی سید محمد ابراہیم سلمہ کے دیکھے جن سے معلوم ہوا کہ وہ سلطان گنج کی ایک مسجد کے امام ہیں اور مساجد کمیٹی بھوپال نے ان کا تقرر کیا ہے، خط بڑی پریشانی کا تھا، وہ اپنا تبادلہ بیگم گنج چاہتے ہیں، شاید بھوپال بھی پسند کریں، عزیز موصوف ہمارے چچازاد بھائی سید محمد زبیر ہسوی مرحوم کے فرزند اور برادران مولوی سید احمد صاحب، مولوی سید ابومحمد ندوی کے بھتیجے ہیں، آپ اس سلسلہ میں اگر کچھ اعانت فرماسکیں تو ضرور فرمائیں، سلطان گنج خود آپ کا اور جماعتوں کا بھی جانا ہوتا ہوگا، معلوم فرمالیں کہ ان کو کیا تکلیف ہے اور اس کے ازالہ کی کیا صورت ہے؟ بہت بھولے بھالے اور سیدھے سادے آدمی ہیں، آپ کو لکھ کر مجھے اطمینان ہوگیا ہے کہ آپ انشاء اللہ خود معلوم فرمالیں گے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۸/جنوری ۱۹۶۰ء
۹/رجب ۱۳۷۹ھ

محبّ مکرم ومحترم زیدلطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ رائے بریلی ملا، تار لکھنؤ بھی نہیں پہنچا، ڈاک خانہ کے استغناء کی نذر

ہوا ہوگا۔

افسوس ہے کہ آپ کو میرے واقعی وواجبی عذر میں شبہ ہوا، گاڑی کی روانگی سے دو گھنٹہ قبل تک ارادہ تھا، بھائی صاحب[1] نے حالت دیکھ کر حکماً منع کر دیا، پھر میں نے مولانا منظور صاحب (نعمانی) سے کہلوایا، وہ خود گئے مگر وہ بھی مؤید ہو کر آئے، اس کے باوجود میری رات اس خیال سے بے چینی کے ساتھ گزری کہ معلوم نہیں میں نے صحیح عمل کیا کہ نہیں؟ اگر بھائی صاحب کا معاملہ نہ ہوتا تو میں محض طبیب کے منع کرنے پر نہ رکتا، اگلے روز سے پلاسٹر لگنا شروع ہوا، اس سے درد میں تخفیف ہوئی، خون بھی اس روز کے بعد سے نہیں آیا اور نیند آنے لگی، اس لئے (صوبائی دینی تعلیمی کانفرنس) بستی کے لئے ہمت کی اور اللہ نے مدد فرمائی، چونکہ صدارت کا اعلان ہو گیا تھا اس لئے اخلاقی ذمہ داری محسوس کی، خطبہ پہلے کا چھپا ہوا موجود تھا، وہ پڑھ دیا۔

رشید فارسی کے متعلق براہ راست دہلی سے کوئی اطلاع نہیں ملی، وہاں تار بھی دیا، خط بھی لکھا، اب آپ کے مکتوب سے معلوم ہوا کہ پنجشنبہ تک دہلی پہنچے ہوں گے، معلوم نہیں اس کے بعد ان کا کیا پروگرام بنے گا؟

میں کسی قابل ہوتا، آپ کیا فرماتے ہیں، آپ نے اپنی قابلیت کا ثبوت بحمد اللہ ایسا دیا ہے کہ کسی کو مجال شک نہیں رہا، مجھے دیکھئے کہ ہر صحیفہ پر اپنی نالائقی کی مہر لگاتا جاتا ہوں۔

نہ گلم، نہ برگ سبزم، نہ درخت سایہ دارم

خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

والسلام

آپ کا محبّ ودعا گو

ابوالحسن علی

---

(۱) طبیعت کی خرابی کی وجہ سے برادر بزرگ نے سفر سے منع کر دیا تھا۔

۲۰/مارچ ۱۹۶۰ء

۲۱/رمضان ۱۳۷۹ھ

محبّ گرامی قدر زیدت معالیه و مکارمه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ سے آپ کو خط لکھنا چاہتا تھا کہ ماہ مبارک اپنے مشاغل کے ساتھ آ گیا، ادھر میری کمزوریٔ صحت، ضروری ضروری کام رہ گئے، آپ کے عنایت نامہ نے شرمندگی کا احساس پیدا کیا اور اس خط کا تقاضا بڑھ گیا، اول آپ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں، چند روز رہ گئے ہیں مگر نچوڑ ہیں، میں بھی آپ کے لئے دعا گو ہوں اور آپ سے طالب دعا۔

دارالعلوم کے سلسلہ میں چند باتیں اجمالی عرض کرنا چاہتا ہوں اور ایک دو تفصیلی:

اجمالی بات تو یہ ہے کہ اساتذہ کے ساتھ اکرام اور اخوت ورفاقت کا معاملہ فرمایا جائے اور وصیت فاروقی (یا شاید وصیت نبوی) 'یقبل من محسنهم ویتجاوز عن مسیئهم' پر عمل کیا جائے، یہ ایک مجمل عنوان ہے جس کی تفصیل وتطبیق سے آپ خوب واقف ہیں۔

دوسرے طلبہ کے ساتھ ہمدردانہ شفقت وسرپرستی کا معاملہ فرمایا جائے اور ان کی ہمت افزائی وتشویق، ان کے لئے انتظامی سہولتوں کے مہیا کرنے کا اہتمام فرمایا جائے، اس کی بھی زیادہ تفصیل وتوضیح کی ضرورت نہیں۔

تعین کے ساتھ چند باتیں عرض کرنی ہیں:

عزیزی مولوی معین اللہ صاحب دارالعلوم کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں، میرے علم میں کسی دوسرے (ادارہ) میں بھی ایسا مخلص، صاحب ایثار، فکرمند، محنتی اور کارگزار کارکن نہیں ہے، اس نئے دور کی تمام تر ترقیات، توسیعات ان کی محنت اور دل سوزی کا نتیجہ ہیں، انہوں نے دارالعلوم ہی کے پیچھے اپنی صحت خطرہ میں ڈال دی ہے، ہم نے ان کی ان صلاحیتوں اور اخلاص کو دیکھ کر ان کو شعبہ تعمیر وترقی کا مکمل چارج دے دیا ہے، اور ان کے کاموں میں کم سے کم قانونی پابندیاں اور رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں، اگرچہ مجلس انتظامی نے شروع سے ان

کے شعبہ کا تعلق براہ راست ناظم ندوۃ العلماء سے رکھا ہے پھر بھی بہت سے ایسے مواقع ہوتے ہیں جن میں دفتر یا (مہتمم) تعویق یا طوالت پیدا کرسکتا ہے، لیکن اس بارے میں ہم لوگوں نے ایسا طرز عمل رکھا ہے کہ وہ آزادی سے اپنا کام حسب مرضی کرسکیں، ان کی ذکاوت حس اور نزاکت صحت کا تقاضا بھی تھا، اسی کا نتیجہ ہے کہ اتنا بڑا کام جو دارالعلوم میں تیس چالیس سال سے نہیں ہوا دو سال کے عرصہ میں ہوگیا۔

آپ سے یہی عرض کرنا ہے کہ صورت حال کو باقی رکھنے کی کوشش کی جائے اور اس کا اہتمام فرمایا جائے کہ ان کی دل چسپی، گرم جوشی اور اعتماد میں کوئی فرق واقع نہ ہو، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک ضابطہ یا ایک اندیشہ کی بنا پر وہ قیمتی جوہر (جس سے دنیا میں بیش قیمت ترین اور عظیم ترین آثار اور ادارے وجود میں آتے ہیں) یعنی شوق وامنگ اور قوت کار متاثر ہوتی ہے اور ایک نہایت عزیز الوجود ہستی یا صلاحیت ہاتھ سے جاتی رہتی ہے، میری مخلصانہ گزارش، وصیت یا درخواست یہ ہے کہ اس وقت جو تعاون واعتماد اور ذوق ونشاط کی فضا اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمادی ہے اور دارالعلوم کو ایک ایسا مخلص کارکن عطا فرمادیا ہے اس کو کسی قیمت پر کھویا نہ جائے۔

۲۔ مجھے ان دو ڈھائی برسوں میں مولوی ابوالعرفان[1] کے متعلق یہ تجربہ ہوا کہ وہ بڑے نیک سیرت، دیانتدار خورد صفت اور بے نفس قسم کے انسان ہیں، فیصلوں میں غلطیاں اور بشری کمزوریاں تو ہوتی ہیں مگر وہ شرارت پسند، سازشی اور جاہ طلب نہیں، ان کی صلاحیت کار اور تربیت میں یقیناً سب سے بڑا حصہ آپ کا ہے جن کے زیر نگرانی وسرپرستی میں انہوں نے اہتمام کی تربیت حاصل کی، میری درخواست ہے کہ ان کے ساتھ آپ اس اعتماد واختصاص کا معاملہ فرمائیں جیسا ابھی تک آپ فرماتے رہے، اگر ان کے کسی فیصلہ یا انتظام سے طبیعت میں گرانی یا انقباض پیدا ہوا ہو تو اس میں ان کو تنہا ذمہ دار قرار نہ دیں اور کسی مخالفت اور نفسانیت پر محمول نہ فرمائیں، آپ کو ان سے بہتر نائب اور قائم مقام دارالعلوم کے احاطہ میں نہیں مل سکتا، مجھے اس عرصہ میں ان کی بڑی قدر آئی اور دل میں ان

(۱) مولانا ابوالعرفان ندوی سابق قائم مقام مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء

کی بڑی محبت اور وقعت پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے، دارالعلوم پر اللہ تعالیٰ کے جو انعامات ہیں ان میں سے ایک ان کا وجود بھی ہے۔

۳۔ مولانا اویس صاحب نگرامی کا وجود علمی و دینی حیثیت سے دارالعلوم کے لئے فخر ومباہات اور اس کی شہرت اور علمی دنیا میں وقعت کا سبب ہے، وہ اگرچہ ہمارے آپ کے رفیق اور معاصر ہیں لیکن اب ان کا شمار حقیقتاً (مشائخ) اور علماء کبار میں ہے، انہوں نے بھی دارالعلوم کے لئے بڑی قربانی کی ہے، اچھی اچھی پیش کشوں (جن کا مجھے علم ہے) ٹھکرایا ہے اور ایک قلیل مشاہرہ پر (جو ان جیسے عیال دار اور کثیر المصارف شخص کے لئے مکتفی نہیں) قناعت کی ہے، ان کے ساتھ آپ کا خصوصی اکرام اور توقیر کا معاملہ مناسب ہے، یوں بے تکلفی ومزاح کا آپ کو ہر وقت حق حاصل ہے لیکن اس کی حیثیت شخصی اور مجلسی ہے، مجامع اور معاملات دارالعلوم میں ان کے ساتھ اکرام واحترام ہی کا معاملہ ہونا چاہئے، ہر چند مجھے معلوم ہے کہ آپ اس کا خیال رکھتے ہیں، پھر (بھی) بسبیل تذکیر وتاکید عرض کرتا ہوں۔

۴۔ دارالعلوم کی ایک بڑی جیت اور اس کی خوش قسمتی اور اقبال مندی ہے کہ اس نے مولانا محمد منظور صاحب (نعمانی) جیسا نامور عالم، فقیہ النفس، اور راسخ العلم متکلم اور محدث تدریس حدیث کے لئے حاصل کرلیا، ان کا وجود ہندوستان وپاکستان کے بڑے بڑے ادارہ اور جامعہ کے لئے موجب فخر ومنت تھا، واقعہ یہ ہے کہ میں ان کو (اس قریب ترین معرفت وصحبت کے بعد جو مجھے حاصل ہے) دیوبند کی مسند حدیث کے لئے ہر دوسرے عالم سے زیادہ اہل سمجھتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی بہت سی صلاحیتیں اور کمالات عطا فرمائے ہیں جن کی وجہ سے بالخصوص تدریس حدیث کے لئے ان سے بہتر آدمی ملنا مشکل ہے، پھر ان کا اخلاص، اصابت رائے، معاملہ فہمی، قوت فیصلہ، اشتراک عمل کا جذبہ اور وسیع ذہن ایسی خداداد صلاحیتیں ہیں کہ ان کا وجود دارالعلوم کے اس مجموعہ میں کسی نوع سے بھی مفید اور بیش قیمت ہے۔

میرے بعد آپ سے زیادہ کون اس حقیقت کو سمجھتا ہوگا کہ وہ محض اس مشاہرہ کی بنا پر

دارالعلوم نہیں ٹھہر سکتے، اگر کوئی چیز ان کے لئے وہاں رہنے کی ضامن ہوسکتی ہے تو وہ آزادی، عزت اور کرامت نفس کے ساتھ افادہ وخدمت کا موقع ہے، اس لئے خاص طور پر اس کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں کسی ضابطہ کی تکمیل یا کسی قانونی خانہ پری کی وجہ سے ان میں وہ نشاط اور امنگ باقی نہ رہے جو اس وقت ہے، وہ خود قانونی ذہن کے آدمی ہیں اور ابھی تک انہوں نے قوانین دارالعلوم کی بڑی پابندی کی ہے، پھر بھی اس کا نہایت درجہ اہتمام چاہئے کہ دفتر کے کسی رویہ سے ان میں اپنے ''ملازم'' ہونے کا احساس نہ پیدا ہو جو ان جیسے خوددار صاحب مقام آدمی کے لئے ناقابل برداشت ہے، یوں وہ اپنی طرف سے جس توقیر واکرام یا فرق مراتب کا معاملہ فرمائیں وہ الگ بات ہے۔

یہ چند معروضات ارتجالاً اس وقت پیش خدمت کردیئے، اللہ تعالیٰ نے دارالعلوم کو ترقی کرنے اور عصر حاضر کی ایک عظیم اسلامی تحریک بننے کا جو زریں ونادر موقع دیا ہے خدا کرے ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اور اپنی اس محدود ومختصر زندگی میں کچھ کرلیں۔

امید ہے کہ آپ حسب وعدہ دارالعلوم کھلنے سے دو ایک روز بیشتر یہاں تشریف لائیں گے، اس عریضہ کو محفوظ فرمالیا جائے، نہ میں نے اس کی نقل رکھی ہے نہ اس کی ضرورت، مگر جی چاہتا ہے کہ کبھی کبھی اس پر نظر پڑ جائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

طالب دعا

ابوالحسن علی

۲۷/اگست ۱۹۶۰ء

۳/ربیع الاول ۱۳۸۰ھ

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہو، عرصہ سے مراسلت کا سلسلہ منقطع ہے، تاج المساجد

کے اجتماع سالانہ کی اطلاع کا خط آیا تھا، انشاء اللہ بشرط موجودگی ہندوستان ضرور شریک ہوں گا، آج صبح روزنامہ (سیاست) میں عزیزی حبیب ریحان سلمہ اور عزیزی محمد لقمان سلمہ کی (جامعۃ الازہر میں) امتیازی کامیابی وتفوق کی اطلاع پاکر بڑی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے دونوں عزیزوں نے امتیازی تفوق کی روایت ووراثت قائم رکھ کر اپنی سعادت وصلاحیت کا ثبوت دیا، عزیزی حبیب ریحان سلمہ کا خط اس سے پہلے آگیا تھا، جس میں کامیابی کا مژدہ تھا، ان کو علاحدہ خط لکھوں گا، اس سے مقصود آپ سے زیادہ ان کی والدہ کو مبارکباد پیش کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہر طرح مبارک فرمائے!

عزیزی حبیب ریحان نے ڈاکٹر محمد یوسف موسیٰ کی کتاب (الإسلام وحاجة الإنسانية إليه) کا ترجمہ کیا ہے جس پر نظر ثانی کا کام مجلس (المجلس الأعلى للشئون الإسلامية) نے میرے سپرد کیا ہے، انشاء اللہ انجام دوں گا، مبیضہ کی تکمیل اور وصولیابی کا منتظر ہوں۔

ان شاء اللہ ۳۰/اگست کو دہلی روانہ ہوں گا، وہاں دو روز ٹھہر کر غالباً ۳/۴/ستمبر کو لاہور روانگی کا قصد ہے، سہارنپور ایک روز قیام رہے گا، خدا کرے آپ کی صحت بہتر ہو، میری صحت کمزور چل رہی ہے، گھر میں سب کو سلام۔

والسلام مخلص
ابوالحسن علی

۱۱/دسمبر ۱۹۶۰ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ۱۰/دسمبر کو سہارنپور حاضر ہوا، یہ معلوم کرکے بہت افسوس ہوا کہ آپ دو ہی روز قبل یہاں تشریف لائے تھے، کاش ملاقات ہوجاتی! عرصہ سے ملنا نہیں ہوا، مگر آپ کی آمد کا علم نہ ہوسکا، یہ اچھا موقعہ جاتا رہا۔

آپ کو علم ہوگا کہ کئی مہینے سے برما کے دورہ کی بات چیت چل رہی ہے، وہاں کے احباب دارالعلوم کے لئے توقع دلاتے ہیں اور رنگون بلاتے ہیں، پہلے تو پاسپورٹ نہ ملنے کی وجہ سے قانونی مجبوری تھی، اب یہ مجبوری رفع ہوگئی تو وہاں کا ارادہ کرلیا گیا، دو بحری تار رنگون سے آئے کہ انتظار ہے، رمضان المبارک بھی قریب ہے، اس سے پہلے وہاں سے فراغت ضروری ہے، بارش چونکہ وہاں زیادہ ہوتی ہے اور موسم وہاں کے سفر کے لئے مناسب نہیں ہے، اس لئے انتظار رہا، اب ۱۵ر کو کلکتہ روانگی اور ۱۷ر کو انشاء اللہ تعالیٰ رنگون روانگی طے ہوگئی ہے، وہاں مولانا عبدالرحمٰن صاحب قاسمی کو اس کی اطلاع تار اور خط کے ذریعے دے دی گئی ہے، عزیزی مولانا معین اللہ صاحب ہمراہ ہوں گے، دعا فرمایئے گا کہ اللہ تعالیٰ یہ دورہ کامیاب اور نتیجہ خیز بنائے اور دینی حیثیت سے بھی اور دارالعلوم کے لئے بھی اس کو نافع اور مستمر بنائے۔

افسوس ہے کہ اس مجبوری کی وجہ سے اس سال پھر اجتماع[1] میں شرکت کا موقع نہ مل سکے گا، اس سال تو عزم تھا کہ ضرور شرکت ہوگی، مگر اس سفر کا التوا ممکن نہ ہوا اور مناسب نہ معلوم ہوا، آپ سے ندامت ہے، مگر آپ سے اس ضرورت اور نزاکت کے اظہار میں کوئی شرم اور حرج نہیں، اس لئے عرض کردیا کہ کسی اور بات یا محض تساہل وگریز پر محمول نہ فرمایا جائے، دارالعلوم کے حالات اس وقت بڑی جدوجہد اور خصوصی مساعی وتوجہات کے مقتضی وداعی ہیں، آپ سے حالات مخفی نہیں۔

نومبر کی آخری تاریخوں میں رئیس صاحب جعفری[2] لکھنؤ آئے دو تین روز ٹھہرے، دو تین بار دارالعلوم آئے، اچھی مجلسیں رہیں، عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی تھی، معلوم نہیں آپ کو ان کے ادھر آنے کی اطلاع ملی یا نہیں؟ اور ان سے خط وکتابت بھی ہے یا نہیں؟ آپ کا ذکر خیر اور طالب علمی کی باتیں بھی رہیں، خاصے کمزور ومضمحل تھے۔

تاج المساجد کے سلسلہ میں بھوپال اور بمبئی میں غیر معمولی کامیابی پر مبارکباد

---

(۱) بھوپال کا سالانہ تبلیغی اجتماع جو تاج المساجد میں ہوتا تھا۔

(۲) مولانا رئیس احمد جعفری لاہوری مشہور مصنف۔

دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور آپ کو صحت وقوت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے، خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

مخلص وطالب دعا
ابوالحسن علی

۲۱ر دسمبر ۱۹۶۰ء

محبّ گرامی زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج بخیر ہو اور آپ مع متعلقین واحباب بالکل بخیریت ہوں، میرا خط مل گیا ہوگا جو میں نے سہارنپور سے لکھا تھا اور اپنے سفر برما کے قصد کی اطلاع دی تھی، ۱۶ر کو کلکتہ پہنچا اور ۱۸ر کو وہاں سے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہوکر مع مولوی معین اللہ اسی روز ڈھائی گھنٹہ کے اندر رنگون پہنچ گیا، الحمدللہ بعافیت ہوں، دینی وتربیتی تقاریر کا سلسلہ جاری ہے، احباب بڑی محبت وگرمجوشی سے پیش آئے۔

یہاں عبداللہ بھائی، حاجی عبداللہ احمد صاحب کے قریب رہنے والے آپ کی دینی کمائی ہیں، آپ کے سفر کا ٹھیاوار کا نتیجہ ہیں، آپ کو اکثر یاد کرتے ہیں، یہاں کے بڑے داعی اور تبلیغی جماعت کے خاص فرد ہیں، مولوی سلمان میاں سلمہٗ[1] کو بھی یہاں کے لوگ بہت یاد کرتے ہیں، ان سے متاثر ہیں۔

ابھی دارالعلوم کا کام شروع نہیں ہوا، دعا کیجئے اللہ تعالیٰ کامیابی بھی عطا فرمائے۔

جو تبلیغی جماعت بھوپال کے اجتماع میں آرہی ہے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں کہ آپ خود ان کے میزبان ہیں اور داعی ہیں، امید ہے یہ حضرات مطمئن ومتاثر واپس آئیں گے اور آرام سے رہیں گے۔

(۱) مولانا محمد سلمان خان ندویؒ برادر مکتوب الیہ دینی کاموں میں بڑا حصہ لیتے تھے اور ندوۃ العلماء کے عاشقوں میں تھے، دارالعلوم تاج المساجد کے ذمہ داروں میں تھے۔

دوستوں کو سلام، گھر میں سلام، مولوی معین اللہ صاحب سلام کہتے ہیں، مخدومنا حضرت شاہ محمد یعقوب صاحبؒ[1] کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا عرض ہے۔

مخلص

ابوالحسن علی

۲۷ر فروری ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی قدر و برادر مکرم زیدت لطفه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ حالت انتظار و اشتیاق میں شرف صدور لایا، جزاکم اللہ تعالیٰ، تعجب ہے، برماروانگی سے بیشتر جو خط لکھا تھا وہ آپ کو نہیں ملا، اس میں، میں نے رنگون کے قصد کی اطلاع اور بھوپال نہ آسکنے کی معذرت کی تھی، معلوم ہوتا ہے ضائع ہوگیا، آپ کے خطوط کے ساتھ اکثر یہ افتاد پیش آتی ہے۔

الحمدللہ سالماً کے ساتھ غانماً بھی واپسی ہوئی، سوالاکھ تو وہیں موجودگی میں ہوگیا تھا، احباب نے اضافہ کا بھی وعدہ کیا تھا، اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوشش جاری ہے، شاید اس مجموعہ سے بڑھ جائے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو (بھوپال کے) طلبہ سے یہ اطلاع مل گئی ہوگی ورنہ خود اطلاع دیتا۔

حالات کے متعلق آپ نے جو تاثر لکھا ہے، وہ بالکل قدرتی اور حق بجانب ہے، 'الشاهد يرى مالا يراه الغائب' ورنہ ہم سب اس جراحت میں شریک ہیں، 'اِنَّمَآ اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ، وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ، اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ، وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ' بڑا اچھا کیا کہ جماعتیں بھیجیں، بہت بڑا مداوا ہے۔

ابتدائی مقدمہ (اراضی تاج المساجد) کی کامیابی پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش ہے،

(۱) مولانا شاہ محمد یعقوب مجددیؒ۔

اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ایسی ہی کامیابیاں عطا فرماتا رہے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید اسی کی ہے۔

جی ہاں! حضرت (رائے پوری) یہیں (سہارنپور میں) تشریف فرما ہیں، ان کی وجہ سے یہاں حاضری ہوئی، مولانا منظور صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں، آپ کا خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے، ان کی طرف سے بھی سلام ومبارکباد قبول فرمائیں، واقعی اس تین دن کے اندر یہاں کا سفر بہت مشکل ہے، پھر بھی جی تو یہی چاہتا ہے کہ ملاقات ہو جاتی، حضرت سے خود ہی دعا کے لئے فرماتے، میں شاید ۱۹۔۲۰ تک یہاں رہوں، معلوم نہیں آپ کی آمد کب ہوتی ہے؟ دعا کی سعادت ومسرت حاصل کرتا رہتا ہوں، آپ سے بھی اسی کی امید ہے، گھر میں بہت بہت سلام کہئے۔

والسلام
طالب دعا
ابوالحسن علی

۳ رمئی ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی زیدلطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج رائے پور میں مرسلہ کاغذات دیکھے تو یہ دیکھ کر بڑی شرمندگی ہوئی کہ اس کو ۱۷ر اپریل تک پہنچ جانا چاہئے تھا، لکھنؤ میں کچھ ایسی پریشانیاں رہیں کہ خطوط کا جواب بروقت نہ دے سکا، بعض کے دیکھنے کی نوبت بھی یہاں پہنچ کر آئی امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔

بھائی صاحب[1] کی علالت طول پکڑتی جارہی ہے اور نزاکت اختیار کررہی ہے، ہم سب پریشان ہیں، آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

بجٹ (دارالعلوم تاج المساجد بھوپال) کے سلسلہ میں عرصہ سے اتنا عرض کرنے کا جی

(۱) برادر بزرگ ڈاکٹر مولانا عبدالعلی حسنیؒ۔

چاہتا ہے کہ اساتذہ کی تنخواہیں بہت کم ہیں، ان میں اضافہ بہت مناسب معلوم ہوتا ہے، آپ سے زیادہ موجودہ گرانی اور مصارف کی زیادتی کو کون سمجھ سکتا ہے، میں ان کی تنخواہوں میں معتد بہ اضافہ کے حق میں ہوں، ان شاء اللہ دارالعلوم میں بھی مزید اضافہ کی سفارش کروں گا۔

۴۔۵ روز میں ان شاء اللہ لکھنؤ واپسی ہے، امید ہے کہ گھر میں خیریت ہوگی، سلام پہنچادیا جائے۔

مخلص
ابوالحسن علی

۳؍جولائی ۱۹۶۱ء

محبّ مخلص ومکرم وصدیق گرامی!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ سفر سعادت (حج) سے بخیریت واپسی ہوگئی ہوگی، دلی مبارکباد وقلبی تہنیت قبول فرمایئے، 'تقبل الله وأعلیٰ شأنکم فی الدنیا والآخرة'!

بھائی صاحب[۲] کے انتقال (۷؍مئی ۱۹۶۱ء) پر آپ کا جو مخلصانہ وعزیزانہ وبرادرانہ تعزیت نامہ وصول ہوا تھا اس کا جواب بھی نہ دے سکا تھا کہ سفر حج سے آپ کا دوسرا عنایت نامہ ملا اور اس میں ان کے لئے عمرہ کی اطلاع تھی، اللہ تعالیٰ مراتب عالیہ میں مزید ترقیات عطا فرمائے، بہت مسرت ہوئی۔

ملاقات کو عرصہ ہوگیا، معلوم نہیں کب آپ کا ادھر آنا ہو یا میرا ادھر جانا ہو؟ بڑی مسرت ہوتی اگر ملنا ہوتا، میں تو پہلے سے زیادہ پابند وپابہ گل ہوگیا، اب وہ آزادیاں کہاں، کوئی تقریب یا بہانہ پیدا کرکے آپ ادھر آتے تو ہم سب خوش ہوتے۔

خدا کرے اس سفر میں آپ کی صحت اچھی رہی ہو، کم سے کم اپنی بخیر واپسی کی اطلاع

(۱) برادر بزرگ ڈاکٹر مولانا عبدالعلی حسنیؒ۔

ضرور دیں، گھر میں بہت بہت سلام، بچوں کو دعا۔

والسلام
آپ کا
علی

دائرہ شاہ علم اللہ، رائے بریلی
۲۹/اگست ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ تو ہماری کسی کوتاہی بے عنوانی سے ایسے ناراض ہوئے کہ (سفر حج سے) بخیر واپسی کی اطلاع بھی نہ دی، وعدہ فرمایا تھا کہ دہلی گفتگو کر کے خط لکھوں گا مگر ہماری تقصیرات اس سے بھی مانع رہیں، خیر وہ نہ سہی اپنی خیریت اور ضروری کوائف سے تو مطلع فرمایا ہوتا!

آج کل ہم لوگ سیلاب کے پناہ گزیں ہیں، تکیہ کا تخلیہ ہو گیا اور قریب کے ایک گاؤں میں لاجئ (پناہ گزیں) کی حیثیت سے مقیم ہیں، معلوم نہیں یہ حصار کب تک رہے گا؟ ۸/ اگست کو آئے تھے، معلوم نہیں کب تک لکھنؤ جانا ہو سکے گا؟ پتہ سابق ہے، گھر میں سلام کہئے، دوستوں اور پرسان حال سے سلام، حضرت صاحبؒ[1] کی خدمت میں مؤدبانہ وخادمانہ سلام اور درخواست دعا۔

آپ کا محبّ ومخلص
ابوالحسن علی

(۱) حضرت شاہ محمد یعقوب مجددیؒ

۸ر ستمبر ۱۹۶۱ء

محبّ زیدت مغالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲ر ستمبر ملا، اس سے پیشتر آپ کا کوئی خط قطعاً نہیں ملا، مجھے خود بھی تعجب تھا کہ آپ نے بالکل سکوت اختیار فرمالیا، اب معلوم ہوا کہ آپ نے دوگرامی نامے لکھے۔

دستورالعمل میں کچھ ترمیم آخری جلسۂ انتظامی میں ہوئی تھی، غالباً نیا دستور چھپ رہا ہے، آپ تکلیف فرما کر مولوی ابوالعرفان صاحب[1] یا مولوی جمیل صاحب[2] کو یاد دلا دیں ورنہ اتنا توقف فرمائیں کہ میں پہنچ جاؤں۔

آپ کی مخلصانہ وکالت کا نہایت شکر گزار ہوں، یہ کام آپ ہی کے کرنے کا تھا، 'اصلاح ذات البین' کا اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا فرمائے گا، مولانا کا احساس اور آپ کا مشورہ بجا ہے، جہاں تک اختیاری بات کا تعلق ہے، اس کے لئے کوشش فرض ہے، آپ کو معلوم ہے اس میں خود مولانا مرحوم کی شفقتوں اور دل نوازی کو کتنا دخل تھا، بلکہ سراسر اسی کو دخل تھا، 'لیت الزمان یعود'!

سیلاب اب ہٹ رہا ہے، شاید ۲-۳ روز میں گھروں کو واپسی ہو جائے، انشاء اللہ اس کے بعد ۲ روز مزید قیام پھر لکھنؤ حاضری۔

آپ کے گھر کی پرمسرت تقریب (شادی رضوان ہمراہ شاہدہ عرفان) میں شرکت میرے لئے حقیقتاً مسرت کا باعث ہے، بلا تکلف عرض کرتا ہوں کہ آپ کے افراد خاندان میں شمولیت اور برادرانہ عزیزانہ تعلق میرے لئے قلبی مسرت کا باعث ہے، لیکن اس وقت جن حالات میں ہوں ۱۳ر دسمبر تک لکھنؤ پہنچنا مشکل ہے، اس وقت تک یہ تقریب انشاء اللہ انجام پا چکی ہوگی۔

عزیزین حبیب ریحان سلمہ اور لقمان خان سلمہ کب آرہے ہیں؟ کیا وہ دونوں اس

---

(۱) مولانا ابوالعرفان ندویؒ سابق قائم مقام مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

(۲) مولانا جمیل مرحوم سابق مددگار ناظم دفتر نظامت ندوۃ العلماء۔

تقریب میں شریک نہ ہوں گے؟ گھر میں سلام کہئے، بچوں کو دعا۔

والسلام
آپ کا بھائی
علی

۲۸/اکتوبر ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، عرصہ سے نہ کوئی خط آیا نہ کچھ حال معلوم ہوا، امید ہے کہ ہر طرح خیریت ہوگی، اب کی (لکھنؤ کا) سیلاب غنیمت رہا، البتہ رائے بریلی کے سیلاب نے رکارڈ قائم کر دیا اور ہم لوگوں کو مستقلاً نکلنا پڑا۔

حیدرآباد سے ڈاکٹر وحید الزماں صاحب نے مسجد بغدادی کا قصہ لکھا ہے، آپ کے تشریف لے جانے سے امید ہے کہ اچھے طریقہ پر تہ قضیہ حل ہو جائے، میرے خیال میں جماعت (تبلیغ) کو بھی زیادہ کشاکش کرنی مناسب نہیں، لیکن اگر کام کے تقاضے کی بنا پر ضروری ہو تو امید ہے کہ آپ کی کوشش کا اثر ان شاء اللہ مفید ہوگا، اگر فرصت نکال سکیں تو ضرور تشریف لے جائیے، سلمان میاں کا خط جے پور سے آیا ہے، معلوم ہوا آج کل وہاں ہیں، انشاء اللہ ۱۱-۱۲/نومبر کو ٹونک جے پور کا ارادہ ہے۔

گھر میں سلام کہئے، آج کل گھر کے لوگ سب یہیں ہیں۔

والسلام
آپ کا
علی

ندوۃ العلماء لکھنؤ

۶/دسمبر ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، ادھر کچھ عرصہ سے نہ تو میں نے آپ کو لکھا نہ آپ کا کوئی عنایت نامہ آیا، بھوپال کے اجتماع میں انشاء اللہ ابھی تک شرکت کا عزم ہے۔

ایک چک ارسال خدمت ہے، براہ کرم اس پر دستخط کر کے واپس فرمادیجئے، عرصہ سے مالی مشکلات درپیش ہیں، دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ آسانی فرمائے۔

دارالعلوم تارج المساجد کے آغاز کی تاریخ اور اگر کوئی ضروری تفصیل ہو مثلاً کس موقع پر بنیاد رکھی گئی اور کس نے رکھی؟ لکھوا کر بھجوادیجئے، یاد آتا ہے کہ سید صاحب[1] نے بنیاد رکھی تھی، ایک تصنیف میں اس کی ضرورت ہے، اگر کوئی چھپی ہوئی تحریر ہو تو ارسال فرمائی جائے، امید ہے گھر پر عافیت ہوگی، میرا سلام پہنچادیں۔

والسلام

طالب دعا

ابوالحسن علی

۱۲/جنوری ۱۹۶۲ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا، الحمدللہ بعافیت ہوں، آپ غالباً جلسہ کی تیاریوں اور انتظامات کی وجہ سے دارالمصنفین کے جلسہ میں شرکت نہ کر سکے، ذکر خیر اور یاد یار رہی۔

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ

کویت کا پروگرام ادھر دو تین مہینہ سے بن رہا تھا، ویزا کا مرحلہ سخت تھا، ایک ہندوستانی کرم فرمانے ویزا بھیج دیا، ادھر رمضان قریب ہے، انہوں نے لکھا کہ یہاں آنے کا زمانہ یہی اچھا ہے، اب کی عزم کر چکا تھا کہ اجتماع میں ضرور آؤں گا، دونوں کو جمع کرنے کی کوشش کی، اس کی یہ صورت بنی کہ ۲۱ر کو اجتماع میں شرکت کروں اور ۲۲ر کو پٹھان کوٹ ایکسپریس سے بمبئی روانہ ہو جاؤں تا کہ ۲۴ر جنوری کے جہاز سے روانگی ہو سکے، مشکل یہ ہے کہ بمبئی سے ہفتہ کے صرف دو روز بدھ اور جمعہ جہاز جاتا ہے، دہلی سے بھی روانگی ہو سکتی ہے اور اس میں کفایت بھی تھی مگر اجتماع کی وجہ سے بمبئی کا راستہ اختیار کیا، اس لئے ان کو تار دیا کہ ۱۷ر شعبان ۲۴ر جنوری کو روانگی ہو سکتی ہے، انہوں نے تار دیا کہ مناسب ہے، امید ہے آپ اس مجبوری کے پیش نظر اس ناچیز کی یک روزہ ۲۴ر گھنٹے کی حاضری کو قبول فرمائیں گے، اگر چہ اپنی ناکارگی کی بنا پر ایک روز اور تین روز دونوں برابر تھے، مگر پھر بھی دو مرتبہ کے ناغہ کے بعد یہی مناسب تھا کہ میں تینوں روز حاضر رہتا، مگر رمضان کے قرب کے پیش نظر اس سے بہتر پروگرام نہ بن سکا، بہت الٹ پھیر کر کے یہ نظام بنا ہے، میرے ہمراہ عزیزی محمد رابع سلمہ اور مولوی معین اللہ صاحب بھی ہوں گے، غالباً لکھنؤ سے براہ راست ۲۲ر کے لئے پٹھان کوٹ میں رزرویشن ہو جائے گا، آپ بھی براہ کرم دریافت فرمالیجئے گا کہ ۲۲ر کے لئے فرسٹ کلاس میں تین برتھ رزرو ہو گئے یا نہیں؟ رائے پور آیا تھا، انشاء اللہ ۱۸ر کو لکھنؤ پہنچ جاؤں گا، گھر میں سلام پہنچا ئیے، بچوں کو دعا۔

حضرت پیر[۱] صاحب کی خدمت میں سلام اگر پہنچ جائے نیز اس کی اطلاع تو مناسب ہوگا۔

آپ کا نالائق
علی

---

(۱) حضرت شاہ محمد یعقوب مجددیؒ

باغ، رائے پور، ضلع سہارنپور
ماقبل ۲۲ر فروری ۱۹۶۲ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہوں، الحمدللہ بعافیت ہوں، برما سے لے کر لکھنؤ تک ہر جگہ سے آپ کو خط لکھنے کا ارادہ رہا، مگر یہ زمانہ کچھ ایسی مصروفیت اور انتشار میں گزرا کہ ضروری خطوط کا انبار ہوگیا اور جواب تک دینے کی مہلت بہت کم ملی۔

ایک ہفتہ شاید ٹھہرنا ہوا ہوگا کہ ایک دوسرا سفر جو برما کے سفر سے بھی مسافت میں دور تھا پیش آ گیا یعنی کالی کٹ مالابار کا سفر جہاں سے ۱۲ر فروری کو واپسی ہوئی، ۱۳ر کو رائے پور حضرت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو وہیں ٹھہر گیا، شاید ماہ مبارک یہیں گزرے، آپ سے دعا کی درخواست اور آپ کے لئے دعا کی سعادت حاصل کرتا رہتا ہوں۔

ایک حقیر سا تحفہ رنگون سے لایا تھا، وہ عزیزی محبوب الرحمٰن[1] کو بھجوا دیا تھا خدا کرے مل گیا ہو، برما کا سفر الحمدللہ کامیاب رہا، آپ نے اس کا ذکر سن لیا ہوگا، اس کے نتیجہ میں رشید صاحب وزیر برما لکھنؤ بھی دارالعلوم دیکھنے کے لئے آئے تھے، ان کی اچھی پذیرائی ہوئی اور لکھنؤ کا سربرآوردہ طبقہ ان سے مل کر بہت خوش ہوا، معلوم نہیں تاج المساجد کا مقدمہ کس منزل پر ہے؟[2]

آج کل تو جبل پور کے حالات نے دماغ کو پراگندہ اور طبیعت کو افسردہ کر رکھا ہے..... اللہ بالمسلمین، آپ حسب معمول جامع مسجد میں قرآن مجید سنا رہے ہوں گے؟ حبیب ولقمان خان سلمہما کب ہندوستان آ رہے ہیں؟ امید ہے طبیعت اچھی رہتی ہوگی؟ گھر میں سلام کہہ دیجئے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

(۱) محبوب الرحمٰن بھتیجہ مکتوب الیہ (۲) تاج المساجد سے متعلق مقدمہ جو سرکار سے چل رہا تھا۔

۱۲/مارچ ۱۹۶۲ء

محبّ گرامی زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ رائے پور ملا، واقعی آپ سے نہ ملنے کا افسوس رہا، پورا یقین تھا کہ ملاقات ہوگی، ماشاء اللہ کان، آپ نے جو زحمت اٹھائی اس کا مزید افسوس ہے۔

الحمدلله سالماً وغانماً، واپسی ہوئی، تفصیلات زبانی عرض کروں گا، آپ کا قیاس صحیح ہے، و كان سهم التجار أكثر من سهم الشيخ۔

زبانی بھی میں نے آپ کے سامنے اپنی مشکلات، معاونین کی کمی اور اپنی ناکامی کا اظہار کیا تھا، ذہن پر اس کا بڑا اثر ہے، حل سمجھ میں نہیں آتا، ایک گوشہ ہو تو مداوا کیا جائے۔

تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا!

کبھی اطمینان سے ملنا ہو تو تفصیل سے باتیں ہوں، صراحۃً عرض کیا تھا، پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ متوجہ رہیں اور اپنی ذمہ داری سمجھیں، مشوروں سے مستفید کریں، پھر اللہ کو جو اور جس طرح منظور ہو۔

آپ نے ایک حقیر تحفہ کا ذکر اتنی اہمیت سے کیا، آپ کی عنایات کے سامنے تو یہ کوئی چیز نہیں اور اس بارے میں آپ کی مجارات (برابری و ہمسری) مشکل ہے!

حضرت صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بہت بہت سلام نیازمندانہ۔

کیا آپ کا اس طرف کوئی پروگرام مستقبل قریب میں تو نہیں ہے؟ ڈاک کا ڈھیر ہے، گرامی نامہ کی رسید کے طور پر یہ عریضہ ارسال خدمت ہے، بچوں کو دعا، گھر میں سلام، عید کی مبارکباد۔

والسلام

آپ کا دائمی

علی

لکھنؤ

یکم مئی ۱۹۶۲ء

محبّ گرامی زیدت لطفه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، عرصہ سے نہ میں نے آپ کو کوئی خط لکھا اور نہ آپ کا کوئی عنایت نامہ آیا، کویت سے واپسی پر زیادہ تر وقت آنکھ کے علاج کے سلسلہ میں علی گڑھ قیام اور بعض سفروں میں گزرا، اصل آپریشن تو نہیں ہوا، لیکن ایک چھوٹا آپریشن کیا گیا، اس کے بعد ایک تغیر یہ ہوا کہ میرے لئے مطالعہ دشوار اور خود لکھنا دشوار تر ہوگیا، یہ خط بھی ایک عزیز سے لکھوا رہا ہوں۔

بہت عجلت اور آخری وقت پر حکومت سعودیہ کی دعوت پر میرا حجاز کا سفر طے ہوا، اہل نظام الدین، حضرت شیخ[1] اور حضرت رائے پوری[2] کی تائید اور استحسان کے ساتھ الحمدللہ یہ سفر ہو رہا ہے، آج یکم مئی کو براہ دہلی و بمبئی ان شاء اللہ روانگی (ہے) آپ سے دعا کا طالب ہوں اور آپ کی وساطت سے حضرت صاحب[3] کی خدمت میں بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں، خدا کرے مزاج بخیر ہو۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

---

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

(۲) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ۔

(۳) حضرت شاہ محمد یعقوب مجددیؒ۔

ندوۃ العلماء لکھنؤ

۷/جون ۱۹۶۲ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا اور آپ مع متعلقین اہل بیت واحباب بخیر وعافیت ہوں گے۔

مکتوب گرامی بڑی تاخیر سے ملا، غالباً کسی حاجی صاحب کے لفافہ میں بھیجا تھا، انہوں نے خاصی مدت کے بعد دیا، شاید ان کو ہمارا پتہ نہ چل سکا ہوگا، پتہ معروف تھا، یا تو مدرسہ صولتیہ کی معرفت بھیج دیتے یا مولوی عبداللہ صاحب[1] کی معرفت۔

جس مسئلہ کے بارے میں لکھا ہے اس میں اعانت باعث مسرت ہوگی، بہتر یہ ہے کہ آئندہ دورۂ تعلیمی کے لئے جو دو تین مہینہ کے بعد شروع ہوگا درخواست سفیر (سعودی عرب) متعینہ ہند کی معرفت دی جائے، اس مرتبہ مؤتمر (عالم اسلامی، مکہ مکرمہ) نے یہ طے کیا ہے کہ ایک وفد جامعہ (اسلامیہ مدینہ منورہ) کا ہر ملک میں جائے گا، درخواست دہندہ سے انٹرویو کر کے وہ انتخاب اور فیصلہ کریں گے، امید ہے کہ اس میں ہمارے واقفین ضرور ہوں گے، ممکن ہے اس وفد میں مولوی عبداللہ (عباس) ندوی بھی ہوں، بہر حال اس سلسلہ میں جو مناسب شکل ہوگی، اختیار کی جائے گی۔

میری روانگی اگر چہ ۱۰/جون کو غالبا ہوگی، مگر بمبئی ۱۳-۱۴/جون کو غالباً پہونچنا ہوگا، بمبئی سے روانگی کے وقت آپ کو مطلع کروں گا، بمبئی سے لکھنؤ ٹرین سفر کرنے کا خیال ہے، یہ خط ڈاکٹر اشتیاق صاحب[2] کے حوالے کر رہا ہوں کہ بمبئی سے پوسٹ کر دیں، وہ پہلے روانہ ہو رہے ہیں، گھر میں سلام ودعا۔

والسلام

آپ کا

علی

(۱) مولانا عبداللہ عباس ندویؒ سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء (۲) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی

ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۸؍جولائی ۱۹۶۲ء

محبّ گرامی زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نعمان میاں[۱] سے بخیریت پہنچنے کی اطلاع سے مسرت ہوئی، خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہو۔

میں دوسرے ہی روز ہسوہ[۲] چلا گیا تھا، کل دوپہر کو واپس ہوا، پاکستان کے سفر کی پہلے سے تیاری تھی اور امروز وفردا ہو رہا تھا، واپس آکر حضرت[۳] کی ناسازئ مزاج کی مزید اطلاع ملی اور حضرت شیخ[۴] کے خط کے ذریعہ معلوم ہوا کہ وہاں شدت سے انتظار ہے، اس لئے کل یا زیادہ سے زیادہ پرسوں دوشنبہ کو ان شاء اللہ لاہور روانہ ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ حضرت سے بخیر وعافیت ملائے۔

چونکہ فوری طور پر یہ سفر ہو رہا ہے، اس لئے مسئلہ معلومہ کے متعلق فی الحال کچھ لکھ نہیں سکتا، مسئلہ اتنی عجلت کے ساتھ طے کرنے کا ہے بھی نہیں اور نہ اس کا طے کرنا اتنا آسان ہے جتنا مجھے اندازہ تھا، میں اپنی صحت اور رجحان کے مطابق اپنے کو اس (نظامت ندوہ) ذمہ داری سے کلیۃ سبکدوش کرنا چاہتا تھا، اندازہ ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں یہ ممکن نہیں کہ میں بالکل کنارہ کش ہو جاؤں، اور جب تک یہ ممکن نہیں کم سے کم جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے مسئلہ حل نہیں ہوتا اور میری ذہنی کشمکش قائم رہتی ہے اور ذمہ داری بھی بدستور عائد، اس کا حل جب تک نہ نکلے کوئی بڑا اقدم اٹھانا مشکل اور میرے مقصد کے لحاظ سے بے نتیجہ ہوگا، بہر حال سردست اس گفتگو کو آپ اپنی ذات تک محدود رکھیں، آپ کے زحمت فرمانے اور تفصیلی گفتگو سے یہ فائدہ ہوا کہ مسئلہ کے سارے پہلو سامنے آگئے اور اندازہ ہو گیا کہ

---

(۱) برادر خورد مکتوب الیہ۔

(۲) ہسوہ فتح پور ضلع میں مشہور اور قدیم قصبہ جہاں حضرت مولانا کے والد کی ننھیال تھی۔

(۳) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ حضرت مولانا کے مرشد۔

(۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

آپ ان حالات میں کتنا کر سکتے ہیں؟

خط لکھنے کے دوران ہی میں شیخ (الحدیث) کا تازہ خط ملا جس سے حضرت (عبدالقادر رائے پوری) کے بارہ میں تشویش بڑھ گئی، ٹرنک کال بک کرایا ہے، شاید میں آج ہی میل سے روانہ ہو جاؤں۔

پھوپھی صاحبہ جن کے لئے رقم بھیجی تھی معلوم ہوا کہ اچھاور میں اپنے بھائی سید علی اطہر عرف اتی میاں کے یہاں ہیں، براہ کرم ان کو اس طرح رقم بھیجنے کا انتظام فرمادیں کہ انہیں کے ہاتھ میں پہنچ جائے۔

رضوان میاں سلمہ (صاحبزادے مکتوب الیہ) کی درخواست تیار ہو رہی ہے، امید ہے کہ روانگی سے بیشتر مکمل ہو جائے، چونکہ آپ نے فرمادیا اس لئے یہ خط رجسٹری سے بھیج رہا ہوں، گھر میں سلام و دعا۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۰ ستمبر ۱۹۶۲ء

محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج بعافیت ہوں، آپ کا ایک تعزیتی تار اور ایک تعزیتی خط (بوفات شاہ عبدالقادر رائے پوری ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء) مجھے لاہور میں ملا تھا، اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب میں بلندی عطا فرمائے، بزرگوں اور احباب کے حلقہ میں آپ اور مولانا شاہ معین الدین صاحب (ندوی) تنہا دو شخص تھے جن کے تعزیتی خطوط آئے ورنہ دوسرے حضرات نے یا تو اس واقعہ کو یا اس خادم کو تعزیت کا مستحق نہیں سمجھا، وإلى الله المشتكى۔

مولانا منظور صاحب (نعمانی) کی ایک گفتگو میں اس کا ذکر آیا کہ آپ کو شاید درد قولنج کا دورہ پڑ گیا تھا، یہ سن کر تردد ہوا، اس سے پہلے شاید آپ کو یہ شکایت نہیں ہوئی تھی،

خدا کرے اب اس سے بالکل آرام ہوگیا ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ بعافیت اور حرمت وعزت کے ساتھ رکھے، حوادث زمانے سے خواہ ہم آپ کتنے ہی دور ہوں، دل سے قریب ہیں، اور مجھے آپ سے ذاتی تعلق ہے۔

میری نظر برابر گرتی جارہی ہے، اب تو معمولی خط بھی لکھنا دشوار معلوم ہوتا ہے، نومبر میں شاید آپریشن کی نوبت آئے۔

حضرت (شاہ محمد یعقوب مجددی) صاحب کی خدمت میں بہت بہت نیاز مندانہ سلام اور درخواست دعا، گھر میں بہت سلام، بچوں کو دعا۔

والسلام
آپ کا
علی

۱۱/مارچ ۱۹۶۳ء

محبّ گرامی منزلت زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج بخیر ہو، شدید مصروفیت اور نظام سفر کے عدم تعین کی وجہ سے آپ کو اطلاع نہ دے سکا کہ جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کی دعوت پر اس سال پھر، لیکن بحیثیت استاد محاضر کے حجاز کا قصد ہے، انشاء اللہ ۱۳/مارچ کو دہلی سے اور ۱۴/کو بمبئی سے ظہران، وہاں سے مدینہ طیبہ روانگی ہے، محمد رابع سلمہ ساتھ ہیں، عافیت وبرکت کی آپ سے اور آپ کے توسط سے حضرت (شاہ محمد یعقوب مجددی) مدظلہ سے دعا کی درخواست ہے، چونکہ دہلی سے سفر ہوائی ہے، اس لئے بھوپال سے گزرنا نہ ہوسکے گا۔

آپ نے تکلف فرمایا، صفوان سلمہ (صاحبزادہ مکتوب الیہ) کے لئے آپ بھوپال ہی میں اشارہ فرمادیتے، بہرحال آپ کا حکم کافی ہے، گھر میں سلام، بچوں کو دعا۔

والسلام
آپ کا
علی

یکم جولائی ۱۹۶۳ء

محبّ گرامی زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ۲۲ر جون کو سہارنپور، دیوبند، دہلی کے سفر پر روانہ ہوا تھا جہاں سے کل ۳۰ر جون کو واپسی ہوئی، واپسی پر گرامی نامہ ملا۔

یہ صحیح ہے کہ مجھے بھوپال (شیخ خلیل بن محمد) عرب صاحب سے ملنے کے لئے آنا ضرور تھا، لیکن میں شاید آخر جولائی تک آسکتا، آپ کی دعوت اور گرامی نامے نے اس پر آمادہ کردیا کہ میں اسی موقع پر آجاؤں، اس میں میرے لئے سہولتیں تھیں، لیکن اس میں بڑی دقت یہ تھی کہ پہلے ہفتے میں جونپور کی ایک تعلیمی کانفرنس میں شرکت کے لئے جو ۷ر جولائی کی شب میں ہونے والی ہے وعدہ کرچکا ہوں، کل میں نے اس کے داعی اور ذمہ دار صاحب سے بڑے اصرار سے درخواست کی کہ وہ اس کو ایک ہفتہ ملتوی کردیں، مگر انہوں نے عذر کیا کہ وہ پوسٹر شائع کرچکے ہیں۔

اب میں نے یہ طے کیا ہے کہ میں ۳ر جولائی کو شب میں انشاء اللہ بھوپال روانہ ہواؤں اور ۶ر کو آپ کے جلسہ میں شرکت کرکے شام کو پٹھان کوٹ ایکسپریس سے روانہ ہوجاؤں، اس کے لئے آپ کو یہ ترمیم کرنی پڑے گی کہ جلسہ (شوریٰ دارالعلوم تاج المساجد) بجائے شام کے ۶ر جولائی کو صبح ۸۔۹ بجے رکھ لیں تاکہ میں شام کا ایکسپریس پکڑ سکوں، میرا جی چاہتا تھا کہ اس موقع پر میں بھوپال دو رچار دن ٹھہروں، افسوس ہے کہ اس کا موقع نہیں مل سکے گا، اگر آپ کے سب ارکان مقامی ہوں تو کیا میں یہ درخواست کرسکتا ہوں کہ آپ اس جلسہ کو ایک ہفتہ مؤخر کردیں، اگر ایسا بآسانی ممکن ہو اور اس میں زیادہ قربانی نہ کرنی پڑے تو مجھے آپ تار یا ٹرنک کال سے آگاہ فرمائیں، میرے لئے اس میں بڑی سہولت ہے، میں شاید ایک ہفتہ قیام کرسکوں، حجاز سے آنے کے بعد بہت تھکا ہوا ہوں اور صحت کمزور چل رہی ہے۔

خدا کرے مزاج بعافیت ہو، یہ بھی معلوم کرلیجئے گا کہ (خلیل) عرب صاحب کا قیام

کب تک ہے؟ میرا قیام بہر حال انشاءاللہ آپ کے یہاں ہوگا اور آپ ہی کو میزبانی کی تکلیف دوں گا، جواب کا شدت سے انتظار رہے گا، نظر کی کمزوری کی وجہ سے یہ خط لکھوا رہا ہوں۔

مخلص
ابوالحسن علی

۱۶؍جولائی ۱۹۶۳ء

محبّ محترم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ابھی ابھی ملا، حضرت (شاہ محمد یعقوب صاحب) کے قبول صدارت سے بڑی مسرت ہوئی ؎

کلاہ گوشہ دہقاں بآفتاب رسید

انشاءاللہ ۱۸؍پنجشنبہ کو شب کی گاڑی سے روانگی ہوگی، عبدالرزاق[1] ساتھ ہوں گے، سلیپنگ دو سیٹیں مل گئی ہیں، والباقی عند التلاقی۔

والسلام
آپ کا
علی

۹؍ستمبر ۱۹۶۳ء

محبّ مکرم برادر محترم زیدت لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ملا، آپ کے جانے کے بعد اپنی تقصیریں اور کوتاہیاں یاد آئیں، کچھ ایسا وقت اور پست ہمتی تھی کہ آپ کو پہنچانے بھی نہ جاسکا جس کا افسوس رہا، آپ تو میرے لئے

(۱) شاہ عبدالرزاق نصیرآبادی خادم خاص

ایسا اہتمام فرماتے ہیں کہ اس سے زاید، باید وشاید! میں بالکل مقصر رہتا ہوں۔
ابھی قطعی تاریخ مقرر نہیں ہوئی، شاید ۱۵ر تک روانگی ہو، اطلاع انشاء اللہ بہر حال دوں گا، روانگی شاید ہوائی جہاز سے براہ راست دہلی، کراچی ہو، خدا کرے ایک بار ملنا ہو۔
سب کو سلام حبیب سلمہ کب تک روانہ ہو رہے ہیں؟

والسلام
آپ کا
علی

دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی
۲۵ر جنوری ۱۹۶۴ء

محبّ گرامی منزلت زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ملا، آپ کے لکھنے کے بغیر اپنی ٹوٹی پھوٹی دعاؤں میں شامل کرتا رہتا ہوں، جسمانی اعتبار سے دور، لیکن ذہن وقلب سے قریب ہیں، آپ سے بھی اس کی درخواست ہے، امید ہے کہ فراموش نہ فرمائیں گے اور میری تقصیرات معاف کریں گے۔

والسلام
آپ کا
علی

تکیہ کلاں رائے بریلی
۷ر فروری ۱۹۶۴ء

محبّ مکرم زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ بہت مشغول ہوں گے اور عجب نہیں کہ کسی تبلیغی سفر پر بھی گئے ہوں گے، ایک

ضروری بات بہت دن سے رہ جاتی ہے، اس وقت اسی ضرورت سے خط لکھ رہا ہوں، امید ہے کہ فوری جواب سے مطلع فرمائیں گے، دارالمصنفین کا جلسہ انتظامیہ بہت دن سے ٹل رہا ہے، ڈاکٹر سید محمود صاحب معذور سے ہوگئے ہیں، مولانا عبد الماجد صاحب (دریابادی) شاید تشریف ہی نہ لے جائیں، اس لئے سارا انحصار ہم دونوں پر ہے، شاہ (معین الدین احمد) صاحب کا خیال ہے کہ شروع یا وسط شوال میں ہو جائے، ان کو بیس دن پہلے معلوم ہونا چاہئے، اس لئے آپ وسط شوال کے لگ بھگ کوئی تاریخ مقرر کر دیجئے اور انہیں اور مجھے دونوں کو مطلع کر دیجئے، امید ہے کہ فوری جواب عنایت فرمائیں گے، دعا گو ہوں اور دعا کا طالب۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۲۰ر فروری ۱۹۶۴ء

محبّ گرامی زید مجدہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مؤرخہ ۱۱ر فروری باعث منت ہوا۔

پاسپورٹ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو تسہیل فرمائی وہ موجب مسرت وشکر ہے، خدا تعالیٰ اسے آخری مراحل تک پہنچادے، میں نے بھی محمد یونس صاحب کی تعریف سنی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ کام کے آدمی ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ شاہ (معین الدین) صاحب[1] اور مولانا (عبدالماجد دریابادی) کے درمیان ایک مرتبہ بے لطفی پیدا ہوگئی تھی، اس وقت دونوں جگہ حاضر ہوا تھا اور دونوں حضرات نے درخواست منظور فرمالی تھی، لیکن اس مرتبہ ناخوشگواری بالخصوص مولانا کی طرف

(۱) مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ سابق ناظم دارالمصنفین

سے زیادہ ہے، میری ہمت نہیں پڑتی کہ بار بار اصرار کروں، شاید آپ کے توسط سے یہ معاملہ سلجھے، بڑی خدمت ہوگی اگر آپ یہ کام کرادیں، میری بھی رائے اور مذاق یہی ہے کہ ان شخصیتوں کو مغتنم اور ان تعلقات کو حتی الامکان قائم رکھا جائے، میں نے ابھی تک (اخبار) مدینہ کا مضمون بھی نہیں دیکھا۔

۴-۵/مارچ سے مجھے اتفاق ہے، غالباً شاہ (معین الدین احمد) صاحب کا خط یہاں بھی آتا ہوگا، بہرحال مجھے اتفاق ہے، ۶/۷/۸/ پر بھی مجھے اشکال نہیں، اس کے بعد دقت ہوگی۔

یہ خط میں مولوی مرتضیٰ صاحب[1] سے لکھوا رہا ہوں، امید ہے کہ میرے طبعی عذر کی بنا پر کچھ خیال نہ کریں گے۔

گھر میں سلام عرض ہے۔

والسلام
آپ کا
علی

لکھنؤ

۱۱/مارچ ۱۹۶۶ء

برادر مکرم ومحبّ محترم زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پرمحبت خط ملا، جس خلوص اور گرمجوشی سے آپ نے دعوت دی ہے اس سے قلب بہت متاثر ہوا، میں بے شک سیتاپور سے آگیا ہوں، لیکن ایک ہومیو پیتھک ڈاکٹر کے زیر علاج ہوں، اس نے مشکل سے دو تین روز کے لئے رائے بریلی جانے کی اجازت دی تھی، اگرچہ آرام اور افاقہ ہے لیکن ابھی کچھ شکایتیں باقی ہیں اور ابھی قطعی اندازہ نہیں ہوسکا کہ پوری شکایتوں کا ازالہ کب تک ہوگا؟ ہر تیسرے چوتھے دن حال کہنا اور دکھانا پڑتا ہے، لکھنؤ چھوڑنا

(۱) مولانا سید محمد مرتضیٰ نقوی سابق ناظر کتب خانہ شبلی نعمانی۔

ابھی مناسب نہیں معلوم ہوتا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بھوپال میں آرام اور سکون بہت ملتا اور آپ اس کا بڑا اہتمام کرتے، مگر ابھی طویل سفر اور لکھنؤ سے دوری مشکل ہے، آپ کی تو ہمیشہ ہی یہ دعوت رہتی ہے اور ان شاء اللہ جب موقع ملے گا فائدہ اٹھایا جائے گا، کوئی تکلف نہیں۔

یہ میری کوتاہی ہے کہ میں نے آپ کو خود اپنے لکھنؤ آنے اور صحت کی کیفیت کی اطلاع دی، چند دن بہت انتشار اور پریشانی میں گزرے، کسی کسی وقت تکلیف ہوئی، اب ادھر کچھ اطمینان ہو چلا تو خطوط کا کچھ سلسلہ شروع ہوا، حضرت (شاہ محمد یعقوب) صاحب کی خدمت میں بھی ایک عریضہ لکھا، ان کا شفقت نامہ بھی دریافت حال کے لئے آیا، امید ہے میرا عریضہ پہنچ گیا ہوگا۔

گھر میں بہت بہت سلام کہئے، دعا کی آپ سے درخواست ہے۔

والسلام
آپ کا
علی

لکھنؤ

۲۲/اپریل ۱۹۶۶ء

محبّ محترم و برادر مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ حالت انتظار میں ملا، لیکن بعض مجبوریوں کی بنا پر کئی روز کے بعد پڑھنے کی نوبت آئی، اسی وقت جواب لکھوا رہا ہوں۔

حضرت صاحب (شاہ یعقوب مجددی) کے ضعف وعلالت سے دل پر بڑا اثر ہے، حق تو یہی تھا کہ جلد حاضری کی کوشش کی جاتی اور کچھ دن آپ کے ساتھ لطف وانبساط کے اور حضرت کی خدمت میں استفادہ اور حصول برکات کے گزرتے، لیکن ابھی تک صحت کی کیفیت قابل اعتماد نہیں، ایک دو روز کے لئے حاضر ہونا بے سود بلکہ باعث تکلیف اور زیادہ

دن معالج سے دور رہنا نامناسب معلوم ہوتا ہے، اس لئے ابھی کچھ عرصہ طویل سفر کا ارادہ نہیں ہے، 'وَلَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا' (الطلاق:۱)۔

آپ کا ایک لفافہ جس میں دارالعلوم (تاج المساجد بھوپال) سے متعلق کاغذات تھے ملا تھا، میں نے فوراً جواب بھی دے دیا تھا۔

گھر میں سلام کہئے، یہاں اور رائے بریلی میں الحمدللہ عافیت ہے، مولانا عبدالمنان صاحب کے متعلق آپ نے کچھ نہ لکھا۔

خدا کرے آپ بالکل بخیریت ہوں۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

رائے بریلی

۲/جون ۱۹۶۶ء

محبّ محترم و برادر مکرم زید لطفه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، عرصہ سے نہ میں نے کوئی خط لکھا نہ آپ کا کوئی عنایت نامہ آیا، امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ بخیریت ہوں گے۔

عرصہ سے مجھے آپ سے یہ عرض کرنے کا خیال ہوتا تھا کہ دارالعلوم تاج المساجد بھوپال کے اساتذہ کی تنخواہوں کا مسئلہ موجودہ ہوش ربا اور ناقابل برداشت گرانی کی بنا پر بہت زیادہ قابل غور ہوگیا ہے، مگر یہ خیال آتا تھا کہ آپ کی ان حالات پر مجھ سے زیادہ نظر ہے، حال میں اساتذہ وعملہ کی اپیل و یادداشت بھی آئی، اس بنا پر یہ تقاضا اور قوی ہوگیا، میں تو اپنی صحت کی وجہ سے شریک نہیں ہو رہا ہوں اور مجھے تاریخ بھی یاد نہیں، لیکن اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اور آپ کے اعتماد کی بنا پر میں پرزور طریقہ پر ان کی سفارش کرتا ہوں،

تنخواہوں میں معتد بہ اضافہ کی ضرورت ہے، اگر چہ ہمارے دارالعلوم (ندوہ) میں کئی بار اضافہ ہو چکا ہے، لیکن میں پھر اضافہ کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں اور غالبا اس کی نوبت آئے، آجکل جس گھر میں چار پانچ کھانے والے ہوں اس کا دوسو میں بھی گزارہ مشکل ہے، امید ہے کہ اس پہلو کی طرف ضرور توجہ فرمائی جائے گی۔

مزدور خوش دل کند کار بیش

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۵/نومبر ۱۹۶۶ء

محبّ گرامی منزلت!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ یکم نومبر آج ۴/نومبر کو محمد میاں[1] لکھنؤ سے لائے، میرا خود ارادہ آپ کو لکھنے کا تھا، آپ کی پرخلوص دعوت سر آنکھوں پر، وہاں کی حاضری اپنی ہی ضرورت ہے، جنوبی ہند کے دورہ کا پروگرام شروع اکتوبر ہی سے بنا ہوا تھا،[2] میں نے حجاز کے سفر کی بنا پر معذرت کی تھی اگر چہ ڈاکٹر (سید محمود) صاحب کی رائے تھی کہ میں ضرور وقت نکالوں چاہے وہاں سے صرف ایک ہفتہ رہ کر واپسی ہو جائے، اب سفر نہ ہونے کی صورت میں یہ سفر ضروری ہو گیا ہے، ابھی تک کا نظام یہ ہے کہ ۹/کی شب میں غالبا گرانڈ ٹرنک سے روانگی ہو اور ۱۰/کی صبح کو بھوپال سے گزرنا ہو، اگر اس میں کوئی ترمیم ہوئی تو میں تار دوں گا، واپسی میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ تین روز بھوپال ٹھہرتا ہوا جاؤں، مختصر مدت اس لئے کہ سفر خاصا طویل ہے اور معلوم نہیں کن حالات میں واپسی ہو۔

(۱) مولانا محمد الحسنیؒ (۲) مسلم مجلس مشاورت کے سلسلہ کا سفر۔

۳۱؍اکتوبر دوشنبہ کو حضرت[1] کی خدمت میں خود ایک عریضہ لکھا ہے، امید ہے کہ پہنچ گیا ہوگا، اس کا جواب اگر بھوپال کے اسٹیشن پر ہی مل جائے تو بہتر ہے۔

امید ہے کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے، یہاں سب کا سلام و دعا۔

والسلام
آپ کا
علی

لکھنؤ

۲۷؍جنوری ۱۹۶۷ء

محبّ گرامی منزلت زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع متعلقین واحباب بخیریت ہوں گے، معلوم نہیں آپ کچھ ناراض ہیں کہ خلاف معلوم عرصہ سے کوئی خط نہیں آیا، رمضان مبارک میں بھی کچھ حال معلوم نہ ہوا، اس سے شبہ ہوتا ہے کہ مبادا طبیعت پر کچھ گرانی نہ ہو!

گذشتہ سال میں چونکہ ایک روزہ بھی نہ رکھ سکا تھا، آپ نے میری کیفیت دیکھی تھی، اس لئے اس مرتبہ سارے مہینہ دل ڈرتا رہا کہ معلوم نہیں کب روزے چھوڑنے پڑیں، کسی دن بھی اطمینان نہ تھا اس لئے اس رمضان میں کچھ زیادہ احتیاط کرنی پڑی اور خط وکتابت کا تھوڑا سلسلہ بھی بہت مجبوری سے رہا، عید کے فوراً بعد آپ کو خط لکھنا چاہتا تھا کہ نقرس (Gout) کا شدید دورہ پڑ گیا، اس کی شدت تو ۳؍شوال کو شروع ہوئی، مگر اس کا اثر عید کے دن ہی سے شروع ہو گیا تھا، ڈاکٹر کو بلانا پڑا، ڈاکٹر (عبدالجلیل) فریدی لکھنؤ سے آئے، ان کا علاج شروع ہوا جو ابھی تک جاری ہے۔

خیال تھا کہ عید کے پہلے ہفتہ یا عشرہ میں بھوپال کا سفر کروں اور ہفتہ عشرہ قیام کروں،

(۱) حضرت شاہ محمد یعقوب مجددی بھوپالی

حضرت (شاہ محمد یعقوب مجددی) صاحب کو بھی اپنے اس ارادہ کی اطلاع کر دی تھی اور آپ کو رمضان کے بعد اس اطلاع (کے) دینے کا ارادہ تھا، مگر اس مرض کا حملہ ہوا، اب تکلیف تو نہیں ہے، مگر علاج جاری ہے اور احتیاطیں اور پرہیز بہت ہے، اگر فروری کے دوسرے ہفتہ میں کوئی خاص مجبوری پیش نہ آئی تو ارادہ رکھتا ہوں، تکمیل اللہ کے ہاتھ میں ہے، مگر آپ کے خطوط نہ آنے سے وسوسہ ہوتا ہے کہ آپ کچھ ناراض ہیں یا کہیں سفر پر؟

لیبیا کی جامعہ اسلامیہ کا دعوت نامہ پہلے عزیز حبیب (ریحان خان ندوی ازہری) کے خط کے ساتھ آیا، پھر براہ راست آیا، اس میں تذکرہ ہے کہ اصل دعوت نامہ انہوں نے ہندوستانی وزارت خارجہ کی معرفت بھیجا ہے، میں ان کو جواب دینے والا ہوں کہ مجھے دعوت نامہ منظور ہے اور اپریل کا مہینہ بھی مناسب ہے، لیکن مجھے ابھی تک پاسپورٹ نہیں ملا، دوسرے مجھے ایک رفیق سفر کی ضرورت ہے، میرے لئے تنہا سفر کرنا بہت مشکل ہے، اس سلسلہ میں آپ کا نام پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے جو موانست، مسرت آپ کی رفاقت میں ہوتی ہے وہ دوسرے رفیق کے ساتھ مشکل ہے، معلوم نہیں آپ اس کو منظور فرماتے ہیں یا نہیں؟ عرصہ سے آپ کے ساتھ کوئی طویل سفر بھی نہیں ہوا، امید ہے کہ آپ اپنی رائے سے مطلع فرمائیں گے، خدا کرے آپ کا مزاج بالکل بخیر ہو اور اس خط کا جواب جلد مل جائے۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

۶ر فروری ۱۹۶۷ء

محبّ گرامی برادر مکرم زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۳۱ر جنوری مجھے کل ۵ر فروری کو ملا، اپنے خط کی رسید اور جواب کا انتظار ہی تھا، خط پڑھ کر خوشی ہوئی۔

۱۔ آپ کا کوئی خط مجھے رمضان میں نہیں ملا، اس لئے یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں آپ ناراض تو نہیں ہیں! شہڈول والا خط مل گیا تھا، وہ بھی تاخیر سے۔

۲۔ میں اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا کہ آپ کو مرافق ومعاون کی حیثیت سے زحمت دوں، میں تو یہ چاہتا تھا کہ براہ راست آپ کے نام دعوت نامہ آئے اور میرا آپ کا سفر (لیبیا) ساتھ ہوجائے، اس لئے مجھے جو فراغ خاطر وسکون قلب آپ کی معیت میں ہوتا ہے وہ شاید سفر میں مشکل سے کسی کے ساتھ ہوتا ہے، میں آپ کے پیچھے پیچھے ایک بچہ کی طرح چلا چلتا ہوں جس کو نہ سامان کی فکر ہوتی ہے نہ کھانے کے انتظام کی نہ بیٹھنے اٹھنے کی! اس لئے خدمت وغیرہ کا کوئی سوال نہیں، اس کے لئے تو وہاں پہنچ کر حبیب (ریحان) ولقمان (خاں مقیم لیبیا) سلمہما بہت ہیں، صرف معیت ورفاقت مطلوب ہے۔

ابھی تک تو مجھے خود پاسپورٹ نہیں ملا، اور نہ جلد اس کے ملنے کا اطمینان ہے، اس لئے اب تو سب اس کے ملنے پر موقوف ہے، دعا فرمائیے کہ اپنی رہی سہی بصارت کے ساتھ ایک سفر باہر کا اور ہوجائے اور دل کی حسرت نکل جائے!۔

۳۔ مجھے بھوپال آنے کی خواہش بھی تھی اور فکر بھی، بمبئی کا دعوت نامہ پہنچا، اس کو محض اس لالچ میں منظور کیا کہ آرام کے ساتھ بھوپال کا سفر بھی ہوجائے گا، لیکن وہاں پالن پور کے قریب جو واقعہ ہائلہ پیش آیا، اس کی وجہ سے بمبئی کا سفر بھی مناسب نہیں معلوم ہوا کہ حاجی علاء الدین صاحب، حاجی نور محمد..... وغیرہ سب مشغول ہیں، اس لئے خود ہی اس کو ملتوی کرادیا، اب پھر کسی تقریب اور غیبی صورت کا منتظر ہوں، کیا عجب ہے کہ نکل آئے!

۴۔ درد تو الحمدللہ جاتا رہا لیکن کچھ آثار باقی ہیں اور احتیاط کرنی پڑتی ہے، حضرت والا (شاہ محمد یعقوب مجددی) نے بھی ایک نسخہ تحریر فرمایا ہے، اگر ضرورت ہوئی تو اس کا استعمال شروع کیا جائے گا۔

۵۔ قاری (محمد طیب) صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) کے بھوپال جانے کا حال معلوم ہوا تھا، لیکن یہ پتہ نہیں تھا کہ وہ منافسین (دارالعلوم تاج المساجد بھوپال کے مقابلہ پر آمادہ لوگوں) کی دعوت پر تشریف لے گئے ہیں، اس سے خوشی ہوئی کہ دارالعلوم (تاج المساجد

بھوپال) آئے! خدا کرے ان کے اس سفر سے فائدہ ہی پہنچا ہو، نقصان نہ پہنچے۔

۶۔ آپ کی اطلاع صحیح ہے، لیکن مسئلہ ابھی تعویق میں ہے، آیا تو مفصل عرض کروں گا، گھر میں سلام۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

رائے بریلی

۲۴/مارچ ۱۹۶۷ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، الحمدللہ آپ سب سے رخصت ہوکر بخیریت وبراحت تمام ساڑھے سات بجے کے قریب لکھنؤ پہنچا، صبح کے میل سے آنا بہت اچھا ہوا، اس کی سواریاں بھی جھانسی سے اسی گاڑی پر سوار ہوئیں، جھانسی میں جس گاڑی سے میل کا کنکشن تھا وہ چھوٹ گئی تھی، کانپور سے دہلی ایکسپریس پکڑلی جس سے ساڑھے سات بجے کے قریب لکھنؤ پہنچ گئے۔

اس مرتبہ کا قیام (بھوپال) جتنا مفید اور پرکیف رہا آپ کو اس کا اندازہ ہے! لکھنؤ پہنچ کر مولانا منظور صاحب (نعمانی) اور دوسرے حاضرین کے سامنے مجالس کے قلمبند مضامین پڑھے گئے، سب بڑے محظوظ ہوئے، رائے بریلی آکر بقیہ دو مجلسوں کے بھی افادات منضبط کرلئے، اب یہ ایک بہت اچھا مجموعہ[1] تیار ہوگیا ہے۔

لکھنؤ پہنچ کر پیغام ملا کہ مجھے دہلی جانا ہے، شاید مسئلہ معلومہ میں کچھ پیش رفت ہو، آپ کو مطلع کروں گا۔

(۱) حضرت مولاناؒ کی کتاب ''صحبتے با اہلِ دل'' مراد ہے۔

امید ہے کہ آپ نے سلام الدین خاں صاحب سے میرے التواء سفر اور انتظار کا ذکر کر دیا ہوگا، خدا کرے کوئی بہتر حل اور مفاہمت کی شکل نکلے، نواب صاحب[1] سے چلتے وقت ملاقات نہیں ہوئی، وہ محمد گڑھ چلے گئے تھے، مجھ پر ان کے خلوص کا بہت اثر ہے، ان کا لحاظ بھی ضروری ہے۔

آپ کے تحائف پہنچانے (پر) سلام وشکریہ قبول کیا جائے، گھر میں سب کو سلام ودعا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۱۹ر مئی ۱۹۶۷ء

برادر محترم محبّ مکرم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ موجب مسرت ہوا۔

میں نے آپ کے قیام لکھنؤ ہی کے زمانہ میں صفوان سلمہ کے متعلق مہتمم صاحب (دارالعلوم ندوۃ العلماء) سے کہہ دیا تھا، امید ہے کہ وہ کامیاب ہو گیا ہوگا، آپ مطمئن رہیں۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ ۱۵ر مئی کو میرا انٹرنیشنل پاسپورٹ بن کر آ گیا، یہ پاسپورٹ لیبیا کے دعوت نامہ ہی کی بنیاد پر دیا گیا ہے اس لئے انڈورسمنٹ صرف لیبیا اور ان مقامات کا ہے جو وہاں پہنچنے کے لئے ناگزیر ہیں، سعودی وغیرہ کہیں کا نہیں ہے، اب تو غالبا وہاں امتحانات اور چھٹیاں شروع ہو جائیں گی، اس کے بعد ہی سفر ہو سکے گا، پاسپورٹ بھی صرف ایک سال کے لئے دیا گیا۔

(۱) نواب محمد گڈھ مراد ہیں جو دیندار اور صاحب اخلاص شخص تھے۔

دو تین (دن) ہوئے کہ حضرت (شاہ محمد یعقوب) صاحب کا مکتوب گرامی شرف صدور لایا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ملفوظات (صحبتے با اہل دل) کی اشاعت سے ناراض نہیں ہیں، بہت شفقت آمیز اور ہمت افزا خط ہے، الحمدللہ علی ذلک، خدا کرے آپ کسی طویل سفر پر نہ ہوں اور یہ خط آپ کو جلد مل جائے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۲۸ ستمبر ۱۹۶۷ء

برادرم مکرم ومحبّ محترم!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ملا تھا، بھوپال کے پتہ پر جواب دینے کا ارادہ کیا، کچھ ساتھیوں نے متوجہ کیا کہ آپ دہلی کے لئے روانہ ہو چکے ہوں گے، میں خود یکم اکتوبر کو ان شاء اللہ دہلی پہنچوں گا، لیکن آپ سہارنپور جا چکے ہوں گے، پوری کوشش کروں گا کہ کم سے کم ۳ر اکتوبر کو سہارنپور حاضر ہو جاؤں کہ حضرت شیخ[1] کا بھی ایما ہے اور مجھے یوں بھی حاضر ہونا تھا، آپ براہ کرم میرا کچھ انتظار کر لیں، ایسا نہ ہو کہ میں سہارنپور جاؤں، آپ دہلی آ جائیں اور میں دہلی پہونچوں تو آپ بھوپال روانہ ہو جائیں اور کہیں ملاقات نہ ہو، مجھے بہت سی ضروری باتیں کرنی ہیں، بھوپال کا پروگرام بظاہر جاتے ہوئے نہ ہو سکے گا، سفر (حجاز) کے بعض مراحل طے نہ ہو سکنے کی وجہ سے وقت بہت کم رہ جائے گا اور سیدھے بمبئی پہنچنا پڑے گا۔

حضرت شیخ (الحدیث) کی خدمت میں سلام پیش کر دیجئے گا، امید ہے کہ میرا آخری

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

کارڈ اس وقت تک مل چکا ہوگا۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

رائے بریلی
۳۰ر نومبر ۱۹۶۷ء

برادر محترم ومحبّ مکرم زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوگا اور آپ (تبلیغی) اجتماع (تاج المساجد بھوپال) سے بخیر وخوبی فارغ ہو چکے ہوں گے، لکھنؤ پہنچ کر میں آپ کو خط لکھنا چاہتا تھا جس میں اپنی بخیر واپسی کی اطلاع بھی دیتا اور اس میں یہ مصرعہ بھی لکھتا ''إذا مرضت أتيناكم نعود'' لیکن میرا رائے بریلی جانا ہوگیا۔ خیال تھا واپسی پر حمزہ سلمہ کے ہاتھ خط بھیجوں گا مگر پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ روانہ ہوگئے، اسی دن آپ کا تار طلبی کا ملا، لیکن میں سفر سے پہلے سرائے میر کے ایک جلسہ مشاورت میں شرکت کا وعدہ کر چکا تھا جو ۲۶ر نومبر کو منعقد ہو رہا تھا، بمبئی میں فریدی صاحب نے تار دے کر اس کو اور پختہ کرالیا، میں نے لکھنؤ آ کر گلوخلاصی کی کوشش کی مگر معلوم ہوا کہ میرے نام کا بہت اعلان ہو چکا ہے اور منتظمین کو خفت اٹھانی پڑے گی، اس لئے طوعاً وکرہاً جانا پڑا اور دو دن اس میں صرف ہوگئے، آپ کے تار کا جواب بھی اتوار بیچ میں آجانے کی وجہ سے نہ دے سکا، بہرحال اب عذر گناہ بدتر از گناہ!

عزیزی حبیب ریحان سلمہ کا ایک مفصل خط لکھنؤ ہوتا ہوا مجھے مکہ معظّمہ میں ملا تھا جس میں اپنے سفر یورپ کے مفصل تاثرات لکھے تھے اور لیبیا کی دعوت کی یاددہانی کی تھی، میں نے اس کا جواب یہاں پہنچ کر دیا، صورت یہ پیش آئی کہ میں جدہ ہی میں تھا کہ مجھے ملک حسن الثانی، ملک المغرب (شاہ مراکش) کا دعوت نامہ ملا جو رمضان میں قصر ملکی میں شرکت کی دعوت دہلی کے سفارتخانہ میں آئی تھی، وہاں سے انہوں نے اپنے سفیر متعین جدہ

کو بھیج دی، میں نے اس کا جواب وہیں سے دے دیا تھا کہ میرے لئے ہندوستان جانا ضروری ہے، وہاں جا کر ۱۵ر رمضان کے بعد سفر کر سکتا ہوں یہاں پہنچ کر سفیر مغرب کا تار ملا کہ یہ پروگرام یکم رمضان سے ۱۳ر رمضان تک رہتا ہے، میں نے معذرت کا تار اور خط لکھ دیا کہ ۱۵ر رمضان سے بیشتر میرے لئے ہندوستان چھوڑنا ممکن نہیں، اب انتظار ہے کہ کیا جواب آتا ہے، اگر وہ میرے ساتھ کوئی استثناء برتتے ہیں تو پھر مراکش، الجزائر، تونس، لیبیا کو ساتھ نمٹایا جا سکتا ہے ورنہ عید کے بعد سوچا جائے گا۔

میں نے یہی تفصیل حبیب میاں سلمہ کو بھی لکھ دی ہے، میں نے جدہ میں جو جواب دیا تھا اس میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ میرے ساتھ ایک رفیق سفر ضروری ہے، اور چونکہ مراکش تک کا یہ سفر تھا اس لئے میں نے رابع سلمہ کا نام بھی لکھ دیا تھا کیونکہ میری معذوری پہلے سے بڑھ گئی ہے، امید ہے کہ ۵۔۷، دن میں اس طرف سے یکسوئی ہو جائے گی کہ مراکش کا سفر ہوتا ہے یا نہیں؟ پھر لیبیا کے سفر کے متعلق غور کر لیا جائے گا۔

معلوم ہوا کہ آپ درمیان میں لکھنؤ تشریف لائے تھے اور مرکز ہی میں قیام فرمایا تھا محمد ثانی اور رابع سلمہما بہت مسرت کے ساتھ اس کا ذکر کر رہے تھے، خدا کرے عید کے بعد بھوپال حاضری نصیب ہو اور حضرت (شاہ محمد یعقوب) صاحب کی دست بوسی کا شرف حاصل ہو۔

حضرت مولانا وصی اللہ صاحب (وفات ۲۵ر نومبر ۱۹۶۷ء دوران بحری سفر حج) کا واقعہ بڑا دل گداز اور صبر آزما ہوا، ! معلوم نہیں بعد کی تفصیلات کیا ہیں؟

امید ہے کہ آپ مع متعلقین بخیر و عافیت ہوں گے، اللہ تعالیٰ آپ سے ملاقات کا جلد موقع عطا فرمائے، ماہ مبارک میں، میں بھی آپ کے لئے ٹوٹی پھوٹی دعا کروں گا، آپ بھی مجھے فراموش نہ فرمائیں۔

والسلام

محبکم الدائم

ابوالحسن علی

۷؍فروری ۱۹۶۸ء

محبّ گرامی و برادر محترم زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے بہ ہمہ وجوہ خیریت سے ہوں۔

مفتی صاحب[1] کے تار کے انتظار میں واپسی کا پروگرام نہ بنا سکا، اسی وجہ سے آپ کو بھی خط نہ لکھ سکا کہ قطعی طور پر سفر کا نظام مقرر نہیں ہوا تھا، کل ان کا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ وہ اس وقت میٹنگ نہیں رکھ رہے ہیں، اس طرح گوالیار کی گنجائش نکل آئی اور ایک رات کی بھوپال کی بھی، چونکہ سدرن ایکسپریس گوالیار ڈیڑھ بجے رات کو پہنچتا ہے اس لئے خیال ہوا کہ اس کو بھوپال میں چھوڑ کر رات وہیں آرام کرلیا جائے اور صبح پنجاب اکسپریس پکڑا جائے، چنانچہ جمعہ ۹؍فروری کو حیدرآباد سے ان شاء اللہ دکشن ایکسپریس سے روانگی ہوگی جو بھوپال ساڑھے سات بجے شب میں پہنچتا ہے، رات ان شاء اللہ بھوپال ٹھہر کر ۱۱؍فروری کے روز پنجاب ایکسپریس سے گوالیار کو روانگی ہوگی، وہاں چوبیس گھنٹے گزار کر اگلے دن پنجاب ایکسپریس ہی سے انشاء اللہ دہلی روانگی ہوجائے گی، اگر اسٹیشن سے آپ کے ہاں آتے ہوئے چند منٹ کے لئے خانقاہ شریف حاضری اور حضرت سے مصافحہ اور رخصتی ہوجائے تو بہتر ہوگا، اس لئے کہ بہت سویرے اسٹیشن جانا ہوگا، خدا کرے یہ خط آپ کو بروقت مل جائے، یہاں شدید مصروفیت کی وجہ سے آپ کو اپنی خیریت کی اطلاع نہ دے سکا، الحمدللہ کل کام ختم ہوگیا، حضرت کے ہاں حاضری ہو تو سلام پہنچادیں، گھر میں سلام اور بچوں کو دعا۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی مشہور عالم، رہنما اور مصنف۔

۲۱/اگست ۱۹۶۸ء

محبّ مکرم واکرم زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی تک کسی خط سے اس کی اطلاع نہیں ملی کہ آپ بخیر وعافیت (حجاز، لیبیا، مصر وغیرہ) سے تشریف لے آئے لیکن ایک غیر متعلق خط میں کچھ اشارہ ملا کہ آپ غالباً واپس تشریف لے آئے ہیں، واپسی پر مبارکباد قبول فرمائیے، انشاء اللہ سالما وغانما واپس آئے ہوں گے، کامیابیوں کی اطلاع سننے کا دل مشتاق ومنتظر ہے، دو حرف اپنے قلم سے لکھ کر مسرور فرمائیے۔

آپ کا ایک خط جو غالباً قاہرہ میں پوسٹ کیا گیا تھا اور ماریشس جاتے ہوئے لکھا گیا تھا، مجھے ملا تھا لیکن یہ اطمینان نہ تھا کہ آپ کتنے روز اور کہاں ٹھہریں گے؟ اس لئے خط لکھنا مفید نہ سمجھا، پھر عزیزی حبیب سلمہ (صاحبزادہ مکتوب الیہ) ذائے بریلی آئے، ان سے مزید حالات معلوم ہوئے، واپسی کا جب پوچھا تو معلوم ہوا کہ وسط اگست میں واپسی ہوگی، میں بہت دن سے بھوپال کا ارادہ کر رہا ہوں، پہلے تو خیال تھا کہ اس وقت آؤں گا جب آپ بھی واپس آچکے ہوں تو زیادہ خوشی کی بات ہوگی کہ آپ سے ملاقات بھی ہو جائے گی، اب ۲۵ یا ۲۶/اگست کو روانہ ہونے کا خیال تھا، لیکن والدہ صاحبہ کی طبیعت اس وقت اتنی ضعیف اور مزاج کچھ ایسا نازک ہے کہ اگر ایک دن کے لئے لکھنؤ کا بھی ارادہ کروں تو ان کی طبیعت پر سخت اثر پڑتا ہے، صرف میری موجودگی اور آتے جاتے رہنے سے ان کو سکون اور تقویت حاصل ہوتی ہے! سخت تردد میں ہوں، حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب دامت برکاتہ سے بہت محجوب اور شرمندہ ہوں کہ بہت دن سے یاد فرما رہے ہیں، اور حاضر نہ ہو پاتا ہوں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بڑا مجرم ہوں، اللہ تعالیٰ جلد دل کا یہ بوجھ ہلکا کر دے اور مجلس سراپا فیض میں حاضری ہونے کی سعادت عطا فرمائے! متعدد احباب اور بزرگ بھی میرے ساتھ چلنے کو کہتے ہیں؟ اور مجھے اس خیال سے بہت تأمل ہوتا ہے کہ کہیں وہ بار نہ بنیں، اصغر حسین صاحب (ایڈوکیٹ) کی تو کچھ ایسی زیادہ فکر نہیں کہ ان کا آپ سے براہ راست اور ذاتی تعلق ہے مگر سب اس نوع کے نہیں، اب تو آپ حضرات کو کچھ انتظام سوچنا پڑے گا،

(ماہنامہ) الفرقان (میں حضرت صاحب کے ملفوظات) پڑھ کر بہت سے لوگوں کو حاضری کا اشتیاق ہوتا ہے اور وہ مجھے خطوط لکھتے ہیں، آپ آسانی سے اس کا کوئی نظم ونسق کر سکتے ہیں خواہ تاج المساجد میں خواہ شہر میں؟ بڑی عنایت ہوگی، مناسب عنوان اور شائستہ پیرایہ میں یہ میرے خط کا مضمون حضرت کے گوش گزار فرمادیں، آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔

والسلام
ابوالحسن علی

تکیہ، رائے بریلی
۴ ستمبر ۱۹۶۸ء

برادر مکرم ومحترم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بہت افسوس وقلق کے ساتھ آپ کو اطلاع دی جاتی ہے کہ والدہ ماجدہ نے ۶ رجمادی الأخر ۱۳۸۸ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۶۸ء بروز شنبہ ساڑھے پانچ بجے شام کو اس دنیائے فانی سے انتقال کیا، اور ہم سب لوگ اس نعمت عظمیٰ اور سایۂ رحمت سے محروم ہو گئے، اگلے روز صبح آٹھ بجے والد ماجد حکیم سید عبدالحی رحمۃ اللہ کے پہلو میں حضرت شاہ علم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ رائے بریلی (میں) آسودۂ خاک ہوئیں۔

آپ سے خصوصی تعلق کی بنا پر ہم پسماندگان کی یہ لجاجت درخواست ہے کہ ان کی مغفرت اور رفع درجات کے لئے دعا فرمائیں، اور ایصال ثواب سے دریغ نہ فرمائیں، یہ آپ کا ہم سب پر احسان عظیم ہوگا، واجرکم علی اللہ، خط لکھنے کے بعد ابھی ابھی تار موصول ہوا۔

مخلص
ابوالحسن علی

یکم اگست ۱۹۶۹ء

محبّ گرامی منزلت و برادر مکرم زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے تو آپ کی سالماً وغانماً واپسی (از حجاز وکویت) پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس مراجعت وطن کو ہر طرح خیر وبرکت بنائے! مولانا حشمت علی صاحب (نائب مہتمم دارالعلوم تاج المساجد) کے تار سے تشریف آوری کا علم ہوا، برابر دریافت کرتا رہا کہ آپ تشریف لائے یا نہیں؟ مجبور ہوکر مولانا حشمت علی صاحب کو تکلیف دی۔

مجھے آپ سے ملنے کی سخت ضرورت ہے، میں نے خط میں اشارہ کیا تھا کہ میں خود آجاؤں، اس لئے کہ آپ سے بھی ملاقات ہوجائے گی اور حضرت پیر (شاہ محمد یعقوب مجددی) صاحب دامت برکاتہ سے استفادہ کا موقع مل جائے گا، یہ بھی خیال تھا کہ آپ بہت طویل سفر سے طویل مدت کے بعد آرہے ہیں، آپ کو اس قدر جلد دوسرے سفر کی زحمت دینا زیادتی ہے، لیکن مشکل یہ پیش آگئی ہے کہ میں رائے بریلی پہنچنے کے تیسرے دن سے نقرس میں مبتلا ہوں، گویا ۱۷ر جولائی سے برابر تکلیف ہے، اس مرتبہ اس نے بہت طول کھینچا، درمیان میں ایک ہومیو پیتھک دوا استعمال کی تھی، شاید دوا زیادہ طاقت کی تھی اس کے بعد بہت شدت ہوگئی، مجبوراً پھر ایلو پیتھک دوا استعمال کرنا پڑی، اب تخفیف ضرور ہے، لیکن مرض کی تکلیف موجود ہے، بے تکلف چل نہیں سکتا۔

اب بلا تکلف عرض ہے کہ اگر آپ ہفتہ عشرہ میں دو تین دن کے لئے رائے بریلی تشریف لے آئیں تو زیادہ پرسکون فضا میں اطمینان سے باتیں ہوجائیں، یہ بھی بے تکلف عرض ہے کہ مصارف ندوۃ العلماء کی طرف سے ادا کردئے جائیں گے، آخر اگست تک جلسہ انتظامیہ (ندوہ) ہونا تجویز کیا گیا ہے، مجھے اس سے بہت پہلے آپ سے ضروری مشورہ کرنا ہے، اگر آپ کسی طرح زحمت نہ فرماسکیں تو مطلع کیجئے میں آنے کی کوشش کروں گا، لیکن اندیشہ ہے کہ تکلیف کی وجہ تاخیر ہوجائے اور غور وخوض کے لئے کافی

وقت نہ مل سکے اس لئے اگر آپ ہی ہمت فرمالیں تو بڑا اچھا ہے، یہ ہوسکتا ہے کہ میں واپسی پر آپ کے ساتھ چلا چلوں یا جلسہ انتظامیہ کے بعد آپ کے ساتھ چلا چلوں، بہت مجبوری سے آپ کو یہ تفصیل لکھ رہا ہوں، اگر یہ عذر نہ ہوتا تو مجھے حاضر ہونے میں کوئی تامل نہ تھا بلکہ خواہش تھی، برائے کرم اس خط کا جواب ممکن عجلت کے ساتھ دیں، دارالعلوم (ندوہ) ہی کے پتہ پر جواب عنایت فرمائیں، احتیاطاً ایک کارڈ رائے بریلی بھی لکھ دیں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۶ راگست ۱۹۶۹ء

محبّ گرامی مرتب زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۳۱ رجولائی اور دوسرا ملفوف مورخہ ۳ راگست مل گئے، میں نے آج ہی آپ کے نام اکسپریس تار دیا ہے کہ ''میں ابھی سفر کے قابل نہیں ہوں'' حالت یہ ہے کہ میں دارالعلوم (ندوہ) کے مہمان خانہ میں رہنے کے باوجود دو روز سے مسجد بھی نہیں جارہا ہوں، چار قدم چلنا مشکل ہوتا ہے، آج اگرچہ حالت نسبتاً بہتر ہے لیکن پاؤں پر زور دینا اب بھی دشواری سے خالی نہیں، اس لئے اگر حضرت (شاہ یعقوب صاحب مجددی) کی صحت اور کیفیت مزاج اجازت دے تو آپ ہی تکلیف فرمائیں، لیکن حضرت کی صحت ہر چیز پر مقدم ہے، آپ طبیعت پر جبر کر کے نہ آئیں، البتہ اگر اس وقت ممکن نہ ہو تو ۲۰ راگست تشریف لے آئیں، میں نے عبدالسلام صاحب قدوائی کو بھی اسی تاریخ پر تکلیف دی ہے، مولوی محبّ اللہ صاحب (لاری ندوی) یہاں کئی مہینہ سے مقیم ہیں، اسی طرح ہم لوگ کچھ اسی مسائل پر غور کرلیں گے، میری حالت اگر اس وقت سفر کے قابل ہوتی تو

حضرت کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا، عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۱۲/اگست ۱۹۶۹ء

محبّ محترم و برادر مکرم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل لکھنؤ سے ہوتا ہوا تار یہاں موصول ہوا، میں نے کل ہی اکسپریس تار آپ کو دیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ۲۴/اگست کو جلسہ انتظامی ہے، آپ کی شرکت ناگزیر ہے، تین دن پہلے تشریف لے آئیے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجھے اندیشہ یہ ہوا کہ اگر آپ ۱۳/کو بھوپال سے روانہ ہوئے اور یہاں آ کے معلوم ہوا کہ ۲۴/کو جلسہ ہے تو آپ بڑی کشمکش میں پڑ جائیں گے، واپس جا کر دس روز میں آنا مشکل اور دس روز جلسہ کر کے انتظار میں ٹھہرنا مشکل، اس لئے میں نے اس کو ترجیح دی کہ آپ اس وقت تشریف لانے کے بجائے جلسہ سے تین روز پیشتر آجائیں تاکہ آپ سے خصوصی مشورہ بھی ہو جائے اور جلسہ میں شرکت بھی، اگر بالکل شروع اگست میں آپ آسکتے تو مضائقہ نہ تھا، لیکن حضرت صاحب[1] کی علامت کی وجہ سے اضطراراً آپ کو تاخیر ہوئی، اور اب اتنی تاخیر ہوگئی ہے کہ واپس جا کر آنا مشکل ہے، اس لئے مناسب یہی معلوم ہوا۔

امید ہے کہ میرا پہلا کارڈ بھی مل گیا ہوگا، کیا عجب کہ میں واپسی پر آپ کے ساتھ بھوپال حاضر ہوں، حضرت کا شفقت نامہ باعث سرفرازی ہوا، آج ہی میں نے عریضہ تحریر

(۱) حضرت شاہ محمد یعقوب مجددیؒ

کیا ہے، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۶/اکتوبر ۱۹۶۹ء

محبّ گرامی مرتبت زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوگا۔

آپ کا تار ایسے وقت ملا کہ میں دہلی کے لئے پابہ رکاب تھا، وہاں دو دن سخت مصروفیت میں گزرے، اس سے پہلے دو ہفتہ دانوں اور پھنسیوں نے اتنا تنگ کیا کہ نقل وحرکت دشوار تھی، پھر بیرونی سفر کا نظام کسی طرح سے قطعی و متعین نہیں ہونے پاتا تھا، بعض چیزوں کا صبح وشام انتظار تھا، اب ایسے تنگ وقت میں اس کا تعین ہوا کہ بھوپال اترنے اور قیام کرنے کا موقعہ نہ رہا، اس کارڈ سے یہ اطلاع دینا مقصود ہے کہ انشاء اللہ ۸/اکتوبر چہار شنبہ کے دن پنجاب میل سے بھوپال سے گزرنا ہوگا، شاید سفر کی تیاری اور عجلت میں تار نہ دیا جاسکے اس لئے احتیاطاً یہ کارڈ لکھ رہا ہوں، اس کا ایک مقصد یہ ہے کہ حضرت (شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی) کو اس کی اطلاع نہ ہو تو بہتر ہے کہ وہ رات کو زحمت فرمائیں گے اور مجھے اپنے حاضر نہ ہوسکنے کی الگ شرمندگی ہوگی، پھر میں خود اس کی معذرت کرلوں گا، امید ہے کہ میرا وہ مفصل خط مل گیا ہوگا جو غالباً میں نے ۳/یا ۴/ستمبر کو لکھا ہے اور جو آپ کی ڈاک میں محفوظ ہوگا، پرسان حال کو سلام۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۱۳؍اکتوبر ۱۹۶۹ء

محبّ گرامی مرتبت زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے، آپ کو میرا تار اور خط ملا ہوگا، خط میں، میں نے ۸؍اکتوبر کو بھوپال سے گزرنے کی اطلاع دی تھی، ۸؍اکتوبر کا لکھنؤ سے روانگی کی وجہ یہ تھی کہ مجھے ۱۱؍اکتوبر..... سورت کے مدرسہ فلاح دارین کے ختم بخاری شریف کی تقریب میں اور مدرسہ کے جلسہ میں شرکت کرنی تھی، جس کا وعدہ مجھ سے عزیزی مولوی تقی الدین ندوی نے بہت پہلے سے لے رکھا تھا، لیکن ۷؍اکتوبر کو تار آ گیا کہ یہاں کے حالات ایسے نہیں کہ جلسہ ہو سکے اس لئے جلسہ ملتوی کر دیا جائے، اس لئے عین وقت پر ریزرویشن منسوخ کرایا گیا اور آپ کو تار دے دیا گیا اور ۱۰؍ کے لئے سیٹیں محفوظ کرالی گئیں، آپ کو تار دینے کا ارادہ تھا، لیکن احتیاطاً توقف کیا گیا کہ کہیں پھر ردوبدل نہ ہو، چنانچہ یہی ہوا، ۹؍اکتوبر کی شام کو بمبئی سے ٹرنک کال آیا کہ پی فارم مل گیا ہے اور آپ کے ہوائی جہاز کے ٹکٹوں کے متعلق لکھنؤ ہدایت کر دی گئی ہے، اب بجائے ٹرین کے ۱۱؍کو ہوائی جہاز سے آئیں، چنانچہ پھر عین وقت پر ریزرویشن منسوخ کرایا گیا، دونوں مرتبہ فرسٹ کلاس کی سیٹیں ریزرو کرائی گئی تھیں، اس لئے مجموعی طور سے سو روپیہ کے قریب نقصان میں دینے پڑے اور ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ سفر سے بیشتر آپ سے ملاقات نہ ہو سکی، یہ عریضہ اس مقصد سے لکھ رہا ہوں کہ آپ میری طرف سے مطمئن رہیں کہ میں بلا ارادہ و نادانستہ تکلیف پہنچا سکتا ہوں، یا میرا کوئی عمل یا طرز عمل آپ کے لئے شکایت یا اذیت کا باعث بن سکتا ہے، لیکن میرا اصل اصول اور میرا فطری مزاج وہی ہے جس کو کسی عارف شاعر نے بیان کیا ہے۔

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم　　از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

الحمدللہ کہ آپ نے بھی ابھی تک اسی طرح کا تعلق رکھا ہے، لیکن افسوس ہے کہ ہمارے خوردو عزیز ابھی تک مجھے پہچان نہ سکے، گمنام اشتہارات جو ندوہ پریس کے فرضی حوالہ سے قدیم و جدید طلبہ کی نسبت کے ساتھ چھاپے اور وسیع پیمانہ پر بھیجے گئے ہیں، آپ کی

نظر سے بھی گزرے ہوں گے، مجھے سے متعدد احباب نے بڑے وثوق کے ساتھ بیان کیا کہ ان کو متعدد قرائن وشہادتوں سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ بھوپال سے روانہ کئے گئے ہیں، یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ جب (آپ) جنوبی ہند کے دورہ پر تھے اور طویل مدت کے لئے بھوپال سے غیر حاضر تھے، میں ذاتی تحقیق ویقین کے بغیر کچھ نہیں کہہ سکتا اور میں نے ابھی تک اس کا تذکرہ کرنے میں بھی احتیاط برتی، جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں نے ان عزیزوں کو فیما بینی و بین اللہ 'بالکل معاف کر دیا اور میں ان شاء اللہ ان کے لئے یہاں اور حرمین شریفین میں بھی دعا کروں گا، اور جو کچھ ہو سکے گا ان کی خیر خواہی و ہمدردی سے دریغ نہ کروں گا، لیکن اس کا اتنا اثر ضرور ہوا کہ مجھے اس زمانہ میں جب یہ قصہ تازہ تازہ ہے بھوپال حاضر ہونے میں حجاب محسوس ہونے لگا، اور اس کے نتیجہ میں حضرت (شاہ محمد یعقوب) صاحب کی مجالس عالیہ اور افادات قدسیہ سے محروم رہ گیا، لیکن انشاء اللہ یہ اثر کچھ عرصہ میں جاتا رہے گا اور پھر میں بدستور حاضری دیتا رہوں گا، جہاں تک آپ کا تعلق ہے آپ کی محبت ان سب چیزوں پر غالب ہے، اور انشاء اللہ اس میں تغیر واقع نہ ہوگا! والقلب باصبع الرحمن!!

دارالعلوم (ندوہ) کے سلسلہ میں بھی بعض تبدیلیاں کر کے جا رہا ہوں، ان کے متعلق میں نے خطوط اور یادداشتیں لکھ کر معتمد صاحب مال کے حوالہ کر دی ہیں جن کا نفاذ وہ ۲۰ رشعبان (۱۳۸۹ھ) سے کریں گے، جب دارالعلوم میں تعطیل کلاں شروع ہو جائے گی، اسی وقت ان تبدیلیوں کا باضابطہ علم ہوگا، ایسا اس لئے کیا گیا ہے تاکہ فی الحال وہاں کوئی انتشار نہ پیدا ہو، اور امتحان (سالانہ) پرسکون فضاء میں ہو جائے۔

اس سفر میں مولانا منظور صاحب (نعمانی) کے علاوہ مرافق کی حیثیت سے مولوی نثار الحق ہیں، آپ اگر مجھے مکہ مکرمہ کوئی خط لکھیں تو صندوق البرید نمبر ۱۱۴ کافی ہوگا۔

فقط والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

تکیہ، رائے بریلی

۶ رفروری ۱۹۷۰ء

محبّ گرامی زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے رخصت ہوکر نہایت آرام کے ساتھ صرف پون گھنٹے تاخیر سے پہنچ گیا، اس مرتبہ خلاف معمول سیکنڈ کلاس میں بہت جگہ تھی، دن کا بھی بڑا حصہ لیٹے ہوئے گزرا، عزیزی رضوان سلمہ کی تجویز بلکہ اصرار بہت مفید ثابت ہوا کہ (سفر) اسی درجہ میں کیا جائے، راستہ بھر آپ کی اس مرتبہ کی غیر معمولی عنایات اور برادر نوازی بہت یاد آئی اور شرمندہ کرتی رہی، اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب میں بیش از بیش ترقیات عطا فرمائے، گھر کے بھی تمام افراد کا یہی حال تھا، ام حبیب سلمہ کو بہت بہت سلام اور ان کی مہمان نوازیوں کا شکریہ، آپ کے سب تحائف اپنی اپنی جگہ پہنچا دئے۔

اس وقت مولانا ابواللیث صاحب (اصلاحی ندوی) یہیں تشریف رکھتے ہیں، سلام کہتے اور دہلی میں آپ کے نہ ملنے کی شکایت کرتے ہیں۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

۲۱ رجنوری ۱۹۷۱ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۳ رجنوری مجھے لکھنؤ میں اس وقت ملا جب میں ۱۵ رجنوری کو دہلی کے لئے روانہ ہو رہا تھا، چونکہ اس سفر میں شیخ انس یوسف یٰسین صاحب[1] سے ملنے کا

(۱) مملکت سعودیہ کے سفیر برائے ہند (نئی دہلی)۔

پروگرام تھا اس لئے میں نے خط ساتھ رکھ لیا کہ میں بھوپال کے سفر (برائے سنگ بنیاد شمالی بازو تاج المساجد) کے بارے میں ان سے بالمواجہہ گفتگو کرلوں گا اور کوشش کروں گا کہ شکار کا پروگرام بیچ میں سے نکل جائے اور یہ سفر خالص تاج المساجد اور دارالعلوم کے لئے رہے، ۱۸ر کو انہوں نے کھانے پر مدعو کیا اور میں خود ہی چھیڑ کر کہا کہ مولانا آپ کے سفر بھوپال کے بڑے خواہش مند ہیں، ان کی خواہش تھی کہ آپ کے لئے شکار وتفریح کا بھی انتظام کریں، لیکن جو لوگ اس سے دلچسپی رکھتے تھے وہ الیکشن کے ہنگامہ میں سخت مشغول ہیں، اس سلسلہ میں نواب صاحب پٹودی کا بھی ذکر آیا جن سے انہوں نے واقفیت کا بھی اظہار کیا، میں اس پر اس جواب کا متوقع تھا کہ وہ کہیں گے کہ نہیں نہیں، شکار کی کچھ ایسی شرط نہیں، میں بھوپال ہو آؤں گا مگر انہوں نے پہلے تو یہ کہا کہ کیوں نہ بھوپال کا سفر لکھنؤ کے بعد متصلا رکھ لیا جائے؟ جب میں نے اس سے اتفاق کیا اور لکھنؤ کی تاریخوں کا تعین ہونے لگا تو انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ سفر الیکشن کے بعد ہونا چاہئے، الیکشن کے زمانہ میں[1] مناسب نہیں، میں نے بھی اصرار مناسب نہیں سمجھا اور وسط مارچ اس کے لئے طے ہوا، مگر مشکل یہ ہے کہ اگر یہ سفر اس زمانہ میں ہوا تو الیکشن کا بہانہ بھی نہیں کیا جاسکتا، اب آپ جیسا کہیں، کیا اس سے زیادہ صراحت سے گفتگو کرنے کی ضرورت ہے؟ میرے خیال میں تو تھوڑا بہت انتظام کردیا جائے تو بہتر ہے۔

اجازت (تعمیر تاج المساجد) کے مژدہ سے بڑی خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ اور مشکلات بھی آسان فرمائے، بظاہر ۱۵ر مارچ سے پہلے سفیر صاحب کا سفر نہ ہوسکے گا، کیا آپ اس وقت تک افتتاح (سنگ بنیاد) کے لئے انتظار کرسکتے ہیں؟ ایسے قیمتی شکار کے مصارف کا تکفل خالص دینی ادارہ کی طرف سے یقیناً مناسب نہیں جبکہ نتیجہ بھی مشتبہ ہے، اب آپ غور فرمالیجئے اور مجھے بھی اپنی رائے سے مطلع کیجئے۔

مولوی مسعود عالم (مدرس دارالعلوم تاج المساجد ونگراں ہوسٹل) کا خط آیا تھا، خوش اور مطمئن ہیں، خدا کرے آپ بھی خوش اور مطمئن ہوں اور وہ کارآمد ثابت ہوں، بعض چیزوں کی اچھی صلاحیت ہے اور آپ کے کام کے آدمی ہیں۔

امید ہے کہ ہر طرح مزاج بعافیت ہوگا، الحمدللہ یہاں خیریت ہے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

تکیہ کلاں

۳؍مارچ ۱۹۷۱ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ اب بالکل اچھے ہوں گے، میں نے رضوان میاں سلمہ سے کہا تھا کہ آپ کی طبیعت کا حال لکھدیں تا کہ اطمینان ہو، ابھی ان کا کوئی خط نہیں ملا، مجھے بھی خط لکھنے میں تاخیر ہوگئی، آتے ہی سخت مشغول ہوگیا۔

میں نے لکھنؤ پہنچ کر جمیل صاحب سے پوچھا کہ مولانا کو کاغذات ابھی تک کیوں نہیں پہنچے؟ انہوں نے کہا کہ رجسٹری سے بھیجے گئے ہیں، اب پہنچ گئے ہوں گے، امید ہے کہ اب آپ تشریف لانے کی تیاری کررہے ہوں گے، خدا کرے سفر راحت کے ساتھ ہو، کسی کا آپ کے ساتھ آنا ضروری ہے، میں انشاءاللہ ۲۴؍کی شام یا ۲۵؍کی صبح لکھنؤ پہنچوں گا۔

بھوپال میں آپ نے اور پورے گھر نے جس محبت واخوت کا معاملہ کیا وہ شکریہ سے بالاتر اور مستغنی ہے، نواب میاں (حفیظ اللہ خان مالک بمبئی اسٹور بھوپال) کو بھی بہت بہت سلام کہئے اور باقی سب خیریت۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

رائے بریلی

۱۲/مارچ ۱۹۷۱ء

محبّ گرامی زید مجدہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے تار کا جواب دے چکا ہوں، اس کے بعد سفیر صاحب (سعودی عرب انس یوسف یٰسین) کا خط ملا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ الیکشن کے نتائج اور پارلیمنٹ کے افتتاح کی وجہ سے مارچ کا مہینہ آمد کے لئے مناسب نہ ہوگا، اس لئے آپ ۲/اپریل کی تاریخ لکھنؤ کے لئے رکھ لیجئے، میں ۲/کو لکھنؤ آجاؤں گا اور دو دن لکھنؤ ٹھہر کر ۴/کی شام کو بھوپال کے لئے وہیں سے روانہ ہوجاؤں گا۔

آپ کا اندیشہ صحیح تھا کہ ان کو غالباً یہ معلوم نہیں کہ لکھنؤ سے بھوپال کے لئے ڈائرکٹ سروس نہیں، بعد میں غالباً ان کو تنبہ ہوا اور انہوں نے تار دیا کہ چونکہ لکھنؤ سے ڈائرکٹ سروس نہیں ہے، اس لئے اگر آپ کو اتفاق ہو تو پروگرام یہ بنایا جائے کہ ۲/کو بجائے لکھنؤ کے پہلے بھوپال روانہ ہوا جائے اور دو دن وہاں رہ کر دہلی واپسی ہو اور ۷/کو لکھنؤ آمد ہو، کل ٹیلیفون سے ان کے تار کا یہ مضمون لکھنؤ سے معلوم ہوا۔

مجھے اس پروگرام میں بڑی زحمت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے میں بھوپال آؤں پھر لکھنؤ ان کے استقبال کے لئے واپس ہوؤں، حالانکہ میں نے پروگرام یہ بنایا تھا کہ میں لکھنؤ سے فارغ ہوکر آپ کے اصرار وتقاضہ کی بنا پر میں ان کی آمد کے موقع پر ضرور موجود رہوں، بھوپال آجاؤں اور وہاں سے اپنے جنوبی ہند کا سفر شروع کردوں جو محض سفیر صاحب کے پروگرام (لکھنؤ) کی وجہ سے مؤخر ہوگیا ہے، اب اس میں مزید تاخیر کی گنجائش نہیں، میں نے لکھنؤ ہدایت کر دی ہے کہ ان کو مطلع کر دیا جائے کہ میرے لئے اس میں دشواری ہے، آپ براہ کرم لکھنؤ کا پروگرام حسب تجویز سابق پہلے رکھیں پھر ۳/کی شام کو دہلی واپس ہوجائیں، ممکن ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہی چلا جاؤں، وہاں سے متصلاً بعد یا ۴/اپریل کی صبح کو جو اتوار کا دن ہوگا، بھوپال چلے چلیں، میرا سفر بھوپال سے انشاء اللہ آگے کا

ہوجائے گا اور وہ دو دن ٹھہر کر واپس چلے جائیں گے، امید ہے کہ وہ اس ترمیم کو منظور فرمالیں گے۔

یوں بھی لکھنؤ کا سفر بھوپال کے لئے اچھی تمہید بن جائے گا اور اس میں مددگار ثابت ہوگا، میں اگر ان کے پروگرام کی وجہ سے لکھنؤ واپس آیا تو میں ۱۰-۱۲/اپریل سے پہلے نہ نکل سکوں گا اور مصارف مزید برآں، میں نے رابع سلمہ سے کہلوادیا ہے کہ وہ جیسے ہی سفیر صاحب کی طرف سے قطعی اطلاع مل جائے آپ کو اس پروگرام سے ٹرنک کال یا تار کے ذریعہ مطلع کریں، ممکن ہے اس خط سے پہلے آپ کو اطلاع مل گئی ہو، چونکہ پورا پس منظر تار کے مضمون یا ٹیلیفون گفتگو میں نہیں آسکتا اس لئے میں نے یہ خط لکھنا ضروری سمجھا کہ آپ میری مجبوری کو سمجھ سکیں، اس شکل میں آپ کو اتوار بھی مل جاتا ہے اور تیاری کے لئے پندرہ دن سے زائد جو ہمارے نزدیک بالکل کافی ہیں، ابھی مجھے لکھنؤ کی گفتگو کی اطلاع نہیں، رابع آپ کو ہر مرحلے پر مطلع کرتے رہیں گے، بعد ضرورتوں اور ہولی کے ہنگاموں کی وجہ سے میرا فوری سفر لکھنؤ کا نہیں ہوسکتا، میں انشاء اللہ ۲/ مارچ کو لکھنؤ پہنچوں گا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

حیدرآباد

۱۷/جون ۱۹۷۱ء

محبّ گرامی زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، آپ کو میرے خط کا انتظار ہوگا، واپسی کا راستہ اور نظام طے نہیں ہوا تھا، ریزرویشن کا بھی پورا انتظام نہیں تھا اس لئے قصداً خط میں تاخیر کی، ہمارے

میزبان نے اطمینان دلایا ہے کہ ۲۲ر جون منگل کو دکشن اکسپریس میں بھوپال کے لئے ریزرویشن ضرور مل جائے گا، اسی اطمینان دہانی پر یہ خط لکھ رہا ہوں، جب سے حیدرآباد آیا ہوں طبیعت برابر خراب ہے، چار دن قیام گاہ سے نکلا ہی نہیں، اب بھی طبیعت اعتدال پر نہیں آئی اور رائپور کا سفر درپیش ہے، آپ سے شرم آتی ہے ورنہ سیدھا لکھنؤ چلا جاتا، اب صرف ایک روز ۲۴ر جون کو ٹھہر سکوں گا، اس دن بھی سوائے ضروری گفتگو، مشورہ کے کوئی پروگرام نہ رکھیں، ۲۵ر کو صبح پنجاب میل سے روانگی ضروری ہے، ٹکٹ بھوپال کے لئے ہو چکے ہیں، امید کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے۔

والسلام
ابوالحسن علی

۴ر جنوری ۱۹۷۳ء

برادر مکرم ومحترم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بہمہ وجوہ بخیر وعافیت ہوں گے، میری واپسی کی خبر شاید آپ کو کسی ذریعہ سے مل گئی ہوگی، ۲۷ر دسمبر کی صبح کو براہ بیروت بمبئی پہنچا، پرسنل لا کے کنونشن میں شرکت کی، ۳۰ کو بمبئی سے ہوائی جہاز سے دہلی روانگی ہوئی، وہاں دوشب قیام رہا، چند گھنٹوں کے لئے سہارنپور بھی گیا تھا، اجتماع کی کچھ روداد بمبئی میں کچھ دہلی میں سنی، بارک اللہ۔

لکھنؤ سے بمبئی جاتے ہوئے ایک رفیق سے کہہ گیا تھا کہ آپ کو ٹرنک کال کر دیں کہ بھوپال کے اسٹیشن پر ملاقات ہو جائے، لیکن یا تو وہ بھول گئے یا ٹرنک کال نہیں ہو سکا، سفر اتنی عجلت میں طے ہوا کہ تار کا وقت نہیں تھا، آپ سے نہ ملنے کا افسوس رہا، کیا اب کوئی ادھر کا پروگرام ہے؟ یا لکھنؤ کے اجتماع ہی میں آئیے گا، امید ہے کہ مکان پر اور دارالعلوم (تاج المساجد) میں سب خیریت ہوگی۔

عزیز گرامی مولوی نعمان خان اور عزیز القدر حافظ رضوان خاں سلمہ کو سلام ودعا، گھر میں بہت بہت سلام۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۱۴ر جنوری ۱۹۷۳ء

برادر مکرم ومحبّ گرامی زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مؤرخہ ۹ر جنوری مجھے ۱۴ر جنوری کو ملا، مجھے آپ کی علالت کی بالکل خبر نہ تھی، نہ کسی نے بمبئی میں ذکر کیا نہ لکھنؤ میں، بھوپال کے احباب نے بتایا، بمبئی سے لکھنؤ تک کا سارا سفر تو ہوائی تھا، ریل سے سفر کرنا یوں مشکل تھا کہ ٹکٹ مفت کا تھا اور ریل کے پیسے پاس نہ تھے، اس لئے واپسی میں بھوپال ٹھہرنا مشکل تھا، لیکن امید ہے اوائل فروری میں آپ کی ملاقات وعیادت کے لئے حاضر ہوں، غالبا بمبئی کا ایک سفر جنوری کی آخری تاریخوں میں پیش آئے، واپسی میں انشاء اللہ ضرور بھوپال ٹھہروں گا اور اگر اس کا موقع نہ ہوا تو مستقل آنے کی کوشش کروں گا، اس وقت تک جو کچھ تاخیر ہوئی اس کی شرمندگی ہے، معلوم نہیں علاج کس کا ہو رہا ہے؟ موسم ذرا اچھا ہو تو لکھنؤ بھی آکر ڈاکٹر (عبدالجلیل) فریدی یا یونانی حکماء کو بھی دکھا دیجئے، (قلبی) مرض کی نوعیت ایسی ہے کہ اس سے غفلت اچھی نہیں، آج کل یہاں سردی شباب پر ہے، اس وقت تو سفر کسی طرح مناسب نہیں، انشاء اللہ دعاء سے دریغ نہ ہوگا اور فکر بھی رہے گی۔

آپ نے بمبئی میں (چندہ تعمیر تاج المساجد کے لئے) غیر معمولی مجاہدہ کیا، اب آپ کی عمر وصحت ان مجاہدات کی نہیں ہے، اگرچہ میں خود اس مسئلہ میں واعظ بے عمل کی حیثیت رکھتا ہوں اور اپنے ساتھ زیادتی کرتا رہتا ہوں، لیکن ضرورت ہے کہ آپ مجھے ٹوکیں اور

میں آپ کو کہ دونوں قریب قریب ایک حال میں ہیں، البتہ میں رات کے جاگنے میں بہت کم مروت سے کام لیتا ہوں۔

بمبئی میں اللہ تعالیٰ نے جو خرق عادت کامیابی عطا فرمائی وہ بمبئی میں قدرے تفصیل سے سن چکا تھا اور مبارکباد کا خط بھی لکھا تھا۔

جسٹس خلیل احمد بڑے ذہین اور تجربہ کار قانون داں ہیں، ان کا مشورہ (تنازع اراضی تاج المساجد میں) انشاء اللہ صائب ہی ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے عظیم الشان کام لیا! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں حضرت (شاہ یعقوب مجددی) صاحب کی تمناؤں اور دعاؤں کو بہت دخل ہے، لیکن اس سے زیادہ اس کا کہ آپ نے ان کو زندگی بھر خوش اور مطمئن رکھا اور وہ آپ سے خوش دنیا سے تشریف لے گئے! پھر والد صاحب (حافظ محمد الیاس خان مرحوم) کی فرمانبرداری اور خدمت اور (بانی تبلیغ) مولانا (محمد) الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسرت جو آپ کی رفاقت ونصرت پر ہوتی تھی اس سب کی برکتیں شامل حال ہیں، 'هنيئا لأ رباب النعيم نعيمهم'!

گھر میں سلام ودعاء کہئے۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء

۲۷ر جنوری ۱۹۷۳ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت معالیه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا اور طبیعت روبصحت، میرا کارڈ ملا ہوگا جس میں، میں نے لکھا تھا کہ اگر بمبئی جانا ہوا تو واپسی پر ان شاء اللہ بھوپال ٹھہروں گا اور اگر نہ جانا ہوا تو مستقل سدّ رحال کروں گا، اب بمبئی کا سفر متعین ہوگیا، پرسنل لا کمیٹی کے سلسلہ میں ۳۰ر جنوری کو پنجاب میل سے یہاں سے

روانگی ہے، بمبئی چار پانچ دن کا کام ہے، میں اسی ڈاک سے ان حضرات کو مطلع کر رہا ہوں کہ ۵ر فروری دوشنبہ کو بھوپال کے لئے پنجاب میل میں میرے لئے ریزرویشن کا انتظام کر دیں۔

اب آپ سے پہلے تو یہ دریافت کرنا ہے کہ آپ کا قیام ان تاریخوں میں بھوپال میں یقینی ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ آنے کی غرض محض آپ کی ملاقات اور مزاج پرسی ہے، اگر کہیں کا پروگرام بن گیا ہو تو بمبئی صوفی (عبدالرحمٰن) صاحب کے پتہ پر مطلع کیجئے یا بھوپال کے اسٹیشن پر ۳۰ر جنوری کو کسی کو بھیج کر مطلع فرمادیں، دوسری تکلیف یہ دینی ہے کہ ۷ر فروری کو پٹھان کوٹ سے دہلی کے لئے یا اگر پٹھان کوٹ میں دقت ہو تو گرانڈ ٹرنک یا کسی اور مناسب گاڑی میں تھری ٹائر میں دو سیٹیں میرے اور مولوی نثار الحق ندوی کے نام کی ریزرو کرادیجئے، اس طرح ڈیڑھ دو دن انشاء اللہ بھوپال میں (مل) جائیں گے، کوئی پروگرام تقریر وغیرہ کا نہ رکھا جائے، یہ آمد محض آپ کی ملاقات اور آپ کے ساتھ تھوڑا سا وقت گزارنے کے لئے ہے، مسجد دارالعلوم (تاج المساجد) میں ضرور حاضری دوں گا اور خانقاہ شریف اور ظہور میاں کے یہاں جاؤں گا۔

خدا کرے مزاج بہت بہتر ہو، آج یہاں اجتماع کا پہلا دن ہے، حضرات نظام الدین تشریف لا چکے ہیں، سردی چند روز سے بہت پڑ رہی تھی، آج کچھ غنیمت ہے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ، الہند
۲۶ر فروری ۱۹۷۳ء

برادر مکرم ومحترم ومحبّ گرامی زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

اچانک چہار شنبہ ۲۱ر فروری کو منصور میاں (نعمان ندوی، برادر زادہ مکتوب الیہ) رائے بریلی پہنچے، آپ کا خط اور یہ مژدہ لائے کہ سفیر صاحب (سعودی عرب انس یوسف یٰسین) نے بالآخر بھوپال آنا طے کرلیا اور وہ ۳ر مارچ کو بھوپال پہنچ رہے ہیں، اس موقع پر بجا طور پر آپ میری آمد کے متوقع بلکہ متیقن ہوں گے، یہ تقریب اپنی ہی تقریب تھی ور مجھے ہر حال میں پہنچنا چاہئے تھا، بلکہ آپ سے زیادہ میں اس کا محرک اور متقاضی تھا، لیکن قلق اور ندامت ہے کہ میں نہ پہنچ سکوں گا، مولانا منت اللہ صاحب رحمانی کئی برس سے مونگیر اور پٹنہ آنے کی دعوت دے رہے تھے، میرا بھی وعدہ چل رہا تھا، اب کی ۳۱ر جنوری کو بمبئی میں انہوں نے اس کا تقاضا کیا اور کہا کہ کئی سال سے آپ کا وعدہ چل رہا ہے، میں نے ان سے کہا کہ مارچ کے شروع میں آپ تاریخیں رکھ سکتے ہیں، انہوں نے یکم مارچ سے ۶۔۷ مارچ تک تاریخ متعین کردی اور کہا کہ میں اسی وجہ سے ۴۔۵ر مارچ کو ہونے والے دارالعلوم (دیوبند) کے جلسہ شوریٰ میں بھی نہیں جاؤں گا، جس میں، میں کم ناغہ کرتا ہوں، پھر ۱۵ر جنوری کو مجھے ان کے لڑکے ولی رحمانی کا خط ملا کہ والد صاحب نے مارچ کی ابتدائی تاریخیں اپنی خالی رکھی ہیں اور سب پرگرام ملتوی کردئے، آپ اپنے پروگرام کی توثیق کردیجئے، میں نے لکھ دیا کہ میں تیار ہوں، یکم مارچ کو ان شاء اللہ پٹنہ پہنچ جاؤں گا، ۷ر مارچ تک آپ اپنے پروگرام رکھ سکتے ہیں، اسی سفر میں مجھے رانچی بھی جانا ہوگا جہاں کا وعدہ بمبئی کنونشن میں مولوی احمد علی صاحب قاسمی نے لے لیا تھا، غرض میں خود اپنے وعدوں سے بندھ گیا ہوں اور وہاں اس کا اچھا خاصا اعلان اور تشہیر ہوئی ہے، اس لئے اب اس میں ردوبدل نہیں کرسکتا، آپ کو بڑی شرمندگی کے ساتھ اس کی اطلاع کررہا ہوں اور معذرت کرتا ہوں۔

ایڈریس بہت اچھا چھپ گیا ہے، آپ معقول پسند کریں گے، میں نے دیکھ لیا تھا اور خفیف سی ترمیم اور اصلاح کردی تھی، ممکن ہوا تو وہاں پڑھے جانے کے لئے ایک پیغام بھی بھجوادوں گا۔

معلوم ہوا کہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی بھی تشریف لے جارہے ہیں، اس

سے اور بھی قلق ہوا کہ میں اس موقع پر موجود نہیں، اللہ تعالیٰ تقریب کو ہر طرح کامیاب اور نتیجہ خیز بنائے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۹/مارچ ۱۹۷۳ء

برادر مکرم ومحبّ گرامی زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

آج ہی بروز جمعہ ۳/صفر/۹/مارچ پٹنہ سے واپسی ہوئی، اسٹیشن پر رابع سلمہ موجود تھے، ان سے وہیں بالاجمال جلسہ کا حال اور گھر پہنچ کر بالتفصیل سنا، انہوں نے بہت ہی اچھے تاثرات، مشاہدات بیان کئے، ان سے معلوم ہوا کہ جلسہ الحمدللہ توقع سے زیادہ کامیاب ہوا، دلی مبارکباد قبول فرمائیے، اپنی عدم شرکت پر افسوس بھی ہے اور ندامت بھی، لیکن ایسی شکل بن گئی کہ حاضری کی کوئی صورت نہیں تھی۔

لیکن یہ ساری خوشی یہ سن کر فکر وتشویش میں مبدل ہوگئی کہ آپ کی طبیعت افتخار احمد صاحب (گل فیکٹری بھوپال) کی دعوت کے موقع پر اچانک خراب ہوگئی اور وہ اثر جو ایک مرتبہ ہماری موجودگی میں بھوپال میں ہوا تھا، وہ زیادہ شدید شکل میں ہوا، غالباً ہائی بلڈ پریشر کا نتیجہ تھا اور وہ آپ کی شدید دماغی جسمانی مصروفیت اور بعض بے احتیاطیوں کا نتیجہ۔

میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اب آپ کے لئے آرام کرنا ناگزیر ہے اور ہفتہ میں ایک دو دن آپ کو مطلق آرام کرنا چاہئے اور اس کے لئے نواب میاں کا گاؤں تجویز ہوا تھا

اور وہ خود اس کے لئے بہت مصر تھے، افسوس ہے کہ آپ نے اپنے مخلص احباب کی گزارش کی طرف ابھی تک توجہ نہیں فرمائی، آپ کی صحت اور زندگی ان تمام تعمیرات اور اجتماعات سے زیادہ قیمتی ہے، اب بھی وہی پرزور بااصرار گزارش ہے کہ آپ اپنی صحت کی طرف معقول توجہ فرمائیں اور کچھ دن بالکل خالی کرلیں جس میں آرام کریں۔

میں آج ہی شب میں کنونشن میں شرکت کے لئے دہلی جارہا ہوں، وہاں سے سہارنپور ہوتا ہوا ۱۵۔۱۶/ مارچ تک انشاء اللہ لکھنؤ پہنچوں گا، امید ہے کہ اس وقت تک آپ کا عنایت نامہ آچکا ہوگا جس سے صحت کی موجودہ کیفیت معلوم ہوگی، اللہ تعالیٰ ہر خطرہ سے حفاظت فرمائے اور حیات طویلہ اور صحت کاملہ سے متمتع فرمائے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

رائے بریلی

۲۶/ مارچ ۱۹۷۳ء

برادر مکرم زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا پہلے گرامی نامہ پھر تار ملا، تار میں آپ نے ۱۲/ اپریل کو شوریٰ کے جلسہ کی اطلاع دی ہے، جواب عرض ہے کہ میں انشاء اللہ حیدرآباد سے ۱۲/ اپریل کو پہنچنے کی پوری کوشش کروں گا، مجھے معلوم نہیں کہ وہاں سے کس گاڑی میں ریزرویشن ہوسکے گا، آپ جلسہ کے وقت میں اس کا لحاظ رکھیئے، میں حیدرآباد کے دوستوں کو لکھ رہا ہوں کہ ۱۱/ کو کسی گاڑی میں بھوپال کے لئے ریزرویشن کرادیں، آپ سے گزارش ہے کہ ۱۳/ اپریل کی کسی ٹرین میں لکھنؤ کے لئے ریزرویشن کرادیں، تھری ٹائر یا ٹو ٹائر کی تین سیٹیں چاہئیں، مسافروں کے نام حسب ذیل ہیں: (ابوالحسن علی، ۲، مولوی محمد ثانی حسنی ۳، عبدالرزاق)

خدا کرے مزاج بعافیت ہو، باقی باتیں انشاءاللہ عندالملاقات۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

مکۃ المکرّمۃ
۲۷؍جولائی ۱۹۷۳ء

محبّ گرامی منزلت وصدیق محترم زیدت مکارمہ ومآثرہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے مزاج ہر طرح بعافیت ہو۔

مجھے افسوس وندامت ہے کہ اس طویل سفر میں آپ کو کہیں سے خط لکھنے کی نوبت نہ آئی، عذر کے طور پر بہت سی باتیں پیش کی جاسکتی ہیں جن کا آپ کو خود اندازہ ہے، لیکن بہر حال یہ ایک کوتاہی ہے، اس کی معافی چاہتا ہوں، حمید میاں (بھوپالی) سے مدینہ منورہ میں معلوم ہوا کہ آپ طویل قیام کے بعد حیدرآباد سے بھوپال واپس آگئے ہیں، اس وقت سے خط لکھنے کا خیال پیدا ہوا، مگر یہاں کی مشغولیت اور موسم کی شدت میں کام کرنے کا وقت بہت مختصر ہوتا ہے، بڑا وقت اس دورہ کی رودادوں اور کام کرنے کے پہلوؤں کی طرف توجہ دلانے میں گزرا، بہر حال آج یہ مسرت حاصل ہورہی ہے اور یہ خط اس مقام سے لکھنے کی نوبت آرہی ہے جہاں ہر نیکی کا ثواب 'اضعافا مضاعفۃ' ملتا ہے، اس لئے یہ ایک خط بھی بہت سے خطوں پر بھاری ہے۔

افغانستان میں آپ بہت یاد آئے کہ آپ بھی اس سفر میں ساتھ ہوتے تو بہت محظوظ ہوتے، آپ کا تعلق بھی اس ملک سے دیرینہ اور گہرا ہے، وہ زمانہ بھی یاد آیا جب سید صاحب[1] سفر افغانستان کے لئے بے چین تھے، بھائی حبیب احمد اس کے لئے کوشش

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔

کررہے تھے، مفصل تأثرات وخیالات تو اس وقت سامنے آئیں گے جب ہمارا عربی مضمون 'نظرة اجمالية فی زيارة افغانستان' یا اس کا ترجمہ کہیں شائع ہوگا، یا آپ کبھی لکھنؤ آئیں گے، لیکن ہمارے ساتھ بھی بعینہ وہی حادثہ پیش آیا جو سید صاحب[۱] کے ساتھ پیش آیا تھا یعنی ابھی روداد سفر کی روشنائی بھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ وہاں انقلاب ہوگیا، سید صاحب[۲] کا تکان سفر بھی دور نہیں ہوا تھا کہ ان کے داعی نادر (شاہ) خان نے داعی اجل کو لبیک کہا، امید ہے کہ "البعث الاسلامی"[۳] اور اردو پندرہ روزہ "تعمیر حیات" میں چھپی ہوئی چیزیں آپ کی نظر سے گزری ہوں گی۔

اس دورہ کا اختتام لیبیا پر کرنا تھا جہاں سے دوسری تیسری بار دعوت آئی ہوئی تھی اور اس بار عزم کرلیا تھا کہ ضرور ہو آئیں، لیکن انہوں نے تاریخوں میں اتنی تقدیم کردی کہ ہمارے لئے حرمین کا قیام برائے نام رہ گیا، رابع سلمہ[۴] کے سفر کے قانونی مراحل میں بھی جن کو ہمارے ساتھ جانا تھا بہت دقت اور طوالت ہوئی، بہرحال بالکل آخری وقت پر التوا کا فیصلہ کیا اور معذرت کا تار دے دیا، ممکن ہے کہ عزیزان حبیب[۵] ومحمد لقمان[۶] یک گونہ منتظر رہے ہوں، ان کو ساری تفصیل نہ معلوم ہوگی، آپ خط لکھیں تو نوعیت لکھ دیں۔

سفر کی بڑی قسط تو پوری ہوگئی، ایک قسط ابھی باقی ہے، وہ لبنان، سوریا اور عراق کی ہے، تین تین چار چار دن وہاں بھی گزریں گے، ان شاء اللہ وسط اگست تک بمبئی پہنچنا ہوگا، رابع سلمہ بہ ہزار دقت یہاں ۲۰/ جولائی کو پہنچے، تین دن کے لئے مدینہ منورہ حاضر ہوئے ہیں، ابھی تک کے نظام کے مطابق ان شاء اللہ ۲۹/ جولائی کو بیروت کو روانگی ہے، سفر کی آخری منزل بغداد ہے، آپ سے ملنے کو بہت جی چاہتا ہے، بھوپال اترنے کا موقع تو نہ ہوگا کیوں کہ سفر بہت طویل ہوگیا ہے اور سفر ہوائی ہے، آپ ہی لکھنؤ اور رائے بریلی کے لئے وقت نکال لیں تو بہت اچھا ہوگا۔

(۱-۲) علامہ سید سلیمان ندویؒ۔ (۳) ندوۃ العلماء کے ترجمان

(۴) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (حال ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

(۵) حبیب ریحان ندوی ازہری (۶) محمد لقمان خان ندوی ازہری

امید ہے کہ تاج المساجد کی تعمیر میں اور پیش رفت ہوگئی ہوگی، خدا کرے حیدرآباد کا سفر نتائج کے لحاظ سے کامیاب رہا ہو، بہت طویل قیام رہا، آپ ہی کی ہمت ہے۔

معلوم نہیں آپ کی صحت کا کیا حال ہے؟ آرام کے لئے کچھ وقت نکالتے ہیں یا نہیں؟ آپ ہی سے یہ مصرعہ سنا تھا کہ

مازندہ ازم آنیم کہ آرام نہ گیریم

لیکن کسی درجہ میں آرام کی ضرورت ہے، امید ہے کہ نواب میاں[1] آپ سے برابر اس کا تقاضہ کرتے ہوں گے، ان کی خدمت میں بہت بہت سلام، اللہ تعالیٰ ان کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت شیخ[2] مدینہ طیبہ میں ہیں، الحمدللہ اچھے ہیں، ہمارا قیام اٹھارہ انیس دن رہا، ان کے دستر خوان کی وہی شان ہے اور ان کی شفقتوں اور مہمان نوازیوں کا وہی حال ہے۔

مولانا ریاست علی صاحب کل بھی ملنے کے لئے تشریف لائے تھے، فرماتے تھے کہ مولوی عبیداللہ کوٹی بھی جماعت میں اس طرف آرہے ہیں۔

امید ہے کہ عزیزی مسعود میاں[3] دہلی میں اور رضوان سلمہ اور ان کے سب بھائی بہن بھوپال میں بخیر وعافیت ہوں گے، نعمان میاں اچھے ہوں گے، والدہ رضوان سلمہ و لقمان میاں سے بہت بہت سلام کہئے اور اگر زحمت نہ ہو تو مخدوم زادہ، گرامی مولانا محمد سعید صاحب (مجددی) اور مولوی مصباح الحسن صاحب (مجددی) سے بھی سلام فرمادیجئے۔

ایک بات آپ سے کہنا اور لکھنا ہمیشہ رہ جاتی ہے کہ اگر مولانا ابوالعرفان صاحب (ندوی) کے لئے کوئی مناسب جگہ ہو تو ضرور خیال رکھیں، مجھ سے ایک اچھی جگہ کے لئے کہا گیا تھا لیکن بات آگے نہ بڑھی، ان کی بیکاری سے فکر بھی ہوتی ہے اور ندامت بھی۔

فقط والسلام
ابوالحسن علی

---

(۱) حفیظ اللہ خان (مالک بمبئی اسٹور بھوپال)۔ (۲) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔
(۳) برادرزادہ مکتوب الیہ پروفیسر جواہر لال نہرو یونیورسٹی

۲۷ ستمبر ۱۹۷۳ء

برادر گرامی قدر و منزلت زیدت محاسنکم و دامت مآثرکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ماقصۂ سکندر ودارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر ووفا مپرس

اس وقت ڈاک کا ہجوم ہے اور کل انشاء اللہ رمضان ہے، آج میں اس کو نمٹا دینا چاہتا ہوں، لیکن سب سے پہلے آپ کے خط کا جواب دے رہا ہوں تا کہ آپ کا وہ تردد رفع ہو جو بر بنائے محبت پیدا ہو گیا ہے، آپ میری طرف سے بالکل مطمئن رہیں، میرا آپ کا تعلق ایسا نہیں ہے کہ اس پر ایسی چیزیں اثر انداز ہوں، آپ کے تعلق سے آپ کے چھوٹوں سے بھی تعلق ہے اور اس کے دوسرے اسباب بھی ہیں، میں ان کے لئے دعا کرنا اپنے اوپر حق سمجھتا ہوں، جوابی مراسلہ بھی میں نے شائع ہونے کے بعد پڑھا، اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں، خدا کرے رمضان کے بعد باحسن وجوہ ملاقات میسر ہو۔

خدا کرے پاؤں کی تکلیف رفع ہو رہی ہو اور آپ حسب معمول تراویح پڑھا سکیں۔

رضوان میاں سلمہ کی بیماری سے بھی تردد ہوا، ان سے آپ کو بڑی مدد ملتی ہے اور ہم سب لوگوں کے بھی کام آتے ہیں، ان کا استقلال کے ساتھ علاج کر لیجئے۔

مولوی ابوالعرفان صاحب کو میں نے بلایا ہے، اگر وہ آ گئے تو شاید کوئی بات طے ہو جائے، ممکن ہے کہ بھوپال ہی کے معاملہ پر غور کریں۔

شہر ولوہانی پور[1] کے درمیان جو ایک چھوٹا سا پل تھا وہ ٹوٹا ہے، گھر میں بہت بہت سلام کہیئے، اللہ تعالیٰ ان کو صحت کامل عطا فرمائے۔

باقی سب کو سلام ودعا۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

(۱) رائے بریلی شہر اور موضع لوہانی پور کے درمیان عوامی راستہ پر پل تھا، جو ٹوٹ گیا اور راستہ بند ہو گیا تھا۔

دائرہ شاہ علم اللہ

۲۴ رنومبر ۱۹۷۳ء

برادر مکرم ومحب گرامی زیدت مکارمہ ومآثرہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے بہت شرمندگی ہے کہ رمضان سے کوئی خط آپ کو نہ لکھ سکا، غالبا اوائل رمضان میں آپ کا ایک خط آیا تھا جس میں آپ نے (ہفتہ وار) صدق (جدید لکھنؤ) کے بعض مراسلات کا حوالہ دیا تھا، میں نے اسی وقت اس کا جواب دیا تھا جس میں مندرجہ ذیل شعر بھی لکھا ؎

ماقصۂ سکندر ودارا نخواندہ ایم　　از ما بجز حکایت مہر ووفا مپرس

معلوم نہیں وہ خط آپ کو ملا تھا یا نہیں؟ اس کے بعد سے آپ کا بھی کوئی خط مجھے نہیں ملا۔

عید ہی کے روز مجھے نقرس کی تکلیف کا احساس ہوا لیکن چونکہ مین رمضان میں مولوی ہارون مرحوم (صاحبزادہ امیر تبلیغ مولانا محمد یوسف کاندھلوی) کی تعزیت کے لئے دہلی نہیں جاسکا تھا، اس لئے عید کے تیسرے ہی روز دہلی روانہ ہوگیا، دہلی پہنچ کر مرض کا شدید حملہ ہوا، چارپائی سے حرکت کرنی بھی مشکل ہوگئی کسی نہ کسی طرح نظام الدین تو حاضر ہوگیا تھا اس کے بعد کئی روز تک صاحب فراش رہا، کرسی پر بٹھا کر گاڑی تک پہنچایا گیا، سہارنپور، رائے پور کا ضروری سفر بھی ملتوی کرنا پڑا، کئی روز تک لکھنؤ اور رائے بریلی میں دواؤں کا استعمال جاری رہا، اب الحمدللہ کوئی تکلیف نہیں، کل ہی لکھنؤ سے آیا ہوں، لیکن ہمہ وقت ڈرتا ہوں کہ کس روز پھر اس کا اثر ہوجائے۔

ادھر رابطہ[1] والا سفر بھی بالکل سر پر آگیا ہے یعنی بظاہر اگر کاغذات مکمل ہوگئے تو ۶ر دسمبر کو بمبئی کے لئے روانہ ہوجانا چاہئے تاکہ ۱۰ر دسمبر کی فلائٹ پکڑی جاسکے ورنہ وقت پر پہنچنا نہیں ہوگا، اگر سفر ٹرین سے ہوا جیسا کہ ادھر کئی سال سے ہورہا ہے تو آپ کو تار یا ٹیلیفون سے اطلاع دی جائے گی تاکہ کم سے کم اسٹیشن پر ہی ملاقات ہوجائے چونکہ رمضان اور اس کے بعد کا بہت کام پڑا ہوا ہے اور بعض چیزیں سفر سے پہلے ختم کرنی ہیں اور بعض کو

(۱) رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔

تیار کر کے لے جانا ہے، اس لئے ۵/دسمبر تک رائے بریلی سے لکھنؤ تک بھی جانے کا ارادہ نہیں، بالکل معتکف ہو گیا ہوں۔

خیال تھا کہ شاید عید کے بعد آپ کا ادھر کوئی سفر ہو تو ملنا ہو جائے گا مگر غالباً گنجائش نہ نکل سکی، مجھے بھی (سالانہ) اجتماع (تبلیغ تاج المساجد بھوپال) میں آنے کی ہمت نہیں ہوئی اور سفر کے قریب ہونے کی وجہ سے مستقل سفر کی گنجائش بھی نہ تھی، معلوم نہیں آپ کی صحت کا کیا حال ہے؟ براہ کرم مطلع کیجئے، ملاقات کو بہت دن ہو گئے، کاش کہ سفر سے پہلے اطمینان کی ملاقات ہو جاتی، اللہ تعالیٰ خیریت سے رکھے، تاج المساجد کا (تعمیری) کام اس وقت تک بہت ہو گیا ہوگا، اب ان شاء اللہ واپسی پر دیکھیں گے۔

خدا کرے رضوان میاں بھی اچھے ہوں، صفوان وحسان سلمہما تو غالباً لیبیا جا چکے ہوں گے؟ امید ہے کہ وہاں کے سب اعزاء بالخصوص عزیزی حبیب سلمہ ہر طرح خیر وعافیت سے ہوں گے، 'زادھم اللہ علما وعملا وبارك اللہ فی حیاتھم!'

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

۷/مارچ ۱۹۷۴ء

برادر محترم ومعظم زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے، دہلی کے بعد سے نہ مجھے خط لکھنے کی نوبت آئی نہ آپ کا کوئی عنایت نامہ ملا، یہ خیال تھا کہ جلسہ انتظامی (ندوہ) کی تاریخیں قطعی طور پر مقرر ہو جائیں تو آپ کو اطلاع دی جائے، ضابطہ کی اطلاع تو دفتر سے جائے گی، اس سے پہلے آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ ۲۳۔۲۴/مارچ کو جلسہ انتظامی ہوگا، غالباً اس کے بعد ہی متصلاً دار المصنفین کے جلسہ کی تاریخیں ہوں گی، اس طرح آپ کو دو سفر نہ کرنے ہوں گے، لکھنؤ سے

اعظم گڑھ کے سفر میں معیت بھی ہوجائے گی، اچھا ہے کئی دن یکجائی رہے گی، ابھی دارالمصنفین کا خط نہیں ملا ہے، لیکن شاہ (معین الدین احمد) صاحب کا خط آیا تھا کہ آپ مولانا عمران خان صاحب مارچ کا آخری عشرہ خالی رکھیں میں نے لکھ دیا تھا کہ ۲۳۔۲۴ کے بعد کی تاریخیں رکھی جائیں، آپ اپنے لکھنؤ آنے کی تاریخ سے مطلع کریں، میں ان شاء اللہ وہیں ملوں گا، اور حالات بدستور ہیں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۱۷ر جولائی ۱۹۷۴ء

برادر محترم ومحبّ گرامی مرتبت زید لطفه!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ جس پر اتفاق سے تاریخ درج نہیں ہے وقت پر پہنچ گیا، آپ کا مشورہ سر آنکھوں پر، لیکن مجھے سید ظہور الحق صاحب سے بالکل نیاز حاصل نہیں اور مالیات کا مسئلہ بڑا نازک ہوتا ہے، مولانا (سید عابد علی) وجدی الحسینی صاحب سے نسبتاً زیادہ راہ ورسم ہے، اگر شرح صدر ہوا تو ان کو شاید لکھ دوں، لیکن اب تو صورت حال ہی مختلف ہوگئی، میں نے کل ۱۶ر جولائی کو مولوی قمر علی [1] کو برستے ہوئے پانی میں بھیج کر بھوپال کے لئے ۲۶ر کے میل میں رزرویشن کرایا، دبئی کے ایک دوست جو اصلا میسور کے رہنے والے ہیں ۲۵ر کو ہوائی جہاز سے خاص کر مجھ سے ملنے ہی کے لئے آرہے تھے اور ان کا ارادہ کچھ دن یہاں رہنے کا تھا، میں نے ان کو تار دے دیا کہ ۲۶ر کو میں سفر پر جارہا ہوں، آپ اس سے پہلے آئیں یا وسط اگست میں، یہ سب انتظامات کرنے کے بعد عصر کو مولانا منت اللہ صاحب کا اچانک خط ملا کہ مولانا قاری طیب صاحب کی مجبوری کی وجہ سے (مسلم پرسنل لا کے اجلاس) بھوپال کی تاریخیں تبدیل ہوگئیں، اب ۱۰۔۱۱ر اگست کو جلسہ ہوگا، اس سے سارا نظام ہی

(۱) مولانا قمر علی ندوی انچارج مکتبہ ندوۃ العلماء جو یہ کام بہت خوبی سے کرتے ہیں۔

درہم برہم ہوگیا، میرے لئے کئی ایسی مجبوریاں ہیں کہ ان تاریخوں میں بھوپال کا سفر نہ کرسکوں گا، تفصیل ذرا طویل ہے، میرے لئے بھی مشکل ہے کہ میں وسط اگست، وسط ستمبر دونوں میں بھوپال کا سفر کروں، اس لئے میں نے ستمبر کو ترجیح دی کہ غالباً آپ بھی اس سے اتفاق کریں گے، آپ شاید ستمبر والی حاضری کو زیادہ اہم سمجھتے ہوں گے، مجھے اس وقت بھی نقرس کی شکایت ہے اور میرے پھوپھی زاد بھائی محمد یامین پر فالج کا حملہ ہوا، ان کی طرف سے بھی ہر وقت فکر وتشویش رہتی ہے، میرے لئے اس وقت طویل سفر دشوار ہے۔

حضرت شیخ (الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب) طویل عرصہ کے بعد ہندوستان تشریف لائے ہیں، ایک دو روز کے لئے سہارنپور کا جانا ضروری ہے۔

ہاں! ۱۸/اگست کو ندوۃ العلماء کا جلسہ انتظامی بلانے کا بھی خیال ہے، اس کو بھی نوٹ کرلیجئے، ضابطہ کی اطلاع آپ کو الگ ملے گی، میں مولانا منت اللہ صاحب کو بھی لکھ رہا ہوں کہ اس تغیر وتبدل کے بعد میری شرکت مشکوک ہوگئی ہے، امید ہے کہ اس کے بعد والا خط بھی مل گیا ہوگا۔

خط لکھنے کے بعد صفوان سلمہ کی تقریب کا دعوت نامہ دیکھا، میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمایئے، اللہ تعالیٰ ہر طرح سے مبارک فرمائے، سلمان میاں کو بھی مبارکباد دیجئے، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۴/اگست ۱۹۷۴ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۳/جولائی ایسے وقت ملا تھا کہ میں حضرت شیخ[1] سے ملنے کے

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ۔

لئے سہارنپور روانہ ہورہا تھا، خط لکھنے میں قصداً تاخیر کی تاکہ سفر بھوپال کے متعلق قطعی رائے قائم ہوسکے، سہارنپور روانہ ہوا تھا تو نقرس کی ہلکی سی تکلیف تھی، وہاں اچانک دوسری جگہ تکلیف پیدا ہوگئی، دواؤں کا استعمال کرکے کسی نہ کسی طرح لکھنؤ پہنچ گیا، لیکن نقل وحرکت سے ابھی معذور ہوں، کل آپ کے نام موجودہ صورتحال کی اطلاع کے لئے تار دے دیا ہے تاکہ آپ میری وجہ سے اپنے نظام میں کوئی تبدیلی نہ کریں، میرا مرض اب اس مرحلہ میں پہنچ گیا ہے کہ چند ہفتہ مجھے پوری توجہ سے علاج وپرہیز کی ضرورت ہے، میں انشاء اللہ کل ہی رائے بریلی جارہا ہوں، ۱۶ر کو لکھنؤ واپس ہوں گا تاکہ جلسہ انتظامیہ (۱۸ر اگست) میں شرکت کرسکوں، میں نے اس مضمون کا ایک خط مولانا منت اللہ صاحب[1] کے نام ابراہیم پورہ کے پتہ پر بھیجا ہے، خدا کرے ان کو مل جائے، یہ خط بھی دکھلا دیجئے گا، مولانا برہان صاحب[2] کو اپنی جگہ پر بھیج رہا ہوں، ان کو خصوصی دعوت نامہ بھی مل چکا ہے، خدا کرے آپ ہر طرح بعافیت ہوں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۱۸ر دسمبر ۱۹۷۴ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت اور کامیاب کلکتہ سے بھوپال پہنچ گئے ہوں گے، اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور کامیابی کا تاج آپ کے فرق مبارک پر رکھا جائے اور سب احباب ومخلصین خوش ہوں، 'وما ذلك على الله بعزيز'۔

اس مرتبہ بھوپال کی حاضری میں جو اسلامک اسٹڈیز کی کانفرنس (منعقدہ ۹۔۱۱ر ستمبر

(۱) امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
(۲) مولانا برہان الدین سنبھلی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء (وفات ۱۷ر جنوری ۲۰۲۰ء جمعہ)

۱۹۷۴ء) کے سلسلہ میں ہوئی تھی، غالباً مجھ سے کوئی ایسی تکلیف دہ بات سرزد ہوئی، جس سے متاثر ہوکر آپ نے خط وکتابت تک بند کردی، مجھے ایسی کوئی بات یاد نہیں آتی، لیکن بشریت کے تقاضہ سب کچھ ممکن ہے، آپ کو معلوم ہے کہ اس کانفرنس میں شرکت محض آپ کی محبت اور پاس خاطر سے ہوئی تھی، ورنہ اب تو ان کانفرنسوں سے دور بھاگتا ہوں، بہر حال اگر خلاف طبع کوئی بات ہوئی تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔

شاہ صاحب[1] بھی ہم سب لوگوں کو چھوڑ کر (۱۳ر دسمبر ۱۹۷۴ء) اپنی منزل کو روانہ ہوئے اور سب کچھ ایسا آناً فاناً پیش آیا کہ ہم سب دیکھتے ہی رہ گئے، جمعہ کی نماز شبلی منزل میں پڑھی، عصر کی نماز کی تیاری کررہے تھے، وضو کرلیا تھا کہ گرے اور انتقال ہوگیا، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون ' معلوم نہیں کیوں اس حادثہ کا دل پر غیر معمولی اثر ہے، ان سے تعلق کا اتنا اندازہ نہیں تھا اور ادارہ تو بالکل یتیم اور لاوارث ہوگیا، پہلے بھی بہت کمی تھی، اب تو سناٹا ہی سناٹا ہے، یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ برائے نام ہی کون ان کی جگہ پر بیٹھے گا، آپ بھی بہت متاثر ہوں گے اور فکر مند، معلوم نہیں صباح الدین صاحب[2] نے اس حادثہ کو کیسے برداشت کیا ہوگا؟ ان پر کیا گزر رہی ہوگی؟ اب کیا کرنا ہے؟ ابھی تک کوئی اطلاع نہیں، آپ نے لکھنؤ سے دریافت کیا تھا، یہاں کوئی علم نہیں ہے۔

آپ سے ملاقات کو بہت جی چاہتا ہے، آپ شاید مظفر نگر کے وقف کی کمیٹی میں جائیں جو ۲۸ر دسمبر کو (ہوگی) لکھنؤ ضرور ٹھہریئے۔

امید ہے کہ گھر میں خیریت ہوگی اور صحت بہتر، رضوان سلمہ سے بھوپال میں ملاقات ہوئی تھی، بہت مضمحل تھے، خدا کرے اچھے ہوں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

---

(۱) شاہ معین الدین احمد ندوی سابق ناظم دارالمصنفین، اعظم گڈھ۔
(۲) صباح الدین عبدالرحمٰن مرحوم سابق ناظم دارالمصنفین

۲۴/مارچ ۱۹۷۵ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زید لطفه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

اجلاس[1] ندوۃ العلماء کے سلسلہ میں پھر آپ سے کوئی گفتگو نہیں ہوسکی، میری بیرونی سفر اور دارالعلوم کی تعلیمی مصروفیات کی بنا پر یہ مسئلہ تعویق میں پڑ گیا، یہاں تک کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ اب پھر یہ مسئلہ سرد پڑ جائے گا جیسا کہ کئی سال سے ہو رہا ہے، چنانچہ میں نے طے کیا ہے کہ جب تک کہ تاریخ متعین نہ ہوگی اس وقت تک صحیح رخ پر کام کی ابتداء نہ ہو سکے گی، اتفاق سے مولوی عبداللہ عباس ندوی[2] اپنی ایک ضرورت سے ہندوستان آئے اور اچانک تکیہ پہنچے اور اس وقت مولانا منظور صاحب (نعمانی) بھی تشریف لے آئے، ان لوگوں سے مشورہ اور مختلف مناسبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم لوگوں نے تاریخ اجلاس متعین کردی، اب انشاء اللہ ۲۵-۲۶-۲۷/شوال مطابق ۳۱/اکتوبر یکم اور ۲/نومبر ۷۵ء متعین ہے، اسی کے ساتھ میں نے مولوی اسحاق جلیس، مولوی عبداللہ (عباس ندوی) اور محمد رابع (حسنی ندوی) سلمہ کو ابتدائی تقسیم کار کا نقشہ بنانے کی ہدایت کردی ہے تاکہ یہ لوگ آپ کی ہدایت اور رہنمائی میں کام شروع کردیں، ان لوگوں نے خصوصی دعوت نامے مرتب کر لئے ہیں اور ایک دفتر بھی قائم کیا ہے، جس کی ترتیب یہ ہے:

المشرف العام للمهر جان التعليمى : فضيلة الشيخ محمد عمران خان الندوى

وكيل المشرف العام : الشيخ محمد معين الله الندوى

وكيل المشرف العام المساعد : دكتور عبد الله عباس الندوى

مدير المكتب التنفيذى : واضح رشيد الندوى

قسم الصحافة والشئون العامة : اسحاق جليس، سعيد الأعظمى، محمد الحسنى

---

(۱) پچاسی سالہ جشن تعلیمی ندوۃ العلماء مراد ہے۔

(۲) ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندویؒ سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء۔

العلاقات العامة : الدکتور اشتیاق حسین قریشی، محمد رابع الحسنی

: مولوی ابوالعرفان خان الندوی

العلاقات الخارجیة : سعید الرحمن الندوی

مجھے امید ہے کہ اس ابتدائی ترتیب کو آپ پسند فرمائیں گے اور اپنی منظوری سے عزیزی واضح سلمہ کو مطلع کر دیں گے، مزید تفصیلات پر گفتگو انشاء اللہ آپ کی آمد پر ہو جائے گی۔

مولوی عبداللہ صاحب[1] نے وعدہ کیا ہے کہ وہ رجب سے اپنا وقت صرف کریں گے اور اس غرض سے یہاں آجائیں گے اور آپ کی زیر ہدایت اس سلسلہ کے ضروری کام انجام دیں گے۔

فقط والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۶ رمئی ۱۹۷۵ء

محبّ گرامی و برادر محترم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے، اس مرتبہ تو جانے کے بعد سے آپ نے اپنی بخیر واپسی کی اطلاع تک نہ دی، آپ کے جانے کے دو ہی چار دن بعد میں نے ایک مفصل خط لکھا جس میں والدہ حبیب سلمہ کی آمد لکھنؤ کے موقعہ پر ہم لوگوں سے جو کوتاہی اور غفلت ہوئی اس کی معذرت کی تھی اور معافی چاہی تھی، وہ زمانہ ہمارے گھر میں بیماریوں اور پریشانیوں کا زمانہ تھا اور خود میری صحت پر ایسا اثر تھا کہ ذہن پورے طور پر کام نہیں کرتا تھا، دو دو جلسوں کے جمع ہو جانے کی وجہ سے دماغ پر غیر معمولی بار اور تردد و انتشار تھا، یا تو وہ خط آپ کو ملا نہیں یا آپ نے جواب دینا ضروری نہ سمجھا اور حقیقتاً کوئی جواب طلب بات تھی بھی نہیں، پھر بھی آپ کا جو معمول رہا ہے، اس کی بناء پر خط کا انتظار رہتا ہے۔

(۱) ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ

علی گڑھ سے مولوی عبید الرحمٰن خان شیروانی نے اطلاع دی ہے کہ مظفر نگر کے جلسہ انتظامی میں جو ابھی حال میں ہوا تھا، میرا استعفیٰ منظور کر لیا گیا اور آپ کا بحیثیت رکن متولیان وقت نواب عظمت علی خان مرحوم انتخاب عمل میں آیا، غالباً آپ کو براہ راست بھی اطلاع مل گئی ہوگی، الحمدللہ کہ میری دیرینہ خواہش پوری ہوئی اور وقف کی حفاظت اور ترقی کے لئے ایک صحیح رکن کا انتخاب ہو گیا، امید ہے کہ آپ جلد اپنی منظوری کی اطلاع دے دیں گے۔

ندوۃ العلماء کے جشن تعلیمی کے سلسلے میں بار بار آپ کی رہنمائی اور موجودگی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، یہاں کوئی شخص بھی ذمہ دار نمبر ایک نہیں اور کسی کو بھی اتنے بڑے جلسہ کا کوئی تجربہ نہیں، مولوی معین اللہ صاحب (ندوی) کا تو سوال ہی نہیں کہ وہ قلب کے مریض اور نہایت درجہ ضعیف ہو گئے ہیں، پہلے بھی ان پر کوئی بڑی ذمہ داری ڈالنے کا خیال نہیں تھا، یوں برائے نام کبھی ان کا نام لے لیا جاتا ہے لیکن وہ خود اس سے معذرت کرتے ہیں اور ان کی موجودہ صحت کسی طرح اس کی متحمل نہیں۔

مولوی شبیر ندوی (جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی سے) دوبارہ آئے تھے اور ہفتہ عشرہ رہ کر گئے، جہاں تک جلسہ کے اعلانات اور مختلف زبانوں اور مختلف لوگوں کے لئے دعوت نامہ کا تعلق ہے 'البعث الاسلامی' اور 'الرائد' کے ذمہ دار اس کو تیار کر رہے ہیں، جلسہ میں شرکت پر آمادگی کے خطوط بھی آنے شروع ہو گئے ہیں، ایسی حالت میں ضرورت تھی کہ دارالعلوم میں تعطیل ہونے سے پہلے آپ ایک چکر اور لگاتے، پوری راحت و سہولت کے ساتھ آتے اور جاتے، تعطیل سے قبل اور تعطیل کے لئے ہدایات دے جاتے اور کاموں کا جائزہ لے لیتے، میں چاہتا تھا کہ اس سے پہلے آپ سے ملاقات ہو جاتی، امید ہے کہ اس خط کا جواب جلد دیں گے اور اگر خط کے بجائے خود ہی تشریف لے آئیں تو بہت اچھا ہے، میرا قیام لکھنؤ ۸ رمئی تک ہے، میں ۲۶ راپریل کو آیا تھا، ۲۵ رمئی تک قیام رائے بریلی رہے گا۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ، الہند

۲۵ رمئی ۱۹۷۵ء

برادر محترم ومحبّ گرامی منزلت زیدت الطافہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مؤرخہ ۱۵ رمئی مجھے لکھنؤ میں غالباً ۲۳ رمئی کو ملا، خلاف معمول خط پر اب کرم فرمائے بندہ دیکھ کر قدرے طبیعت پر اثر پڑا کہ

جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی!

پھر دل کو سمجھالیا کہ شاید خط کے مضمون کا کچھ ایسا ہی تقاضا تھا۔

آپ نے معذرت کے جو وجوہ لکھے ہیں، منطقی وقانونی لحاظ سے سب معقول وناقابل تردید ہیں، لیکن محبت کا معاملہ سب سے نرالا ہے، اس کا دل پر قدرتی اثر پڑا، مجھے آپ سے جو ذاتی محبت وتعلق ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ کو بھی ہم سے اور دارالعلوم سے ایسا ہی ہے، اسی کی بنا پر میں نے جلسہ انتظامی میں آپ کا نام پیش کیا تھا، میری دلی خواہش تھی کہ یہ بڑا کام آپ ہی کے سرپرستی اور آپ کی نسبت سے ہو اور میں اس پر اصرار نہیں کروں گا کہ آپ ضابطے کی نظامت علیا اور ہر طرح کی جوابدہی قبول فرمائیں، البتہ اس کے لئے اصرار کروں گا کہ آپ ایک دو مرتبہ صحیح ہدایات دینے، خطرناک غلطیوں سے بچانے اور مشورہ کے لئے لکھنؤ تشریف لائیں تاکہ سب کام کرنے والوں کا حوصلہ بڑھے، اجلاس سے کئی دن پہلے تشریف لائیں اور کچھ وقت کے لئے نعمان میاں یا سلمان میاں کو بھی بھیج دیں تاکہ ان کی صلاحیتوں اور تجربوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور ہم سب کو محسوس ہو کہ آپ شریک ہیں، امید ہے کہ آپ اس سے انکار نہ فرمائیں گے۔

وقف نواب عظمت علی خاں کی رکنیت وتولیت آپ ضرور قبول کرلیجئے، اس میں آپ پر کوئی بڑا بار نہیں ہوگا، مولوی عبید الرحمٰن خاں صاحب (شروانی) کو بڑی تقویت ملے گی۔

آپ کا پہلا خط نہیں ملا، آپ رائے بریلی کے پتہ پر کبھی خط نہ لکھیں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۶ رجون ۱۹۷۵ء

برادر محترم زید مجدہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پاکستان سے بخیریت واپسی پر مبارکباد، حسان میاں سلمہ (صاحبزادہ مکتوب الیہ) یہیں تھے، جب آپ کی واپسی کی اطلاع ملی، میں نقرس کی شدید تکلیف میں مبتلاء تھا، اسی حالت میں نائب شیخ الجامعۃ الاسلامیۃ، مدینہ منورہ کی آمد ہوئی اور مجھے کچھ نہ کچھ چلنا پڑا، وہ گئے تو مالے گاؤں کا سفر پیش آیا جو حالت مرض میں بعض جماعتی نزاکتوں کی بنا پر اور ان عرب حضرات کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے اختیار کیا گیا، ان غلط فہمیوں کا تعلق تبلیغی جماعت اور ہم سب سے تھا، اس لئے میں نے خطرہ مول لے کر یہ سفر کیا اور الحمدللہ خاطر خواہ نتیجہ نکلا، وہاں سے آیا تو حاجی علاء الدین صاحب کا خط ملا جس کا مطلب یہ تھا کہ میں ہر حال میں سفر کی ہمت کروں، اس لئے کہ تاریخوں کی تبدیلی کے بعد بھی آپ کے نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کی بڑی سبکی اور بے اعتمادی ہوگی، میرا حال یہ ہے کہ پاؤں میں ورم ہے اور مہمان خانہ سے مسجد قدرے تکلف سے جاتا ہوں، اگر ۲۰ رجون کا تبلیغی اجتماع جو خاص ندوہ میں ہو رہا ہے، نہ ہوتا تو میں ہمت کر جاتا اور کچھ دن بمبئی رہ کر آرام وعلاج کر لیتا، لیکن یہاں میری غیر حاضری بہت نامناسب غلط فہمیاں پیدا ہونے کا باعث ہوگی، اس بنا پر آج میں نے آپ کو اس مضمون کا تار دیا ہے کہ ''میں نقرس میں مبتلا ہوں، حاجی علاء الدین صاحب نہایت پریشان ہیں، براہ کرم آپ چھاپی (تبلیغ) کے جلسہ میں شرکت فرمائیں''۔

الحمدللہ آج آپ کا پاسپورٹ مل گیا، تبو میاں (آفتاب الدین) رات ہی کو جا رہے

ہیں، اس کے بعد غالبا آپ کو اس کے سلسلہ میں کسی انتظار و کوشش کی ضرورت نہ ہوگی، اس لئے میری دوبارہ درخواست ہے کہ آپ اب شرکت کا فیصلہ فرمالیں اور حاجی صاحب کو تار دے دیں تا کہ ان کو اطمینان ہو جائے اور مجھے بھی تحریر فرمادیں، نیز اپنی خیریت اور صحت کی کیفیت سے مطلع فرمائیں، گھر میں سلام و دعا۔

برادر مکرم مولوی عرفان خان صاحب (ندوی ڈپٹی کلکٹر برادر مکتوب الیہ) کو سلام، ان کے معاملہ (مقدمہ) میں فکر و انتظار ہے، اللہ تعالیٰ جلد عزت کے ساتھ چھٹکارا عطا فرمائے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۸/جولائی ۱۹۷۵ء

برادر محترم و محبّ گرامی قدر زیدت معالیہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مورخہ ۲/جولائی پرسوں ۶/جولائی کو اس وقت ملا جب عزیزی رابع سلمہٗ لکھنؤ کی ڈاک لے کر آئے، مخلصانہ ہدیہ بھی پہنچا اور اپنے محل پر پہنچ گیا، ہم دونوں کی طرف سے شکریہ قبول ہو، غالباً جس تاریخ کو آپ نے یہ خط لکھا ہے اسی کو میں نے ایک کارڈ استفسار احوال کے لئے لکھا ہے، اسی کو کہتے ہیں ''دل را بدل رہے است'' آپ نے جس رجسٹرڈ خط کا حوالہ دیا ہے، وہ مجھے مطلق نہیں ملا، اسی بنا پر یہ کارڈ لکھا، تعجب ہے کہ رجسٹری شدہ خط ضائع ہو جائے! کسی امر کے باعث ملال ہونے کا کیا سوال ہے؟ آپ سے تو ایک ایسا قلبی تعلق ہے جس پر خارجی حالات انشاء اللہ اثر انداز نہیں ہوں گے۔

آپ نے اپنی صحت کی جو کیفیت لکھی ہے وہ قابل توجہ ہے، اللہ تعالیٰ ہر طرح کے مکروہات سے محفوظ رکھے، لیکن علاج کی طرف فوری اور مکمل توجہ کی ضرورت ہے۔

مجھے سفارت کویت والی بات (امداد تعمیر تاج المساجد) اجمالاً معلوم ہوگئی تھی، میری

طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے، میرا خیال ہے کہ آپ رابطہ (العالم الاسلامی، مکہ مکرمہ) کے نام ایک اچھی درخواست لکھ کر دوبارہ بھیج دیں، وہ وہاں کے معمول کے مطابق میرے پاس آئے گی، میں بہتر سے بہتر الفاظ میں ان شاء اللہ تصدیق اور تحریک کردوں گا، اس سلسلہ میں اپنی تقصیرات کا معترف اور خدمت کا متمنی ہوں۔

ڈاکٹر عبدالحلیم محمود (شیخ الجامع الازہر) کی روایت (معذرت شرکت جشن تعلیمی ندوہ) بالکل بے اصل ہے، ان کے ہندوستان سے واپس جانے کے بعد میرا ذاتی خط اور ضابطہ کا دعوت نامہ دوبارہ گیا، انہوں نے پہلے اپنی منظوری کی اجمالی خبر دی اور یہ کہ میں انشاء اللہ وفد کے ساتھ آؤں گا، دوبارہ خط آیا کہ وفد میں حسب ذیل ارکان ہوں گے، سب ارکان بہت مؤقر اور مناسب ہیں اور سب ازہر کے اعلیٰ عہدیدار۔

الحمدللہ اس اجلاس کا استقبال توقع سے زیادہ ہے، متعدد ملکوں اور حکومتوں سے منظوری اور وفود کی اطلاع آچکی ہے، لیکن اب تو فکر اس کی ہے کہ یہ اپنے وقت پر ہوجائے ''تو خود حدیث مفصل بخواں از مجمل''۔

میں یا توکل اپنے طویل بیرونی سفر پر روانہ ہوجاؤں گا یا پھر ۲۰۔۲۵ روز کے لئے سفر ملتوی، دہلی کی اطلاع کا انتظار ہے، آپ کو اس کی اطلاع انشاء اللہ ہوجائے گی، موسم ۲۰ جون سے خوشگوار، آپ کا سفر انشاء اللہ تکلیف دہ نہ ہوگا۔

عزیزان گرامی حبیب میاں، لقمان خان اور صفوان سلمہ کی آمد سے خوشی بھی ہوئی اور تعجب بھی! اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے، امید ہے کہ میرا پرانے چراغ کا ہدیہ جوان کے لئے آپ کو دیا تھا اور ان کا نام بھی لکھ دیا تھا، آپ نے دے دیا ہوگا، لکھنؤ تو ان کے پروگرام میں ضرور ہوتا ہے، اگر میرا قیام ہو تو اس مرتبہ رائے بریلی کو بھی اس میں داخل کرلیں۔

رضوان سلمہ کی شکایت کے باقی رہنے سے تردد ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو صحت کلی عطا فرمائے، دل سے دعا ہے۔

تعجب ہے کہ (عبیدالرحمٰن خاں) شروانی صاحب مجھے دو مرتبہ لکھ چکے کہ ڈاکٹر مولانا عمران خاں صاحب کو اطلاع دے دی گئی ہے اور ابھی تک آپ کو اطلاع نہیں ملی، بہرحال

یہ بات ہر شک وتردد سے بالاتر ہے، میں ان کو پھر لکھ رہا ہوں۔

گھر میں سب کو درجہ بدرجہ سلام ودعا، 'حفظکم اللّٰہ تعالیٰ و نفع بکم'

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ، الہند

۲۰/جولائی ۱۹۷۵ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت مکارمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۵/جولائی وقت پر پہنچ گیا مجھے اپنے خطوط کے معلق اندیشہ ہی رہتا ہے کہ پہنچتے ہیں یا نہیں؟

میرا، ۱۱/جولائی کا سفر تو ملتوی ہوگیا، دو تقریبات کے لئے دعوت تھی: ایک ۱۱/جولائی سے شروع ہورہی تھی جس میں پہنچنا عین وقت پر ناممکن نظر آیا، اس لئے التواء کا تار دے دیا، دوسری تاریخ ۲۸/اگست ہے، اس کا امکان ہے، لیکن آج کل ہر چیز مشکوک اور غیر یقینی ہوگئی ہے، سردست ۲۵۔۲۶/جولائی تک قیام رائے بریلی ہی رہے گا۔

مہرجان (جشن تعلیمی ندوہ) کا استقبال ممالک عربیہ میں توقع اور اندازہ سے بہت زیادہ ہے، خطوط پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں، کیا فضلاء وادباء سب نے جس تعلق خاطر اور ندوۃ العلماء کی اہمیت کا اظہار کیا ہے وہ ہماری بساط اور حیثیت سے بڑھ کر ہے، میری موجودگی میں آپ کا ایک چکر ہوجاتا تو بہت اچھا تھا، میں آپ کو یہ لکھنا بھول گیا کہ اجلاس کے سلسلہ کی مراسلت اور سرکاری حلقوں سے گفت وشنید کے لئے نیز عام نگرانی اور تحریک کے لئے ایک ہمہ وقتی کارکن کی ضرورت تھی، مولانا ابوالعرفان صاحب (ندوی) کشمیر سے ترک تعلق کرکے چلے آئے تھے، ان کو ان کاموں سے بھی مناسبت ہے اور آپ سے بھی، اس لئے ان کا انچارج

دفتر کی حیثیت سے تقرر کر دیا گیا اور وہ توجہ اور انہماک سے کام کر رہے ہیں۔

آج کل موسم یہاں نہایت خوشگوار ہے، بلکہ ابر و باد اور بارش کی کثرت کی شکایت ہے، امید ہے مزاج ہر طرح بعافیت ہوگا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ، الہند
یکم اگست ۱۹۷۵ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت مکارمہ و مآثرہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت براحت تمام بھوپال پہنچ گئے ہوں گے، رابع سلمہ سے معلوم ہوا کہ آپ سہ شنبہ کو شب میں روانہ ہونے والے ہیں، امید ہے کہ وہاں بھی سب اعزہ ومتعلقین کو بخیر وعافیت پایا ہوگا، افسوس ہے کہ میں سفر کا فیصلہ نہ ہو سکنے کی وجہ سے آپ کے زمانہ قیام میں لکھنؤ نہ آسکا، یہ ڈر رہا کہ لکھنؤ پہنچنے پر اگر سفر کا فوری پروگرام بن گیا تو مجھے پھر رائے بریلی سب سے رخصت ہونے کے لئے آنا پڑے گا اور اب سفر طبیعت پر بہت بار ہونے لگا ہے، اس لئے میں سفر کے سلسلہ میں ضروری اطلاعات کا انتظار رائے بریلی کرتا رہا اور ابھی تک طبیعت اس کی طرف سے یکسو نہیں ہوئی ہے۔

آپ کے لکھنؤ تشریف لانے سے ہم سب کو بہت خوشی ہوئی، آپ نے دفتر اجلاس کا معائنہ فرمایا روزانہ وقت دیتے رہے، انتظامات کے سلسلہ میں بعض اہم چیزوں کی طرف توجہ اور کارکنوں میں آپ کی دلچسپی کی وجہ سے مستعدی اور کارگزاری بڑھ گئی، اب وقت بہت کم رہ گیا ہے اور رمضان بہت قریب ہے، ورنہ عرض کرتا کہ شوال سے پہلے ایک مرتبہ اور تشریف لے آئیں۔

صوفی صاحب[1] کے معاوضہ کے متعلق پہلے سے خیال تھا اور میں اس کا تذکرہ کر چکا تھا، وہ ہر طرح سے اس کے مستحق ہیں، خدا کا شکر ہے کہ ان کی توجہ اور دلچسپی کی وجہ سے تعمیر ومرمت کا کام تیزی کے ساتھ سے ہونے لگا ہے، خدا کرے ضرورت ومنصوبہ کے مطابق ان سب چیزوں کی تکمیل ہوجائے اور کوئی چیز ادھوری اور ناتمام نہ رہے، جن گوشوں کی طرف مزید توجہ کی ضرورت ہو آپ وقتاً فوقتاً مولوی ابوالعرفان صاحب کو ہدایت دیتے رہیں، ان شاء اللہ تکمیل ہوگی۔

مولانا اویس صاحب (نگرامی ندوی) کی صحت کی طرف سے بڑی تشویش ہے، ابھی تک ہمارا طرز عمل یہی رہا ہے کہ ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ استثناء ورعایت کا معاملہ کیا جائے، وہ اسی کے مستحق ہیں، ان شاء اللہ اسی پر عمل رہے گا۔

آپ کے اہتمام اور فکرمندی کا بھی حال معلوم ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ!

امید ہے کہ اب تو وقف مظفرنگر کی تولیت کی اطلاع مل گئی ہوگی، سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ مجھے تو لکھتے ہیں، مگر آپ کو خط نہیں ملتا، گھر میں بہت بہت سلام، عزیزان گرامی مولوی حبیب ریحان ندوی، مولوی لقمان خان اور رضوان وحسان سلمہما کو سلام، مولوی نعمان خان صاحب کو بھی بہت بہت سلام۔

والسلام
ابوالحسن علی

تکیہ کلاں، رائے بریلی
۱۳/اگست ۱۹۷۵ء

برادر ومحب گرامی زیدت مکارمہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے تو آپ کو یہ افسوس ناک اطلاع دیتا ہوں کہ میرے بہنوئی صاحب

(۱) صوفی انعام اللہ مرحوم جو جشن کے موقع پر تعمیرات کرا رہے تھے۔

سید رشید احمد حسنی صاحب مرحوم (۱۲/اگست ۱۹۷۵ء) جن سے آپ رائے بریلی کی آمد پر گھر میں جا کر ملے تھے کل سہ شنبہ ۳/شعبان ساڑھے دس بجے دن کے انتقال کر گئے، عزیزی محمد رابع سلمہ جو لکھنؤ میں تھے، نازک علالت کی اطلاع پا کر عین دم واپسیں کے موقع پر پہنچے اور واضح و محمد میاں گھنٹے دو گھنٹے کے بعد، مولانا منظور صاحب نعمانی نے خود غسل دیا، دارالعلوم کے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد پہنچ گئی تھی، بعد نماز عصر متصلا نماز جنازہ اور تدفین عمل میں آئی، مسجد (کے) شمالی مغربی گوشہ سے متصل اپنے آبائی قبرستان میں دفن ہوئے، آپ سے اور آپ کے توسط سے بھوپال کے اہل تعلق سے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

آپ کے دونوں کارڈ جن میں سے ایک لفافہ میں تھا مل گئے، وقت اتنا نہیں رہا کہ آپ کو تقدیم و تاخیر (سفر حجاز) کا موقع ملے، عزیزان لیبیا کی وجہ سے آپ دہلی روانہ ہو چکے ہوں گے، اب غالباً یہ خط بھوپال واپسی پر ملے گا اس لئے وہیں کے پتہ پر لکھ رہا ہوں۔

معلوم نہیں کہ دفتر اجلاس (جشن تعلیمی ندوہ) کے انچارج صاحب کے کس طرز عمل سے آپ نے یہ تاثر لیا کہ وہ بعض امور کا آپ سے اخفاء چاہتے ہیں، وہاں تو اخفاء کی کوئی چیز ہی نہیں ہے، اس وقت تک جو کچھ بھی وہاں فائلیں اور محفوظ کاغذات ہیں وہ صرف دعوت اجلاس کے جوابات اور منظوری یا معذرت کے خطوط ہیں جن کا آپ کا ملاحظہ فرمانا ہر طرح مناسب تھا تاکہ آپ کو اس کا صحیح حال معلوم ہو سکے، اجلاس کے مصارف کے لئے سرمایہ تو کچھ جمع ہی نہیں ہوا اور نہ اس کی اپیل کی گئی اور نہ اس کی کچھ امید ہے، ندوۃ العلماء ہی کی طرف سے اب تک مصارف کئے جا رہے ہیں، میرے خیال میں یہ بات غیر ارادی طور پر ہوئی، ان سے اتنی ناسمجھی کی امید نہیں، میں تو چاہتا تھا اور شاید درخواست بھی کی تھی کہ آپ دفتر اجلاس کا معائنہ فرمائیں اور ہر چیز دیکھیں، بہر حال اس غیر مقصود غلطی کا افسوس ہے اور معافی کی درخواست، آپ کلی طور پر اجلاس کے ناظم منتظم ہیں اور کوئی چیز اس سے مستثنیٰ نہیں، قیام و طعام کے سلسلہ میں آپ جو عملہ ضروری سمجھیں رکھیں۔

میرا بیرونی سفر بظاہر ملتوی ہے، طبیعت بہت افسردہ اور ہمت پست ہو گئی ہے، سہارنپور کے سوا ماہ مبارک سے پہلے کسی سفر کا ارادہ نہیں، وہ بھی شاید شعبان کے تیسرے

ہفتہ میں ہو سکے۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔

والسلام
ابوالحسن

۸/اکتوبر ۱۹۷۵ء

برادر محترم ومحبّ گرامی منزلت زیدت مکارمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عمرۂ رمضان، حاضری حرمین شریفین اور مع الخیر واپسی پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے، اخیر اخیر تک خیال رہا کہ آپ نہیں جا سکے لیکن خدا عزیزی رضوان سلمہ کو جزاء خیر دے کہ انہوں نے تفصیل کے ساتھ آپ کی روانگی کی اطلاع دی، پھر یہ ڈر لگا رہا کہ کہیں حرمین میں طویل قیام کا شوق دامن گیر نہ ہو جائے اور اجلاس (جشن تعلیمی ندوہ منعقدہ، ۳۱/اکتوبر تا ۳/نومبر ۱۹۷۵ء) میں آپ کی رہنمائی اور سربراہی نہ ہو سکے، اس کا طبیعت پر بہت بوجھ تھا، لیکن حاجی علاء الدین صاحب سے معلوم کر کے اطمینان ہوا کہ آپ نے عید سے قبل واپسی کا وعدہ اور ارادہ فرمایا ہے، ۲۹/رمضان کو عزیزی شمس الحق کا خط ملا کہ آپ تشریف لائے، میرا تار آپ کو دکھایا گیا اور آپ نے بمبئی توقف کرنا منظور فرمالیا اور خواص کے جلسہ میں شرکت فرمائی، اس سے بہت ہی خوشی ہوئی، 'أنجز حُرّما وعد' آپ کی عالی ہمتی سے اسی کی امید تھی۔

سہارنپور میں یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ حضرت شیخ (الحدیث) بھی اجلاس (جشن تعلیمی ندوہ) کی طرف بہت متوجہ ہیں اور اس کی طرف سے بہت فکرمند ہیں، مولانا انعام الحسن صاحب (امیر تبلیغ) نے بھی غیر معمولی دلچسپی کا اظہار فرمایا ہے اور حاجی علاء الدین صاحب سے دہلی میں یہ فرمایا کہ حاجی جی! اس کو تبلیغی ہی جلسہ سمجھو، اس کی مالیات کے لئے بھی کوشش کرو، آپ کے ناظم اجلاس ہونے کا تذکرہ بھی بار بار فرماتے تھے۔

آپ کی روانگی کے بعد اور بھی چند اہم منظوریاں اور اطلاعیں آئیں، دائرہ وسیع ہی

ہوتا جارہا ہے، آپ کے جلد آنے کی ضرورت ہے، ڈاکٹر اشتیاق صاحب (قریشی) آپ کی ہدایت کے مطابق انتظامات میں مشغول ہیں لیکن قطعی فیصلے آپ کے آنے کے بعد ہی ہوں گے، مولانا عبدالسلام صاحب (قدوائی) آئے تھے، دہلی گئے ہیں، تفصیل عندالملاقات۔

خدا کرے آپ کی طبیعت اچھی رہی ہو، صحیح تفصیلات آپ ہی سے معلوم ہوں گی جن کے سننے کا اشتیاق ہے، عید کی مبارکباد قبول کیجئے اور اپنی خیریت سے مطلع کیجئے، گھر میں سب کو سلام و دعا۔

خط پورا ہو گیا تھا کہ آپ کا خط مورخہ یکم اکتوبر بمبئی کا لکھا ہوا ملا، رائے بریلی میں ڈاک بہت تاخیر سے پہنچتی ہے، افسوس ہے کہ آپ کے بمبئی پہنچنے پر حاجی علاء الدین موجود نہ تھے، اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آپ کا قیام بیکار نہ گیا ہوگا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ، الہند

۶ر دسمبر ۱۹۷۵ء

برادر محترم ومحبّ گرامی مرتبت زیدت مکارمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مورخہ یکم دسمبر پہنچ کر باعث صد مسرت ہوا، آپ کا پہلا عنایت نامہ نہیں ملا اسی وجہ سے وسوسے آنا شروع ہوئے کہ ؎

عشق است وہزار بدگمانی! اب اطمینان ہو گیا۔

اجلاس (جشن تعلیمی ندوہ) کی جو کچھ ظاہری کامیابی ہے، وہ سب دعاؤں اور خدا کے مخلص ومقبول بندوں کی فکرمندی کا نتیجہ ہے، جس نظم ونسق اور شائستگی کی تعریف ہو رہی اور ملک کے گوشے گوشے سے خطوط آرہے ہیں، سب جانتے ہیں کہ اس میں بنیادی ومرکزی

حصہ آپ کے خورد و نیاز مند اور ہمارے جونئر لوگ تھے، بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کی ان پر شفقت اور ان کو آپ سے تعلق و نیاز مندی حاصل ہے۔

سندوں کے متعلق آپ نے جو بات لکھی ہے، وہ بڑی غور طلب بات ہے، میں آپ کا خط غور و مشورہ کے لئے ذمہ داروں کو دیتا ہوں، ملاقات پر انشاء اللہ اس موضوع پر گفتگو ہوگی۔

مختلف قسم کی شکایات، بدمزگی و احتجاج زیادہ تر ایک ہی حلقہ سے سنا گیا اور اس کا بظاہر محرک وہی تھا جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا اور اس کا علاج لقمان حکیم کے پاس بھی نہ تھا، وہاں سے نکلنے والے بعض رسائل میں جو آپ کی نظر سے نہیں گزرتے، بعض سخت تنقیدی مضامین شائع ہوئے، اس لئے اس مضمون کی ضرورت سمجھی گئی، ضمناً صدق (جدید) کے نوٹ کا بھی نوٹس لے لیا گیا، وہ مقصود نہ تھا۔

دو ایک دن میں رائے بریلی جاؤں گا، وہاں سے انشاء اللہ رضوان میاں کا مضمون بھیج دوں گا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء، لکھنؤ، الہند

۳۰ر اگست ۱۹۷۶ء

محبّ گرامی برادر مکرم زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا محمد اویس صاحب (نگرامی ندوی) کے انتقال (۲۷ر اگست ۱۹۷۶ء) کی خبر آپ کو اخبارات سے مل گئی ہوگی، 'انا للہ وانا الیہ راجعون' میری طرف سے دلی تعزیت قبول فرمائیے، ہم میں سے ہر ایک دوسرے کی تعزیت کا مستحق ہے، ہم عمری، درس کی رفاقت، ملازمت و خدمت کی معیت، ہم مذاقی، بے تکلفی کس کس چیز کا ماتم کیا جائے، میں

دہلی، سہارنپور ہوتا ہوا، ۲۸ راگست کو دیر سے لکھنؤ پہنچا، پلیٹ فارم پر قدم رکھتے ہی حادثہ کی اطلاع ملی اور یہ کہ نماز جنازہ میں میرا انتظار ہے، واقعہ بالکل خلاف توقع نہ تھا، مگر ایسا محسوس ہوا کہ اچانک پیش آیا، عیش باغ کی مسجد کے سامنے ایک کثیر مجمع کے ساتھ نماز جنازہ ہوئی اور اس گنج خوبی کو سپرد خاک کر دیا، تقریباً چالیس برس کی رفاقت ومعیت ختم ہوگئی، اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، بہت تکلیف اٹھائی، اب سب تکلیفوں کا سلسلہ ختم ہوا۔

آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے دو خط لکھے، آپ گجرات کے دورہ پر تھے، عزیزی رضوان نے جواب دیا تھا، اجلاس (جشن تعلیمی ندوہ) روداد ''روداد چمن'' کے نام سے شائع ہوگئی، امید ہے کہ پسند کریں گے، انشاء اللہ آپ کو جلد چند نسخے پہنچیں گے۔

اپنی خیریت سے مطلع کیجئے، رمضان کی دعاؤں میں یاد رکھیئے۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

رائے بریلی

۱۷ ستمبر ۱۹۷۶ء

برادر محترم ومحبّ گرامی قدر زیدت مآثرہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۷ رمضان المبارک کا خط آج ۲۱ رمضان المبارک کو پڑھنے کی نوبت آرہی ہے، ایک بار مولانا منظور صاحب (نعمانی) کو جو سخت علیل ہوگئے ہیں دیکھنے لکھنؤ، دوسری مرتبہ سہارنپور جانا ہوا جہاں سے کل یہی صبح رائے بریلی واپسی ہوئی ہے، اس عرصہ میں دس بارہ دن ڈاک ہی نہیں پڑھی، آپ کا خط پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی، وسوسہ گزرنے لگا تھا کہ آپ ناراض ہیں، تین خط بھیجے کوئی جواب نہیں، آپ نے گجرات کے جس خط کا تذکرہ کیا مجھے نہیں ملا۔

اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ مسجد (تاج المساجد کی تعمیر) کے لئے کچھ عرصہ تک سہارا ہو گیا، میں (نے) قطر کے ایک صاحب کو جواب اس شعبہ کے انچارج ہو گئے ہیں، تاج المساجد کے بارے میں اشارہ کیا ہے، ان کا خط آیا تھا کہ مجھے مشورہ دو، آدمی تو بڑے تعلق کے ہیں، توفیق بھی یاوری کرے، آپ ملیں تو کچھ اسکیم بنائی جائے 'و کل الصید فی جوف الفرا' پر عمل ہو۔

دار المصنفین کی ابھی کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی، صباح الدین (عبدالرحمٰن) صاحب کا مشن (پاکستان برائے دار المصنفین) کامیاب رہا، اب ان کو واپس آجانا چاہئے۔

تکیہ (کلاں رائے بریلی)، سہارنپور تو کبھی نہیں ہو سکتا، لیکن آپ کے آنے کے لئے تو اور بھی محرکات ہیں، کیا اچھا ہوتا اگر آپ آتے!

عجلت میں چند سطور لکھ رہا ہوں کہ آپ کو اپنے خط پہنچنے کا اطمینان ہو جائے اور میرے لئے دعا کی تقریب بن جائے 'و الباقی عند التلاقی'۔

گھر میں بہت بہت سلام اور رضوان وحسان میاں کو دعا کہئے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۲۷ ستمبر ۱۹۷۶ء

برادر محترم ومحبّ گرامی قدر زیدت مآثرہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۷ رمضان المبارک (۱۳۹۶ھ) عید کے فوراً بعد ملا۔ رمضان وعید کی مبارکباد قبول فرمائیے۔ مندرجات کا علم ہو، ان شاء اللہ ملاقات پر جس کی جلد امید ہے اس موضوع پر آپ سے گفتگو ہوگی۔ مولانا عبدالسلام صاحب قدوائی کے خط سے معلوم ہوا کہ صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب نے لکھا ہے کہ وہ عید اعظم گڑھ میں کریں گے۔ اس کے مطابق ان کو عید سے پہلے پہنچ جانا چاہئے تھا۔ اس کے بعد کی اطلاع نہیں ملی۔ اگر وہ آگئے

ہیں تو جلد ہی وہ جلسے کی کوئی تاریخ رکھیں گے اور ہم کو آپ کو چلنا ہوگا۔ مولانا عبدالسلام صاحب کی بھی آج آمد ہے، ان سے مزید معلومات ہو جائیں گی۔ آپ فی الحال کوئی بڑا پروگرام نہ رکھیں تو اچھا ہے، کہیں ان کی تاریخوں سے تعارض نہ ہو جائے۔ امید ہے کہ مزاج ہر طرح بعافیت ہوگا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

آگرہ

۱۶/اکتوبر ۱۹۷۶ء

برادر محترم ومحبّ گرامی قدر زیدلطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامے ملے، لکھنؤ میں طے ہوا تھا کہ ۲۶/۲۷/اکتوبر جلسہ کے لئے مناسب تاریخیں ہوں گی، لیکن مولانا عبدالسلام صاحب (قدوائی) نے اعظم گڑھ پہنچ کر خط لکھا کہ صباح الدین صاحب سے گفتگو کے بعد اندازہ ہوا کہ جلسہ اتنی جلدی نہیں ہو سکے گا، اب آپ کی واپسی کے بعد ہی جلسہ ہو سکے گا یعنی محرم (۱۳۹۷ھ) میں، اس لئے فی الحال جلسہ کا کوئی سوال نہیں، ہم لوگوں کو بھی کچھ تقاضا نہیں تھا، دارالمصنفین ہی کے خیال سے عجلت کی ضرورت سمجھی تھی، ممکن ہے اس وقت تک براہ راست وہاں سے آپ کو اطلاع مل گئی ہو، رفع انتظار کے لئے بعجلت یہ چند سطریں تحریر کر رہا ہوں۔

اس وقت جے پور جا رہا ہوں اور آگرہ سے یہ خط لکھ رہا ہوں، میرا سفر قریب ہے، ورنہ مشورہ دیتا کہ آپ سعودی سفیر صاحب کو جو اچھے جذبہ اور اخلاق کے آدمی ہیں بھوپال مدعو کریں، اس موقع پر میں بھی آجاتا، شاید دہلی (میں) ملاقات ہو تو میں ذکر کر دوں گا۔

آپ کی صحت کے لئے دل سے دعا ہے کہ ابھی اللہ تعالیٰ کو آپ سے بہت کام لینا ہے، ۲۱/اکتوبر کی صبح کو میں سہارنپور ہوں گا، خدا کرے آپ سے ملاقات ہو جائے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

مابعد/۸/جنوری ۱۹۷۷ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت مآثرہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۸/جنوری (۱۹۷۷ء) وقت پر مل گیا، اتفاق سے مولانا عبدالسلام صاحب (قدوائی) بھی آئے ہوئے تھے وہ بھی اس کے مضمون سے آگاہ ہوئے، اسی وقت سید صباح الدین (عبدالرحمٰن صاحب) کو آپ کے پروگرام کی اطلاع دی اور یہ تجویز رکھی کہ ۲۵/جنوری-۳/فروری کے درمیان تاریخیں رکھیں، میں بھی مشغول ہوں، پھر ہماری فراغت کا انتظار کرنا پڑے گا۔

آپ نے صحت کی جو کیفیت لکھی ہے، اس میں آپ کا بھوپال سے باہر جانا سمجھ میں نہیں آتا، خاص طور پر دورے کی شکل میں جس میں جلسہ، تقریریں اور ملاقاتیں ہوتی ہیں، آپ اپنے حق میں بڑی زیادتی فرماتے ہیں، آپ کی زندگی تو ملی سرمایہ ہے جس میں بہت دیکھ بھال کر تصرف کرنا چاہئے۔

مولانا عبدالماجد صاحب (دریابادی، وفات ۷/جنوری ۱۹۷۷ء) کا واقعہ میرے لئے بھی اس لئے اور زیادہ باعث تأسف ہوا کہ میں بیرونی سفر سے واپس آکر ان سے ملا بھی نہیں تھا، خیال تھا کہ ۹/جنوری کو لکھنؤ جا کر عیادت کروں گا، لیکن وہ اس سے تین دن پہلے راہیٔ ملک بقا ہوئے اور میں ہاتھ ملتا رہ گیا، مجھے آپ کو تعزیتی خط لکھنا

تھا، لیکن لکھنؤ جا کر بے حد مشغول ہو گیا اور آپ نے سبقت کی، اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

تکیہ رائے بریلی
۱۳؍اگست ۱۹۷۷ء

برادر محترم ومحبّ گرامی منزلت زیدت مکارمہ ومآثرہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ مورخہ ۲۶؍شعبان یکم رمضان المبارک کو پہونچ کر موجب فرحت وانبساط ہوا، میرا فرض تھا کہ ہندوستان پہنچنے کے بعد آپ کو خود اپنی بخیر واپسی اور آپ کی مزاج پرسی کے لئے خط لکھتا، لیکن ایک طویل سفر کا تکان، دوسرے بعض خاندانی حوادث وافکار اور آنکھ کے سلسلہ کی احتیاطوں نے مہلت نہ دی، اب آپ کا خط پڑھ کر شرمندگی ہوئی، والفضل للمتقدم۔

اللہ تعالیٰ نے جو عظیم کام آپ کے متعلق فرمادئے ہیں، ان کی بنا پر بھی نیز ذاتی اور قدیم تعلق کی بنا پر آپ کے لئے دعا کرنا ہر طرح موجب سعادت ہے اور یہی توقع آپ سے بھی ہے، آپ نے اپنی موجودہ صحت کے متعلق کچھ نہیں لکھا، براہ کرم صحت ومزاج سے مطلع کریں، گھر میں بہت بہت سلام کہیں، عزیزان رضوان وحسان سلمہما بھی سلام ودعا قبول کریں۔

میری غیبت میں دو قریبی عزیزوں کا انتقال ہوا، ایک میرے بہنوئی حافظ محمد سعید صاحب[1] جن سے بڑی پھوپھی زاد بہن منسوب تھیں، دوسرے پھوپھی زاد بھائی سید محمد یامین جن سے آپ واقف ہیں، جو تین سال سے مفلوج تھے، ان کا انتقال میرے پہنچنے سے

(۱) مقیم محلہ خالص ہاٹ۔

صرف ایک ہفتہ پہلے ہوا، برادرم ابوبکر (حسنی) کے حقیقی بہنوئی اور خالد ندوی سلمہ (داماد ابوبکر حسنی) کے والد تھے، دونوں کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

یکم ستمبر ۱۹۷۷ء

برادر محترم ومحبّ گرامی منزلت زیدت مآثرہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مورخہ ۱۲؍رمضان المبارک انتظار واشتیاق کے عالم میں پہنچا، بہت توجہ اور دلچسپی سے پڑھا، اس سے بڑی مسرت ہوئی کہ آپ تراویح پڑھا رہے ہیں، آپ کے مقتدی بڑے خوش نصیب ہیں کہ آپ کے پیچھے قرآن شریف سن رہے ہیں، 'یالیتنی کنت معھم' آپ کی ذمہ داریاں اور صحت وراحت کا خیال ہے ورنہ کبھی عرض کرتا کہ ایک مرتبہ رائے بریلی میں رمضان کیجئے اور یہاں قرآن شریف سنا دیجئے۔

سہارنپور مجھے بھی جانا ہے، اس وقت تک نظام یہ ہے کہ انشاء اللہ ۱۸؍رمضان المبارک کو لکھنؤ سے روانہ ہوکر ۲۱؍رمضان کو واپسی ہوجائے گی، کیا اچھا ہوتا کہ آپ بھی انہیں تاریخوں میں وہاں ہوتے، ممکن ہے ایک سال کی طرح ایسا اتفاق ہوجائے۔

جی ہاں! (عبدالاحد خاں) تخلص صاحب مرحوم (وفات ۵؍اگست ۱۹۷۷ء) کا حق ہے کہ ان کے لئے تعزیت کا سفر کیا جائے، میں سوچ بھی رہا تھا، اب آپ کے خط کے بعد اور کشش بڑھ گئی، جی تو چاہتا ہے کہ چند دن آپ کے مہمان خانہ میں سکون وآرام کے ساتھ بھی گزاروں، لیکن آپ کے تکلف وتکلیف اور لوگوں کی تقریروں کی فرمائش واصرار سے ڈرتا ہوں، اس کا ٹیکس ہر مولوی پر ضرور لگتا ہے، چاہے مریض ہو، چاہے بے عمل، بہرحال تعزیت کے فرض سے سبکدوش ہوکر تھوڑا سا وقت آپ کی خدمت میں ضرور گزرے گا، ابھی

نہیں کہہ سکتا کہ کن تاریخوں میں آنا ہو سکے گا، عید کے بعد کچھ لوگوں کی آمد بھی ہے اور مجھے بھی شاید الٰہ آباد اور علی گڑھ ایک دو دن کے لئے جانا ہو، بہر حال اطلاع دوں گا، ایسا نہ ہو کہ آپ بھی کہیں تشریف لے جائیں۔

آپ نے اپنی آنکھ کا حال لکھا ہے، مجھے اس کا خوب تجربہ ہے، معلوم نہیں آپ آپریشن کا کیوں نہیں سوچتے؟ آپ کا تو معمولی کٹریکٹ کا کیس ہے، کوئی پیچیدگی نہیں، بھوپال میں بھی ممکن ہوگا اور علی گڑھ میں بھی بہتر ہے۔

آپ ہی کے خط سے عزیزان: عزیز القدر حبیب میاں، صفوان میاں، لقمان میاں وغیرہ کی ہندوستان آمد کا حال معلوم ہوا، اس مرتبہ انہوں نے لکھنؤ، اعظم گڑھ کا سفر کیوں نہیں کیا؟ رضوان وحسان سلمھا سے سلام کہئے اور ان کی والدہ محترمہ کو بھی سلام پہنچائیے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

تکیہ کلاں
۱۷ ستمبر ۱۹۷۷ء

برادر گرامی قدر زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۰ ستمبر عید سے ایک دو روز پہلے پہنچا، عید کی خلوص دل سے مبارکباد قبول فرمائیے، پچھلے عریضہ میں عزیز گرامی ڈاکٹر مسعود الرحمٰن ندوی کی کامیابی (تقرر بحیثیت ریڈر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) پر مبارکباد دینا رہ گیا تھا، خط لکھواتے وقت آپ کا خط سامنے نہ تھا، اب اس کی مبارکباد قبول فرمائیے۔

سہارنپور میں حضرت شیخ (الحدیث) نے آپ کی آمد کا ذکر کیا اور مجھے قلق رہا کہ وہاں ساتھ نہیں ہو سکا، پہلے سے مجھے علم نہ تھا، آپ واقعی کم سے کم تین دن تکیہ پر ضرور گزاریں،

اللہ تعالیٰ خیریت کے ساتھ وہ دن لائے اور یہ موقع آئے۔

آپ کے دلائل بڑے وزنی ہیں، میں اپنے مقرر ہونے کا اب انکار نہیں کرسکتا، بھوپال آیا تو ایک تقریر ضرور کروں گا، واقعی میری اخلاقی کمزوری نے کئی بار آپ کی پوزیشن خراب کی اور مدعی سست گواہ چست کا مضمون پیش آیا، اب البتہ اندازہ ہوتا ہے کہ حاضری وسط اکتوبر ہی میں ہوسکے گی، ۳۰ ستمبر کو دارالعلوم کھل رہا ہے، مجھے کم سے کم دو ہفتے ضرور رہنا پڑے گا، اس کے بعد سفر کے پروگرام ہوسکیں گے۔

جی ہاں! مولوی حبیب ریحان سلمہ سے جب مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی تھی تو انہوں نے شکر کی بیماری کا ذکر کیا تھا اور یہ دیکھ کر افسوس ہوا تھا کہ ان کو یہ روگ لگ گیا، اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ رضوان سلمہ کو صحت عطا فرمائے، سلیم الرحمٰن (بن مولانا محمد سلمان خان) سفر کر کے آئے تھے، بڑی خوشی ہوئی۔

ام رضوان صاحبہ نے جو شعر لکھوایا ہے اس کو پڑھ کر بہت محجوب ہوا، مگر شعر بہت عمدہ ہے کئی بار پڑھا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے پاکستان کے سفر کا مرحلہ آسان کرے اور ہمشیرہ صاحبہ کو صحت بھی عطا فرمائے، اب تو پاسپورٹ میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہئے، شاید ایک بار دہلی جانے کی ضرورت ہو، پہلے بھی ایسا ہوا ہے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۱۷/ اکتوبر ۱۹۷۷ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مودت نامہ مورخہ ۲۲ ستمبر ملا تھا، لیکن پروگرام اتنا غیر یقینی اور غیر واضح تھا کہ میں بر وقت جواب نہ دے سکا، پھر متعدد قریبی اور ایک دہلی، علی گڑھ، سہارنپور کا سفر پیش آیا،

سہارنپور میں معلوم ہوا کہ آپ علی گڑھ کئی روز کے لئے جانے والے ہیں، اس وقت بعجلت یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ میں ۲۰/اکتوبر سے پہلے بھوپال اور اس سے آگے کا سفر نہیں کرسکتا، آپ حضرت شیخ (الحدیث) کے ساتھ سرہند ضرور تشریف لے جائیں، میری وجہ سے ملتوی نہ کریں، شیخ بظاہر ۱۷/اکتوبر کو سرہند کے لئے روانہ ہوں گے، میں پرسوں ہی ان سے مل کر آیا ہوں، باقی باتیں انشاء اللہ زبانی ہوں گی، خدا کرے یہ خط آپ کو بروقت مل جائے، عزیز گرامی ڈاکٹر مسعود الرحمٰن ندوی (برادرزادہ مکتوب الیہ) سلام قبول کریں۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

تکیہ کلاں، رائے بریلی

۲۲/اکتوبر ۱۹۷۷ء

محبّ گرامی و برادر محترم زید لطفہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، آپ کا علی گڑھ کا لکھا ہوا خط مل گیا تھا، امید ہے کہ اب آپ مع الخیر بھوپال پہنچ گئے ہوں گے اور میری آمد کے منتظر ہوں گے، افسوس ہے کہ عید کے بعد سفروں کا ایسا سلسلہ رہا کہ میں ادھورے کام بھی مکمل نہ کرسکا اور صحت پر بھی اثر پڑا، رمضان کے آخر دنوں میں نقرس کی تکلیف شروع ہوئی اور تھوڑے تھوڑے وقفوں کے ساتھ کمی زیادتی ہوتی رہی، لکھنؤ میں بڑھ گئی، نقل وحرکت سے معذور ہوگیا، اسی حالت میں مولانا منت اللہ صاحب (رحمانی) کا تار آیا کہ ہر قیمت پر رانچی پہنچوں خواہ ہوائی جہاز سے، مجبوراً لنگڑاتا ہوا گیا اور آیا، اب پرسوں رائے بریلی اس ارادہ سے آیا ہوں کہ ۲۰-۲۵ دن آرام کروں گا اور چند ضروری کاموں کی تکمیل کروں گا جو بیرونی سفر سے پہلے سے پڑے ہوئے ہیں، اندازہ ہے کہ اب ۲۰/۲۵ نومبر تک ہی یہاں سے نکل سکوں گا، اب آپ میری وجہ سے پابند نہ رہیے اور اپنے پروگرام پورے کیجئے، وسط نومبر یا آخر نومبر میں ان شاء اللہ ادھر کا قصد کروں گا،

احساس شرمندگی کے ساتھ یہ اطلاع آپ کو دے رہا ہوں، سب کو سلام کہیے اور دعا۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

۲۵ر فروری ۱۹۷۸ء

برادر محترم ومحبّ گرامی مرتبت زیدت مکارمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مورخہ ۲۰ر فروری ملا، تعجب ہے کہ اس وقت تک میرا خط آپ کو نہیں پہنچا تھا، میں نے عرفان میاں (برادر مکتوب الیہ) کا دوسرا خط آنے کے بعد ہی آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا جس میں آپ کی صحت کی کیفیت دریافت کی تھی اور دارالمصنفین کا پروگرام لکھا تھا کہ لکھنؤ سے ۳ر کی شام کو کار انشاء اللہ رائے بریلی آئے گی اور ۴ر کی صبح کو رائے بریلی سے اعظم گڑھ روانگی ہے، آپ ۳ر کی صبح کو لکھنؤ پہنچ جائیں تو بہتر ہے تاکہ اسی گاڑی پر رائے بریلی تشریف لے آئیں اور شب کو رائے بریلی قیام فرما کر صبح اعظم گڑھ روانگی ہو۔

میں نے صباح الدین (عبدالرحمٰن) صاحب سے ۴/۵/۶ر کے قیام کا وعدہ کیا ہے، اب آپ کا خط پا کر آپ کو لکھتا ہوں کہ اگر ندوہ کی کار کی سہولت آپ کے لئے نہیں ہے تو اور کس کے لئے ہے؟ آپ اور آپ کے رفیق انشاء اللہ اس پر چلیں گے، امید ہے کہ آپ اسی کے مطابق سفر کا نظام بنالیں گے اور لکھنؤ تار یا ٹیلیفون سے اطلاع دے دیں گے۔

مولوی معین اللہ صاحب نے کراچی کے حادثہ (وفات ہمشیرہ مکتوب الیہ عابدہ سلطان ۱۴ر فروری ۱۹۷۸ء) کی اطلاع مجھے سلمان میاں (برادر مکتوب الیہ) کے کسی صاحبزادے کے حوالہ سے دی تھی جو بھوپال گئے تھے، مگر مجھے تعجب ہوا کہ عرفان میاں (برادر مکتوب الیہ) نے اپنے خط میں کوئی تذکرہ نہیں کیا، اس سے مجھے شبہ ہوا کہ میرے سمجھنے میں تو کوئی غلطی نہیں ہوئی، بات اتنی سنگین تھی کہ میں نے آپ کے خط کا انتظار مناسب سمجھا، آپ کے

خط سے اطلاع کی تصدیق ہوئی، آپ جب پچھلی مرتبہ لکھنؤ آئے تھے تو پاسپورٹ کی کوشش اس بنا پر کر رہے تھے کہ جلد پاکستان جاسکیں اور آپ نے مرحومہ (عابدہ سلطان) کی تشویشناک علالت کا ذکر بھی کیا تھا، میں چونکہ اس صدمہ سے گزر چکا ہوں، اس لئے مجھے اندازہ ہے کہ چاہنے والی بہن کیسی ہوتی ہے اور یہ صدمہ کیا ہوتا ہے! اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، دعا اور ایصال ثواب کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، ہارون میاں (شوہر مرحومہ) سے بھی نیاز حاصل ہے، معلوم نہیں سلیمان سلمہ (صاحبزادہ مرحومہ مقیم لندن) اس وقت کہاں تھے؟ پہلے تو وہ لندن میں تھے، خدا کرے اس وقت وہ ان کے پاس موجود رہے ہوں، میری طرف سے آپ اور آپ کے سب بھائی برادرانہ اور عزیزانہ تعزیت قبول فرمائیں، 'واللہ حفظکم ویرعاکم'۔

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

۶ر جنوری ۱۹۷۹ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ عین جلسہ کے موقع پر پہنچا، میں سمجھتا ہوں کہ آپ صرف (آنکھ کے ڈاکٹر سے) مشورہ کے لئے (حیدرآباد) جارہے ہیں، آپ کے خط سے ترشح ہوتا ہے کہ شاید آپریشن کی بھی نوبت آئے، احباب میں سے کسی سے فرمادیں کہ خیریت سے مطلع کیا جائے، اگر آپریشن ہی کا فیصلہ ہو تو خدا کرے ہر طرح کامیاب ہو۔

اس کا امکان ہے کہ میں دو چار دن میں حجاز کے سفر پر روانہ ہو جاؤں۔

امید ہے کہ مزاج بخیریت ہوگا۔

والسلام
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۲۳ر اپریل ۱۹۷۹ء

برادر محترم وگرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شام کو محمد ایوب صاحب نے آپ کا گرامی نامہ دیا، مجھے تعجب تھا کہ میرے عریضہ کی کوئی رسید نہیں ملی جو آپ کے خط کے جواب میں، میں نے بھیجا تھا، مجھے تھوڑی سی فکر پیدا ہوگئی تھی کہ آپریشن کے بعد والی کیفیت میں خدانخواستہ کوئی فرق تو نہیں آیا، اب آپ کی لکھی تحریر دیکھ کر اطمینان ہوا، بلڈ پریشر عام طور پر سخت مصروفیت وتفکرات سے ہوتا ہے، آپ اس پر قابو پاسکتے ہیں اگر عزم کرلیں، اور اجتماعی کاموں کے لئے آپ کو ایسا کرنا ہی چاہئے۔

محترمی افتخار احمد صاحب (مالک گلوفیکٹری بھوپال) کے لئے میں دو خط لکھ کر ایوب صاحب کے حوالہ کرتا ہوں: ایک نیویارک کے لئے، دوسرا واشنگٹن کے لئے، خدا کرے یہ خط انہیں سفر سے پہلے مل جائے، واقعی کبھی کبھی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی مدد کی ضرورت پڑجاتی ہے۔ اس سے بڑی مسرت ہوئی کہ دارالعلوم (تاج المساجد) کے شعبہ عربی کے گریڈ پڑھادئے گئے، ان شاء اللہ اس کا مفید اثر ہوگا، مکتب اور حافظہ کے گریڈ میں بھی اضافہ ضروری تھا، الحمدللہ وہ بھی ہوگیا۔

خدا کرے رضوان میاں سلمہ کا دوسرا آپریشن بھی خیریت کے ساتھ ہوجائے اور اس موذی مرض سے بالکل نجات مل جائے۔

'بین الدین والمدنیۃ' بیروت میں چھپی ہے، لیکن اس کے دو نسخے بھیجے تھے، ایک کہیں کھوگیا، ایک محفوظ کرلیا گیا، میں نے نسخے طلب کئے ہیں، انشاء اللہ آنے پر پیش کروں گا، یہ میری پرانی کتاب مذہب وتمدن کا ترجمہ ہے۔

سب سے زیادہ خوشی آپ کے اس تاثر سے ہوئی جو آپ نے میری متنازعہ فیہ کتاب (عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح) کے بارے میں ظاہر کیا ہے، مجھے بڑی حیرت تھی کہ بڑی برافروختگی کے خطوط آئے، ضیاء الحسن فاروقی صاحب نے بھی ایسا ہی لکھا ہے، عربی کا

ترجمہ (التفسیر السیاسی للاسلام) پریس میں ہے، وہ اس سے زیادہ طاقتور اور مدلل ہے، گھر میں سب کو سلام و دعا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۲۳/اپریل ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی محترم زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل یہی میں ایوب صاحب کو آپ کے مطلوبہ خطوط اور آپ کے نام کا خط لکھ کر دے آیا، لیکن وہ کانپور ہوتے ہوئے بھوپال پہنچیں گے۔

یہ کارڈ ایک سانحہ کی اطلاع دینے کے لئے لکھ رہا ہوں، پرسوں ڈیڑھ بجے دن کو ہمارے آپ کے مخلص محبت کرنے والے بزرگ سید اصغر حسین صاحب ایڈوکیٹ[1] کا اچانک انتقال ہوگیا، سینے میں تکلیف محسوس کی، لیٹے اور روح پرواز کرگئی، کل صبح دس بجے کے قریب عیش باغ میں تدفین عمل میں آئی، 'غفر اللہ لہ ورفع درجاتہ' اسد صاحب[2] کو تو اس پریشانی میں شاید اطلاع دینے کا خیال نہ رہے، میں ہی یہ ناخوشگوار فرض انجام دیتا ہوں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

(۱) لکھنؤ کے متدین وکیل اور رکن مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء
(۲) سید محمد اسد حسین ایڈوکیٹ مرحوم صاحبزادہ اصغر حسین مرحوم

لکھنؤ

۲۴ رمئی ۱۹۷۹ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زید لطفه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۱۱ رمئی کل ۲۳ رمئی کو رائے بریلی میں ملا، جواب میں تاخیر کی وجہ سے شبہ ہونے لگا تھا کہ آپ کو میرا خط نہیں ملا، یا آپ کہیں باہر چلے گئے۔

میری خواہش تھی کہ بھوپال اترتا ہوا بمبئی یا بنگلور جاؤں لیکن تقریباً ایک عشرہ ہو رہا ہے کہ نقرس کی تکلیف میں مبتلا ہوں، اس کا تیسرا حملہ ہے جو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ہوا، دو قدم بھی چلنا مشکل تھا، اب کسی طرح دارالعلوم کی کار پر کل شام کو لکھنؤ پہنچا ہوں۔

رائے بریلی میں جامعہ الامام ابن سعود، ریاض کا تار مل گیا تھا شیخ عبدالفتاح ابوغدہ جو مشہور عالم ہیں اور جامعہ کے بڑے اساتذہ میں ہیں محاضرات کے لئے ندوہ آرہے ہیں اور ۲۴ رمئی کی صبح لکھنؤ پہنچیں گے، چار و ناچار لکھنؤ آیا تاکہ ان کا استقبال کرسکوں، ادھر بنگلور کا تار ملا کہ ۲۶ رمئی سے ان حضرات نے جن میں مفتی ابوالسعود صاحب پیش پیش ہیں، پیام انسانیت کے جلسوں کا پروگرام بنایا ہے، مجبوراً ۲۶ رکو ہوائی جہاز سے بنگلور جارہا ہوں، بنگلور، میسور سے فارغ ہوکر ۳ رجون تک انشاء اللہ بمبئی پہنچوں گا اور وہاں آپ سے رابطہ پیدا کرکے پروگرام سے مطلع کروں گا۔

آپ نے میری وجہ سے پروگرام ملتوی کئے، اس سے بڑی شرمندگی ہے، میری صحت اب ایسی غیر یقینی ہوگئی ہے اور یہ جس کی تکلیف کا حال آپ نے خود بھی دیکھا ہے، ایسا اچانک آتا ہے کہ چند گھنٹے پہلے بھی اس کا اندازہ نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ ہی زندگی کے بقیہ دن عافیت سے گزار دے، آپ اس قدیم محبت کی بناء پر جو ہمیشہ سے ہے، میری وجہ سے جو تکلیف پہنچی، معاف کردیں، اللہ بھی مجھے معاف کرے۔

اصغر صاحب مرحوم کے بڑے بیٹے کراچی سے آئے تھے، چند دن رہ کر چلے گئے۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

ندوہ، لکھنؤ

۲ ستمبر ۱۹۷۹ء

برادر مکرم ومحترم محبّ گرامی قدر زیدت مکارمه ومآثره!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گرامی نامہ مورخہ ۳ شوال پہنچ کر باعث ندامت ہوا، ایوب صاحب رمضان کے آخری دنوں میں بھوپال سے آئے اور بتایا کہ میں نے اسٹیشن سے مولانا کو فون کیا کہ میں رائے بریلی جارہا ہوں، کوئی پیغام تو نہیں؟ مولانا نے فرمایا کہ یہ کہہ دینا کہ پاکستان سے کچھ اعزہ آئے تھے، ان میں سے ایک صاحب کا انتقال ہوگیا، کہتے تھے کہ آواز نہ صاف تھی اور فون بھی کٹ گیا، یہ خبر کچھ ایسی مبہم اور ناقابل اعتبار تھی کہ آپ کو خط لکھنے کی ہمت نہ ہوئی، اب آپ کے خط سے بات صاف ہوگئی، خبر بہت ہی دلگداز ہے، تقریباً وہی معاملہ ہے جو یہاں پیش آیا، یہاں بھتیجے[1] کا معاملہ تھا، وہاں بھانجے[2] کا۔

آپ حضرات پر جو کچھ گزر رہی ہوگی اس کا خوب اندازہ ہے کہ ابھی ایسے مرحلہ سے گزرنا ہوا، مجھے معلوم ہے کہ آپ کو اپنی مرحومہ بہن سے کتنا تعلق تھا اور ہارون میاں کا تو پوچھنا ہی کیا! معلوم نہیں وہ لوگ کس طرح واپس گئے ہوں گے! اللہ تعالیٰ آپ سب کو سہارا دے۔

مکہ معظمہ سے واپسی پر آپ کا کوئی خط نہیں ملا، اس کا بڑا قلق ہے کہ ہمارے آپ سہارنپور جانے میں صرف چند روز کا فرق ہوا۔

مولانا عبدالسلام صاحب (قدوائی) کے انتقال کی خبر کا تار آپ کو میری طرف سے

(۱) بھتیجے مولانا محمد الحسنیؒ (۲) مکتوب الیہ کے بھانجے سلطان بن ہارون خاں۔

دیا گیا تھا، آپ کا تار بھی مل گیا، صباح الدین کو آنے کا تار دے دیا گیا ہے۔
۱۰ تا ۱۵ ستمبر میں باہر رہوں گا، آپ سے ملنے کا اشتیاق ہے اور بہت سی باتیں کرنی ہیں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

تکیہ کلاں
۲۶ ستمبر ۱۹۷۹ء

برادر گرامی قدر زید لطفہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مورخہ ۱۹ ستمبر دوسرے سفر دہلی سے واپسی پر ملا، وہاں حسان سلمہ (صاحبزادہ مکتوب الیہ) سے ملاقات ہوئی تھی، بحرانی مصروفیت تھی، لیکن میں نے ایک مضمون لکھ کر دے دیا تھا جو ٹائپ بھی ہو گیا اور میں نے دستخط کر دئے، خدا کرے کارآمد ثابت ہو۔

مجھے غیر متوقع طریقہ پر دیوبند، سہارنپور کے سفر میں تاخیر ہو گئی، بجائے منگل کے جمعرات کی صبح کو پہنچا، وجہ آپ کو معلوم ہو گئی ہو گی؟ نہ ملنے کا بہت افسوس ہوا۔

ہارون میاں سلمہ کے گھر کی تفصیل آپ نے جو لکھی ہے اس سے مزید قلق ہوا، اللہ ان کو ہمت وقوت عطا فرمائے۔

پرسوں حبیب میاں سلمہ کا بہت مفصل وموثر تعزیت نامہ محمد میاں کے انتقال (۱۲ جون ۱۹۷۹ء) پر ملا، ان کو تاخیر سے خبر ہوئی۔

کمیٹی کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکی، دیکھئے کیا ہوتا ہے؟ جو قحط الرجال ہے وہ آپ کو معلوم ہے! میرے پیش کئے ہوئے نام پر اتفاق نہ ہو سکا، اس میں بہت سے اشکالات معلوم ہوئے۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

ندوہ، لکھنؤ

۱۶؍نومبر ۱۹۷۹ء

برادر گرامی منزلت زید توفیقه وعم نفعه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محبت نامہ مورخہ ۹؍نومبر قدرے تاخیر سے ملا، ۱۵؍نومبر کو جلسہ انتظامیہ (ندوہ) تھا، جلسہ کے کاغذات پوسٹل سارٹیفکٹ کے ساتھ بھیجے گئے تھے لیکن یہاں کے پوسٹ آفس نے غصہ اور کینہ میں ضائع کر دئے اور کسی کو بھی کوئی خط اور کاغذات نہیں ملے، میں نے اس کے ساتھ ایک ذاتی خط جلسے کی اہمیت اور شرکت کی تاکید کا لکھا تھا، وہ بھی ضائع ہوا، اس کی رپورٹ کی گئی ہے اور کارروائی ہو رہی ہے۔

اس وقت تک کا اندازہ یہ ہے کہ اگر خدا کو منظور ہوا تو انشاء اللہ ۱۸؍کو روانہ ہو کر ایک کمیٹی میں شرکت کے لئے مکہ جاؤں گا، وہاں سے دوحہ، قطر مؤتمر سیرت کے لئے، واپسی انشاء اللہ وسط دسمبر میں ہوگی۔

پانی کی کمی سے تشویش ہوئی، اللہ ہی فضل فرمائے، ملک معلوم نہیں کس رخ پر جا رہا ہے؟ آپ سے ملنے کی خواہش ہے، جلسہ تو اب شاید آخر دسمبر میں ہو سکے گا۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی

۲۱؍جولائی ۱۹۸۱ء

برادر محترم ومحبّ گرامی! زیدت مآثره وتقبل الله صالح اعماله!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے مزاج گرامی بخیر ہو، عرصہ سے نہ میں نے کوئی خط لکھا نہ آپ کا کوئی مودت نامہ آیا، کئی بار خیال آیا کہ آپ کو خط لکھ کر خیریت دریافت کروں، مگر کچھ تو صحت کی کمزوری

اور کبھی کبھی درد کا حملہ اور کچھ رمضان المبارک کی آمد کہ نوبت نہ آئی، اب یہ خط محض دریافت خیریت اور دعا کے لئے لکھ رہا ہوں، ورنہ دس پندرہ دن کے بعد تو ملاقات متوقع ہے۔

۶ راگست کے دارالمصنفین کے جلسہ کی اطلاع مل گئی ہوگی، آنے کا کیا پروگرام ہے؟ میں رائے بریلی ہی سے ۵ راگست کو روانہ ہونا چاہتا ہوں تاکہ ۶ رکو صبح سے کام شروع ہو سکے، راستہ وہی جونپور کا ہوگا، آپ کب لکھنؤ پہنچیں گے؟ گاڑی ہی پر یہاں آجایئے گا اور ساتھ چلیں گے۔

عزیزی مولوی معین اللہ صاحب ادھر تقریباً ۲۰، ۲۲ دن سے سخت علیل ہیں، اب کچھ بہتری پیدا ہوئی ہے، اپنے لئے اور ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

عرفان میاں (برادر مکتوب الیہ) کے (مقدمہ کے) معاملہ میں کیا ہوا؟ عرصہ سے اطلاع نہیں ملی۔

امید ہے کہ رضوان میاں، حسان میاں (صاحبزدگان مکتوب الیہ) بخیر و عافیت ہوں گے، ان کی والدہ صاحبہ کی خدمت میں بھی بہت سلام۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۵ راگست ۱۹۸۳ء

برادر محترم ومحب گرامی زیدت مکارمہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۹ ر یا ۳۰ رجولائی کو اچانک لندن میں صفوان میاں سلمہ (صاحبزادہ مکتوب الیہ) سے ملاقات ہوئی، ان سے معلوم ہوا کہ آپ بخیر و عافیت (مدینہ منورہ سے) ہندوستان تشریف لے آئے ہیں، میں آپ کے قیام (مدینہ منورہ مارچ - جولائی ۱۹۸۳) وسفر کے بارے میں لاعلم تھا، ان سے خیریت اور تفصیل معلوم ہوئی، مجھے توقع تھی کہ میں آپ کے

قیام حجاز کے دوران وہاں حاضری دوں گا اور آپ سے سرزمین مقدس پر ملاقات ہوگی، لیکن سفر کی نوبت نہ آئی، آپ کو سلام لکھواتا رہا، خط لکھنے کا بھی موقع نہ ملا، بخیر مراجعت پر مبارکباد پیش ہے۔

دہلی میں حسان میاں سلمہ ملے تھے، وہ ہوائی اڈہ پر بھی آ گئے تھے، ان سے میں نے کہا تھا کہ ایک مرتبہ مولانا کو لکھنؤ لے آؤ تمہارا بڑا کارنامہ ہوگا اور ہم شکر گزار ہوں گے انہوں نے کچھ ہامی بھری، خدا کرے بخیر وخوبی اس کا موقع ملے۔

صباح الدین (عبدالرحمٰن) صاحب بھی لندن گئے ہیں، معلوم نہیں دارالمصنفین کا جلسہ کب ہو؟ کہ وہ بھی آپ کے آنے کی تقریب ہوسکتی ہے۔

اپنی صحت وکیفیت سے مطلع کریں، عزیزی حبیب ریحان سلمہ اگر لیبیا سے آئے ہوں تو ان کو سلام، رضوان میاں کو بھی سلام ودعا، گھر میں بہت سلام اور بخیریت واپسی پر مبارکباد۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۱۷/اگست ۱۹۸۳ء

برادر مکرم ومحترم زیدت مآثرہ ومکارمہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل حبیب میاں کا ۸/اگست کا لکھا ہوا خط ملا جس میں میرے خط کا کوئی تذکرہ نہ تھا۔ مجھے بڑا اضطراب ہوا کہ میں نے لکھنؤ پہنچتے ہی خط لکھا تھا وہ نہیں پہنچا، آج اتفاقاً آپ کے ۹/اگست کے لکھے ہوئے خط پر نظر پڑی جو غالباً ۱۶/اگست کو پہنچا ہے، آپ کا خط پا کر دلی مسرت ہوئی اور وہ اضطراب دور ہوگیا۔

آپ کا قیاس صحیح ہے، میں لندن سے سیدھا ہندوستان آیا، عزیزوں نے مشورہ دیا کہ اگر میں شوال کی آخری تاریخوں میں حجاز گیا تو پھر مجھے رابطہ (عالم اسلامی) کے اجلاس اور حج تک ٹھہرنا پڑے گا اور یہ مدت بہت طویل ہوجائے گی، مجھے خود اس کا قلق ہے کہ آپ کی موجودگی میں وہاں حاضری نہ ہوسکی، یاد نہیں کہ کبھی ہمارا آپ کا وہاں ساتھ ہوا ہو؟ آپ کی صحت کی طرف سے فکر تھی کہ وہاں اس نے دق نہ کیا ہو، الحمدللہ تفصیلات معلوم کرکے اطمینان ہو، آپ نے اچھا کیا کہ حج تک قیام نہ کیا، میں نے بھی اس سال رابطہ کے اجلاس کی شرکت اس لئے ملتوی کی کہ حج اب اپنے بس کا نہیں رہا، اب ہم لوگوں کے لئے عمرہ ہی مناسب ہے، ڈاکٹر اشرف الدین اور طارق صاحب بڑے مخلص احباب ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو مزید ترقیات سے نوازے۔

تمنا ہے کہ ایک مرتبہ آپ لکھنؤ، رائے بریلی آئیں، حسان میاں سلمہ سے میں نے کہا بھی کہ تمہارا یہ بڑا کارنامہ ہوگا!

گھر کی علالت کی اطلاع سے تردد ہوا، انشاء اللہ گھر کے قیام و آرام سے سکون ہو جائے گا۔

حبیب میاں سلمہ سے اس مرتبہ ملاقات نہ ہوسکی، انہوں نے لکھا ہے کہ ۲۳ راگست کو واپس ہورہے ہیں، ان کو بہت بہت سلام و دعا اور خط کا شکریہ۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۳ رفروری ۱۹۸۴ء

برادر محترم ومحبّ گرامی قدر زیدت مکارمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ مجھے تاخیر سے بمبئی میں ملا تھا جس روز آپ نے خط لکھنے کی

زحمت فرمائی ہے، اسی روز میں بمبئی کے لئے روانہ ہوا تھا، سردی کی شدت اور نقرس کی تکلیف نے جو موسم سرما میں بڑھ جاتی ہے جنوبی ہند کے سفر پر آمادہ کیا کہ شاید وہاں اس سے نجات ملے، بمبئی سے حیدرآباد، وہاں سے مدراس، مدراس سے دہلی تک ہوائی سفر، اس لئے بھوپال نہ اتر سکا۔

خدا کرے ۲۲ر فروری کی مجلس نظامت (ندوہ) میں آپ شرکت کے لئے آئیں، متصلاً سیتاپور کا تبلیغی اجتماع ہے اور ندوہ میں متعدد تقریبات جن کا سلسلہ یکم مارچ تک جاری رہے گا، موسم بھی اچھا ہوگا، اگر غیر معمولی زحمت نہ ہو تو ضرور آئیے، اب ہمیں آپ چند ہم عمر پرانے ساتھی رہ گئے ہیں، 'بارك الله فی حیاتکم وقوّاکم' تاج المساجد کی رکنیت (شوریٰ) کی منظوری دے رہا ہوں، سب کو سلام۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

۵ر ستمبر ۱۹۸۴ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت مآثرہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ ۲۷ر اگست کل ۴ر ستمبر کو ملا، مجھے شبہ ہونے لگا کہ میرا ۹ر اگست کا لکھا ہوا خط آپ کو نہیں ملا، یا آپ کا جواب مجھے نہیں ملا، سلمان میاں (برادر مکتوب الیہ) سے معلوم ہوا کہ آپ علی گڑھ گئے ہیں تو میں نے تاویل کی کہ آپ کو شاید ابھی تک خط نہ ملا ہو، الحمدللہ اب آپ کا خط پاکر اطمینان ہوا، البتہ آپ نے اپنی صحت کا جو حال لکھا ہے اس کو پڑھ کر تردد ہوا، رمضان میں آپ کا کوئی خط مجھے نہیں ملا، یہ کیسے ممکن تھا کہ میں جواب نہ دیتا؟

میرے خیال میں تو آپ مجلس نظامت (ندوہ) کے موقع پر لکھنؤ آئیے، یہاں آپ کو ڈاکٹر منصور صاحب وغیرہ کو دکھائیں، لکھنؤ میں اس کے متعدد ماہر ڈاکٹر ہیں، یونانی وہومیوپیتھی کا مشورہ بھی ہوسکتا ہے۔

گھر کی علالت کا حال معلوم کر کے اور افسوس ہوا کہ گھر میں ہمشیرہ صاحبہ اور بچوں کے سامنے تذکرہ آیا تو سب دیر تک ان کی محبت، بزرگانہ شفقت اور اعلیٰ اخلاق کا تذکرہ کرتی رہیں اور سب نے اپنے تعلق خاطر کا اظہار کیا، وہ بھی اگر آپ کے ہمراہ ہوں تو ان کو بھی یہاں طبی مشورہ میں شاید سہولت ہو، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ دونوں کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

مجھے بھی اب ضعف بہت معلوم ہوتا ہے اور قدیم مرض نقرس پیچھا نہیں چھوڑتا، خدا کرے آپ سے اس موقع پر ضرور ملاقات ہو اور کچھ وقت ساتھ گزرے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۲۵ ستمبر ۱۹۸۴ء

برادر مکرم ومحترم زیدت مکارمہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی آمد کا اشتیاق تھا مگر آپ کے بجائے آپ کا خط ملا، مجلس نظامت (ندوہ) تو پرسوں کسی نہ کسی طرح ہوگئی مگر آپ کی کمی محسوس ہوئی، غالباً ۲۸ اکتوبر کو مجلس انتظامی کا جلسہ ہوگا، مولوی ابوالبقاء[1] آئے ہوئے ہیں، میں نے ان سے کہا کہ اگر اسی کے قریب دارالمصنفین کا جلسہ (انتظامی) بھی رکھ لیں تو مولانا کو سہولت ہوگی، دیکھئے کیا طے پاتا ہے؟ خدا کرے بہتر حالات میں اس وقت ملاقات ہو۔

اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں دانتوں کے سلسلہ میں بمبئی کا قصد ہے، معلوم نہیں کس راستے سے جانا ہوتا ہے، کچھ دن آرام کی بھی ضرورت ہے، تھوڑا ٹہلتا ہوں تو دن بھر اثر رہتا ہے۔

(عبید الرحمٰن) شروانی صاحب آپ کی ہمت کی بڑی تعریف کر رہے تھے، وہ ابھی

(۱) مولانا ابوالبقاء ندوی اعظمی

گئے ہیں۔

حسان میاں کا بھی خط آیا تھا، میرا اسلام ودعا کہہ دیجئے گا، خدا کرے وہ بھی آپ کے ساتھ آئیں، ان کی والدہ صاحبہ کی خدمت میں بہت سلام ومزاج پرسی، خدا کرے ان کی بھی تشریف آوری ہو۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۸ر دسمبر ۱۹۸۴ء

برادر مکرم ومحترم زیدت مکارمہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھوپال کے حادثہ فاجعہ[1] نے دل ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، تاثر کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں، سارا دل آپ لوگوں میں لگا ہوا ہے، خیریت کی اجمالی اطلاع ٹیلیفون سے مل گئی تھی، لیکن آپ کے تحریر کردہ خط کا انتظار ہے جس سے مزید تسکین واطمینان ہو، اپنی اور سب اہل تعلق کی خیریت سے مطلع کیجئے، افسوس ہے کہ رائے بریلی میں ہونے کی وجہ سے ٹیلیفون رابطہ بھی قائم نہیں ہوسکتا، بس آپ سب کو اور تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام باشندگان کو اللہ کی حفاظت میں دیا، 'فالله خير حافظا وهو ارحم الراحمين' آپ کے خط کا بے چینی سے انتظار رہے گا، سب کو سلام ودعا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

(۱) بھوپال میں زہریلی گیس سے جو تباہی واقع ہوئی اس کا ذکر ہے۔

ماقبل ۹ رجنوری ۱۹۸۵ء

محبّ گرامی زید لطفکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بھوپال کے سانحہ (لیک زہریلی گیس) سے ہم سب ملول ہیں، یہ معلوم ہوا کہ مصیبت زدہ لوگوں میں مسلمانوں کی تعداد خاصی ہے اُس سے مزید ملال ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں پر رحم فرمائے اور ساری مخلوقات کی حفاظت فرمائے!۔

ندوۃ العلماء کی طرف سے زکوٰۃ کی مد سے مبلغ پندرہ ہزار روپے ارسال ہیں تاکہ مصیبت زدگان کی اعانت میں صرف کئے جاسکیں، آپ اپنے ذرائع سے حالات معلوم کرکے اس رقم کو صرف فرمائیں، یہ رقم بصورت چک ارسال ہے، مذکورہ بالا پندرہ ہزار کے چک کے علاوہ مبلغ دو ہزار روپے میں ذاتی طور پر اپنی طرف سے بھی ارسال کررہا ہوں، یہ زکوٰۃ نہیں ہے، میری ذاتی آمدنی سے ہے، اس کو آپ اپنی صوابدید سے مصیبت زدگان میں تقسیم کریں۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

ناظم ندوۃ العلماء

لکھنؤ

یکم مارچ ۱۹۸۵ء

برادر گرامی قدر زیدت معالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ۱۳ رفروری کو وقت پر مل گیا تھا، لیکن مجھے معاً بعد آسام کا طویل سفر پیش آگیا جس سے ۲۷ رفروری کو واپسی ہوئی، آپ کا خط پڑھ کر طبیعت پر اثر پڑا، آپ نے اپنی جو تکالیف و شکایات لکھی ہیں وہ اہل تعلق کے لئے باعث تردد ہیں، معلوم نہیں یہ اس

(زہریلی گیس کے) حادثہ کا اثر ہے جو شہر میں پیش آیا، یا امراض کا ارتقاء؟ بعض فکر پیدا کرنے والی باتیں سنی جارہی ہیں، معلوم نہیں محض افواہ ہے یا حقیقت؟ نفع خوری کا مرض پورے معاشرے پر طاری ہے، چاہے لوگوں پر جو کچھ بیت جائے۔

معلوم نہیں آپ سے ملاقات کب ہوگی؟ خط کے پہنچنے تک ۲/ مارچ کی تاریخ گزر چکی ہوگی، اپنی خیریت سے مطلع کریں، گھر میں سلام ودعا۔

آپ کا
ابوالحسن علی

۹/ مارچ ۱۹۸۵ء

برادر گرامی قدر بارك الله فی حیاته وصحته!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ۸/ فروری کو آپ کا ۶/ فروری کا لکھا ہوا خط بہت جلد مل گیا لیکن پڑھ کر دل پر بڑا اثر ہوا، اس کا خیال نہیں تھا کہ گیس کے اثرات ابھی تک باقی رہیں گے، آپ کے خط کی روشنی میں ہم لوگ انشاء اللہ بیٹھ کر غور کریں گے، شاید کسی خدمت کی توفیق ہو۔

آپ اگر کچھ دنوں کے لئے لکھنؤ آجاتے یا حیدرآباد وبمبئی چلے جاتے تو اس ماحول سے دور رہ کر سکون بھی ملتا اور صحت کے لئے مفید بھی ہوتا، شاید آپ کی حساس طبیعت اس کو گوارا نہ کرے مگر صحت وآرام کے تقاضے بھی قابل لحاظ ہوتے ہیں، لکھنؤ تو گھر کی طرح ہے جب چاہیں تشریف لے آئیں، ہم سب لوگ بھی خوش ہوں گے۔

میں آخر مارچ تک مختلف سفروں میں رہوں گا، اپریل میں امید ہے قیام لکھنؤ اور رائے بریلی رہے گا، گھر میں بہت سلام۔

والسلام
ابوالحسن علی

۷/جولائی ۱۹۸۵ء

برادر گرامی منزلت عافاہ اللہ و شفاہ و سلمہ و أبقاہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عزیز القدر مسعود میاں (برادر زادہ مکتوب الیہ) سلمہ اچانک پہنچے اور آپ کا گرامی نامہ لائے، انہوں نے آپ کی صحت کا جو نقشہ کھینچا اس سے طبیعت پر بڑا اثر پڑا، آپ کی ہمت اور قوت ارادی ہے کہ اس حال میں بھی سب کام کرتے ہیں اور اپنے دوستوں اور نیاز مندوں کو اپنے ہاتھ سے خطوط لکھتے ہیں، مرض کی ایسی حالت میں سید صاحب[1] کے سلسلہ میں اتنے بڑے پیمانہ پر جلسہ کرنے کا خیال آپ کے جذبہ تشکر اور مستحکم رابطہ اور تعلق کی دلیل ہے، جو کام ہم لوگ دار العلوم میں نہیں کر سکے وہ آپ ایسی معذوریوں کے باوجود بھوپال میں کر رہے ہیں، بیشک بھوپال سے ان کا ایسا تعلق رہا ہے کہ بھوپال میں بھی ایک بڑا جلسہ ہو اور دار العلوم تاج المساجد اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں اور مستحق ہے۔

میں نے مسعود میاں کو بتا دیا ہے کہ ہم لوگوں کا انشاء اللہ پورا تعاون ہوگا، کام کا خاکہ بن گیا ہے جو آپ کی نظر سے گزرا ہوگا، جزوی ترمیم اور اضافہ ہو سکتا ہے۔

میری بڑی کوتاہی ہے کہ ابھی تک آپ کو دیکھنے نہ آسکا، گاڑیاں بڑی تکلیف دہ ہیں خاص طور پر لکھنؤ سے، مسعود میاں نے اور بھی ڈرا دیا، بمبئی ہر مرتبہ ہوائی جہاز سے جانا ہوا، گاڑی دیر رات میں بھوپال پہنچی تھی، اب ہو سکا تو اس (بزم سلیمان) سے پہلے آنے کی کوشش کی جائے گی ورنہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، انشاء اللہ (۴-۷ ستمبر ۱۹۸۵ء کو) جلسہ کے موقع پر ضرور حاضری ہوگی۔

آپ کا دوسرا خط بھی مل گیا اور چک میں نے مولوی معین اللہ کے حوالہ کر دیا، وہاں سے رسید مل جائے گی، مسعود میاں کے ہاتھ دستی خط نہ بھیج سکا، بہت مصروف ہوں۔

والسلام

آپ کا

ابو الحسن علی

(۱) علامہ سید سلیمان ندویؒ

لکھنؤ

۶ ستمبر ۱۹۸۵ء

برادر گرامی منزلت زیدت مآثرہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سب سے پہلے آپ کو صدق دل سے اس سیمینار (بزم سلیمان) کی غیر معمولی کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں، یہ آپ کے خلوص، اولوالعزمی اور بلند نگاہی کا نتیجہ ہے۔

چونکہ موضوع دارالعلوم تاج المساجد اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کا مشترک اور محبوب موضوع ہے اس لئے اس سعادت میں ندوہ بھی شریک ہونا چاہتا ہے، اور دس ہزار روپیہ نذرانہ سے اس میں خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا چاہتا ہے، انشاء اللہ لکھنؤ پہنچ کر ڈرافٹ کی شکل میں اس کو پیش کر دیا جائے گا، امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے۔

والسلام

ابوالحسن علی

لکھنؤ

۶ نومبر ۱۹۸۵ء

برادر محترم ومحبّ گرامی زیدت مآثرہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب ۱۶ صفر (۱۴۰۶ھ/۳۰ ستمبر ۱۹۸۵ء) عین حالت انتظار اور اشتیاق میں ملا، مجھے شبہ ہونے لگا تھا کہ وہ رائے بریلی کے سیلاب کی نذر ہوا، آپ کا پہلا (خط) ابھی تک نہیں ملا، غالباً ضائع ہوا۔

مجھے افسوس وشرمندگی ہوئی کہ میرے مقالہ کا تعمیر حیات (۲۵ ستمبر ۱۹۸۵ء) میں شائع ہوجانا مجوزہ پروگرام کے خلاف ہوا، مجھے اگر ذرا بھی علم ہوتا کہ آپ کا ارادہ مجموعہ مقالات (بزم سلیمان) کی اشاعت کا ہے تو میں اسے اشاعت کے لئے نہ دیتا مگر وہاں مجھ

سے کسی ذمہ دار نے طلب نہیں کیا، آپ کے خط سے پہلے سید صباح الدین (عبدالرحمٰن) صاحب نے اپنے اور پروفیسر (خلیق احمد) نظامی کے مقالہ کے ساتھ اس کو شائع کرنے کی اجازت چاہی، میں نے اجازت دے دی، اگر آپ اپنے یہاں سے مجموعہ شائع کرنا ضروری ہی سمجھتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، میرا مقالہ بھی حاضر ہے، لیکن آپ نے بزم (سلیمان) کے جو مصارف لکھے ہیں اور مجموعہ مقالات کا تخمینہ اس کی بنا پر میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب مزید بار نہ لیا جائے، باقی آپ کو پورا اختیار ہے، اپنی غلطی کی معافی چاہتا ہوں، وہ بالکل نادانستگی میں ہوئی۔

آپ نے موجودہ تکلیفات کا جو حال لکھا ہے، اس کو پڑھ کر تردد ہوا ہے، بائی پاس کے آپریشن کے متعلق بھی ماہر ڈاکٹروں اور تجربوں سے مشورہ کر لیجئے کہ عمر وصحت متحمل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مصارف کا مسئلہ اہم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس کا انتظام فرمادے گا، خدا کرے (صاحبزادگان) حسان میاں اور رضوان میاں اچھے ہوں، آج ہی جنوبی ہند کے سفر پر روانہ ہو رہا ہوں۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۲/جولائی ۱۹۸۶ء

برادر گرامی قدر شفاه الله وعافاه وأبقاه!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے صحت کی کیفیت اب بہتر ہو اور رمضان المبارک (۱۴۰۶ھ) میں جس مرض کا حملہ[1] ہوا تھا اور اس نے تشویش پیدا کر دی تھی وہ زائل ہو گیا ہو، میں رمضان کے بعد ہفتہ عشرہ میں ترکی روانہ ہو گیا، ۱۹/جون کو گیا تھا اور ۴/جولائی کو واپس ہوا، اس عرصہ میں

(۱) روزہ میں بعد عصر شکر کی سطح کم ہونے سے آواز بند ہو گئی تھی۔

آپ کی کیفیت مزاج اور مرض وصحت کی صورتحال سے بالکل بے خبر رہا، چلنے سے پہلے حسان میاں سلمہ کا ایک خط آیا تھا، جس سے معلوم ہوا تھا کہ رمضان میں جس مرض کا حملہ ہوا تھا الحمدللہ اس میں تخفیف ہے، سفر سے واپسی پر کچھ نقرس کی تکلیف تھی کچھ مصروفیت کہ کوئی خط نہ لکھ سکا، نہ بھوپال سے کوئی آیا جس سے کچھ حال معلوم ہوتا، کل ایک عزیز نے مطالعہ سلیمانی کی خوبصورت جلد دی، اس سے اپنی کوتاہی کا احساس ہوا اور آج یہ خط لکھوا رہا ہوں کہ آپ کی عیادت بھی کروں اور کتاب کی رسید بھی دے دوں، پہلے تو آپ کی خیریت معلوم کرنا چاہتا ہوں، حسان میاں کو ہدایت کیجئے کہ مجھے اس وقت کی کیفیت مزاج سے فوراً مطلع کریں، آپ اگر خود حسب معمول اپنے قلم سے لکھ سکیں تو اور زیادہ خوشی ہوگی۔

اس کے بعد کتاب کی ترتیب، حسن طباعت اور اس کے ظاہری وباطنی محاسن پر مبارکباد دیتا ہوں! اس معیار کتابت وطباعت کی امید نہ تھی، عزیز گرامی مسعود الرحمٰن خان ندوی موجود ہوں تو وہ بھی دلی مبارکباد قبول کریں اور سب عزیز رفیق بھی جو ان کے رفیق کار رہے۔

آپ کے جواب یا کسی عزیز کے قلم سے اطلاع خیریت کا انتظار رہے گا، خدا کرے مستقبل قریب میں ملاقات بھی ہوجائے، گھر میں سلام ودعا کہئے، خدا کرے ان کا مزاج بھی بہتر ہو۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۴/اگست ۱۹۸۶ء

برادر گرامی منزلت عافاہ اللہ وقواہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مطالعہ سلیمانی زیر مطالعہ ہے، سید (سلیمان ندوی) صاحبؒ کے تعلق سے سب سے بہتر مجموعہ مضامین شائع ہوگیا، آپ کی ہمت ہے کہ آپ نے اس کا اہتمام فرمایا۔

انشاءاللہ تعمیر حیات میں مفصل تبصرہ شائع ہوگا۔
اپنی کیفیت مزاج سے خود یا کسی عزیز کے ذریعہ مطلع فرمادیا کریں۔
گھر میں سلام، عزیزوں کو دعا۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عبدالکریم پاریکھ

(۱۹۲۷ء-۲۰۰۹ء)

مولانا عبدالکریم پاریکھ کا تعلق گجرات کی میمن قوم سے تھا، ان کا خاندان ناگپور (مہاراشٹر) میں آباد ہوا، انہوں نے لکڑی کے ایک تاجر کے طور پر زندگی کا آغاز کیا اور ملی درد وسوز نے ان کو ملت کے قائدین میں کھڑا کر دیا، قرآن مجید کے گہرے مطالعے نے انہیں علماء کی صف میں ترجمان کی حیثیت سے کھڑا کیا اور اردو، ہندی زبان میں ترجمہ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی، جو ''تشریح القرآن'' کے نام سے عام ہوا، اس کے علاوہ ''تعلیم الحدیث'' کے نام سے حدیث کا مجموعہ پیش کیا، آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت، ندوۃ العلماء اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جیسے اداروں میں سرگرم رکن کے طور پر اپنی خدمات پیش کیں، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے خازن رہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے بیعت وارادت کا تعلق تھا اور اجازت وخلافت بھی حاصل تھی، ان کے نام حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے خطوط مختلف نوعیت سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، ان کی تحریک پیام انسانیت کے بڑے داعیوں میں تھے، ناگپور میں وفات (۲۰۰۹ء) پائی اور انتقال کے قریب ان کے اچھے احوال ظاہر ہوئے۔

مکتوبات بنام مولانا عبدالکریم پاریکھ

۲۸، مئی ۱۹۷۵ء

محبّ گرامی زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۴ رمئی عزیزی مولوی اسحاق جلیس صاحب[1] کے معرفت ۲۲ یا ۲۳ رمئی کو ملا، آپ کو اپنے تعارف کی چنداں ضرورت نہ تھی، آپ نہ صرف یاد ہیں اور آپ کی صورت نگاہوں کے سامنے ہے، بلکہ یہ علم و احساس بھی ہے کہ آپ کو تعلق خاطر اور مناسبت خصوصی ہے جس کا اظہار آپ کی تصنیف سے بھی ہو چکا ہے، آپ کی دینی مساعی کا مجمل علم بھی کبھی کبھی ہوا، آپ جب بھی تشریف لائیں مسرت ہوگی، مولوی اسحاق صاحب سے میرے متعلق پہلے دریافت کرلیں تو بہتر ہے، تاکہ اس کا اطمینان ہو جائے کہ میرا قیام لکھنؤ یا رائے بریلی میں ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی ذہنی و دینی صلاحیتوں سے بیش از بیش نفع پہنچائے اور اپنی رضا و محبت عطا فرمائے کہ کار اینست و باقی ہمہ ہیچ۔

والسلام

آپ کا محبّ

ودعا گو

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مولانا اسحٰق جلیس ندوی مرحوم (سابق مدیر تعمیر حیات)۔

۵/جولائی ۱۹۷۵ء

۲۴/جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ھ

محبّ گرامی منزلت زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۱/جون مجھے چند روز ہوئے ملا تھا، ذوق وشوق اور دلچسپی سے پڑھا، آپ کے دو درسوں کے ریکارڈ بھی اس سے پہلے سنے تھے، ماشاء اللہ بڑے شستہ اور مرتب مضامین اور بہت اچھا انداز بیان تھا، اللہ تعالیٰ آپ کے حسن بیان اور دعوتی جذبہ میں اور ترقی عطا فرمائے۔

''انسانیت کا پیام''[1] نقار خانہ میں طوطی کی آواز کی بھی حیثیت نہیں رکھتا، جو کچھ امید ہے وہ اس سے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو مکمل طریقہ پر برباد ہونے نہیں دے گا۔

''دینی تعلیمی کانفرنس'' کے موقعہ پر آپ تشریف لاتے تو بہت سے لوگوں سے ملاقات ہوجاتی، شاید آپ کو اطلاع دیر میں ملی، اب تو آپ جشن[2] کے موقعہ پر تشریف لائیں، خدا کرے وہ حسن وخوبی کے ساتھ انجام پائے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱۰/ستمبر ۱۹۷۵ء

محبّ گرامی منزلت زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۳/ستمبر موجب منت ومسرت ہوا، تعجب ہے کہ آپ کو میرا خط نہیں ملا جو میں نے کتاب کے شکریہ میں لکھا تھا، میں نے غالباً اس ادارہ یا پزلیس کی معرفت بھیجا

(۱) تحریک پیام انسانیت مراد ہے جو باقاعدہ الٰہ آباد سے حضرت مولانا نے شروع کی تھی۔

(۲) پچاسی سالہ جشن تعلیمی ۱۹۷۵ء منعقدہ ۲۹، ۳۰، ۳۱/اکتوبر و یکم نومبر ندوۃ العلماء۔

تھا جس نے کتاب شائع کی، ممکن ہے کہ آپ کو تاخیر سے ملے، آپ کا ذاتی پتہ محفوظ نہ تھا پس آپ کو دوبارہ اس مفید، خوش ترتیب اور دیدہ زیب کتاب[1] کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ سے زیادہ مقبول بنائے۔

ہمارے یہاں جو لوگ ہیں وہ سخت مشغول ہیں دو دو عربی پرچے نکلتے ہیں[2]، تدریسی مصروفیات علاحدہ، مجھے امید نہیں ہے کہ کوئی فی الحال اس کے لئے وقت نکال سکے گا، طالب علموں میں یہ صلاحیت نہیں، خدا کرے اس کا آفسیٹ ایڈیشن اور زیادہ مقبول ہو، آپ کبھی یہاں تشریف لائیں اور چند دن ساتھ رہنا ہو تو بڑی خوشی ہوگی۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی ندوی

۶ر نومبر ۱۹۷۵ء

۱۶ر ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

محبّ گرامی منزلت پاریکھ صاحب زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ دہلی، سہارنپور، مرادآباد، لکھنؤ میں کئی روز ساتھ رہا، لیکن جب آپ لکھنؤ سے رخصت ہونے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ بہت ہی کم قیام رہا اور اچانک روانگی ہوگئی، آپ کے جانے سے طبیعت پر اثر پڑا، جانے کے بعد سے آپ کا ابھی تک کوئی خط نہیں آیا، خدا کرے بخیریت وعافیت آپ پہنچ گئے ہوں، اپنی خیریت سے جلد مطلع کیجئے اور اس سفر وقیام میں جو کچھ کوتاہی ہوئی ہو اسے معاف کیجئے، حالات کا دل ودماغ پر بڑا اثر تھا، اس میں آپ کی معیت سے پورا فائدہ نہ اٹھایا جا سکا، اب تو آپ سے بہت جلد جلد ملنے اور زیادہ دن تک ساتھ رہنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کنونشن کا بڑا بھاری کام سر پر اٹھایا ہے، اس کا

(۱) قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں۔ (۲) ''البعث الاسلامی'' اور ''الرائد''۔

طبیعت پر بار ہے، بالکل تنہائی محسوس ہوتی ہے، مولوی اسحاق صاحب[۱] محمد میاں[۲] سے مدد مل سکتی تھی، وہ بھی اللہ میاں کے پاس چلے گئے، اب آپ کی پوری توجہ کی ضرورت ہے۔

آپ نے مدعوئین کی جو فہرست بنائی تھی وہ ہمیں تلاش کرنے سے نہیں ملی، معلوم نہیں غلطی سے آپ کے ساتھ چلی گئی یا ڈاکٹر اشتیاق صاحب[۳] بھول گئے، بہر حال ایک مفصل فہرست جلد بنا کر بھیجئے، دوسری ضروری بات یہ ہے کہ ناگپور، پونہ اور احمد نگر آپ کے ذمہ ہے، دورہ بھی کیجئے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کو ۲۷/۲۸، کو لکھنؤ آنے پر تیار کیجئے، بہر حال اس کنونشن کی بڑی ذمہ داری آپ اور ڈاکٹر اشتیاق صاحب پر ہے، امید ہے کہ آپ برابر رابطہ قائم رکھیں گے، مولوی معین اللہ صاحب[۴] بمبئی آرہے ہیں، ان سے بھی مشورہ ہو جائے گا باقی حالات مولوی معین اللہ صاحب سے معلوم ہوں گے۔

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

۱۰/جنوری ۱۹۷۶ء

محبّ گرامی قدر زیدت مکارمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ ہر طرح بعافیت ہوں گے، آپ کا محبت نامہ مولوی اسحاق صاحب نے بھیجا، تار بھی دیکھا، میرے لئے اس اہم اور عظیم مقصد کے لئے ناگپور آنا اور آپ جیسے عزیز و محبوب دوستوں سے ملنا ہر طرح باعث مسرت تھا۔

عزیزی مولوی اسحاق جلیس صاحب نے ۱۵/جنوری کو سیٹیں بھی ریزرو کروالی تھیں، لیکن ادھر تقریباً ایک ہفتہ سے میرے بائیں ہاتھ میں شدید درد پیدا ہوا جس سے بعض اوقات اتنی بے چینی پیدا ہوئی کہ مسکن دوا کئی بار استعمال کرنی پڑی اور اس کے بغیر رات کو سو

(۱) مولانا اسحاق جلیس ندوی مدیر ''تعمیر حیات'' ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
(۲) مولانا سید محمد الحسنی مدیر ''البعث الاسلامی'' ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
(۳) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی (لکھنؤ) مرحوم۔
(۴) مولانا قاضی معین الدین ندوی اندوری مرحوم سابق نائب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

نہیں سکا، میں نقرس کا پرانا مریض ہوں، معلوم نہیں اس کا مادہ ہے یا کوئی اور بات ہے۔
سفر کو ملتوی کرنے کو کسی طرح جی نہیں چاہتا، لیکن موجودہ حالت میں سفر بھی دشوار معلوم ہوتا ہے، میں نے لکھنؤ سے ڈاکٹر اشتیاق صاحب قریشی کو بلایا ہے اور مولوی اسحاق صاحب سے بھی مشورہ کیا ہے، فی الحال کچھ تاخیر مناسب معلوم ہوتی ہے جیسے ہی طبیعت اس قابل ہوگی سفر کا پروگرام ان شاء اللہ بنالیا جائے گا، آپ مایوس نہ ہوں۔
میری صحت کے لئے دعا کریں، امید ہے کہ مولوی اسحاق صاحب بھی آپ کو کوئی خط یا تار دیں گے، احتیاطاً یہ خط لکھ رہا ہوں۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

۱۳/اپریل ۱۹۷۶ء

محبّ گرامی پاریکھ صاحب زید لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے، کئی مرتبہ آپ کو خط لکھنے کا تقاضہ دل میں پیدا ہوا لیکن مصروفیت اور طبیعت کے اضمحلال کی وجہ سے پورا نہ ہوسکا، مجھے زیادہ خوشی ہوتی اگر آپ کا خط آنے سے پہلے میرا خط آپ کو مل جاتا، لیکن یہ سب سبقت آپ ہی کے لئے مقدر تھی، آپ کا ۲۹ مارچ کا لکھا ہوا یہ خط مجھے آج ۱۴/اپریل کو جدہ میں ملا، خطوط بہت تاخیر سے پہونچتے ہیں، آپ کا یہ خط ۱۰/اپریل کو مدینہ منورہ پہنچا، وہاں سے حضرت شیخ (۱) نے میرے پاس مکہ مکرمہ بھیجا، میں ۳۱/مارچ کو مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آگیا تھا، ۲۰/اپریل کو لندن کی روانگی کا پروگرام تھا، لیکن بعض دینی مصالح کی بنا پر اس وقت یہ سفر ملتوی کردیا، اب اگر خدا کو منظور ہوا تو ہفتہ عشرہ کے بعد اپنی بعض ضرورتوں سے سفر کروں گا، وہاں سے پھر شاید حجاز ہی واپسی ہو، مئی کے اوائل میں ان شاء اللہ ہندوستان پہنچوں گا۔

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ مراد ہیں۔

اس سفر میں آپ کا خیال برابر آتا رہا، اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ کو خط لکھنے کا تقاضہ پیدا ہوا، یہ بھی خیال آیا کہ آپ کو اپنے دعوتی اور تربیتی کاموں بالخصوص ''پیام انسانیت'' کی تبلیغ و اشاعت میں پوری سرگرمی سے مشغول رہنے کی تاکید کروں، پھر مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ سے اس کی یاددہانی اور تاکید کا خاص اثر ہوگا، مجھے آپ کی مساعی جمیلہ اور خداداد توفیق سے بڑی امیدیں ہیں، اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ سے زیادہ اپنے بندوں کو نفع پہنچائے، مسلمانوں کے عقائد و اخلاق کی اصلاح ہو، اور برادران وطن انسانیت کی عظمت اور ذمہ داری اور اس کے بارہ میں اسلام کی رہنمائی اور کردار کی قدر و قیمت سے واقف ہوں، امید ہے کہ آپ ان اہم کاموں کی تکمیل اور اس پیغام کے پہنچانے میں پوری سرگرمی، اعتماد علی اللہ اور جانفشانی سے کام لیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے آپ کو اپنی رضا اور قرب سے نوازے گا، رائے بریلی لکھنؤ سے واپس جانے کے بعد اپنی کیفیات لکھیں، وہ الحمدللہ محمود ہیں اور قابل شکر ہیں، کاروبار کے سلسلہ کی آزمائشیں بھی اکثر اس تعلق اور ذکر وانابت کا نتیجہ ہوتی ہیں، ان سے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اللہ سے دعا کرتے رہئے اور ہمت سے مقابلہ کیجئے۔ "فانّ مع العسر یسراً ان مع العسر یُسراً"

میں بھی ان شاءاللہ دعاء سے دریغ نہ کروں گا، آپ بھی درود شریف اور "لاحول ولا قوۃ الّا باللّٰہ" کی کثرت کیجئے، آپ نے اچھا کیا کہ ایسے موقع پر مولانا معین اللہ صاحب سے رجوع کیا، آئندہ بھی آپ ان سے مشورہ لیتے رہئے، مدینہ طیبہ حاضر ہوں گا، مواجہ شریف میں آپ کا سلام پہنچادوں گا اور حضرت شیخ[1] سے بھی سلام عرض کروں گا، عزیزی عبدالغفور[2] سے بہت سلام کہئے، والدین ماجدین کی خدمت میں بھی سلام اور دعاء کی درخواست پیش کردیجئے، ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے، محمد رابع[3] سلام کہتے ہیں۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ قدس سرہ۔

(۲) مولانا عبدالکریم پاریکھ کے بڑے صاحبزادے الحاج عبدالغفور پاریکھ۔

(۳) حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی حال ناظم ندوۃ العلماء۔

۹/جولائی ۱۹۷۶ء

۱۰/جمادی الثانیہ ۱۳۹۶ھ

محبّ گرامی منزلت بارك الله له، ونفع به

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ندامت ہے کہ میں نے ہندوستان پہنچنے کے بعد خود آپ کو اپنی واپسی کی اطلاع نہیں دی، ہندوستان پہونچتے ہی شدید گرمی سے واسطہ پڑا اور اس نے بے حواس کر دیا، پھر طویل سفر اور ڈاک کی کثرت، بالآخر آپ کا خط خود ہی آ گیا اور اس نے شرمندہ کیا، مولوی اسحاق صاحب[1] سے یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا تھا کہ میرا خط آپ کو مل گیا تھا، اب آپ سے ملنے کا اشتیاق ہے، گرمی کم ہو اور موسم کچھ خوشگوار تو آپ ضرور چند دن کے لئے تشریف لائیے۔

برادران بزرگ کی رحلت پر دلی تعزیت قبول فرمائیے، لیکن تعزیت سے زیادہ مبارکباد کا موقع ہے کہ ایسی اچھی موت نصیب ہوئی، اللہ تعالیٰ درجے بلند سے بلند تر فرمائے اور ہم سب لوگوں کو اپنی رضا اور حسن خاتمہ کی دولت نصیب فرمائے کہ

کار اینست باقی ہمہ ہیچ

آپ یہ بہت اچھا کرتے ہیں کہ میرے لئے دعا کرتے ہیں، دعا کا محتاج بڑے سے بڑا آدمی ہے چہ جائیکہ مجھ جیسا گنہگار و ہیچ کارہ، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرے بھائی مجھے دعا میں نہ بھولنا اور یہ درود شریف بھی ایک طرح کی دعا ہے، آپ اپنا یہ معمول ضرور جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر بھی دے اور ترقیات سے بھی نوازے۔

یہ معلوم کر کے بڑی تسکین ہوتی ہے کہ آپ نے ''پیام انسانیت'' کے کام اور پیغام کو جاری رکھا اور اس طرح میری بے عملی اور تعطل کی کسی حد تک تلافی ہوئی، اس سلسلہ میں مجھے آپ سے بڑی امیدیں ہیں، آپ جب بھی آئیں، اپنے گھر کی کوئی تیار کی ہوئی چیز شوق سے لائیں، مجھے اس کے قبول کرنے میں مسرت ہوگی، البتہ زیادہ خرچ اور اہتمام نہ کیا جائے۔

عزیزی عبد الغفور صاحب[2] اور واقفان حال کی خدمت میں سلام، اس وقت اسی پر

(۱) مولانا اسحاق جلیس ندوی مرحوم۔ (۲) الحاج عبد الغفور پارکھ، مکتوب الیہ کے صاحبزادہ۔

اکتفا کرتا ہوں کہ وقت کم اور ڈاک بہت ہے۔

والسلام
آپ کا دعا گو اور آپ سے دعا جو
(مولانا) ابوالحسن علی ندوی

۲۴ر رجب ۱۳۹۶ھ
۲۸ر جولائی ۱۹۷۶ء

محبّ گرامی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ۲۲ر رجب مجھے سہارنپور سے واپسی میں ملا، آپ کے بخیریت پہنچنے کی اطلاع سے مسرت ہوئی، واقعی اس مرتبہ آپ سے اطمینان سے باتیں کرنے اور چنداں ساتھ رہنے کا موقع نہیں ملا، اندازہ ہوا کہ مختلف مقاصد و پروگرام ہوں تو سکون و یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔

الحمدللہ اب مجھے درد کی تکلیف نہیں اور اس قابل ہوگیا کہ دیوبند، سہارنپور جاسکوں، دو تین دن ٹھہر کر ان شاء اللہ رائے بریلی چلا جاؤں گا، آپ نے جو کیفیات لکھی ہیں وہ بحمداللہ بہت محمود ہیں، نقص کا احساس تو کاملین کے لئے بھی آخری وقت تک ضروری ہے، ورنہ سخت خطرہ ہے۔

آپ سوانح حضرت رائے پوریؒ[1] ضرور مطالعہ میں رکھیں اور بار بار پڑھیں، میں خود بھی اس کا مشاہدہ اور مراقبہ کرتا رہوں گا۔

ان شاء اللہ رمضان المبارک میں آپ کی آمد ہوگی (بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو تو) کچھ دن ساتھ بھی رہنا ہوگا اور باتوں کا بھی موقع ہوگا۔

(۱) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ متوفی (۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کی سوانح جو مکتبہ اسلام لکھنؤ نے شائع کی تھی۔

اہلیہ محترمہ سے سلام کہئے، واقعی گرمی شدید تھی اور اس دن بجلی بھی نہیں تھی، اس لئے ہم لوگ خود شرمندہ تھے، ان کو ان کی نیت کا ثواب ان شاء اللہ ملے گا۔

الٰہ آباد میں آپ کی تقریر کے بڑے اچھے اثرات رہے، وہاں سے آنے والوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔

اس سفر میں مراد آباد میں بھی کچھ کام ہو گیا، مولوی اسحاق صاحب اور ڈاکٹر اشتیاق صاحب ساتھ تھے، ہم تینوں نے ''پیام انسانیت'' کے موضوع پر خطاب کیا، امید ہے کہ آپ اس مسئلہ کی طرف متوجہ رہیں گے، ایک درخواست ہے کہ آپ خط پر پتہ ضرور لکھ دیا کریں، مجھے پتہ کے لئے مولوی اسحاق صاحب کے پاس بھیجنا پڑتا ہے۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

۶/اگست ۱۹۷۶ء

رائے بریلی

محبّ گرامی قدر زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مسرت نامہ مورخہ ۲۸/اگست ایسے زمانے میں ملا کہ مصروفیت بحرانی کیفیت کی شکل اختیار کر چکی تھی، آپ اور آپ کا خط دونوں اس کے مستحق ہیں کہ نہایت اطمینان اور تفصیل سے جواب دیا جائے، لیکن افسوس ہے کہ ان دونوں کا آج کل فقدان ہے، رفع انتظار اور آپ کے اطمینان کے لئے بطور رسید کے چند سطریں لکھ رہا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی حق تلفی ہے۔

آج کل سیرت مبارکہ کی تکمیل میں ایسا مصروف ہوں کہ آٹھ آٹھ، دس دس دن خط سننے کی بھی نوبت نہیں آتی، اگر یہ کام ہو گیا تو ان شاء اللہ تمام زبانوں میں عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ایک اچھی سیرت مرتب ہو جائے گی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

میرا دل آپ کے ساتھ ہے، آپ کو اپنے لئے بیش قیمت ذخیرۂ آخرت سمجھتا ہوں، آپ کے تعلق ومساعی کو اپنی مغفرت اور سرخروئی کا ذریعہ جانتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی صحت وقوت کو ترقی دے، اور آپ سے زیادہ سے زیادہ اپنی مخلوق کو فائدہ پہنچائے، ''پیام انسانیت'' کا کام آپ پورے دلجمعی سے کریں، کیا عجب ہے کہ اس سے ہدایت وسعادت کی کوئی نئی راہ نکل آئے۔

گھر میں سلام اور عزیزی عبدالغفور کو بھی سلام اور دعا۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

۲۲ر شعبان ۱۳۹۶ھ

۲۰ر اگست ۱۹۷۶ء

محبّ گرامی مولوی عبدالکریم صاحب پاریکھ زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے، اس وقت اس خط کی تقریب یہ ہے کہ مولوی شرافت خان جو مدرسہ ضیاء العلوم متصل تکیہ کے صدر مدرس ہیں[1] اس مدرسہ کے لئے ایک دورہ پر نکل رہے ہیں، آپ جب رائے بریلی تشریف لائے تھے تو آپ نے اس مدرسہ کا معائنہ کیا تھا، اور کچھ پیش کش بھی کی تھی، میں اپنے دوستوں کو اس قسم کی زحمت دینے سے احتیاط کرتا ہوں، لیکن بر بنائے بے تکلفی اتنا لکھتا ہوں کہ اگر آپ کے اصول وطرز عمل کے خلاف نہ ہو، تو ان کی طرف اپنے مخصوص احباب کو توجہ دلا دیجئے، باقی خیریت ہے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

(۱) جناب محمد شرافت خاں ناظر مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور تکیہ کلاں رائے بریلی۔

۳ رشوال ۱۳۹۶ھ

یکم اکتوبر ۱۹۷۶ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ برادرم عبدالکریم پاریکھ صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا جوابی عنایت نامہ مورخہ ۲۷ رمضان المبارک کو ملا جس کو آج ۳ رشوال کو پڑھنے کا موقع ملا، آپ اپنی واقعی مجبوریوں کی بنا پر یہاں نہیں آسکے، لیکن آپ کی یاد یکسر فراموش نہیں ہوئی، وقتاً فوقتاً خیال آتا رہا اور دعا سے بھی کلی غفلت نہیں ہوئی، میں تو آپ کے اس تعلق سے جو آپ نے محض اپنے حسن ظن کی بنا پر قائم کیا خود شرمندہ ہوں اور اپنے کو کسی طرح بھی اس کا اہل نہیں سمجھتا، اللہ تعالیٰ حسن ظن کی بنا پر بھی معاملہ فرماتا ہے اور وہ مربی حقیقی اور مرشد اصلی ہے۔

آپ نے جس پریشانی کا تذکرہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے، ایسی متعدد پریشانیاں آج کل مسلمانوں اور عام شہریوں کو لاحق ہیں، اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے، کوشش ضرور کرنی چاہئے، آپ اس میں دلچسپی لے رہے ہیں تو یہ ایک بڑی خدمت ہے تو اس سلسلے میں یہاں سے بھی کچھ کوشش ہوئی ہے جس کی تفصیل کبھی ملاقات کے وقت سنائی جاسکتی ہے، گھر میں سلام ودعا کہئے، نیز بھائی عبدالغفور کو بہت سلام کہیے، مولوی اسحاق صاحب اپنے والد صاحب کے پاس گئے ہوئے ہیں، شاید دو چار دن میں آتے ہوں، اور باقی خیریت ہے، میں ۱۵ سے ۲۰ ر اکتوبر تک لکھنؤ سے باہر رہوں گا، باقی وقت لکھنؤ، رائے بریلی میں گزاروں گا۔

والسلام

ابوالحسن علی

۴ رنومبر ۱۹۷۶ء

محبّ گرمی زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ملفوف مورخہ ۲۰ ررمضان معلوم نہیں کن کاغذات کے نیچے دبا پڑا رہا کہ مجھے

اب ذیقعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں ملا، ابھی ایک جوابی کارڈ کا جواب لکھوا چکا ہوں، کل آپ کے پوتے کو اچانک دیکھا، بڑی خوشی ہوئی، معلوم ہوا کہ ابھی وہ اکیلا ہی آیا ہے خدا کرے اس کا جی لگ جائے اور وہ آپ کا قوت بازو بنے۔

آپ نے اچھا کیا کہ آپ وفد[1] کے ساتھ نہیں گئے، آپ کا بھیجا ہوا میمورنڈم بھی پہنچا، بمبئی پہنچنے کی تاریخ سے حتی الامکان اطلاع کی کوشش کروں گا، ان شاء اللہ زبانی باتیں ہوں گی۔

شرافت صاحب[2] کے ساتھ آپ نے جو مدد کی، میں اس کا بھی شکریہ نہ ادا کر سکا اور حقیقتاً آپ کو اس کی ضرورت بھی نہیں، گھر میں سلام و دعا کہئے، بھائی عبدالغفور سے بہت بہت سلام۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۷ر صفر ۱۳۹۷ھ
۲۸ر جنوری ۱۹۷۷ء

محبّ گرامی زید لطفه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مورخہ ۳ر صفر پہنچ کر باعث مسرت ہوا، مولانا عبدالماجد صاحب جیسے خادم دین، مفسر قرآن اور مجاہد اہل قلم کی نماز جنازہ پڑھانے کا فرض انجام دینا پڑھانے والے کے لئے سعادت وشرف کی بات ہے، نہ کہ ان کے لئے، اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے اور ہم جیسے گنہگاروں کی مغفرت کرے۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ اپنے حالات قدرے تفصیل سے لکھ دیے، میری درخواست ہے کہ آپ ذکر جہر پابندی سے جاری رکھیں اور جب فراغت وسکون ہو توبہ نیت توبہ اور بہ نیت تقرب الی اللہ حسب نشاط نوافل دو دو رکعت کر کے پڑھیں۔

---

(۱) حکومت ہند کی طرف سے ایک وفد حجاز بھیجا جا رہا تھا۔ (۲) جناب محمد شرافت خاں (رائے بریلی)۔

آپ کے دونوں خواب مبارک اور ذکر کے آثار میں سے ہیں، اس سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اللہ کا شکر ادا کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقی پرواز نصیب فرمائے اور خواب کو بیداری بنادے، ذکر جہر میں اس کا خیال رکھیں کہ زیادہ آواز نہ ہو، اور دماغ پر زور نہ پڑے، ذکر کرنے والے کو ابتدا میں اسی قسم کے حالات پیش آتے ہیں، پھر اس سے ترقی ہوجاتی ہے، ذکر میں محبوبیت اور احترام پیدا کرنے کی ذاتی خاصیت ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا" (۱۹، مریم آیت، ۹۶) پھر مسمی محبوب حقیقی ہے، اور سارے عالم میں اسی کی تجلی ہے، اس لئے اس کے اسم سے محبوبیت کیسے پیدا نہ ہو، تقریر سے پہلے نیت کی تجدید اور اپنے علم کی نفی کرلیا کریں، اور استحضار کے ساتھ "سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ" (۲، البقرۃ آیت ۳۲) پڑھ لیا کریں، تقریر کی کامیابی سے کسی قدر لذت و مسرت طبعی ہے، اس سے مفر نہیں، آپ کے حالات الحمدللہ لائق شکر ہیں، اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

''پیام انسانیت'' کے سلسلہ کا ہر کام میرے لئے نہایت مسرت کا باعث ہے، آپ اس میں ضرور کوشش کرتے رہیں، مولوی اسحاق جلیس صاحب کو آپ خود لکھدیں، میں نے آپ کا خط خود پڑھ کر جواب دیا ہے، آپ کے خط سے مجھے گرانی نہیں مسرت ہوتی ہے، آپ تکلف نہ کریں، گھر میں سب کو درجہ بدرجہ سلام و دعا کہیں، بہت الحاح کے ساتھ آپ سے دعا کی درخواست ہے کہ اب اللہ تعالیٰ اپنی محبت و رضا پورے طور پر عطا فرمائے۔

والسلام
ابوالحسن علی

شکاگو
۲/اگست ۱۹۷۷ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، عرصہ ہوا آپ کا ایک خط میرے امریکہ پہنچنے کے کچھ ہی

دن بعد پہنچا تھا، میں نے مولوی اسحاق صاحب کے خط میں اس کا مختصر جواب دے دیا تھا، اس لئے کہ مجھے خیال تھا کہ آپ کا پتہ لفافہ پر مکمل نہیں ہے، خدا کرے انہوں نے مضمون نقل کر کے بھیج دیا ہو۔

ابھی تین چار دن ہوئے عزیزی احمد مطیع صدیقی[1] نے جن کے پتہ پر میری ڈاک آتی ہے، ٹیلیفون پر بتایا کہ آپ کا خط آیا ہوا ہے، انہوں نے ٹیلیفون ہی پر اس کی کچھ سطریں پڑھ کر سنائیں، وہ خط تو مجھے ابھی دیر سے ملے گا، آپ کے اطمینان اور رفع انتظار کے لئے یہ چند سطریں لکھوا رہا ہوں، ناگپور کا نمبر یاد نہیں رہا، کوئی خط بھی اس وقت موجود نہیں ہے، اپنی یاد سے پتہ لکھ رہا ہوں، خدا کرے خط پہنچ جائے، آپ کو خط لکھنے کے بارے میں مجھ سے ہمیشہ کوتاہی ہوتی ہے، لیکن اس وقت امریکہ کا طویل دورہ، پھر آپریشن سے پہلے کی فکر و تردد، اس کے بعد آپریشن اور اس کے لوازمات، یہ کسی قدر میری طرف سے عذر بن سکتے ہیں۔

آپ نے اپنی گہری محبت اور قلبی تعلق کی وجہ سے میرے یہاں آپریشن کے سلسلہ میں جو تردد ات ظاہر کئے ہیں، وہ سب آپ کے خلوص اور تجربہ کا نتیجہ ہیں، لیکن مقدرات کو کوئی ٹال نہیں سکتا، کچھ ایسی فضا بن گئی کہ مجھے آپریشن کے لئے آمادہ ہو جانا پڑا، یہ پہلے سے طے کرا لیا گیا تھا کہ کسی یہودی ڈاکٹر سے آپریشن نہیں کرانا ہے، ڈاکٹر مامنی بھی ایک چوٹی کا ڈاکٹر ہے، لیکن یہودی ہے، اس لئے اس سے رجوع ہی نہیں کیا گیا، ڈاکٹر شے کا انتخاب کیا گیا ہے جو مذہبی عیسائی ہیں اور بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں، یہاں سب نے ان کی تعریف کی، انہوں نے بڑی دلچسپی لی اور رعایت کی۔

یکم جولائی کو یہ آپریشن Philadelphia میں ان کی کلینک میں انجام پا گیا، انہوں نے آپریشن کر کے اطمینان ظاہر کیا اور وہ خوش نظر آئے، عام طور پر مریضوں کو چھ دن کے بعد چھٹی دی جاتی ہے، لیکن انہوں نے مجھے ۱۳ دن روکا اور اب ۳ راگست کو وہ چوتھی بار دیکھیں گے اور آخری ٹانکے کاٹیں گے، امید کی جاتی ہے کہ وہ اس کے بعد سفر کی اجازت دے دیں۔

روشنی الحمد للہ اچھی آ گئی ہے، لیکن اصل مسئلہ اس کے قائم رہنے اور ترقی کرنے کا ہے

---

(۱) ڈاکٹر احمد مطیع صدیقی، مقیم امریکہ۔

اور احتیاطیں اتنی زیادہ ہیں کہ اگر پہلے سے علم ہوتا تو میں شاید آمادہ ہی نہ ہوتا، لیکن اب کوئی اور دوسری صورت نہیں، آپ مخلصین کی دعاؤں کا بڑا سہارا ہے، آپ اور ڈاکٹر صاحب اور سب احباب دعا کرتے رہیں، والدین اور بزرگوں سے بھی درخواست کر دیجئے۔

عزیزی مولوی معین اللہ صاحب کے خط سے یہ معلوم کر کے بڑی تشویش ہوئی کہ آپ کو کوئی مالی آزمائش پیش آئی ہے اور اس کا آپ کی طبیعت پر اثر ہے، امید ہے کہ آپ کی قوت ایمانی اور قرآن مجید کا شغف اور مطالعہ ان تاثرات پر غالب آئے گا اور آپ اس کا زیادہ اثر نہ لیں گے، گھر میں سب کو سلام و دعا کہئے، بھائی عبدالغفور کو بھی۔

آج کل میں شکاگو آیا ہوا ہوں، ۱۰ر دن یہیں گزارنے تھے، یہاں احباب کا اچھا حلقہ ہے، اگرچہ فاصلہ بہت زیادہ تھا مگر اسی بنا پر اس کو ترجیح دی، خدا کرے آپ بھی کبھی امریکہ آئیں، امریکہ کے مسلمانوں کو آپ سے بہت فائدہ پہنچے گا، اگر موقع ہوا تو میں یہ بات یہاں کے M.S.A. کے ذمہ داروں کے کان میں ڈال دوں گا، امید ہے کہ آپ اپنے دعوتی مشاغل میں پورے طور پر منہمک ہوں گے اور ''پیام انسانیت'' کو بھی نہ بھولے ہوں گے۔ (۱)

والسلام

دعا گو، دعا خواہ

ابوالحسن علی

شکاگو

۱۷ر اگست ۱۹۷۷ء

محبّ گرامی منزلت نفع اللّٰہ بہ و تقبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دو عنایت نامے ملے تھے، میں نے بھی ایک خط غالباً آپ کے نام شکاگو سے

(۱) امریکہ کا یہ سفر دو مہینے کا تھا جس میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجہ مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ساتھ تھے، تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو ''دو مہینے امریکہ میں'' از مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مطبوعہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ۔

لکھا تھا، میں آج ہی ان شاء اللہ ہندوستان کے لئے روانہ ہورہا ہوں، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ دوشنبہ کی صبح کو لکھنؤ پہنچنا ہوگا، بمبئی میں جہاز تبدیل کرنا ہے، لیکن آدھی رات کا وقت ہوگا اس لئے آپ کو اطلاع نہیں کی ورنہ آپ سے بمبئی کے ہوائی اڈہ پر ملاقات ہوجاتی۔

اس خط کا محرک یہ ہے کہ شکاگو کے بعض اسلامی کارکنوں نے جو اسلامی تقریبات مناتے ہیں اور اجتماعات کرتے رہتے ہیں، مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں ہندوستان کے کسی ایسے مقرر یا فاضل کا مشورہ دوں جن کو وہ آئندہ ربیع الاول میں سیرت کے جلسے میں تقریر کرنے کی دعوت دیں، میں نے ان کو آپ کا نام اور پتہ بتادیا اور کہا کہ ان سے زیادہ موزوں آدمی میری نظر میں کوئی اور نہیں ہے، ان شاء اللہ ان کا یہاں آنا بہت مفید اور اچھے دینی نتائج کا حامل ہوگا، انہوں نے اس کو بہت پسند کیا اور مجھ سے کہا کہ میں ایک سفارشی خط بھی لکھ دوں، لیکن اس کی نوبت نہیں آئی اور میں شکاگو سے چلا آیا، اب اس خیال سے لکھ رہا ہوں کہ ممکن ہے ان کا خط آئے اور آپ معذرت یا میری تائید پر محمول فرمادیں۔

آپ اس دعوت کو ضرور منظور کرلیں، آپ کو شمالی امریکہ کے دورہ کا موقع بھی ملے گا اور وہ دعوتی تربیتی حیثیت سے ان شاء اللہ بہت مبارک ہوگا۔

یہاں کے حالات وضروریات میں آپ کو زبانی بتادوں گا اور میری تقریروں کے ٹیپ بھی آپ سن سکتے ہیں، ان سے یہاں کے حالات اور ذہن سمجھنے میں بھی بہت مدد ملے گی، انٹرنیشنل پاسپورٹ نہ ہو تو اس کو ابھی سے حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

عبدالرشید خان صاحب (کامٹی)[1] کا خط بھی آیا تھا، ان سے سلام کہہ دیجئے اور شکریہ ادا کردیجئے۔

رابع سلمہ، آپ کو سلام لکھوا رہے ہیں، گھر میں سب کو سلام ودعا۔

والسلام

دعاگو

ابوالحسن علی

---

(۱) یہ دینی اور دعوتی کاموں میں حضرت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب کے بہت اچھے رفیق رہے، جو وفات پاچکے ہیں، اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین (مرتب)

۱۵؍ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ

۲۹ ستمبر ۱۹۷۷ء

محبّ گرامی منزلت زید لطفه و عم فیضه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، ابھی ابھی آپ کی ''تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان'' کے موضوع پر تقریر ''تعمیر حیات'' کے ۱۰؍و ۲۵؍اکتوبر کے شمارہ میں پڑھ کر فارغ ہوا ہوں، آپ کی اس تقریر کی داد نہ دینا ظلم ہے، ماشاء اللہ بڑی جامع اور متوازن تقریر ہے اور جس مجمع کے سامنے کی گئی ہے، اس کے لحاظ سے بڑی حکمت پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی حیات و قوت میں برکت عطا فرمائے اور آپ سے زیادہ سے زیادہ کام لے۔

خط کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اتنا اور لکھتا ہوں کہ دسمبر یا جنوری میں ہونے والی ''مذاہب کانفرنس'' میں، میں اپنی شرکت مناسب نہیں سمجھتا، اس لئے کہ بقول نادر شاہ ایران کہ جس سواری کی باگ اپنے ہاتھ میں ہو نہ اس پر بیٹھنا کوئی دانشمندی کی بات نہیں، اس کانفرنس میں بہت سے مظاہرے اور تقریریں ایسی ہوسکتی ہیں جن میں میری شرکت غلط فہمیوں کے پیدا ہونے کا سبب بن سکتی ہے اور چونکہ میں ایک بڑے دینی ادارہ کا ذمہ دار ہوں اور مجھے دین وعلوم دینیہ کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے، اس لئے میری ذمہ داری زیادہ ہے، البتہ آپ کو اس کانفرنس میں شرکت سے نہ صرف روکتا نہیں، بلکہ مشورہ دیتا ہوں کہ آپ شریک ہوں اور اسلام کی طاقت کی حکمت کے ساتھ وکالت کریں۔

مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میدان آپ ہی کے ہاتھ ہوگا اور قرآن ہی غالب رہے گا جس کے آپ ترجمان ہیں، میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہوں گی، مولوی اسحاق جلیس صاحب ندوی کی شرکت میں بھی کوئی حرج نہیں، وہ آپ کے معاون ہوسکتے ہیں، امید ہے کہ آپ اس کا خیال رکھیں گے کہ میرے نام کا اعلان نہ کیا جائے اور میرا کوئی وعدہ نہ سمجھا جائے، آپ اس کو ان شاء اللہ خوبصورتی کے ساتھ طے کرادیں گے۔

بعض مجبوریوں کی بنا پر میرا بھوپال اور بمبئی کا سفر آخر نومبر تک کے لئے ملتوی ہوگیا

ہے، ''پیام انسانیت'' کے سلسلہ میں آپ کے مشورہ اور کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے، خدا کرے جلد کسی مناسب موقع پر بشرط سہولت آپ سے ملاقات ہو جائے، بھائی عبد الغفور، اہلیہ صاحبہ اور والدین ماجدین کی خدمت میں سلام، بچوں کو دعا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

۲۲/ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ
۵/اکتوبر ۱۹۷۷ء

محبّ گرامی قدر نفع اللّٰہ بہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسرت نامہ مورخہ ۱۵/ذی قعدہ کل ۲۱/ذی قعدہ کو اپنے ساتھ بہت سی خوشیاں لئے ہوئے آیا، ہفتہ یا عشرہ ہوا کہ میں نے آپ کو ایک مفصل خط بڑے اہتمام سے لکھا، آپ کی تقریر ''تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان''(۱) کے موضوع پر تعمیر حیات میں پڑھنے کے بعد طبیعت پر تقاضا ہوا کہ آپ کو خط لکھوں اور مبارکباد دوں، خدا کرے کہ میرا یہ خط ضائع نہ ہوا ہو اور پیش نظر عنایت نامہ لکھنے کے بعد ہی آپ کو مل گیا ہو، میں نے لکھا تھا آپ کی تقریر ہر طرح سے متوازن و جامع ہے اور اب لکھتا ہوں کہ آپ اس کو ہندی، انگریزی اور علاقائی زبانوں میں کتابچہ کی شکل میں ضرور چھپوا لیجئے۔

حکومت کے ذمہ داروں اور ملک کے سیاسی رہنماؤں سے بالخصوص آر.ایس.ایس. کے قائدین سے مل کر آپ جو خدمت انجام دیتے ہیں، میرے دل میں اس کی پوری قدر ہے، غالب نے حالی کا کلام دیکھنے کے بعد کہا تھا کہ میں ہر ایک کو شاعری کر کے تضییع

(۱) تقریر ''تحفظ گائے اور ہندوستانی مسلمان'' کے نام سے کتابچہ کی شکل میں اردو ہندی، مراٹھی میں الحمدللہ چھپ چکی ہے۔

اوقات کرنے سے منع کرتا ہوں، مگر اگر تم شعر نہیں کہو گے تو اپنی طبیعت پر ظلم کرو گے، البتہ ایسے موقع پر ایک تو نیت کی تجدید ضرور کر لیا کریں، حب جاہ اور تعریف وشہرت بالکل مقصود نہ ہو اور دوران ملاقات ہی اپنے قلب کی حفاظت وچوکیداری کیا کریں اور محض اپنے ذہن و توجہ سے درود پر مشغول رہا کریں تا کہ ''وحدت ادیان'' کے فتنہ سے محفوظ رہیں، جب زیادہ اختلاط رہا کرے تو گھنٹہ دو گھنٹہ کسی سنسان مسجد میں متوجہ الی اللہ ہو کر بیٹھ جائیں، ان شاء اللہ گرد وغبار چھٹ جائے گا، آپ نے قلب کی مشغولیت کا جو ذکر کیا ہے وہ بڑی دولت ہے اس کی حفاظت کیجئے، حاسدوں اور مخالفوں کے لئے دعائے خیر کی عادت ڈالئے اور اسی کو کام کی رسید سمجھئے۔

ابھی تک کا نظام یہ ہے کہ ان شاء اللہ ۲۸ر نومبر کو بھوپال کے لئے روانگی ہو، زیادہ سے زیادہ تین دن وہاں قیام رہے گا، پھر اندور، برہانپور، شاید بمبئی میں کچھ قیام زیادہ رہے گا، آگے حال اللہ کو معلوم ہے، آپ سے بھوپال میں ملاقات ہو جائے تو اچھا ہے۔

دعا گو
ابوالحسن علی

۲ر ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ
۱۴ر نومبر ۱۹۷۷ء

محبّ گرامی منزلت زید لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ۷ر نومبر جس کا انتظار تھا کل ۱۳ر نومبر کو ملا، آپ کا خط بڑے شوق سے پڑھا، کانفرنس کے سلسلہ میں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ ان حضرات کو میری شرکت کی توقع نہ دلائیں اور نہ اس بارے میں کوئی وعدہ کریں، اصل شرکت ونمائندگی آپ کی ہوگی، مولوی اسحاق صاحب بھی کمک کی طرح جیسا آپ نے خود لکھا ہے بلا تشبیہ حضرت ہارونؑ کی تقلید میں آپ کے ساتھ ہوں گے۔

اگر مزید انشراح واطمینان ہو گیا اور حالات کا تقاضا ہوا تو میں بھی کچھ دیر کے لئے شریک ہو جاؤں گا اور تقریر بھی کر دوں گا، لیکن ابھی یہ بھی یقینی نہیں کہ میں جنوری میں ہندوستان ہی رہوں، محرم یا صفر میں ممکن ہے کہ مدینہ طیبہ کا ایک سفر ہو۔

حاجی ذوالفقار صاحب[۱] کے آنے کا حال آپ کے خط سے معلوم ہوا، انہوں نے اچھا کیا کہ خود آپ کے پاس گئے، خدا کرے یہ ملاقات مزید ربط وتعلق کا باعث ہو۔

''مہاراشٹرا گورنمنٹ'' نے اقلیتوں اور پسماندہ جماعتوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو بورڈ بنایا ہے آپ اس کی ممبری قبول کر سکتے ہیں، اگر آپ کو اس کی قوی امید ہو کہ اس طرح آپ اس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں، اگر اس کی امید نہ ہو بلکہ ملوث ہونے کا خطرہ ہو تو آپ کی حیثیت ایک آزاد مشیر کی رکھیں جو ضرورت کے وقت مشورہ و مدد کرنے کے لئے تیار ہو۔

باقی مسلم پرسنل لاء بورڈ اور اس کی کسی کمیٹی کی رکنیت میں کوئی حرج نہیں، انصاری صاحب[۲] ناگپور سے بہت خوش آئے، آپ کا بہت ذکر خیر کرتے تھے، کلیم اللہ صاحب[۳] نے پیلی بھیت جا کر کالج کا چارج لے لیا، اللہ تعالیٰ آپ کو ان مساعی کا اجر عطا فرمائے جو آپ نے ان کے سلسلے میں صرف کیا، دعا کریں کہ وہ وہاں کامیاب رہیں۔

گھر میں سب بزرگوں اور عزیزوں کو سلام ودعا، بھوپال اور اس کے آگے کے سفر کی اطلاع قطعی طور پر مولوی اسحاق صاحب[۴] دیں گے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

---

(۱) حاجی ذوالفقار مرحوم سابق صدر آل انڈیا مسلم مجلس۔

(۲) انصاری صاحب (غالباً محمد حسن انصاری مرحوم ہندی مترجم)۔

(۳) کلیم اللہ صاحب سابق پرنسپل اسلامیہ کالج لکھنؤ حال مقیم الٰہ آباد۔

(۴) مولانا اسحاق جلیس ندوی ایڈیٹر تعمیر حیات لکھنؤ (متوفی ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء)۔

۲۳؍فروری، ۱۹۷۸ء

محبّ گرامی منزلت زید نفعه و إخلاصه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ۱۳؍فروری کو جب معزز مہمانوں کے جانے کے بعد کچھ سانس لینے کا موقعہ ملا ہے، آپ کا ۲۸؍صفر کا مکتوب عزیز پڑھنے کی مسرت حاصل ہوئی ہے، بمبئی میں آپ سے ٹیلیفون پر گفتگو نہ ہونے کا افسوس ہے، سفر کے مختصر تاثرات سنا دئے تھے، آپ سے ملنے کا اشتیاق ہے، اور مناسب موقع وہی ہوگا کہ راجستھان یا مشرقی پنجاب کا پروگرام طے ہوجائے، تو آپ کو اطلاع کردی جائے اور آپ اس سفر میں ساتھ ہوں، میرا انشراح اس کام کی افادیت پر روز بروز بڑھتا جارہا ہے اور ہندوستان میں باعزت اور صاحب دعوت جماعت کی حیثیت سے رہنے کی یہی واحد سبیل نظر آتی ہے، مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی میں بھی استخارہ کرتا رہا اور دعا مانگتا رہا، اللہ تعالیٰ وقت مقرر آجانے سے پہلے اس سلسلے میں کچھ کام لے لے، عوام کے رجوع سے اب آپ بچ نہیں سکتے، البتہ قلب کا تصفیہ وتزکیہ کرتے رہا کیجئے، ان شاء اللہ اس کے برے اثرات سے محفوظ رہیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کی حیات وصلاحیتوں میں مزید برکت عطا فرمائے اور آپ سے زیادہ سے زیادہ اپنی مرضیات کا کام لے، اہلیہ صاحبہ، عزیزی عبدالغفور صاحب اور والدین ماجدین کو سلام کہہ دیں۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

۱۵؍مارچ ۱۹۷۸ء

محبّ گرامی منزلت زید توفیقه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۷؍فروری کو مل گیا تھا لیکن میں ایسی بحرانی مصروفیت میں مبتلا رہا

کہ رسید بھی نہ دے سکا، معاف فرمائیں، آپ کا خواب ''رویائے صادقہ'' معلوم ہوتا ہے اور حسب حال ہے، بہت سے لوگوں کا جو عملیات میں دخل رکھتے ہیں، خیال ہے کہ مجھ پر عمل سفلی کیا گیا ہے، میں بھی اس کے اثرات محسوس کرتا ہوں، خاص طور پر سونے کی حالت میں، خواب میں آپ کو اسی کا علاج بتایا گیا ہے، میں ان شاء اللہ حدیث کے یہ الفاظ بھی پڑھا کروں گا، دوسرا خواب بھی مبارک ہے اور میرے لئے مبشرات ہیں۔

اب اس وقت تو آپ کی آمد کا انتظار ہے تاکہ مشرقی پنجاب کے سفر میں رفاقت ہو سکے، مولوی اسحاق صاحب بھی نہیں آئے، پروگرام بن گیا ہے، آپ کی شرکت کے بغیر میرے لئے یہ پروگرام مشکل ہوگا، باتنخواہ مبلغ رکھنے کے مسئلے پر ان شاء اللہ زبانی گفتگو ہوگی، ۲۱ر مارچ کو لکھنؤ سے روانگی ہے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۲۴ر مئی ۱۹۷۸ء

محبّ گرامی نفع اللّٰہ بہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۲ر جمادی الثانیہ ۹۸ء کل ہی موصول ہوا، بڑا اچھا ہوا کہ آپ دہلی میں مولانا یوسف صاحب(۱) اور مسلم صاحب(۲) سے ملے، اللہ تعالیٰ مسلم صاحب کو صحت دے، یہ بھی اچھا ہوا کہ آپ کی ان دونوں سے مفصل گفتگو ہوئی، ناگپور کے جلسہ کی روداد بھی معلوم ہوئی، اس سے خوشی ہوئی، ان شاء اللہ اللہ کی مدد رہے گی، یہاں تبلیغی اجتماع میں جو بہت عظیم الشان تھا، حضرت مولانا انعام الحسن صاحب(۳) کاندھلوی کی تقریر تقریباً انسانیت

(۱) مولانا یوسف اصلاحی صاحب امیر جماعت اسلامی ہند۔
(۲) مسلم صاحب ایڈیٹر ''روزنامہ دعوت'' دہلی۔
(۳) امیر جماعت تبلیغ حضرت مولانا محمد انعام الحسن کاندھلوی (متوفی ۱۰ر محرم الحرام ۱۴۱۵ھ) دہلی۔

پر ہی تھی اور ہم لوگوں کی دعوت اور انداز فکر سے بہت ملتی ہوئی تھی، میں نے اپنے اس تاثر کا اظہار بھی کیا اور وہ خوش ہوئے۔

آپ نے اپنے جو معمولات لکھے ہیں وہ مناسب ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے آپ کے اس تعلق کو دونوں کے لئے مفید اور بابرکت بنائے اور دونوں کی ترقی کا ذریعہ۔ "اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ" (۴۳، الزخرف آیت ۶۷)

والسلام
ابوالحسن علی

۱۸ر ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ

۲۰ر جون ۱۹۷۸ء

محبّ گرامی منزلت وداعی الی اللہ مجی عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، آپ کا عنایت نامہ جس پر اتفاق سے تاریخ نہیں ہے، کل میری نظر سے گزرا، آپ کی صحت کا حال معلوم کر کے قدرے اطمینان ہوا، بمبئی میں دوبارہ کوشش کی تھی کہ آپ سے رابطہ قائم ہو اور مزید اطمینان ہو جائے لیکن معلوم ہوا کہ آپ کسی مدرسے کے جلسے میں گئے ہیں، اس سے ڈاکٹر قمر الدین صاحب[1] نے نتیجہ نکالا کہ طبیعت اچھی ہے، آپ کے خط سے وہاں کی تفصیلات معلوم کر کے مزید خوشی ہوئی، آپ نے اچھا کیا کہ اس مدرسے کی سرپرستی قبول کی۔

بالا صاحب دیورس[2] کی مجلس کا حال بھی معلوم کر کے آپ کی حکمت سے دل خوش ہوا، کاش کہ اس سے زیادہ تفصیل سے "پیام انسانیت" کی بات ان کے سامنے آتی، اس سلسلے میں مولوی اسحاق صاحب آپ کو خط لکھیں گے، ہماری خواہش ہے کہ کوئی ایسا موقع ہوتا کہ

(۱) ڈاکٹر قمر الدین صاحب سابق سول سرجن اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ الحال، اَطال اللہ عمرہ۔
(۲) بالا صاحب، دیورس آر. ایس. ایس. کے سربراہ۔

وہ کہیں ہماری پوری تقریر سن لیتے، لیکن ہمارے ماحول میں، اس سلسلے میں آپ کو کچھ پلاننگ کرنی ہوگی اور ہم اس کے لئے ناگپور بھی آنے کے لئے تیار ہیں، آج کل تو وہ خود ہماری طرف آئے ہوئے ہیں اور لمبا دورہ کر رہے ہیں۔

مجھے ندامت ہے کہ کتاب کے سلسلہ میں لکھنے کا جو میں نے وعدہ کیا تھا، اس میں خاصی تاخیر ہوئی، کچھ تو بمبئی کے سفر سے واپسی دیر میں ہوئی، دو دن کے بعد عید تھی پھر مفتی صاحب[1] کا تار بھی آیا اور مجھے دہلی جانا پڑا، بہرحال جو کچھ لکھا گیا ہے وہ آپ ہی کو بھیج رہا ہوں، آپ اس پر نظر ڈال کر اس کو رامپور بھیج دیں، مجھے صحیح طور پر معلوم نہیں کہ کس کے نام جانا چاہئے اور ان کا پتہ کیا ہے۔

امید ہے کہ آپ صحت کا خیال رکھتے ہوں گے، میری طرف سے تاکید ہے، گھر میں بچوں کو دعا۔

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

۵ر محرم الحرام ۱۳۹۹ھ
۷ر جولائی ۱۹۷۸ء

محبّ گرامی منزلت أیده الله تعالیٰ بنصره
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

عنایت نامہ مورخہ ۲۲ر ذی الحجہ ایسے وقت ملا جب میں مرادآباد کے لئے پابہ رکاب تھا، یہ سفر ''پیام انسانیت'' کے سلسلے میں ہوا، الحمد للہ بہت کامیاب رہا، مرادآباد میں اس تحریک کا ہندو مسلمانوں نے اچھا خیر مقدم کیا، آپ بھی ہوتے تو بڑی خوشی ہوتی، آپ بھی خوش ہوتے، ابھی گجرات کے سفر کی تاریخیں طے نہیں ہوئیں، اگر گجرات کا سفر فی الحال ملتوی ہوگیا تو اس کا امکان ہے کہ آگرہ، جے پور یا ناگپور، آکولہ رکھ لیا جائے، لیکن ابھی

(۱) مولانا مفتی عتیق الرحمان عثمانیؒ جو ہندوستان میں ملت اسلامیہ کے ممتاز علماء و قائدین میں تھے۔

بالکل قطعی نہیں ہے۔

ایک سفر کیرالہ کا پیش آ گیا ہے، وہاں رابطے کی نمائندگی کرنی ہے، اس لئے ابھی پورا نقشہ نہیں بنایا، مولوی اسحاق صاحب سے آپ کو صحیح اطلاع ملے گی، آپ نے بڑا اچھا کیا کہ ''پیام انسانیت'' والی دو تقریریں مراٹھی میں ترجمہ کرنے کے لئے دے دیں، آپ اور مولوی اسحاق صاحب[1] ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس حد تک قابل اشاعت ہیں، اس سے خوشی ہوئی کہ ڈاکٹر اسحاق جمخانہ[2] والے ناگپور آئے، ان شاء اللہ یہ ملاقات مفید ہوگی، باقی بالا صاحب دیورس کے متعلق مولوی اسحاق صاحب نے آپ کو لکھا ہے۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۱۶ ستمبر ۱۹۷۸ء

محبّ عزیز و مکرم داعی الی اللہ مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۱ شوال پہنچ کر موجب مسرت ہوا، اس مرتبہ خط و کتابت میں وقفہ طویل ہو گیا، لیکن آپ کی یاد فراموش نہیں ہوئی، الحمد للہ ابھی تک لکھنؤ اور رائے بریلی سیلاب سے محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ آئندہ بھی محفوظ رکھے، بریلوی فتنہ کا بظاہر کوئی علاج نہیں پھر بھی ہم لوگ آج غور کرنے کے لئے بیٹھ رہے ہیں، اس سلسلے میں مولوی معین اللہ صاحب آپ کو لکھیں گے، خدا کرے کوئی مفید قدم اٹھایا جا سکے، باقی میری حتمی رائے یہ ہے کہ آپ پوری سرگرمی سے اپنا کام جاری رکھیں، تمام فتنوں کا علاج یہی ہے، ان

(۱) مولانا اسحٰق جلیس ندوی صاحب مدیر ''تعمیر حیات''۔
(۲) ڈاکٹر اسحٰق جمخانہ والے، تعلیمی سرگرمیوں میں بہت حصہ لیتے تھے۔

حضرات کے پاس نہ کوئی دعوت ہے نہ پیام، یہ مثبت کام نہیں کر سکتے، اللہ نے چاہا تو کچھ دنوں کے بعد ٹھنڈے ہو کر بیٹھ جائیں گے "فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ" (۱۳، الرعد، آیت ۱۷) کی تفسیر آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، گھر پر سب کو سلام و دعا کہئے۔

فقط والسلام
ابوالحسن علی ندوی

بمبئی

۲۰ر جنوری ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی منزلت پاریکھ صاحب زید لطفه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ہی آپ سے ٹیلیفون پر بات ہوئی، آپ نے پوچھا کہ دیورس صاحب کو کون سی کتابیں دی جائیں اور کس ترتیب سے؟ اس کے جواب کے لئے خط لکھ رہا ہوں، نمبر وار رسائل کے نام لکھتا ہوں۔

۱۔ جب پڑھے لکھے آدمی پر ہسٹریا کا دورہ پڑتا ہے (سیوان کی تقریر)۔
۲۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے (گنگا پرشاد ہال لکھنؤ کی تقریر)
۳۔ مسلمان اور ہندوستانی سماج (المالطفی ہال، بمبئی کی تقریر)

فی الحال آپ ان کو یہی تین رسالے دیجئے، میں نے "مجلس تحقیقات ونشریات اسلام" کو لکھ دیا ہے کہ یہ رسالے آپ کو بھیج دئے جائیں، لیکن پہلا رسالہ ابھی زیر طباعت ہے اس لئے شاید کچھ تاخیر سے آپ کو پہنچے، کل آپ سے یہ کہنا بھول گیا کہ ۱۷ر جنوری ۷۹ء کو مولوی اسحاق صاحب بنگلور، کالی کٹ کے دورہ پر روانہ ہوئے، معلوم نہیں آپ ان سے کہاں ملیں گے؟ رات ڈاکٹر قمر الدین صاحب [1] سے بھی

(۱) ڈاکٹر قمر الدین (اورنگ آباد مہاراشٹر) مجاز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔

ٹیلیفون پر بات ہوگئی۔

خداحافظ
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

۱۰؍رمضان ۱۳۹۹ھ

۱۰؍مارچ ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی منزلت پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۳؍رمضان المبارک آج ۱۰؍رمضان کو ملا، میں آپ کے خط کا متوقع اور منتظر تھا، گیتا مندر کے جلسہ کی رپورٹ سے بڑی مسرت ہوئی، مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ کلام اللہ کی برکت سے آپ جس جلسہ یا اجتماع میں خطاب کریں گے، آپ ہی بلند و بالا رہیں گے، اور قلوب کی تسخیر ہوگی، آر، ایس، ایس، کے چیف [1] سے آپ کا ملنا ہر حال میں گفتگو کرنے کے لئے ہر طرح موزوں ہیں، باقی ملاقات پر جس کی آپ نے توقع دلائی ہے، اپنی شرکت پر غور کروں گا اور پھر دیکھوں گا، اس وقت بطور رسید کے چند سطریں لکھ رہا ہوں، آپ سے ملنے کا اشتیاق ہے جب سہولت سے اس کا موقع مل سکے۔

کاروباری تفصیل سے کسی قدر اطمینان ہوا مگر مزید اطمیان کی بات سننے کی آرزو ہے، اللہ تعالیٰ پوری مدد فرمائے، رمضان کی دعاؤں میں فراموش نہ کریں۔

ہماری آمد کا اس جلسہ والوں سے کوئی وعدہ نہ کریں، ناموں سے واقف ہیں، خود ہی تجویز کردیں۔

والسلام
آپ کا
ابوالحسن علی

(۱) بالاصاحب دیورس جو اس وقت آر ایس ایس کے سربراہ تھے۔

رائے بریلی

۱۴/مارچ ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی داعی الی اللہ پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۸/مارچ پہنچ کر موجب مسرت واطمینان ہوا، میں بمبئی میں آپ سے ٹیلیفون پر بات کرنا چاہتا تھا لیکن آپ کا ناگپور میں ہونا یقینی نہ تھا، اور بھٹکل کے سفر کی وجہ سے ذہن منتشر رہا، آپ کے دورہ کے متعلق معلوم ہوا تھا، امید تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ضرور خصوصی مدد رہی ہوگی، آپ کے خط سے اس کی تصدیق ہوئی، مولوی اسحاق صاحب کی طرف سے بہت فکر ہے، انہوں نے بہت زیادہ بوجھ لے لیا اور بڑا طویل سفر کیا، میں نے ان کو احمد نگر کے پتہ پر خط لکھا ہے، ابھی لکھنؤ واپسی کی اطلاع نہیں ملی، دل لگا ہوا ہے۔

دیورس صاحب[1] سے اس وقت تک ملاقات ہوگئی ہوگی، مجھے افسوس ہے کہ آپ کو ابھی تک کتابیں نہیں بھیجی گئیں، میں نے بمبئی سے ہدایت کر دی تھی، میں نے مولوی غفران صاحب[2] کو لکھنؤ سے بلایا ہے، ان کو تاکید کر دوں گا، سیوان کی تقریر جو خاصی اہم ہے پریس جارہی ہے، وہ بھی چھپ جائے تو بہتر ہے، میرا ناگپور کا پروگرام آپ میرے سفر حجاز سے واپسی پر بنائیں گے، غالباً اپریل تیسرے ہفتہ کی کوئی تاریخ ہوگی، پروگرام متعین ہوجائے تو میں آپ کو اطلاع دوں گا، مجھے بمبئی سے لکھنؤ آتے ہوئے ناگپور آنا آسان ہوگا، مستقل سفر نہ کرنا پڑے گا، آپ نے اچھا کیا لکھ دیا کہ آپ اپریل میں ناگپور ہی میں رہیں گے، ان شاء اللہ آپ سے ملاقات کے بعد ان کا ذہن صاف ہوجائے گا اور مجھے کچھ زیادہ کوشش نہ کرنی پڑے گی۔

آپ کی تربیت بہت صحیح ہے، ساری غلط فہمیاں اور کشیدگی حریف مسلم جماعتوں پر انحصار کرنے سے پیدا ہوئی، امید ہے کہ آپ کی صحت اچھی ہوگی اور گھر میں ہر طرح خیریت ہوگی۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) بالا صاحب دیورس سربراہ آر ایس ایس۔

(۲) مولانا سید محمد غفران ندوی جو اسی مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کے معاون تھے۔

رائے بریلی

۲۲/مارچ ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی داعی الی اللہ مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۳/مارچ کو ملا، امید ہے کہ اس خط کے لکھنے کے بعد ہی میرا وہ خط مل گیا ہوگا، جو میں نے آپ کے پہلے خط کے جواب میں لکھا، آپ کی ملاقات کی تفصیل معلوم کر کے بہت مسرت ہوئی، ہمارے حلقہ احباب میں دور دور اس کام کے لئے آپ سے بہتر آدمی کوئی نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وصحت وتوفیق میں برکت دے۔

آپ نے بڑی حکمت اور دعوت کے اصول کے مطابق گفتگو کی اور مخاطب کی نفسیات اور موجودہ حالات کا پورا لحاظ رکھا اور خاص طور پر آپ کی یہ بات بڑی حکیمانہ تھی کہ ماضی میں مسلمانوں اور اسلام کے متعلق معاملات اور حالات کا جائزہ لینے میں ہندو دانشوروں سے یہ بڑی بھول ہوئی کہ مغربی تہذیب میں پلے بڑھے سیاسی لیڈروں کو مسلمانوں کے سر رہنما بنا کر خود ہی تھوپ دیا۔

میں آپ کو لکھ چکا ہوں کہ مارچ کے بالکل اخیر تاریخوں یا اپریل کی پہلی دوسری کو مجھے ایک اہم مقصد کے لئے جس کا میں خود داعی ہوں، سعودی عرب کا دوبارہ سفر کرنا پڑے گا، آپ مطلع کریں کہ ان کے دورۂ کانپور، لکھنؤ کی کیا تاریخیں طے ہوں گی، مجھے ان سے لکھنؤ میں ملنے سے بڑی خوشی ہوگی اور اچھا ہے کہ وہ ہمارے ماحول کو دیکھیں، لیکن یہ اس پر موقوف ہے کہ میں لکھنؤ میں ہوں۔

مولوی اسحاق صاحب کا ہونا بھی ضروری ہے، آپ کو معلوم ہوا ہوگا، ان کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا، وہ ۲۳/مارچ کو احمد نگر جا رہے ہیں، شاید کچھ ضروری انتظامات کے لئے ان کو ٹھہرنا پڑے، اگر میرا سفر کسی وجہ سے نہ ہوا تو میں فوراً آپ کو اطلاع کروں گا،

میرے جسم کا ریشہ ریشہ آپ کے لئے دعا کرتا ہے۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

ندوہ

۲۱/اپریل ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولوی عبدالکریم پاریکھ زید لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے، میں بھی اپنے عوارض اور بڑھتی ہوئی کمزوری کے ساتھ اچھا ہوں، ادھر عرصہ سے آپ کا کوئی خط نہیں آیا، شاید آپ بھی میرے خط کے انتظار میں ہوں، لیکن کچھ تو میں ادھر بحرانی کیفیت میں رہا، کچھ عزیزی مولوی اسحاق صاحب[1] کا انتظار تھا جو اپنے والد صاحب کے انتقال پر احمد نگر گئے تھے اور آج ہی شب میں واپس ہوئے ہیں۔

جمشید پور کے واقعہ نے دل کو زخمی کر دیا ہے، شاید آپ کو اس کی سنگینی کا حال معلوم ہوا ہو، یہ معلوم کر کے تعجب بھی ہوا اور کوفت بھی کہ بالا صاحب دیورس حادثہ سے چند دن پہلے وہاں موجود تھے، میں نہیں کہہ سکتا کہ حادثہ اور ان کے دورہ اور تقریروں میں کوئی ربط اور رشتہ تھا یا نہیں، اس لئے کہ بغیر تحقیق کے کوئی بات نہیں کہنی چاہئے، مگر لوگوں کے لئے ان دونوں میں جوڑ پیدا کر لینا بہت آسان ہے، اور اس کے قرائن و وجوہ بھی موجود ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی صاحب ضمیر اور ذی شعور انسان اس طرح کے واقعات کو پسند کر سکتا ہے اور اس کا دل اس پر خون کے آنسو نہیں روئے گا، آپ سے ان کے حالات اور خیالات کا جو علم ہوا اس سے تو میں توقع کرتا تھا کہ ان جیسا کوئی پڑھا لکھا اور شریف انسان جہاں جائے گا وہاں اگر فساد ہونے والا بھی ہوگا تو اس کا خطرہ جاتا رہے گا۔

(۱) مولانا اسحاق جلیس ندوی ایڈیٹر ''تعمیر حیات''۔

دنیا کی کوئی حکومت یا کوئی تہذیب اس ظلم و بربریت کے بعد پنپ نہیں سکتی اور "رب العالمین" جو "ارحم الراحمین" بھی ہے، کبھی اس کو مہلت نہیں دے سکتا، یہ وہ نکتہ ہے جس پر دنیا کے تمام مذاہب اور اخلاقی فلسفہ متفق ہیں، آپ اپنے طور پر ان سے ملئے اور ان کے ضمیر کو ٹٹولئے کہ ان کو خود بھی اس واقعہ پر افسوس اور نفرت ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو ان سے بھی پوری ہندو تہذیب اور فلسفہ اور انسانیت کے مستقبل سے بھی مایوسی ہے، میں نے سیوان کی تقریر کا ہندی ترجمہ جس کا عنوان ہے "جب پڑھے لکھے انسان پر ہسٹریا کا دورہ پڑتا ہے" کے نسخوں کی ایک تعداد آپ کے نام بھجوائی، اگر آپ کسی بہانے سے یہ تقریر ان کو پوری سنا سکیں یا وہ آپ کے سامنے پڑھ لیں تو اس کی ضرور کوشش کیجئے، تجربہ ہے کہ بعد میں کوئی پڑھتا وڑھتا نہیں، وعدہ کر لیتے ہیں پھر فرصت نہیں ملتی۔

مولوی اسحاق صاحب[1] سے مشورہ کر کے "پیام انسانیت" کے دوروں کا پروگرام بنائیں گے، افسوس ہے کہ موسم تیز ہوتا جا رہا ہے اور میرا ایک سفر سعودی عرب کا بعض مصالح کی بنا پر ضروری ہے، ورنہ اس وقت کرنے کا کام صرف یہی ہے، آپ میرے اس خط کو غور سے پڑھیں اور اس سلسلے میں جو کچھ کر سکیں کریں اور مجھے روداد لکھیں، دیورس صاحب[2] سے ضرور ملیں اور کھلے دل سے بات کریں، اپنی صحت کی کیفیت سے بھی مطلع کیجئے اور گھر میں بزرگوں کی خدمت میں سلام، اہلیہ صاحبہ اور صاحبزادوں کو سلام و دعا۔

والسلام

آپ کا ابوالحسن علی ندوی

۳۰ر اپریل ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی قدر مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۳ر جمادی الاول ایک سفر سے واپسی پر ملا اور آج پڑھا، آپ نے

(۱) مولانا اسحاق جلیس ندوی ایڈیٹر "تعمیر حیات"۔ (۲) بالا صاحب دیورس سربراہ آر۔ایس۔ایس۔

جن تاثرات وتفکرات کا اظہار کیا ہے ان سے سو فی صدی اتفاق ہے، آپ کا مضمون ''تعمیر حیات'' میں ضرور شائع ہو جائے گا، آپ نے غالباً مولوی اسحاق صاحب کو بھیجا ہے، میرے نام جو خط ہے اس میں آپ نے میرے خط کے پہنچنے کا تذکرہ نہیں کیا لیکن مولوی اسحاق صاحب کہتے تھے کہ ان کے خط میں تذکرہ ہے، آپ نے بہت اچھا کیا کہ آپ نے ہم سب کی نمائندگی کی، تعجب ہے کہ دیشپانڈے صاحب کو ہماری بات یاد رہی، اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے اور آپ سے ہمیشہ قرآن کی ترجمانی اور اسلام کی وکالت کا بہتر سے بہتر طریقہ پر کام لیتا رہے، "ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ" خدا کرے بالا صاحب دیورس یو، پی کا دورہ کر رہے ہوں کیونکہ میں اس زمانہ میں یہیں ہوں، موجودہ پروگرام کے مطابق اس کا امکان ہے۔

اس قوم کا ضمیر جس طرح مفلوج ہے بلکہ ظلم پسند اور متکبر ہو گیا ہے اس سے بہت کم امید ہوتی ہے کہ اس پتھر میں کوئی جونک لگ سکے لیکن پھر بھی کوشش کرنا فرض ہے، میرے خیال میں اس سب کا علاج ''پیام انسانیت'' کی تحریک کو زور شور سے چلانا ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو اس کی توفیق دے کہ عوام تک خود پہنچ کر ان کو ان سنگ دلوں کے نرغہ سے نکالیں، سفر سے آنے کے بعد میری طبیعت خراب ہو گئی، آج پہلا دن ہے کہ میں کچھ بہتر ہوں، اسی حالت میں یہ خط لکھوا رہا ہوں۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

۳ رمئی ۱۹۷۹ء

محبّ عزیز داعی الی اللہ مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب ایدہ اللہ بروح منہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو خط لکھ چکا تھا کہ آپ کا ملفوف مورخہ ۲۷ راپریل پہنچا، مجھے مفصل خط کا انتظار

ہی تھا، پورا خط نہایت ذوق وشوق اور دلچسپی سے پڑھا اور پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے آپ کا اس کام کے لئے انتخاب کیا اور اس کی حکمت القاء فرمائی۔

آپ نے بہت صحیح اور مکمل ترجمانی کی، بہت اچھا کیا کہ آپ نے میری وہ بات من وعن نقل کردی کہ بغیر تحقیق کے ہرگز کوئی بات کہنی نہ چاہئے، اس کا نفسیاتی اثر ان پر ایسا پڑا کہ ان کا دل بات سننے کے لئے آمادہ ہوگیا،[1] انہوں نے اپنا جس طرح دفاع کیا میں اس سے مطمئن نہیں ہوا، انہوں نے براہ راست ہنگامہ کرنے اور قتل وغارتگری کے لئے کچھ نہ کہا ہو، لیکن ان جیسے بااثر لیڈر کے لئے یہ بات ناقابل فہم ہے کہ ان کے جانے سے وہاں فضا بجائے درست ہونے کے خراب ہوجائے اور اس میں فساد کی صلاحیت اور امکان پیدا ہو۔

میں تو اللہ کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ ہم لوگ ''پیام انسانیت'' کے سلسلہ میں جہاں بھی جائیں گے اور ہماری تقریریں ہوں گی وہاں مسلمان تو مسلمان غیر مسلم فساد کے لئے آسانی سے تیار اور مفسدین کے لئے آلہ کار نہیں بن سکیں گے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی دعوت وتلقین میں انسانیت کے احترام کا جز اور انسانی جان ومال کے قدر وقیمت کی اظہار کا حصہ نہیں ہے، صرف احیائیت اور فسطائیت کا رنگ غالب ہے، اس کو جس انداز میں آپ بہتر سمجھیں کسی آئندہ ملاقات میں ان کے گوش گزار ضرور کردیں اور ان دونوں کا فرق واضح کردیں۔

اتنی بات تو شاید وہ بھی تسلیم کرلیں کہ ان کا دورہ فضا کو درست کرنے اور انسانیت کا احترام پیدا کرنے میں ناکام رہا، آپ ان سے برابر رابطہ رکھئے اور کسی وقت ذرا مل کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجئے کہ انہوں نے ہمارے ہندی کے رسائل بالخصوص ''جب پڑھے لکھے آدمی پر ہسٹریا کا دورہ پڑتا ہے'' کا مطالعہ کیا یا نہیں؟

---

(۱) آر، ایس، ایس کے سربراہ بالا صاحب دیورس مراد ہیں جن سے حضرت مولانا علی میاںؒ کے حکم پر مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب نے تفصیلی بات کی اور قرآن کی روشنی میں ''پیام انسانیت'' کی دعوت پیش کی۔

آپ کا یہ مطالعہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ وہ تحریک کا رخ بدلنا چاہتے ہیں، لیکن اس میں مجھے بہت شک ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہوسکیں گے، آپ نے فسادات کا جو کچھ تجزیہ کیا وہ بھی حقیقت پسندانہ ہے، میں بہت خوشی سے ان سے ملاقات کروں گا، جولائی میں ہو یا اگست میں، وسط جون یا آخر جون میں، اس کا تعین ان شاء اللہ ہو جائے گا، کیا عجب کہ مئی کے آخر میں ناگپور آنے یا آپ کو بمبئی بلانے یا بنگلور وغیرہ کے دورے میں شرکت کرنے کی دعوت دی جائے، ابھی اس پر کوئی پروگرام نہ بنائیے گا، میرے یا مولوی اسحاق صاحب کے خط کا انتظار کیجئے گا۔

میں ۱۲/۱۳ مئی کو ان شاء اللہ دہلی رہوں گا ''مجلس مشاورت'' کی عاملہ کا جلسہ ہے، وہیں سے شاید دورہ کا پروگرام بن جائے، آپ کا خط اس سے بھی زیادہ طویل ہوتا تو میں شوق سے پڑھتا، آپ کے خطوط سے میری سوکھی ہوئی کھیتی ہری ہو جاتی ہے اور امید کی کچھ کرن نظر آتی ہے۔

آپ کا خط ہمارے اور رفیقوں نے بھی پڑھا اور خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید صحت وقوت دے۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۴/اکتوبر ۱۹۷۹ء
۱۱/ذی قعدہ ۱۳۹۹ھ

اعز الاخوان مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۶/ذی قعدہ وقت پر مل گیا، اس سے بڑی خوشی ہوئی، آپ کی دہلی کی مساعی اور ان کی ایک حد تک کامیابی کی اطلاع ڈاکٹر صاحب سے ملی تھی، اللہ تعالیٰ آپ

کوان کوششوں کا اجر عطا فرمائے، باقی اس بات کا اچھی طرح تجربہ ہو چکا ہے کہ سیاسی ذہن اور سیاسی تجربہ رکھنے والوں سے دعوتی مزاج والوں کا کوئی جوڑ نہیں وہی بات جو میں نے دہلی میں کہی تھی کہ

'زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم'

خواجہ میر درد کی مسجد کی تقریر میں طبیعت بہت کھلی، ایک وجہ غالباً اس جگہ کی روحانیت تھی، دوسری آپ کی موجودگی، اور ایسا کئی بار تجربہ ہوا، مجھے معلوم نہیں کہ وہ تقریر کسی نے ٹیپ کی یا نہیں۔

غصہ کسی وقت آجانا مستبعد ہے نہ مذموم، اسی لئے قرآن میں "اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظ" ہے "الفاقدین الغیظ" نہیں ہے، آپ اعتدال کی کوشش کرتے رہیں۔

مولوی سعید الرحمٰن صاحب[1] کا وفد بہت اہتمام سے بھیجنے کا ارادہ ہے، آپ کی مطلوبہ چیزیں بھی ان شاء اللہ ساتھ جائیں گی، مکتبہ ضرور لگوائیے گا اور اہتمام کے ساتھ مولوی سعید الرحمٰن صاحب کی ایک تقریر عرب طلباء میں ضرور کرائیے گا، میں نے کچھ چیزیں نوٹ کر کے ان کو دے دی ہیں، ان کو دیکھ لیجئے گا۔

سفیر صاحب کے نام تعارفی خط ان شاء اللہ ٹائپ کر کے مولوی سعید الرحمٰن صاحب کو دے دیا جائے گا وہ آپ کو دے دیں گے۔

آپ ضرور اپنے کو جلد فارغ کرلیں اور ناگپور یا اس کے اطراف میں ایک خانقاہی دعوتی مرکز بنائیں جو تربیت گاہ بھی ہو، ہم بھی کبھی کبھی آیا کریں گے، اب اس کی سخت ضرورت ہے اور کام کی فرصت تھوڑی، ہمارے حجاز کے سفر میں ابھی تذبذب ہے، لیکن امکان ہے، آپ برابر یاد رہیں گے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مولانا ڈاکٹر سعید الرحمان اعظمی ندوی ایڈیٹر "البعث الاسلامی" و مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

۱۰/اکتوبر ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی قدر زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۷/ذی قعدہ کا خط آج ہی صبح مولوی معین اللہ صاحب نے دیا، ہم آپ کو پہلے خط کے جواب میں مفصل خط لکھ چکے ہیں جس میں دہلی کے سفر پر تبصرہ بھی تھا، خدا کرے اب مل گیا ہو، (S.I.M)[1] کے جلسہ میں ہم شرکت سے معذرت کر چکے ہیں، اس وقت سفر کا کوئی سوال نہیں، میں کئی روز سے نقرس کی تکلیف میں مبتلا ہوں، مولوی معین اللہ صاحب گاڑی لے کر آئے ہیں، آج شام کو جا رہا ہوں، حجاز کا سفر بظاہر نہیں ہے۔

''بلٹز'' اس سے پہلے بھی ایک صاحب لائے تھے میں نے دیکھنا بھی پسند نہیں کیا، ایک صاحب نے سوال کیا تھا میں نے ان کو سورۂ حجرات کی آیت "یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآئَکُمْ فَاسِقٌ... الخ" لکھ دی، دارالسلام سے مولوی سعید الرحمٰن صاحب[2] سرفراز احمد[3] اور ڈاکٹر عبدالکریم مصری[4] انشاء اللہ واپس ہو رہے ہیں، امید ہے کہ سفیر صاحب کے نام تعارفی خط ان شاء اللہ مولوی سعید الرحمٰن صاحب لائیں گے، اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

۱۳/نومبر ۱۹۷۹ء

محبّ گرامی منزلت پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۸/ذی الحجہ وقت پر مل گیا تھا، لیکن میں ایک کام میں ایسا مشغول تھا

(۱) (S.I.M.) جماعت اسلامی سے متاثر جوانوں کی تنظیم۔

(۲) مولانا ڈاکٹر سعید الرحمان اعظمی ندوی حال مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء۔

(۳) سرفراز احمد صاحب ایک باصلاحیت نوجوان تھے انگریزی میں اچھی لیاقت رکھتے ہیں۔

(۴) ڈاکٹر عبدالکریم مصری مصطفیٰ ابوسلیمان منصور قاہرہ کے رہنے والے ہیں اور حضرت مولاناؒ کے مجاز ہیں۔

کہ فوراً جواب نہ دے سکا، خدا کرے آپ کو میری اس تاخیر سے کوئی وسوسہ نہ ہوا ہو۔

عزیزی مولوی سعید الرحمٰن اور عزیزی قمر[1] آپ کی تعریف میں رطب اللسان آئے، ان لوگوں کا تاثر یہ تھا کہ اس اجتماع کی کامیابی میں اصل حصہ آپ کے تعاون، حسن انتظام اور مالی ایثار کا ہے اور اگر خاص خاص موقعوں پر آپ کا تعاون اور مدد نہ ہوتی تو بڑی بدنظمی اور بدنامی کا اندیشہ تھا، مولوی سعید الرحمٰن صاحب کی تقریروں کا حال قمر ہی کی زبانی معلوم ہوا، اب آپ کے خط سے مزید تفصیل معلوم ہوئی، افسوس ہے کہ جو کتابیں مجلس کی طرف سے بھیجی گئی تھیں وہ نہیں پہونچیں، آپ نے "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کی بنیاد پر کام کیا لیکن میرا تجربہ ہے کہ جن جماعتوں کی بنیاد سیاست اور جماعتی عصبیت پر ہوتی ہے ان میں شکر گزاری کا جذبہ بہت کم ہوتا ہے، ان کی جو تعریف کی جائے یا جو مدد دی جائے وہ اپنے کو اس کا مستحق اور مدد کرنے والے کا فرض سمجھتے ہیں، اس لئے آپ اپنا تعاون اور حمایت اسی درخت پر مرکوز کر دیں جس کے پھل آپ کھا سکیں یا ملت کو بلا تخصیصِ جماعت ملیں۔

یہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ آر، ایس، ایس کی تحریک کے مرکز میں ایسا اجتماع کیوں منعقد کیا گیا؟ جس سے اس کے فرقہ وارانہ جذبہ اور مسلمانوں سے اندیشہ میں اضافہ ہوا اور وہ دیکھیں کہ ان کی برادری اتنی پھیلی ہوئی ہے، آپ نے S.I.M کے پرانے اور نئے صدر و سکریٹری صاحبان سے جس انداز میں بات کہی وہ بہت مناسب تھی، اب اللہ تعالیٰ آپ کو جلد اس تربیتی مرکز کے قائم کرنے کی توفیق دے جس کو آپ سوچ رہے ہیں، میرے اس تجربہ سے فائدہ اٹھائیے کہ کسی جماعت کو موڑنا آسان نہیں اور اس میں وقت اور وقت کی اضاعت ہی اضاعت ہے۔

میں ۲۰ رنومبر کو ان شاء اللہ حجاز کے لئے روانہ ہوں گا، غالباً ۱۷ ر کو لکھنؤ سے دہلی اور وہاں سے بمبئی کو روانگی ہو، قطعی پروگرام تو دو تین دن میں معلوم ہوگا، آپ بمبئی میں

---

(۱) مولانا سید قمر علی ندوی گونڈوی مرحوم۔

محمد بھائی[1] کے ہاں سے فون سے معلوم کر سکتے ہیں۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۶ر جنوری ۱۹۸۰ء
۲۵ر صفر ۱۴۰۰ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب زید لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے اور تقریب سعید سے بحسن وخوبی فراغت ہوگئی ہوگی، دعوت نامہ آیا تھا، آپ نے پہلے ہی میری طرف سے معذرت قبول کر لی تھی، اگر ارادہ بھی ہوتا تب بھی اس وقت بہت مشکل تھا، تھوڑے وقفے کے ساتھ دو تین مرتبہ پاؤں میں تکلیف ہوئی، اس سے بڑھ کر الیکشن میں ہمارے مسلمان بھائیوں نے جس بے شعوری و بے حمیتی کا مظاہرہ کیا اس سے دل زخمی ہوگیا اور حوصلے پست ہوگئے کہ اس قوم سے کیا امید رکھی جائے؟ آپ اپنا کام جاری رکھیں کچھ امید ہوتی ہے تو اسی دعوتی کوشش، قرآن کی اشاعت سے ورنہ سیاست کا میدان تو بالکل مسدود نظر آتا ہے۔

ابھی عزیزی صدیق نے بتایا کہ وہ ناگپور جا رہے ہیں، اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ چند سطریں لکھوا رہا ہوں اور اپنی ایک نئی تصنیف، ''تزکیہ واحسان یا تصوف وسلوک'' بھیج رہا ہوں، امید ہے کہ پسند کریں گے، سب بزرگوں کو سلام، بچوں کو دعا اور شادی کی مبارکباد۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

(۱) الحاج محمد بھائی، غلام محمد مرحوم مالک بمبئی آندھرا ٹرانسپورٹ جو بمبئی میں میزبان تھے۔

۸/اپریل ۱۹۸۰ء

محبّ گرامی منزلت زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ والد صاحب کی کیفیت مزاج معلوم کروں، مولوی معین اللہ صاحب سے تذکرہ بھی آیا تھا کہ آپ کا خود آ گیا اس سے خوشی ہوئی کہ آپریشن کامیاب ہوا، خدا کرے کوئی مستقل معذوری پیدا نہ ہو جائے اور بے تکلف چل پھر سکیں، یہ آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ محمد بھائی کے ہاں گئے تھے اور آپ روانگی کے وقت بمبئی میں موجود تھے، میں دیوبند کے جلسے کی وجہ سے عجلت کے ساتھ بمبئی سے روانہ ہوا، حالانکہ ایک مصلحت سے دہلی میں ایک دن ٹھہرا رہا اور تاخیر سے اجلاس میں شریک ہوا، انہیں حالات کا اثر تھا کہ تقریر میں ایک خاص زور اور روح پیدا ہوگئی اور لوگوں نے محسوس کیا اگر یہ تقریر نہ ہوتی تو ایک بڑا خلا رہتا۔

معلوم ہوا تھا کہ آپ لکھنؤ ہوکر دیوبند جائیں گے، اب نہ آنے کی وجہ معلوم ہوئی، آپ نے بہت اچھا کیا کہ والد صاحب کی خوشی کو سفر پر ترجیح دی، یہی وقت امتحان کا ہوتا ہے، الحمدللہ کہ آپ نے وقت کا اور دین کا تقاضا پورا کیا، اب حالات ایسے ہیں کہ آپ کی پوری توجہ کی ضرورت ہے، ورنہ یہ ملک سنبھالا نہ جا سکے گا اور مسلمانوں کا کوئی مقام نہ رہے گا، مولوی اسحاق جلیس صاحب مرحوم کی یاد دل میں چٹکی لیتی رہتی ہے، قاضی عدیل عباسی صاحب[1] بھی داغ مفارقت دے گئے، اب آپ جلد سے جلد اپنے کو فارغ کرنے کی کوشش کریں اور میں ''پیام انسانیت'' کا کام بالکل آپ کے حوالہ کروں، آپ سے ملنے کی خواہش بھی ہے اور ضرورت بھی، خدا کرے جلد ملاقات ہو جائے، والد صاحب کی خدمت میں سلام اور صحت پر مبارکباد، بھائی عبدالغفور کو بھی سلام۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

(۱) قاضی عدیل عباسی مرحوم بانی دینی تعلیمی کونسل، ان کی سوانح حیات ''تحریر بے عدیل'' کے نام سے ان کے بھانجہ ڈاکٹر مسعود الحسن عثمانی کے قلم سے نکلی ہے۔

۱۶؍مئی ۱۹۸۰ء

محبّ گرامی داعی الی اللہ پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۵؍مئی کا مکتوب عزیز پیش نظر ہے، علی گڑھ اور دہلی کے دورے میں آپ کے نہ ہونے کا افسوس رہا۔

جامعہ ملیہ کی مسجد میں بڑا اچھا جلسہ ہوا، جاتے ہوئے سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس عنوان پر تقریر کروں؟ پہنچنے تک آپ کی بار بار کی پڑھی ہوئی آیت "فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْ بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ" (۱۱۔ ہود آیت، ۱۱۶) یاد آئی اور پوری تقریر اسی پر کی، غالباً پورے دورہ کی سب سے بہتر تقریر تھی، آپ بار بار یاد آتے رہے کہ آپ ہی کے ذریعہ اس مضمون کی طرف ذہن منتقل ہوا۔

آپ کے سفروں اور تقریروں کا حال معلوم ہوا، اب آپ سے ملنے کو بہت جی چاہتا ہے، ۲۷؍مئی کو بمبئی لوناولہ[1] کا پروگرام بن رہا ہے، امید ہے کہ آپ سے ملاقات ہوجائے گی، اب آپ اپنے کو جلد فارغ کرنے کی کوشش کریں، وقت گزرتا چلا جارہا ہے زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کہیں، حسرت نہ رہ جائے، والد صاحب کی خدمت میں اور جناب عبدالغفور صاحب کو سلام۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۳۰؍جون ۱۹۸۰ء

محبّ گرامی قدر زادہ اللہ قوتکم و توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مولوی معین اللہ صاحب کے نام دیکھا، ممکن ہے وہ تفصیل سے جواب دیں، میں آپ کا جوابی انلینڈ استعمال کررہا ہوں۔

---

(۱) لوناولہ بمبئی اور پونا کے درمیان خوشنما منظر کا حامل پہاڑی مقام ہے یہاں کا قیام صحت کے لئے مفید ہوتا ہے۔

کالپی[1] کے اسٹیشن پر حادثہ کی اطلاع ملی، اللہ کی قدرت نظر آئی، اور قرآن مجید جو کہ مجھ سے زیادہ آپ کو مستحضر ہوتا ہے، اس کی تفسیر سامنے آئی، اللہ اس واقعہ کو باعث خیر بنائے۔

والد ماجد کے چوٹ آجانے پر افسوس وتشویش پیدا ہوئی، اللہ جلد اس کے اثرات دور فرمادے، آپ کے لئے اللہ تعالیٰ خدمت والدین کے مواقع پیدا فرماتا رہتا ہے جو معتدل حالات میں ممکن نہیں، آپ یہاں تشریف لانے میں عجلت نہ کریں، جب حالات اجازت دیں تشریف لائیں، رمضان بھر کہیں جانے کا ارادہ نہیں ہے، والدین ماجدین اور صاحبزادوں کی خدمت میں سلام۔

والسلام
ابوالحسن علی

۲۰/اگست ۱۹۸۰ء
۴/شوال ۱۴۰۰ھ

محبّ گرامی منزلت پاریکھ صاحب زید لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۵/رمضان ایسے وقت ملا کہ رمضان کے آخری انفاس گزر رہے تھے، عید کے دوسرے دن پڑھنے کی نوبت آئی، ڈاکٹر صاحب بھی یہاں سے روانہ ہو چکے ہیں، ۲۲/رمضان کو تکیہ واپسی ہوئی، لیکن اب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے یہ مہلت مسجد میں اعتکاف کرنے اور جمعہ اور عید کی نماز ادا کرنے کے لئے دی تھی۔

عید کی شام ہی سے پھر پانی بڑھنا شروع ہوا اور آج جمعہ کے دن پانی پھر قیام گاہ سے آکر لگ گیا ہے اور شاید کل تک نقل مکان کی نوبت آئے، مہمان رخصت ہو چکے ہیں، مولوی معین اللہ صاحب کل ملنے اور مجھے لینے آئے تھے، وہ بھی یہیں رک گئے ہیں، دیکھئے

(۱) کالپی جھانسی اور کانپور کے درمیان اسٹیشن ہے جہاں ٹرین رکتی ہے اور گلولی وجالون کے اہل تعلق سے ملنے کا مقام ہے۔

کب تک اس ''احصار'' کی شکل رہتی ہے۔[۱]

آپ بستی ضرور جائیے وہ اپنی ہی جگہ ہے، خاص طور پر قاضی صاحب مرحوم[۲] کے انتقال کے بعد اس کی تقویت کی ضرورت ہے۔

تصور غیر اختیاری میں کوئی حرج نہیں، ''کانی وراء ساقه'' خود ارادہ نہ کیا جائے، ۲۰ رشوال کو انڈونیشیا اور ۲۶ رشوال کو مدینہ طیبہ جانا تھا، دونوں جگہ کے دعوت نامے اور سفر کے انتظامات تقریباً مکمل ہیں، لیکن اب کوئی پختہ خبر بھی یقینی نہیں رہی۔

۹ رشوال کو سہارنپور جانا تھا، وہ سفر بھی ملتوی کیا جارہا ہے، ''عرفت ربی بفسخ العزائم'' البتہ آپ سے ملنے کا اشتیاق بدستور بلکہ زائد ہے اور آپ کے لئے (بشرطیکہ صحت اجازت دے) کوئی پابندی نہیں۔

امید ہے کہ ڈاکٹر قمر الدین صاحب[۳] سے اس خط کے پہنچنے سے پہلے ملاقات ہوگئی ہوگی اور یہاں کے حالات معلوم ہوئے ہوں گے، آپ نے اپنے اندر جو تبدیلیاں لکھی ہیں وہ محض اللہ کا فضل ہے۔

''خواجہ خود روش بندہ پروری داند''

اور ''لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ'' کی تفسیر۔

آپ کا بھیجا ہوا کپڑوں کا ہدیہ پہنچا، بڑے شوق سے ان شاء اللہ کپڑے سلوائے جائیں گے اور پہنے جائیں گے، آپ کا خط مولوی معین اللہ کو پڑھنے کے لئے دیتا ہوں، عزیزی عبد القیوم[۴] اور ان کے سب بھائی بہنوں کو بہت بہت دعائیں۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مسجد کے متصل دریائے سی میں سیلاب آگیا تھا، اس کا ذکر ہے۔

(۲) قاضی محمد عدیل عباسی مرحوم جو سیاسی وملی قائد تھے۔

(۳) ڈاکٹر سید قمر الدین صاحب (اورنگ آباد مہاراشٹر) مجاز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔

(۴) بھائی عبد القیوم فرزند مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب۔

۶/اکتوبر ۱۹۸۰ء

۲۵/ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے، یہاں سے جانے کے بعد آپ کا کوئی خط نہیں آیا، غالباً بمبئی میں مولوی معین اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی ہوگی اور سب حالات معلوم ہوگئے ہوں گے، افسوس ہے کہ آج کل کے حالات میں جب آپ کے تعاون اور قرب کی سخت ضرورت تھی، آپ واپسی پر مجبور ہوئے اور آپ اس وقت ہم سے دور ہیں، ۲۷، ۲۸/ اکتوبر کے کنونشن [1] کا فیصلہ سخت ضرورت کے احساس نے کرایا، نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، لیکن یہ ہمارا کم سے کم فرض ہے، اس کو ہر قیمت پر کامیاب ہونا چاہئے، آپ اس کی ذمہ داری میں مجھ سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں، اس کی کامیابی کا بہت بڑا انحصار اس پر ہے کہ سنجیدہ، مخلص اور غیر سیاسی صالح عناصر مسلم وغیر مسلم اس میں بڑی سے بڑی تعداد میں شریک ہوں، اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ جلد سے جلد ضلع ناگپور، وردھا، پونا اور احمد نگر کا دورہ کرلیں، اور لوگوں سے مل کر خود ان کو آمادہ کریں، میں ایک معقول تعداد میں آپ کے پاس تینوں زبانوں کے دعوت نامے بھجوا رہا ہوں، ان کو فوراً صحیح جگہوں پر بھجوادیں، حتی الامکان لوگ اپنے خرچ پر آئیں، لیکن جن کا آنا بہت ضروری ہو اور ان کو مصارف سفر دینا ضروری ہو تو اس پر بھی غور کیا جاسکتا ہے، بہر حال اس سلسلہ میں جتنا بھی وقت ہے اس میں محنت ضرور کرلینی چاہئے۔

مدعوئین کی مفصل فہرست بھی بھجوادیجئے، تاکہ ان کو یہاں سے بھی دعوت نامے بھیجے جاسکیں، آپ تین چار دن پہلے آجائیں تاکہ کاموں میں ہاتھ بٹاسکیں، بچوں کو سلام ودعا،

(۱) ''پیام انسانیت'' کا کنونشن مراد ہے۔

خاص طور پر بھائی عبدالغفور اور عبدالقیوم کو۔ (۱)

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

مکۃ المکرّمہ

۸/اگست ۱۹۸۰ء

۲۷/ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

محبی فی اللہ داعی الی اللہ الحاج عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ سے دہلی میں تو ملاقات نہیں ہوسکی اور اس سے فکر پیدا ہوئی کہ آپ کیوں نہیں آسکے؟ لیکن آپ کے اس خط نے جو ڈاکٹر قمر الدین صاحب کے ذریعہ آیا اس کی تلافی کر دی، ڈاکٹر قمر الدین صاحب سے کچھ زبانی بھی حالات معلوم ہوئے اور خط سے پوری تفصیل معلوم ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت بڑا کام لیا (۲) اور مسلمانوں کے جان و

(۱) عبدالغفور پاریکھ صاحب وعبدالقیوم پاریکھ صاحب فرزندان مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب۔

(۲) خواجہ احمد عباس نے تقسیم ملک سے پہلے ''۱۲ر بجے'' اس عنوان سے سکھوں کے بارے میں ایک مضمون لکھا تھا جس کی اشاعت سے سکھوں کے جذبات بھڑکنے کا اندیشہ تھا، اس لئے اس کی اشاعت پر پابندی تھی، مگر پنجاب میں ''آپریشن بلیو اسٹار'' کے بعد سکھ قوم اندرا جی اور کانگریس حکومت سے سخت ناراض تھی اس لئے حکومت کی طرف سے سکھوں کی توجہ ہٹانے کے لئے اندرا جی نے جو ترکیبیں اختیار کیں اس میں ایک ترکیب یہ کی تھی کہ ''ساریکا'' نام کے ہندی پرچہ میں ''۱۲ر بجے'' والا مضمون چھپوا دیا، اس مضمون کو پڑھ کر ملک کے بڑے بڑے شہروں میں سکھ قوم ہتھیار لے کر مسلمانون کے خلاف سڑکوں پر آگئی، ناگپور میں بھی سکھ بڑی تعداد میں ہتھیار بند ہوکر سڑک پر آگئے، قریب تھا کہ ان کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام ہو اور خوب تباہی مچے، مگر عین اس نازک وقت میں مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب مدظلہ باہر نکلے اور اس مجمع کے ذمہ داروں سے رابطہ قائم کر کے بپھرے ہوئے مجمع کے سامنے حکمت و دانشمندی سے بھرپور ایک تقریر فرمائی، مسلمانوں اور سکھوں کے پرانے تعلقات یاد دلائے۔ اس کے بعد یہ مجمع مطمئن ہوکر اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گیا اور الحمد للہ اہل ایمان ہر طرح کے جانی و مالی نقصان سے محفوظ رہے۔

مال، عزت وآبروریزی کی حفاظت کا سامان کیا "ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ" اگر یہی عمل قبول ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ قبول ہوا ہوگا تو نجات و مغفرت کے لئے کافی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کو بڑی بصیرت وہمت عطا فرمائی اور بڑی رہنمائی کی، اگر ذرا سی چوک ہوگئی ہوتی تو معلوم نہیں کیا ہوجاتا، ہزاروں نوافل اس پر قربان، ایک مسلمان کی جان بھی بڑی چیز ہے چہ جائیکہ ہزاروں لاکھوں مسلمان، میں نے حضرت شیخ الحدیث صاحب [1] سے بھی اس کا ذکر کیا تاکہ وہ بھی خوش ہوں اور دعا فرمائیں۔

میاں عبدالرؤف [2] اور ان کی اہلیہ مدینہ طیبہ چلے گئے، ابھی ان سے ملاقات نہیں ہوئی، ان شاء اللہ آنے پر ان دونوں کو اور ڈاکٹر صاحب اور ان کے گھر والوں کو مولوی عبد اللہ صاحب [3] کے یہاں مدعو کرنے کا ارادہ ہے، اتفاق کی بات ہے کہ جب میں مدینہ طیبہ میں تھا تو وہ نہیں پہنچے تھے اور جبکہ مکۃ المکرّمہ آیا تو وہ مدینہ طیبہ میں تھے، ڈاکٹر صاحب سے البتہ روزانہ ملاقات ہوتی ہے اور حرم شریف میں اکثر ساتھ وقت گزرتا ہے، کاش کہ آپ بھی ہوتے لطف دوبالا ہوجاتا، جو مسئلہ آجکل چل رہا ہے اس کی طرف متوجہ رہیے اور اس کے نشیب وفراز کا مطالعہ کرتے رہئے، یہاں کئی ذمہ داروں سے اس سلسلہ میں گفتگو ہوئی، ان شاء اللہ ہندوستان پہنچ کر اس پر تبادلہ خیال ہوگا، اس وقت اپنے کو ذمہ دار سمجھئے، دہلی میں جن صاحب نے آپ کو بلایا تھا ان سے مل لیتے تو اچھا تھا، ان سے رابطہ رکھنا چاہئے تھا، والدین ماجدین اور صاحبزادوں کو سلام، گھر میں سلام ودعا کہئے۔

آپ کا
ابوالحسن علی

---

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ (وفات ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء)۔

(۲) میاں عبدالرؤف پاریکھ مرحوم فرزند مولانا عبدالکریم پاریکھ مرحوم۔

(۳) مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

۳۰؍جنوری ۱۹۸۱ء

صدیقی الحبیب الداعی الی اللہ پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب سے لکھنؤ پہنچا اور معلوم ہوا کہ آپ نہیں آسکے، اسی وقت سے فکر تھی اور آپ کی صحت کا حال معلوم کرنا چاہتا تھا، ڈاک بہت زیادہ جمع ہوگئی تھی، مولوی معین اللہ صاحب سے کہہ دیا تھا کہ آپ خط لکھ کر خیریت معلوم کرلیں، پھر دل نہ مانا، ''رائے بریلی'' پہنچ کر دریافت خیریت کا تار دیا، اس میں یہ بھی ذکر کردیا کہ شروع فروری میں میرا باہر کا سفر ہے۔

اس سفر سے پہلے آپ سے ملنے کا تقاضہ تھا کہ ''پیام انسانیت'' کے سلسلہ میں آپ سے کچھ باتیں کرلوں مگر اب امید نہیں معلوم ہوتی کہ آپ سے سفر سے پہلے ملاقات ہوسکے گی، تین فروری کو بظاہر ان شاء اللہ لکھنؤ سے روانگی ہے، اس وقت تک شاید خط ہی پہنچے۔

''پیام انسانیت'' کے علاوہ ایک آدھ اور ذمہ داریاں آپ کے سپرد کرنی تھیں جن کے لئے دل میں تقاضہ پیدا ہورہا ہے، اس سفر میں آپ سے تعلق میں اور اضافہ ہی ہوا، اب طبیعت پر تقاضہ ہے کہ مرکز کا قیام جلد ہوجائے۔

''پیام انسانیت'' کا کام جتنا بھی پھیلے آپ رہنمائی کے ساتھ اس کی ہمت افزائی کرتے رہئے، مارچ میں واپسی کے بعد دیکھیں گے، اگر بمبئی سے ناگپور آنا ہوجائے تو زیادہ آسان ہوگا۔

بمبئی میں ''جماعت اسلامی'' کے طلباء کے سامنے ایک تقریر ہوئی تھی، اس موقع پر آپ بہت یاد آئے، اس میں بہت سی حقیقتیں منضبط طریقہ پر پیش کرنے کی توفیق ہوئی، کیسیٹ موجود ہے ان شاء اللہ قلمبند ہوجائے گی۔

آپ اجتماع میں شرکت کرسکتے ہیں بشرطیکہ پورے خلوص کے ساتھ اپنی باتیں واضح طریقے پر کہہ سکیں اور آپ کی شرکت سے یہ تاثر نہ دیا جائے کہ آپ جماعت میں شریک ہوگئے ہیں یا آپ کو کلی اتفاق ہے، میری اور مولانا منظور صاحب[1] کی شرکت کو بھی بہت شہرت دی

(۱) حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔

جارہی ہے، حالانکہ نہ ہم نے ارادہ کیا اور نہ وعدہ، ایک ایسی با اصول جماعت کی طرف سے ایسی غیر ذمہ دارانہ بات سمجھ میں نہیں آتی، کئی خط آچکے ہیں کہ معلوم ہوا کہ تم شرکت کررہے ہو، میں تو اس وقت ہندوستان ہی میں نہیں ہوں، نہ میری شرکت کا ہی سوال ہے۔

نتائج اور اثرات پر پورا غور کر کے شرکت کا فیصلہ کیجئے اور اگر جائیں تو حقیقت دین کو بہت قوت وضاحت کے ساتھ بیان کریں۔

صاحب زادوں کو نام بہ نام سلام ودعا کہئے، ان شاء اللہ ان کے لئے حرمین میں اجتماعی وانفرادی طریقہ پر دعا کروں گا۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

از۔رائے بریلی

۱۱/مارچ ۱۹۸۱ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولوی عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ ہر طرح بخیریت ہوں، میں ۴/مارچ کو بمبئی پہنچا اور ۵/مارچ کو عصر کے وقت وہاں سے دہلی کے لئے روانہ ہوگیا، سفر کا تکان اور لوگوں کی آمد ورفت کہ آپ سے ٹیلیفون پر رابطہ نہ قائم کرسکا، دہلی ایک رات ٹھہر کر ۶/مارچ جمعہ کو لکھنؤ آگیا، آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا، لیکن مولوی معین اللہ صاحب نے بتایا کہ والد صاحب اور بعض عزیزوں کی طبیعت خراب ہے اور آپ ان کی وجہ سے متفکر اور مصروف ہیں، اسی وجہ سے یہ خط لکھا ہے کہ خیریت اور کیفیت واحوال سے مطلع کریں، ۱۱، ۱۲/اپریل کو ''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' کے جلسہ میں شرکت کے لئے جو حیدرآباد میں ہوگا، جانے کا قصد ہے، اگر ایسا ہوا تو ان شاء اللہ ناگپور کے اسٹیشن پر ملاقات ہوگی، اس سے پہلے یا اس کے بعد اگر آپ کو ادھر

آنے کا موقعہ مل سکے، تو بہت خوشی ہوگی اور ضروری باتیں ہوجائیں گی، ''پیام انسانیت'' کے کام کا پروگرام آپ کی ملاقات اور گفتگو پر منحصر ہے اس میں زیادہ تعویق نہیں ہونی چاہئے، ویسے بھی آپ کی ملاقات الحمد للہ دینی و دعوتی لحاظ سے مفید ہی ہوتی ہے، والد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام اور مزاج پرسی، بھائی عبد الغفور اور ان کے سب بھائیوں کو سلام و دعا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۱۴/مارچ ۱۹۸۱ء

محبّ گرامی منزلت زیدت مآثرہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں آپ کو ایک کارڈ لکھا ہے، لکھنؤ گیا تو آپ کا ۲۹/ربیع الثانی کا لکھا ہوا لفافہ ملا، بمبئی میں اتنا مختصر اور مصروف قیام رہا کہ آپ سے کوئی ٹیلیفونی رابطہ بھی نہ قائم کر سکا، لکھنؤ آکر والد صاحب کی علالت کا علم ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو صحت اور آپ کو اطمینان عطا فرمائے۔

اب اس عدم ملاقات کی تلافی اس طرح کرنے کا ارادہ ہے کہ ۱۱، ۱۲/اپریل کو حیدر آباد میں ہونے والے ''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' کے جلسہ میں شرکت کے لئے دو دن پہلے روانہ ہونے کا ارادہ ہے تاکہ کم سے کم ۲۴/گھنٹے آپ کے پاس ناگپور میں گزارے جاسکیں، سفر کا پروگرام تو مولوی معین اللہ یا مولانا برہان الدین صاحب[1] آپ کو لکھیں گے، آپ ٹیلیفون پر معلوم کر سکتے ہیں، اس کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ ناگپور سے حیدر آباد کے لئے چار آدمیوں کا ایسی گاڑی سے رزرویشن کرانا ہے جو ۱۰/کو شب میں یا ۱۱/کو صبح حیدر آباد پہنچادے، آپ بھی ساتھ ہوں اور تو اچھا ہے تاکہ راستے میں باتیں ہوسکیں، ''پیام انسانیت'' کے لئے

(۱) مولانا محمد برہان الدین سنبھلی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ و رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

آپ کے مشورہ سے پروگرام بنانا ہے اور کم سے کم ایک دورہ جلد کرنا ہے، اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قبولیت لوگوں کے دلوں میں پیدا کردی، خط کے مندرجات پر ان شاء اللہ زبانی گفتگو ہوگی، کتاب جس کا ایک ٹکڑا ''الرائد'' میں شائع ہوا ہے، اپنے ساتھ لاؤں گا، اللہ تعالیٰ خیر وعافیت کے ساتھ ملائے، بھائی عبدالغفور اور ان کے بھائیوں سے دعا کہئے۔

والسلام
مخلص ابوالحسن علی

۲۶/مارچ ۱۹۸۱ء

محبّ گرامی منزلت زادہ اللّٰہ توفیقاً و قولاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ۱۷/مارچ اور ۲۰/مارچ کے عنایت نامے یہ معلوم کرکے قدرے اطمینان ہوا کہ والد صاحب ومحترمہ اہلیہ صاحبہ اب روبصحت ہیں، اس وقت والد صاحب کی خدمت اور ان کا قرب آپ کے لئے سعادت عظمیٰ ہے، میرا بھی بہت سلام پہنچائیے اور مزاج پرسی کیجئے، آپ سے ملنے کا اشتیاق ہے اور اس کی خوشی ہورہی تھی کہ حیدرآباد جاتے ہوئے ۲۴/ گھنٹے ناگپور میں ٹھہرنا ہوگا۔

آپ سے بعض باتیں زبانی کرنی تھیں اور بعض اہم کام سپرد کرنے تھے لیکن اچانک حیدرآباد کا ایک وفد رائے بریلی پہنچا اور اس نے وثوق سے کہا کہ ''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' کے اجلاس کی تاریخیں تبدیل ہوگئی ہیں اور ۲، ۳/مئی تاریخ مقرر ہوئی ہے جس سے سفر کا سارا نظام درہم برہم ہوگیا، ابھی تک اس ترمیم کی براہ راست اطلاع نہیں، شاید آج کل میں مولانا منت اللہ صاحب[1] کا کوئی خط آئے اور اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو سفر شروع مئی میں

(۱) مولانا سید منت اللہ رحمانی ناظم جامعہ رحمانی وسجادہ نشین خانقاہ رحمانی مونگیر صاحبزادہ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ بانی ندوۃ العلماء، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری تھے۔

ہوگا، اور اس وقت ان شاء اللہ ناگپور کا پروگرام بھی ہو جائے گا، یہاں ۱۷، ۱۸، ۱۹/اپریل کو ''ادب اسلامی'' پر ایک سیمینار ہو رہا ہے، باہر کے عرب فضلا وادباء کی آمد متوقع ہے، اگر حالات اجازت دیں اور والد صاحب پر کوئی اثر نہ پڑے تو آپ شرکت کی کوشش کریں، جو باتیں آپ سے زبانی کہنے کی تھیں وہ بھی زبانی ہو جائیں گی اور ''پیام انسانیت'' کا پروگرام بھی بن جائے گا، اللہ تعالیٰ باحسن وجوہ ملاقات میسر فرمائے، تھوڑے تھوڑے وقفہ پر ہمارا آپ کا ملنا اب ضروری ہو گیا ہے، میں تقریباً مسلسل نقرس کی تکلیف میں مبتلا ہوں، معمولی نقل وحرکت میں بھی تکلیف ہوتی ہے، عزیزان گرامی عبد الغفور، عبد الرؤوف، عبد القیوم، عبد المجید صاحبان اور بہوؤں کو سلام ودعا کہیے۔ (۱)

والسلام

دعا گو

ابو الحسن علی ندوی

۲۷/مارچ ۱۹۸۱ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ پاریکھ صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً و تائیداً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ہی پرسوں آپ کو ایک خط لکھا ہے، کل مولانا نظام الدین صاحب ''ناظم امارت شرعیہ'' (۲) بہار سے ٹیلی فون پر گفتگو سے معلوم ہوا کہ اجلاس ''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' حیدر آباد کی تاریخیں بدل گئی ہیں، اب ۲، ۳/مئی کو اجلاس ہوگا اس لئے جس شاخ پر پورے سفر کے نظام کا آشیانہ تھا وہ شاخ ہی نہ رہی، اب اپریل کے پہلے ہفتے کا سفر ناگپور ملتوی ہو گیا آپ کو اس سے ضرور تکلیف ہوگی لیکن مجبوری ہے کہ ان حضرات نے ہم لوگوں سے مشورہ

---

(۱) یہ چاروں حضرات مولانا عبد الکریم پاریکھ کے فرزند ہیں۔

(۲) مولانا سید نظام الدین جو بعد میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری اور امارت شرعیہ بہار کے امیر شریعت ہوئے۔

کئے بغیر کن وجوہ کی بنا پر تاریخیں تبدیل کردیں، اب اگر حالات اجازت دیں اور والد صاحب اور اہلیہ صاحبہ کی طبیعت کی کیفیت اطمینان بخش ہوتو آپ سیمینار کے موقع پر ۲، ۴ روز کے لئے آجائیں، طبیعت میں ایک بات کا تقاضا ہے جو آپ کے لئے موجب ترقی اور میرے لئے موجب اطمینان ومسرت ہے اس کا ذکر بھی ان شاء اللہ زبانی کروں گا، لیکن اس میں والد صاحب کی رضامندی وانشراح ضروری ہے اگر ذرا بھی وہ آپ کی موجودگی کو ضروری سمجھیں تو وہیں رہنا افضل ہے، اللہ تعالیٰ جو خیر ہو وہ مقدر فرمائے، ناگپور کا ایک سفر ان شاء اللہ کسی موقع سے ضرور ہوگا، مئی کا پورا مہینہ جنوبی ہند کے لئے مخصوص ہوگیا ہے، آپ کے آنے پر نظام بنالیا جائے گا، اللہ خیریت سے رکھے، والد صاحب کو سلام۔

دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

۹/اپریل ۱۹۸۱ء

محبّ گرامی منزلت پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ایک اپریل کا لکھا ہوا خط ملا، افسوس ہے کہ ''پرسنل لاء بورڈ'' والوں نے اچانک تاریخیں تبدیل کردیں اور دیر میں اطلاع ہوئی، ناگپور جلد آنے کا موقع نکل گیا، آپ سے بہت ضروری باتیں کرنی تھیں۔

حالات اتنی تیزی سے تبدیل ہورہے ہیں اور بعض محاذوں پر بڑی احتیاط سے جلد کام شروع کرنے کی ضرورت ہے، اس میں ہم لوگوں کی نظر میں آپ ہی مفید ہوسکتے ہیں۔

آپ مقامی اور چھوٹی چھوٹی تحریکوں میں اپنے کو پوری طرح شامل نہ کریں تو اچھا ہے، آپ کو اپنی بات پوری کہنے کا موقع ملے تو صدارت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لکھنؤ میں ملاقات بھی ہوجائے گی، ۱۷/ رہی سے ہم لوگوں کا سیمینار شروع ہورہا ہے،

اللہ تعالیٰ والد صاحب کو جلد صحت وقوت دے، میرا دوبارہ فرزندانہ اور خوردانہ سلام پہنچائیں اور میرے لئے دعا کی درخواست کریں۔

والسلام
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۱۵/اپریل ۱۹۸۱ء

۲/جمادی الآخرۃ ۱۴۰۱ھ

محبّ گرامی زید لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۷/اپریل جو اصلاً بشارت نامہ تھا پہنچا، اور اس نے ایک نئی طاقت اور امنگ پیدا کردی، اب پوری تفصیل سے آپ سے سننے کا اشتیاق ہے، اگر والد صاحب کی صحت اجازت دے اور وہ خود بھی خوشی سے اجازت دیں تو آپ اپنے ارادے کے مطابق ۱۶/کو ضرور آئیں، ان شاء اللہ یہاں پورے مسئلے کا جائزہ لیا جائے گا اور آئندہ کس طرح کرنا ہے، اس پر گفتگو ہوجائے گی، آپ سے اور بھی کام ہیں۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۶/جون ۱۹۸۱ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تین یا چار دن ہوئے کہ میں نے آپ کو رائے بریلی سے خط لکھا، امید ہے کہ اس وقت تک پہنچ بھی گیا ہوگا، میں نے اس میں اپنے سفر کے تاثرات لکھے تھے اور آپ کے

لئے دعائیں دی تھیں، ''سیلم'' میں آپ کی تقریر الحمدللہ بہت مناسب حال اور مؤثر تھی، میں نے آپ کو اس خط میں لکھا تھا کہ ان پچاس کتابوں میں دس کتابیں اگر ممکن ہو تو آپ خود جاکر ''ٹرن ویلی'' میں رفاعی صاحب[۱] کو پہنچا دیں جن سے میں نے ان کتابوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، اس بہانے سے آپ اس مقام کا بھی ایک چکر لگالیں گے جہاں اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور آپ کو وہ شرف بخشا تھا جس کی اولیاء اللہ تمنا فرماتے ہیں[۲]

مجھے آپ کے جانے ہی سے اطمینان ہوگا، چاہے یہ سفر ہوائی ہو، مجلس ذکر میں آپ کی شرکت بہت مناسب رہی اور لوگوں کو صحیح رہنمائی ملی، ''پیام انسانیت'' کے متعلق بھی آپ نے جو رہنمائی کی وہ صحیح ہے، میں نے رفاعی صاحب اور میر جعفر علی صاحب کو خط لکھا ہے، میرا انڈونیشیا کا سفر فی الحال ملتوی ہوگیا ہے، اب ان شاء اللہ رمضان المبارک تک قیام رائے بریلی رہے گا، غالباً یہ خط آپ کو میسور کے ''تربیتی کیمپ'' سے واپسی پر ملے، دونوں خطوں کا جواب ضرور دیجئے گا، آپ کے خط اگر جلد جلد آتے رہیں تو بڑا اطمینان ہوگا، آپ جہاں جہاں کتابوں کا دینا مناسب سمجھیں پانچ پانچ دینے میں کوئی حرج نہیں، والد صاحب مدظلہ، اور عزیزان گرامی کی خدمت میں بہت بہت سلام اور دعا، نثار[۳] کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

---

(۱) رفاعی صاحب سے مشہور تو مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی بنگلور ہیں یہاں ایک دوسرے رفاعی صاحب مراد ہیں۔

(۲) قارئین کو سمجھنے میں آسانی کے لئے ہم اس واقعہ کی طرف مختصر اشارہ دیتے ہیں کہ ''میناکشی پورم'' نام کے گاؤں کی پوری آبادی نے اسلام قبول کیا تھا، حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ وہاں تشریف لے گئے تھے اور ایک رات قیام فرمایا تھا ساتھ میں حضرت مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب بھی تھے۔ (مرتب)۔

(۳) مولانا نثار الحق ندوی مرحوم سابق استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء

۳؍جولائی ۱۹۸۱ء

۵؍رمضان ۱۴۰۱ھ

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مفصل خط جو آپ نے اپنے سفر سے واپسی پر دستی بھیجا تھا اور اس کے ساتھ کئی کاغذ منسلک تھے، وقت پر پہنچ گیا تھا، میں اسی وقت علی گڑھ سے آیا تھا اور میرے بائیں شانہ میں سخت درد تھا جس کا اثر کئی روز رہا پھر رمضان شریف شروع ہوگئے، آپ کو فوری طور پر جواب نہ دے سکا، اب رمضان میں ہی ڈاک کے لئے تھوڑا سا وقت نکال کر ضروری خطوط کے جواب لکھوا رہا ہوں، آپ کے اس مفصل خط کا اشارات میں جواب دے سکوں گا، موضوع ملاقات اور زبانی گفتگو ہی کا ہے، دیکھئے اس کا کب موقع ملتا ہے؟

۱۔ ابراہیم خلیل اللہ صاحب کا ذریعہ بہت مناسب رہا، وہ ذمہ دار آدمی ہیں، انشاء اللہ امانت صحیح طور پر پہنچادی ہوگی، اس بارے میں کسی تشویش کی ضرورت نہیں، وہ آپ کی پوری نیابت کریں گے۔

۲۔ آپ نے حفظ ماتقدم کے طور پر جو انتظام کیا وہ بہت مناسب تھا، اخباروں میں مکوانا صاحب کے دورہ کی جو رپورٹ آئی ہے اور خود ان کا جو بیان انگریزی، اردو اخبارات میں شائع ہوا ہے وہ برا نہیں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی فضا میں ان کی گفتگو ہوئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس انتظام کے لئے بروقت جنوب میں بھیج دیا، آپ کی احتیاطیں اور ہدایتیں سب معقول اور ضروری ہیں۔

۳۔ سری رنگا پٹنم [1] میں آپ کی تقریریں، گفتگوئیں اور اس سے بڑھ کر آپ کا قیام یقیناً مفید رہا ہوگا اس کا اطمینان ہے۔

---

(۱) سری رنگا پٹنم سلطان ٹیپو شہید کا مرکز و دارالحکومت تھا اور وہی ان کا مشہد ہے، یہاں بعد میں ضیاء اللہ شریف صاحب نے سلطان شہید کی یادگار میں دارالامور برائے تعلیم وترتیب قائم کی۔

۴۔ الحمدللہ کہ میسور میں ''پیام انسانیت'' کے کام کی مزید تشکیل ہوگئی، اس وقت وہیں کچھ منظم شکل ہے یا بنگلور میں ہے، ان دونوں مقامات کی طرف بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔

۵۔ میسور میں آپ نے جو خواب دیکھا وہ بہت معنی خیز اور مبارک ہے، موت اور دفن کو صوفیائے کرام نفس کے پنجہ کے ڈھیلے ہونے اور فنائیت کی دلیل سمجھتے ہیں اور یہی تعبیر لیتے ہیں۔

۶۔ اچھا ہوا کہ اس سفر میں مدراس بھی جانا ہوگیا، تقریب ہجرت[1] کے لئے جابجا سے دعوت نامے آئے ہیں، جن میں الجزائر (Algeria) کا ابھی باقی ہے، ابھی اندازہ نہیں ہے کہ اس کا کیا زمانہ ہوگا اور اس وقت کیا حالات ہوں گے؟

۷۔ اب ایک ایسے مرکز کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے جہاں نئے مہمانوں[2] کو رکھ کر ان کی دینی تربیت کی جاسکے، اس کا مرکز اور اس کے حصول کے ذرائع اور اس کا ذمہ دار کون ہوگا، یہ سب باتیں بہت غور وفکر اور زبانی گفتگوؤں کی محتاج ہیں، اب کی آپ کی آمد پر یہ خاص موضوع رہے گا۔

۸۔ مولوی سراج الحسن صاحب[3] کا خط میرے نام بھی آیا تھا، میں نے ان کو لکھا ہے کہ صرف علماء کی غلط فہمیاں دور کرنے سے کام نہیں چلے گا، اصل میں تو اس فکری اساس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے جس کی طرف میں نے اپنی کتاب ''تفہیم وتشریح'' میں اشارہ کیا ہے، جب تک وہ اساس رہے گی جماعت اور سواد امت کے درمیان بلکہ پوری تاریخ اسلام کے درمیان ایک دیوار کھڑی رہے گی اور دین کے اصل نقطہ سے بُعد بڑھتا جائے گا، ابھی جو لوگ ہیں ان کی تربیت قدیم دینی ماحول میں ہوئی ہے، ان پر اس کے اثرات ہیں، لیکن آئندہ جو نسل محض کتابوں کے مطالعہ سے پیدا ہوگی وہ دین کا صرف سیاسی تصور لے گی۔

۹۔ مصطفیٰ رفاعی سلمہ[4] تو خاص عزیز ہیں، اور ان کی صلاحیتوں سے پہلے سے واقفیت تھی لیکن حافظ شمس الہدیٰ صاحب سے اس سفر میں تعارف ہوا، بہت کام کے آدمی

---

(۱) پندرہویں صدی کے آغاز کی تقریبات مراد ہیں۔

(۲) یعنی نومسلم حضرات۔

(۳) مولانا محمد سراج الحسن سابق امیر جماعت اسلامی ہند سابق نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

(۴) مولانا محمد مصطفیٰ رفاعی ندوی بنگلوری مجاز حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔

ہیں، آپ نے بہت اچھا کیا کہ ان کو ہدیہ دیا، میں بھی ان دونوں کے لئے کچھ پیش کروں گا۔

کسی مناسب موقع پر معلوم کر لیجئے گا کہ کل اے۔ کے۔ رفاعی صاحب اور شاہ عبد الحمید واپس آ گئے یا نہیں اور ان کو وہ کتابیں مل گئیں یا نہیں، گھر پر صاحبزادوں کو اور ان کی والدہ کو سلام و دعا، والد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام۔

یہ لکھنا بھول گیا تھا کہ ''مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی'' کو غالباً آپ نے اپنی کتاب ''آسان لغات القرآن'' چھاپنے کی اجازت دے دی ہے یا وہ ہماری کتابوں پر قیاس کر کے خود ہی چھاپ رہے ہیں، مولوی فضل ربی ندوی نے مجھ سے مقدمہ کی فرمائش کی ہے، اگر یہ بات طے ہو تو اس پر مقدمہ لکھ دوں گا، ان کا پتہ حسب ذیل ہے۔

ا۔ کے، ۳۔ ناظم آباد نمبر۔ ا کراچی، ۱۸

والسلام
ابوالحسن علی

۱۴ر جولائی، ۱۹۸۱ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب قواہ اللہ وأعانہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تار پھر آپ کا خط مورخہ ۱۵ر جون کو ملا، امید ہے کہ اب آپ بخیر و خوبی اور اچھے نتائج و تاثرات کے ساتھ ناگپور پہنچ گئے ہوں گے، وہاں میرا آپ کو وہ خط ملا ہوگا جو آپ کی روانگی کے بعد وہاں پہنچا ہوگا، اب آپ کے مشاہدات و تاثرات اور آپ کے مشوروں اور تجربوں کا انتظار رہے گا، نیز یہ کہ اس مرتبہ آپ نے وہاں جا کر کئی چیزوں کی ضرورت محسوس کی، یہاں بھی اس حلقہ میں تھوڑی سی جنبش پیدا ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آگے بڑھائے، اب ایک تربیت گاہ کی فوری ضرورت ہے جہاں ایسے نئے مہمان رکھے جا سکیں، آپ کی ہر تقریر میرے لئے موجب اطمینان اور باعث مسرت ہے جس میں کسی

کی شہادت کی ضرورت نہیں پھر بھی واضح سلمہ[۱] سے اس کا خلاصہ سن لوں گا، ہم سب افراد خاندان میں والد صاحبؒ کی خاموشی اور کم سخنی انہیں کے حصہ میں آئی ہے اور مجھے اس پر بہت رشک ہوتا ہے، جاوید صاحب[۲] کا اگر میرے بجائے آپ سے ربط رہے تو بہتر ہے، اب رمضان المبارک بالکل قریب آگئے ہیں، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور روزہ کو آسان اور قبول کرے۔

امید ہے کہ آپ کے یہاں مجلس ذکر اور کتاب خوانی کا سلسلہ جاری ہوگیا ہوگا، والد صاحب کی خدمت میں بہت بہت سلام اور درخواست دعا، صاحبزادوں میں سے ایک ایک کو نام بنام سلام ودعا، گھر میں بھی سلام کہئے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۶/جولائی ۱۹۸۱ء

محبی فی اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۸/رمضان المبارک کا خط مجھے کل ملا، امید ہے کہ اس خط کے لکھنے کے بعد میرا خط مل گیا ہوگا جو میں نے آپ کے اسی خط کے جواب میں لکھا تھا، میرے پاس A.K. Refai صاحب کا بھی خط آیا ہے، انہوں نے آپ سے نہ مل سکنے کا افسوس ظاہر کیا ہے، اب آپکے اس خط سے معلوم کر کے بڑا اطمینان ہوا کہ شاہ عبدالحمید صاحب[۳] خودنا گپور آرہے ہیں، ان سے جو کچھ باتیں ہوں وہ آپ ضرور لکھ کر ڈاکٹر صاحب کے حوالہ کردیں۔

---

(۱) مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندویؒ سابق معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
(۲) ہجوم اخبار کے ایڈیٹر تھے، ٹونک سے تعلق تھا۔ (۳) شاہ عبدالحمید صاحب بھی خدمات سے وابستہ تھے۔

عزیزی رفاعی کا[۱] بھی خط آیا ہے، انہوں نے آپ کے دورہ کے بہت اچھے اثرات لکھے ہیں، ہاسن کے ایک دوست جنہوں نے بنگلور میں خصوصی تعلق قائم کیا تھا، ابراہیم خلیل اللہ صاحب کا خط لے کر آئے، اگر رمضان میں آپ کو زحمت دی جائے تو ضرور جایئے، البتہ اپنی اس وقت کی صحت کا خیال ضرور کر لیجئے گا، قلب کا ہلکا سا دورہ کبھی کبھی پڑنا بھی اچھا نہیں۔

سنت اللہ ہے کہ ایسے کام کرنے والوں کی طرف رجوع ہو اور اللہ تعالیٰ ان کی زبان سے وہ کہلوائے جو ان کے حاشیہ خیال میں نہ ہو، اپنے اوقات کو ضرور منضبط کیجئے اور ملاقات کا ایک وقت مقرر کر دیجئے، اور میری طرح کہہ دیا جائے کہ اگر حضرت خضر بھی آئیں تو ان کو بٹھا لیا جائے، ہم فلاں وقت ہی مل سکتے ہیں، فجر کی نماز کے بعد سونا آپ ترک نہ کریں، آپ کی صحت کے لئے ضروری ہے، اگر اللہ تعالیٰ پارسی کا بنگلہ اس قیمت میں دلا دے جو آپ نے لکھی ہے اور یہ کام اپنے کسی بندہ کے ذریعہ کرا دے تو اس کو منجانب اللہ سمجھئے، سودا مکمل ہو جانے کے بعد ان شاء اللہ آنے کی ضرور کوشش کروں گا اور عجب نہیں کہ ہفتہ عشرہ رہ کر آرام اور کام کروں، خدا کرے عبدالقیوم سلمہ[۲] کی شادی کا بھی مسئلہ جلد طے ہو جائے، اگر دونوں باتیں ساتھ ہو جائیں تو اور بھی اچھا ہے، دونوں میں شرکت ہو جائے۔

انیس چشتی صاحب[۳] نے مجھے بھی کتاب کی تیاری کی اطلاع دی تھی، وہ یا آپ لکھئے تو وہ رقم یہاں سے مہیا کی جا سکتی ہے اگر آپ نے اپنی ذات سے دی ہے تو ''نصف لی و نصف لك'' اس کا نصف میرے ذمہ ہے، آپ جب کہیں وہ بھیج دی جائے۔ کتاب بہت ضروری تھی الحمدللہ یہ کام ہو گیا۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

---

(۱) مولانا سید مصطفیٰ رفاعی ندوی بنگلوری۔

(۲) عبدالقیوم پاریکھ صاحب فرزند مولانا عبدالکریم پاریکھ۔

(۳) انیس چشتی صاحب (پونا) ''پیام انسانیت'' کے کاموں میں حضرت مولاناؒ کے معاون و معتمد اور رکن انتظامی ندوۃ العلماء۔

۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۰۱ھ

محبی فی اللہ زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مسرت نامہ مورخہ ۱۸؍رمضان المبارک مل گیا، اس سے پہلے ڈاکٹر صاحب نے آپ کا خط دیا تھا، اب ان شاء اللہ آپ جب ۴؍اگست کو لکھنؤ آئیں گے جس کی امید میر جعفر علی صاحب نے دلائی ہے تو خط کے مندرجات پر زبانی گفتگو ہوگی، آپ کے لئے خصوصی دعا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دین کی امتیازی وانفرادی خدمت کے لئے قبول فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وقوت اور عمر طویل فرمائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو انفاق کا حوصلہ بھی عطا فرمایا ہے، ان شاء اللہ وسائل کی طرف سے دقت نہیں ہوگی، ان شاء اللہ آپ کی کتاب ''آسان لغات القرآن'' پر خود مقدمہ لکھوں گا، عزیزی فضل ربی[1] کو بھیج دوں گا۔

دعاؤں کی کتاب پہلے بڑے اہتمام سے ''سیرت نبوی دعاؤں کے آئینہ میں'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے، جی یہ چاہتا ہے کہ اب اللہ نے اپنے فضل سے "یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ" کا دروازہ کھولا ہے، اس میں اب "افواجاً" ہی کا منظر نظر آئے، پانڈیچری کے متعلق جو آپ نے لکھا ہے وہ بہت قابل توجہ ہے، اس کو اپنی توجہات کا مرکزی نقطہ بنا لیجئے، اور برابر دعا کرتے رہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس خدمت کے لئے قبول فرمالے، اس سے بڑی کوئی سعادت اور سنت نبوی نہیں بلکہ سنت انبیاء باقی عند الملاقات۔

آپ کے عزیز اس سال حج کو جا رہے ہیں، میرا بھی خیال کچھ جانے کا ہو رہا ہے خدا کرے وہاں ملاقات ہو جائے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

(۱) مولانا فضل ربی ندوی ناظم مجلس نشریات اسلام کراچی۔

۱۸/اگست ۱۹۸۱ء

۱۷/شوال ۱۴۰۱ھ

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب بارك اللہ فی حیاته و نشاطه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ عرصہ سے نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ میں نے آپ کو کوئی خط لکھا، عید کے تیسرے ہی دن سے میرے سفروں کا سلسلہ شروع ہوگیا، پہلے اعظم گڑھ کا سفر پیش آیا، پھر دہلی، دیوبند کا جس سے واپسی ۱۳/شوال ۱۴/اگست کو ہوئی، لیکن اس حالت میں کہ دل ودماغ تھکے ہوئے اور جسم بخار اور تکان سے نڈھال، ۱۵/اگست کا دن بھی سعودی سفیر کی الوداعی دعوت کی وجہ سے لکھنؤ میں بہت مصروف گزرا، اب کل سے کچھ سکون حاصل ہوا ہے، تو آپ کو خط لکھنے کی فرصت ہوئی، ڈاکٹر اشتیاق صاحب[1] نے آپ کا خط دیکھنے کے لئے دیا اس سے طبیعت پر اور خط لکھنے کا تقاضہ پیدا ہوا۔

آپ عید کے بعد متصلاً نہیں آئے اچھا کیا، اطمینان سے بات کرنے کا موقعہ ہی نہیں تھا اور آپ نے جو حالات لکھے ہیں، اس میں آپ کا ناگپور ہی رہنا مناسب تھا، میرا قیام اگست کے آخر تک تو رائے بریلی رہے گا، شروع ستمبر میں ''جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ'' کی ''مجلس اعلیٰ'' میں شرکت کے لئے جو ۷/ذی قعدہ سے شروع ہورہی ہے، حجاز کی روانگی کا قصد ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ۱۵/ذی قعدہ سے رابطہ کے اجلاس شروع ہوجائیں گے، جو کم سے کم ۲۵، ذی قعدہ تک جاری رہیں گے، حج کے اتنے قریب مکہ معظمہ سے واپسی اس بڑی نعمت کی ناقدری معلوم ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سہولت کے ساتھ عطا فرمارہا ہے، اس لئے بظاہر ۲۰/ذی الحجہ ہی تک واپسی ہوسکے گی، اس لئے سفر سے پہلے آپ سے ایک مرتبہ مل لینے کا جی چاہتا ہے، چونکہ دہلی سے جدہ تک کی ڈائرکٹ فلائٹ ہوگئی ہے، اور اس کا وقت بمبئی کی فلائٹ کے مقابلہ میں زیادہ موزوں اور مناسب ہے، یعنی صبح ۹/۱۰ بجے جہاز روانہ ہوتا ہے، اور ظہر تک جدہ پہنچ جاتا ہے، اس لئے اس مرتبہ اسی راستہ سے سفر کرنے کا ارادہ

(۱) ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، لکھنؤ

ہے، بمبئی سے روانگی ہوتی تو آپ کو وہیں زحمت دیتا، اگر حالات کا تقاضہ اب بھی آپ کے وہاں رہنے کا ہو تو آپ ابھی ناگپور نہ چھوڑیں، واپسی پر ان شاء اللہ ملاقات ہو جائے گی۔

آپ کے اس جملہ نے دل پر بہت اثر ڈالا کہ ''مالی اور جسمانی حیثیت سے چور چور ہو گیا ہوں'' لیکن میں حضرت مفتی صدر الدین آزردہ کا ایک شعر اکثر پڑھا کرتا ہوں اور اس کو حرز جاں بنانا چاہتا ہوں، آپ کو بھی لکھتا ہوں۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
ایک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

جہاں تک مالی بار کا تعلق ہے آپ اس کی زیادہ فکر نہ کریں، آپ کے پاس جو رقم امانت رکھی ہوئی ہے، اور جس کا ایک جز آپ ابراہیم خلیل اللہ صاحب کے ذریعہ بھیج چکے ہیں، اس میں سے دس ہزار روپے بے تکلف ان کاموں میں صرف کیجئے، اگر وہ رقم کسی ایسی جگہ محفوظ ہو، جہاں سے فوراً نہ حاصل کی جا سکے تو لکھئے میں یہاں سے دس ہزار کا ڈرافٹ بھیج دوں، بہر حال یہ چیز کبھی مانع نہ ہو، ہمارا آپ کا سب مال و جان کسی اور کی ملکیت ہے، اور اس کے کام کے لئے حاضر ہے۔

''اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (۹۔التوبۃ آیت ۱۱۱)

دیکھئے اب اونٹ کس کروٹ بیٹھے؟ اس وقت تک جو حالات ہیں ان پر نہ زیادہ خوش ہونے کی ضرورت ہے، اور کسی کو زیادہ تشویش کی، البتہ ہماری کوئی کوتاہی یا نافہمی اس سلسلہ میں خیر کے بند ہو جانے کا سبب نہ بنے، اسی سلسلہ میں مشورہ مطلوب تھا، وقت بہت کم رہ گیا ہے، اور ڈاک کا بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے، میرے چلے جانے کے بعد آپ مولوی معین اللہ صاحب، ڈاکٹر صاحب[۱] اور رابع سلمہ[۲] سے رابطہ رکھیں اور کام کی لائن بنالیں۔

عبد الرؤف میاں[۳] کو ہدایت کیجئے کہ وہ مجھ سے مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ میں ضرور ملیں، مکہ معظمہ میں معلوم کر لیں کہ رابطہ کے مہمان کہاں ٹھہرے ہیں؟ یا مدرسہ صولتیہ سے معلوم

---

(۱) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی۔ (۲) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی۔
(۳) عبد الرووف پاریکھ مرحوم پسر مولانا عبد الکریم پاریکھ۔

ہو جائے گا، مدینہ طیبہ میں حضرت شیخ الحدیث صاحب[۱] کے یہاں جو باب جبریل سے متصل مدرسہ ''علوم شرعیہ''[۲] کی عمارت میں آرام فرماتے ہیں، جدہ میں ''عبد الغنی محمد نور ولی فرم''[۳] کے مالکوں کے یہاں ٹھہرتا ہوں جس کا آفس شارع قابیل پر ہے، اور مکان محلّہ عنداویہ میں، والد ماجد کا حال عرصہ سے نہیں معلوم ہوا، خدا کرے مزاج بہتر ہو، میرا بہت سلام اور مزاج پرسی، نثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۱۲ر نومبر ۱۹۸۱ء
۱۳ر محرم الحرام ۱۴۰۲ھ

داعی الی اللہ محبّ گرامی منزلت مولوی عبد الکریم پاریکھ صاحب

بارك الله فی مساعیه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سفر حجاز سے واپسی پر جو ۷ر ذی الحجہ کو ہوئی، ڈاک کا ایک انبار ملا، اس میں آپ کا خط بھی تھا، پوری ڈاک میں سب سے زیادہ خوشی اور روحانی مسرت اسی کو پڑھ کر ہوئی، اس کے مندرجات پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کیا، مختصر تحریر میں اس کا جواب مشکل ہے، قریبی زمانہ میں آپ سے ملاقات ہو تو زبانی گفتگو ہوگی، مختصر کچھ لکھتا ہوں۔

---

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ۔

(۲) حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کے افراد خاندان کا مدرسہ تھا جس سے ہندوستانی حجاج کو بڑی سہولت ملتی تھی۔

(۳) نور ولی کا خاندان حضرت مولانا کا مدینہ طیبہ اور جدہ میں میزبانی کرتا تھا۔

سلسلہ کی برکات مسلّم اور بارہا مشاہدہ میں آئے ہیں، اوران شاء اللہ آپ کو اس کا اور تجربہ ہوگا، آپ اب بیعت میں بالکل تردد نہ کریں، اگر کسی میں طلب اور خلوص ہو تو ضرور قبول کرلیں، اجتماعی بیعت سے ابھی احتراز کریں، شاید اس کا بھی کبھی وقت آجائے، بیعت کے سلسلہ کی آیات کی توضیح بہت مناسب ہے، تعلیم یافتہ لوگوں کو جو اس سلسلہ میں داخل ہوں، بہشتی زیور، اور حضرت تھانویؒ کی تصنیفات کے مطالعہ اور ضروری مسائلِ طہارت وعبادات، اور حلال اور حرام سے آگاہی کی ہدایت کریں، اور خود بھی ان تصنیفات کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔ (۱)

غالباً آپ پونہ جاکر واپس آچکے ہوں گے، اس لئے کہ آپ نے نومبر کے پہلے ہفتہ میں جانے کا خیال ظاہر کیا ہے، انیس چشتی صاحب ہمیں سری نگر میں ملے تھے، چھپی ہوئی کتاب دکھلا رہے تھے، امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں خطبۂ جمعہ اور خطبۂ نکاح بھی آجائے گا، علاقائی زبان میں ان کتابوں کی اشاعت کی اہمیت کا احساس لوگوں نے ابھی تک پورے طور پر نہیں کیا، آپ ہی دو تین احباب ہیں جنہوں نے اس کی خاطر اہمیت کو سمجھا ہے، افسوس ہے کہ بنگال، کرناٹک، اور تامل ناڈو میں خاطر خواہ کام نہیں ہورہا ہے۔

عبدالقیوم میاں سلمہ کے رشتہ کے سلسلہ میں میری بھی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مدد اور رہنمائی فرمائے، اور اللہ سے امید ہے کہ وہ غیب سے صورت پیدا فرمائے گا۔

دہلی کے جو صاحب آپ کو بلا رہے ہیں، اگر پھر ان کی طرف سے دعوت آئے تو آپ ضرور جائیے، اللہ تعالیٰ "یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجاً" کا منظر ہم گنہگاروں، اور نالائقوں کو ان کی جوتیوں کے صدقہ میں جن کے لئے یہ آیت نازل ہوئی، دکھلا دے۔

عبدالرؤف میاں اور ان کی اہلیہ کو بخیریت حج سے واپسی پر میری طرف سے مبارکباد دیجئے، ان سے جب ملاقات ہوتی تھی، خوشی ہوتی تھی اور آپ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

بنگلور کے نومبر کے اجلاس کی اب کوئی توقع نہیں، مولوی احمد علی صاحب آئیں تو غور کیا جائے، ۲۷ر دسمبر کو افغانستان کے مسئلہ پر دہلی میں جو اجلاس ہورہا ہے اس میں آپ ضرور شرکت

---

(۱) اجازت بیعت پہلے دی جاچکی تھی، اس میں اس کے فوائد اور برکات کا تذکرہ ہے۔

کریں، میں نے آج ہی ان کو خط لکھا ہے کہ میرے کوئی محترم رفیق میری نیابت کریں گے۔

والدین ماجدین اور گھر میں بہت بہت سلام کہئے، عزیزان محترم کو دعا وسلام، نثار، عبد الرزاق صاحب کا سلام قبول ہو۔

والسلام
دعا گو
آپ کا
ابوالحسن علی

۲۸ر نومبر ۱۹۸۱ء

محبی فی اللّٰہ حفظہ اللّٰہ وعافاہ
السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۹ر محرم کا خط مجھے ایسے وقت میں ملا کہ میں حضرت شیخ الحدیث کی تشریف آوری اور نازک علالت کی اطلاع پا کر دہلی کے لئے روانہ ہو رہا تھا،(۱) مولوی معین اللہ صاحب، عزیزان محمد ثانی اور رابع وڈاکٹر اشتیاق صاحب اور اہل تعلق کی ایک جماعت ساتھ تھی، ۲۶ر نومبر کی شب میں آپ کو ٹیلیفون کرنے کی بہت کوشش کی، لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

اصل مقصد اہلیہ صاحبہ کے آپریشن کی کامیابی کے نتیجہ اور ان کی خیریت دریافت کرنا تھا، آپ نے ۲۱ر نومبر کی تاریخ لکھی تھی، آپریشن ان شاء اللہ بخیر وخوبی ہو گیا ہوگا، خدا کرے آپ کا اطمینان بخش خط آتا ہو، خیریت کا بے چینی سے انتظار ہے۔

آپ نے میرے حقیر مشوروں پر جس آمادگی اور انشراح کا اظہار کیا ہے، وہ عین توقع کے مطابق ہے۔

دہلی میں آپ کی ضرورت بہت محسوس ہوئی، مولوی معین اللہ صاحب وغیرہ کا خیال تھا

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی قدس سرہ مدینہ منورہ سے سہارنپور، دہلی تشریف لائے جو ان کا ہندوستان کا آخری سفر تھا، پھر مدینہ منورہ دوبارہ سفر کیا اور وہیں وفات پائی۔

کہ دیوبند کے مسئلے میں آپ کو بھی زحمت دی جائے، شاید اللہ تعالیٰ آپ سے اصلاح ذات البین وتالیف قلوب کا عظیم کام لے لے جس میں ہم لوگ اپنی محنتیں کر چکے۔

آپ کے خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر اہلیہ صاحبہ کی صحت کی طرف سے اطمینان ہوگیا ہوگا تو آپ دہلی ہوتے ہوئے لکھنؤ آرہے ہوں گے۔

بہت سی باتیں کرنی ہیں، بنگلور کی صورت اگر مرضی کے مطابق ہوتو بہت اچھا ہے، لیکن اہلیہ صاحبہ ضرور دیکھ لیں، آپ نے سورۂ مائدہ کی آیت بڑے موقع کی لکھی، بہت لطف آیا، گھر میں سب کو سلام ودعا کہئے، باقی ان شاء اللہ عند الملاقات۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۲۲ر دسمبر ۱۹۸۱ء

محبی فی اللہ الحاج عبدالکریم پاریکھ صاحب بارك الله فی حیاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب ۱۷ر دسمبر کل ۲۱ر کو ملا، پڑھ کر قلق ہوا اور دل کو ایک دھکا لگا، میں نے عبدالرشید صاحب مرحوم کی علالت کی خبر بھی نہ سنی تھی، اچانک وفات کی اطلاع ملی، میں ان سے آپ کا تعلق جانتا تھا، مجھ سے بھی بڑا خلوص ومحبت رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت بال بال فرمائے اور کروٹ کروٹ راحت نصیب کرے۔

میں تو ان شاء اللہ ان کے لئے دعا وایصال ثواب کروں گا ہی، یہاں ''شعبۂ حفظ'' میں آپ کا خط بھجوا رہا ہوں تاکہ ان کے لئے اہتمام سے ایصال ثواب کیا جائے، امید ہے کہ خاصی تعداد میں قرآن شریف ختم کئے جائیں گے۔

اگر ان کے پسماندگان میں صاحبزادے صاحبزادیاں ہوں تو میری طرف سے اہتمام کے ساتھ تعزیت کیجئے۔

آپ کی حیثیت جوان کے حقیقی بھائی سے کم نہیں، میری طرف سے دلی تعزیت قبول کیجئے۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۲۹ر دسمبر ۱۹۸۱ء

محبی فی اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی روز سے خیال آرہا تھا کہ آپ کا خط عبدالرشید صاحب مرحوم کے انتقال کی اطلاع والے خط کے علاوہ نہیں آیا، میں نے تعزیت کا خط لکھا تھا، ملا ہوگا، غالباً یہ خط اس کارڈ سے پہلے کا ہے، آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ ۲۰ر دسمبر یا اس کے قریبی تاریخ میں میں نے چند اہم ارکان اور ذمہ داروں کو لکھنؤ آنے کی دعوت دی تھی، ایک ''فارمولا'' تیار ہوا، جس پر ایک طرف مولانا منت اللہ صاحب[۱] اور ان کے رفقاء اور دوسری طرف مولانا اسعد مدنی[۲] اور ان کے رفقاء متفق ہوگئے، اب وہ قاری صاحب[۳] کی منظوری کے لئے گیا ہے، لیکن اصل مسئلہ ان کے حامیوں کی منظوری کا ہے، اب ان شاء اللہ جب ۵ر جنوری کو آئیں گے تو مفصل گفتگو ہوگی، حاجی عبدالرشید صاحب مرحوم کے بارے میں مفصل حالات سننے کا اشتیاق ہے، ان شاء اللہ ملاقات پر۔

والسلام
دعا گو، مخلص
ابوالحسن علی

(۱) مولانا شاہ سید منت اللہ رحمانی (۱۹۱۴ء-۱۹۹۱ء)۔
(۲) مولانا سید اسعد مدنی (۱۹۲۷ء-۲۰۰۵ء)۔ صدر جمعیۃ علماء ہند۔
(۳) حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی مہتمم دارالعلوم دیوبند (۱۳۱۵ھ-۱۴۰۳ھ)۔

۲۱؍جنوری ۱۹۸۲ء

محبی فی اللہ الحاج عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پرسوں رائے بریلی میں تھا کہ عبدالغفور میاں کا تار لکھنؤ ہوتا ہوا وہاں پہنچا جس میں آپ کی فوری علالت کی اطلاع تھی اور دعا کے لئے کہا گیا تھا، میں اپنا دل پکڑ کر رہ گیا، اور ذہن آپ کی طرف متوجہ ہوگیا، کسی کام میں پورے طور پر جی نہیں لگتا تھا، بس آپ کی طرف سے اطمینان بخش اطلاع سننے کا منتظر ومشتاق تھا۔

ابھی صبح میں نے ڈاکٹر اشتیاق صاحب سے عرض کیا کہ کسی طرح ناگپور سے رابطہ قائم کیا جائے اور خیریت دریافت کی جائے، الحمدللہ ابھی ابھی ڈاکٹر صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ٹیلیفون پر بات ہوگئی کہ طبیعت اچھی ہے، بلڈ پریشر بھی ٹھیک ہے، ڈاکٹروں نے آرام کا مشورہ دیا ہے، یہ خط اس غرض سے لکھ رہا ہوں کہ میری طرف سے (اگر آپ میرا کوئی حق سمجھتے ہیں) سخت تاکید ہے کہ آپ کچھ دن مکمل آرام کریں، کسی جلسہ میں نہ جائیں، کوئی تقریر نہ کریں، رات کو دس بجے سونے کے لئے لیٹ جائیں اور کچھ دن صرف فجر کی نماز وقت پر پڑھنے کے لئے اٹھیں، ہلکا ذکر بھی کرلیا کریں، ذکر جہر بھی کچھ دنوں کے لئے چھوڑ دیں، اگر زحمت نہ ہو کوڈ ورڈس ''Abdul Gani'' جدہ کے پتہ پر خیریت کا تار دلا دیں، خدا آپ سے خیریت سے ملائے۔

میں ۲۳؍جنوری کو حجاز کے لئے روانہ ہورہا ہوں ۲۴؍اپریل کو دہلی سے فلائٹ ہے، قیام صرف دو ہفتے رہے گا، لیکن آپ کی صحت میں دل لگا رہے گا، احتیاطاً عبدالغنی نورولی کا ٹیلکس نمبر بھی لکھ دیتا ہوں Amntex 401644۔

عزیزان عبدالغفور وعبدالرؤف اور ان کے بھائیوں کو سلام ودعا، ان سب کو آپ کو ہر طرح آرام پہنچانے کے لئے خدمت میں لگا رہنا چاہئے۔ خدا حافظ

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

رائے بریلی

۲۹/مارچ ۱۹۸۲ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب ایّدہ اللہ بروح منہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

عین حالت انتظار واشتیاق میں مودّت نامہ مورخہ ۲۳/مارچ کو ملا، صحیح حالات اور سفر کے نتائج معلوم کرنے کا بشدت انتظار تھا، کرنل شمسی صاحب[1] کا ایک خط اس سے پہلے آچکا تھا جس سے آپ کے خط کی تائید ہوتی ہے، صدی کے جلسہ کے پہلے دن کی کارروائی سے اندازہ ہوا ہے کہ میرا نہ شریک ہونا اچھا تھا، یہ لوگ زیادہ تر رونق اور میلہ چاہتے ہیں، اس سفر کا حاصل وہ کام ہے جو آپ نے اس نئے حلقہ میں کیا، جواب کچھ عرصہ سے پیدا ہو گیا ہے، مدراس میں احباب وہم خیال لوگوں کا ایک حلقہ بن گیا، یہ بڑا مفید ہوا، امید ہے کہ بنگلور میں مناسب جگہ دیکھ لی ہوگی، اور اب آپ کا خط ناگپور سے آتا ہوگا، اب اس کام میں مزید تاخیر کی گنجائش نہیں، ناگپور اور بنگلور دونوں جگہ مقامی حالات کے مطابق مرکز اور دفتر قائم ہو جانے چاہئیں، وقت گزرتا چلا جارہا ہے، مرکز نہ ہونے کی وجہ سے کام میں انتشار ہے۔

آپ اپنی نیند کا ضرور اہتمام کریں، اس کا اثر ابھی نہیں تو کچھ دنوں کے بعد پڑے گا، میں تو اس حادثہ فاجعہ کے بعد بھی سو لیتا ہوں اور بے حیائی سے کام میں مشغول رہتا ہوں، کہ اگر یہ بھی نہ کروں، تو برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔

آپ نے بہت اچھا کیا کہ مفتی صاحب کی خدمت میں ایک ہدیہ پیش کر دیا، آپ مولوی احمد علی صاحب قاسمی[2] کو تاکید کر دیں کہ جب بھی رقم کی ضرورت ہو مجھے اس سعادت میں شریک کریں، آپ نے بہت اچھا کیا کہ ان سے اصل کام آنے والی بات بھی کہی، اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں آپ سے ملاقات ضروری ہے، اگر بہرائچ کا

---

(۱) ڈاکٹر کرنل محسن جلیل شمسی حضرت مولانا سے بیعت اور فوج میں ہونے کی وجہ سے وسیع رابطہ رکھتے تھے۔

(۲) مولانا احمد علی قاسمی دارالعلوم دیوبند کے فاضل، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن آل انڈیا مسلم مشاورت کے جنرل سکریٹری تھے۔

جلسہ اپنے وقت پر ہوا تو انشاء اللہ اس موقع پر ملاقات ہو جائے گی، ابھی زیر غور ہے، اپنے اور دنیا کے موجودہ حالات کے اندر ہمارے آپ کے جلد جلد ملنے کی ضرورت ہے، لیکن آپ پر کاموں کا بوجھ ہے، اللہ تعالیٰ کچھ کر لینے کی توفیق دے دے، گھر میں سب کو سلام و دعا۔

خادم نثار[1] سلام عرض کرتا ہے اور درخواستِ دعا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۲۹ رمئی ۱۹۸۲ء

محبّ گرامی منزلت داعیِ الی اللہ پاریکھ صاحب زید توفیقہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو تقریب کی مبارکباد کا خط خود لکھنے والا تھا، نیز اپنے شریک نہ ہو سکنے کی معذرت کا کہ آپ کا ۲۵ رجب کا مکتوب ملا، میں ۱۶ رمئی سہ پہر کو کولمبو سے دہلی پہنچا اور بڑی کوشش کے بعد جو ان کے حساب سے مجھے ۱۶ رکو نصف شب میں پہنچنا چاہئے تھا، ٹکٹ بیکار کر کے نیا ٹکٹ خریدوایا اور ۱۶ رکو دن میں پہنچ گئے، اگلے دن ڈاکٹر صاحب تشریف لائے، ان سے تقریر کا حال معلوم ہوا، اور یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ سب کام بخیر وخوبی انجام پائے، اپنے شریک نہ ہونے کا افسوس رہا، میری دلی دعائیں دونوں کے ساتھ ہیں، ''پیام انسانیت'' کے جلسوں کی کامیابی کا بھی حال معلوم ہوا، خدا کرے سید حامد صاحب[2] کا دورہ کامیاب ہوا ہو، مجھے ان سے ذاتی طور پر محبت ومناسبت ہے، وجہ معلوم نہیں۔

(۱) مولانا نثار الحق ندوی۔
(۲) سید حامد سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ونائب صدر جمہوریہ ہند۔

عید کے بعد متصلاً شاید ''الجزائر'' جانا پڑے، ایک اہم سیمینار ہے جس میں شرکت کے لئے سخت اصرار ہے، ایک اہم موضوع پر عرب کے چیدہ ترین اہل فکر کے سامنے کچھ خاص اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں، جس کے لئے اس سفر کر منظور کرلیا ہے موضوع ''اسلام کا اصلی مزاج اور اصلی خدوخال''

آپ سے جلد جلد ملنے کا جی چاہتا ہے لیکن آپ کی مصروفیت اور صحت کا خیال آتا ہے مگر، آپ ''از دیدہ دور از دل دور'' کے مصداق نہیں، جہاں بھی رہیں، دل ودماغ آپ کے خیال سے خالی نہیں۔

والسلام
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۹ر جون ۱۹۸۲ء

محبّ گرامی منزلت زید لفظہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۳ر جون کا مکتوب اس وقت پیش نظر ہے، ایک ہفتہ ہوا ہوگا کہ میں نے آپ کے پچھلے خطوط کا جواب دیا تھا، جس میں ''تقریب سعید'' پر مبارکباد بھی دی تھی، اور اپنے عدم شرکت پر افسوس کا اظہار بھی۔

حضرت شیخ (۱) کے سانحہ ارتحال پر جتنا بھی تاثر ہو کم ہے، آپ نے میرے تعلق کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے صحیح ہے، بہت کم لوگوں کو اس کا صحیح اندازہ ہے، ان کی وفات کبار اولیاء اللہ اور مقبولین بارگاہ کی وفات کی یاد تازہ کرتی ہے، میں نے مستقل سوانح لکھنے کا ارادہ کرلیا ہے، اس میں سب باتیں آئیں گی۔

''تحریک پیام انسانیت'' کے متعلق آپ نے صحیح لکھا ہے کہ ابنائے وطن سے خطاب

(۱) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس سرہ جنہوں نے یکم شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ کو مدینہ طیبہ میں ۸۷ر سال کی عمر میں وفات پائی اور آسودۂ بقیع پاک ہوئے۔

کرنے کا یہ سب سے موثر عنوان ہے، مگر یہ دیکھ کر تکلیف ہوئی کہ ''مجلس مشاورت'' کی حالیہ میٹنگ میں شرکاء کی باتوں سے اس کا اندازہ ہوا کہ ان کو اس کا علم بھی نہیں، فرقہ وارانہ کشیدگی کے جو حل پیش کئے جارہے تھے وہ ایسے عامیانہ اور سطحی تھے کہ ان کا سننا بھی میرے لئے مشکل تھا، کسی نے اشارۃً کنایۃً بھی اس کوشش کا نام نہیں لیا۔

آپ کا یہ خیال بالکل صحیح ہے کہ آپ دوروں میں قاضی عبد الحمید صاحب[1] اور کسی دورے میں عزیزی سرفراز عالم[2] کو شریک رکھیں، جب آپ حیدرآباد پہنچیں گے تو یہ خط اس وقت تک آپ کو مل جائے گا۔

والسلام
ابوالحسن علی

رائے بریلی
۱۴؍جون ۱۹۸۲ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب بارك اللہ فیه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۳؍شعبان المعظم پہنچا غالباً، ایک ہفتہ ہوا ہوگا، کہ میں آپ کو خط لکھ چکا ہوں، وہ سفر سے واپسی پر ملا ہوگا، ''پیام انسانیت'' کے سلسلہ کے جلسوں میں اللہ تعالیٰ کی جو مدد ہو رہی ہے، اس سے زیادہ کی امید ہے، اللہ تعالیٰ نئے مہمانوں کا بھی سلسلہ جاری رکھے، اور ان کی خبر گیری ہو سکے، ملاقات پر انشاء اللہ "سیجعل اللہ بعد عسر یسراً" پر گفتگو ہو جائے گی، ممکن ہے اس خط کے پہنچنے سے پہلے آپ یہاں کے لئے روانہ ہو چکے ہوں، کہ رمضان میں صرف ایک ہفتہ باقی ہے، سب کو سلام و دعا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

(۱) قاضی عبدالحمید اندوری مرحوم ''پیام انسانیت'' کے مخلص کارکنوں میں اور حضرت مولاناؒ کے معتمدین میں تھے۔
(۲) سرفراز احمد صاحب الٰہ آباد انگریزی و ہندی پر اچھی قدرت اور دعوتی مزاج رکھتے ہیں۔

رائے بریلی

۶ رجولائی ۱۹۸۲ء

۱۳ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ

محبی فی اللہ پارکھ صاحب بارك الله

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا ۵ رمضان کا لکھا ہوا خط قدرے تاخیر سے پہنچا ''پیام انسانیت'' کے دورہ کی کامیابی سے مسرت ہوئی، لیکن آپ نے جو دو عزیزوں کے نام لکھے ان سے دل پر چوٹ لگی، اس کام سے ان دونوں کو صحیح مناسبت تھی، اب ہمارے احباب میں سے صرف آپ ہی ہیں یا ڈاکٹر صاحب[۱]، اللہ تعالیٰ دونوں کی زندگی میں برکت دے، عزیزی عبدالقیوم[۲] اور ان کی اہلیہ کے عزم حج سے مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ بخیر وخوبی اور قبولیت کے ساتھ انجام تک پہنچائے، انشاء اللہ ہر طرح کی مدد ہوگی۔

موسم بہت سخت چل رہا ہے، آپ کو بلانے کی ہمت نہیں، اگر بارش ہو جائے تو ملاقات کو چاہتا ہے، ڈاکٹر قمرالدین صاحب[۳] نے بھی ۱۹ رمضان کو آنے کو لکھا ہے، آپ سے بہت سی ضروری باتیں کرنی ہیں اور اب کچھ عملی قدم اٹھانے ہی ہیں، چاہے آپ پر بار اور بڑھے۔

والسلام

دعا گو ودعا جو

ابوالحسن علی

---

(۱) ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی مرحوم۔

(۲) صاحبزادہ مکتوب الیہ۔

(۳) ڈاکٹر قمرالدین صاحب مشہور سرجن اور حضرت مولاناؒ کے خلیفہ۔

رائے بریلی
۱۴ر ستمبر ۱۹۸۲ء

محبی فی اللہ الداعی الی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۵ر ذی قعدہ کا ملفوف ملا، تعجب ہے کہ اس وقت تک میرا خط جو آپ کو لکھا تھا امید ہے کہ اس وقت تک مل گیا ہوگا اور ان کے بخیر پہنچنے کی اطلاع بھی مل گئی ہوگی۔

آپ کو جو ایکسیڈنٹ پیش آیا، اس سے قلب پر اثر پڑا۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ، اللہ تعالیٰ ہمیشہ حفاظت فرمائے، "لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ" (۱۳۔الرعد آیت ۱۱)

آپ اس کا پورا طمینان کر لیجئے کہ ہڈی پر کوئی اثر نہ ہوا ہو، مولوی احمد علی قاسمی صاحب[1] کی آپ جو مدد کرتے رہتے ہیں، وہ آپ کی ہمت کی بات ہے، میں تو اب سیاسی نیم سیاسی کاموں کے لئے بیکار ہوتا جا رہا ہوں، دعوت اور "پیام انسانیت" کے کام تو اب ہمارے دوستوں میں تنہا آپ ہی کر رہے ہیں، بعض وقت بڑی ندامت ہوتی ہے، کہ آواز لگا کر ہم خود بیٹھ گئے۔

عید الاضحیٰ کے بعد آپ سے بمبئی یا لکھنؤ میں ملاقات ہو تو کچھ پروگرام بنائیں، یہاں سیلابی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، پانی کا ایک سمندر چاروں طرف نظر آ رہا ہے شاید آج شام تک ہی دوسری بستی میں منتقل ہونا پڑے۔

مولوی معین اللہ صاحب اور رابع سلمہ آئے ہوئے ہیں سخت طوفانی بارش ہوئی، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے، معلوم نہیں وہاں کیا حال ہے؟

انصاری[2] کا خط آیا تھا جنہوں نے ہماری کتاب "محسن عالم" کا ترجمہ کیا تھا کتاب

---

(۱) حضرت مولانا احمد علی قاسمی مرحوم بہار کے رہنے والے تھے، مسلم مجلس مشاورت کی خدمت کے لیے دہلی میں مقیم ہوگئے۔

(۲) محمد حسن انصاری مرحوم جو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ہندی مترجم تھے اور محکمہ تعلیم سے تعلق رکھتے تھے، بہترین مدرس اور نثار تھے، انہوں نے اپنی آپ بیتی بھی لکھی ہے جو تعلیمی تجربوں پر مشتمل ہے، اسی طرح حضرت مولاناؒ کے حالات پر مشتمل کتاب بھی تصنیف کی ہے جس میں بڑی معلومات ہیں۔

تو چھپ گئی ہے لیکن اشاعت پوری نہیں ہوسکی، اب آپ مراٹھی اور گجراتی میں کتابوں کی اشاعت کے لئے مکمل اسکیم بنائیے، یہ بات ہمارے دل سے لگی ہوئی ہے مشورہ میں قاضی عبدالحمید صاحب (۱) کو بھی شریک کرسکتے ہیں اور انیس چشتی صاحب وغیرہ کو بھی۔

اللہ تعالیٰ جلد ملاقات کا موقع دے، پروگرام سے مولوی معین اللہ صاحب مطلع کریں گے، گھر میں دعا وسلام کہیے، نثار کا سلام قبول ہو، اور درخواست دعا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۲/اکتوبر ۱۹۸۲ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل یکم اکتوبر کو ۳۱/ستمبر کا خط ملا، لکھنؤ سے آئی ہوئی ڈاک خاصی تھی، لیکن آپ ہی کا خط ایسا تھا جسے پڑھکر روحانی خوشی اور قلبی مسرت حاصل ہوئی۔

ڈاک کے انبار میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا خط ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت اور قوت اور عمر طویل عطا فرمائے، کہ اس وقت ہمارے دعوتی کاموں میں بالخصوص اس کام میں جو اَب صرف میرے ہی دل کا تقاضہ اور دماغ کا مطالبہ رہ گیا ہے، (پیام انسانیت) آپ ہی قوت بازو اور واحد ترجمان ہیں۔

شاید ہی کوئی اور اس کی اہمیت وضرورت سمجھتا ہو، آج نہیں تو کچھ عرصے بعد لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس کام میں مسلمانوں کی تاخیر کتنے سنگین نتائج کی حامل اور زریں موقع کھونے کے مرادف ہے، مسلمان سیکولر حکومت میں ان ہی خطوط پر ملک کو بھی بچا سکتے ہیں اور اپنے دین کا بھی جھنڈا بلند کرسکتے ہیں، یالیت قومی یعلمون۔

(۱) قاضی عبدالحمید اندور سے تعلق رکھتے تھے اور ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ کے رکن تھے۔

محمد سعید درگاہی صاحب[۱] نے عرصہ ہوا خط لکھے اور اپنی خدمات پیش کیں، اس وقت کچھ کام کرنے والے موجود تھے، اب اگر آپ ان کی صلاحیت اور اس کام سے ان کی مناسبت کے بارے میں مطمئن ہوں تو ''پیام انسانیت'' کا مرکزی دفتر ان کے حوالے کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ سب آپ سے ملاقات کے بعد طے ہوگا، جس کی اب سخت ضرورت ہے، اور اس کی شکل یہ ہے کہ وسط نومبر میں مجھے عزیزی یحییٰ سلمہ (فرزند مولوی معین اللہ صاحب) کی شادی میں اندور جانا ہے، مولوی معین اللہ صاحب آپ کی شرکت کے بھی متمنی ہیں، اب آپ کی وہاں سے قرابت بھی ہوگئی ہے، وہ آپ کو صحیح تاریخوں کی اطلاع دیں گے، آپ وہیں آجائیے، ان شاء اللہ ضروری گفتگو ہو جائے گی، قاضی عبدالحمید صاحب بھی ہوں گے، نئے مہمانوں کے لئے تربیتی مرکز کے قیام کا بھی فیصلہ کرنا ہے، وقت گزرتا چلا جارہا ہے، اب تاخیر کی گنجائش نہیں۔

مراٹھی اور گجراتی میں ترجمہ کا کام بھی تیزی سے ہونا چاہئے، اس سلسلے میں مزید تاخیر ہوئی تو مواخذہ کا اندیشہ ہے، یہاں اس مرتبہ ۱۲۔۲۰ ستمبر کے درمیان تکیہ پر جو سیلاب آیا وہ ۶۵ سال کا سب سے بڑا سیلاب تھا، ۹ دن مدرسہ ضیاء العلوم[۲] میں رہنا پڑا، الحمدللہ عمارتوں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔

۱۸ نومبر کو دہلی جانا ہوگا، مفتی صاحب[۳] کی عیادت کرنی ہے، اس سلسلے میں ہم سے بڑی کوتاہی ہوئی، ان کا حق اس سے بہت زیادہ تھا، ۹ کی صبح کو انشاء اللہ بمعیت مولوی معین اللہ صاحب رابع سلمہ اور عبدالرزاق صاحب .A.P سے حیدرآباد روانگی ہے، وہاں کئی تقریبات سے رابطہ قائم کیا جائے گا، ممکن ہے اس وقت عبدالقیوم میاں بخیر و عافیت واپس

---

(۱) محمد سعید درگاہی مرحوم۔

(۲) رائے بریلی میں گاؤں میدانپور میں قائم مدرسہ ضیاء العلوم جہاں عارضی قیام کیا تھا۔

(۳) مولانا مفتی عتیق الرحمان عثمانی بانی ناظم ندوۃ المصنفین دہلی وممتاز ملی قائد جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی سے بڑی مناسبت رکھتے تھے۔

آجائیں، گھر میں سب بزرگوں کو سلام۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن

ندوہ، لکھنؤ
۱۲؍نومبر ۱۹۸۲ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ۱۱؍نومبر کو ڈاک آئی تو آپ کے خط پر مولوی معین اللہ صاحب کی نظر پڑی، آپ کے خط کے شوق میں انہوں نے پڑھنا شروع کیا، لیکن اس میں جو اطلاع ملی، وہ بجلی بن کر دل و دماغ پر گری، اگر آپ کا خط نہ ہوتا تو یقین کرنا مشکل ہوتا، اس وقت سے اس وقت تک تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خیال آتا رہتا ہے اور طبیعت پر افسردگی غالب آجاتی ہے، تعجب ہے بنگلور سے براہ راست کوئی اطلاع نہیں آئی، نہ تار نہ خط، یوں تو وقت مقرر ہے، لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ ظاہری سبب کیا ہوا؟ کبھی ان کی قلبی شکایت کا بھی علم نہیں ہوا تھا۔

بنگلور کی اطلاع کا انتظار ہے۔ ان کے صاحبزادوں کے نام بھی معلوم نہیں کہ ان کو تار دیا جا سکے، یا خط لکھا جا سکے۔ شاید آج کل میں کوئی اطلاع آئی ہو۔ اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

رائے بریلی
۱۶؍نومبر ۱۹۸۲ء

محبی فی اللّٰہ بارك اللّٰه فیه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ ہمارکارڈ ملا ہوگا، میر جعفر علی صاحبؒ[1] کے انتقال کی اطلاع پر دوسرے تیسرے ہی دن لکھا تھا۔

بنگلور سے ابھی تک براہ راست کوئی اطلاع نہیں آئی، میں نے ایک محتاط تار دے دیا ہے جس سے واقعہ کی تصدیق ہو جائے گی۔

۲۶؍نومبر کو یحییٰ سلمہ کی اندور میں شادی ہے، میں ۲۳؍کو انشاء اللہ لکھنؤ سے روانہ ہوں گا، بھوپال اجین ہوتا ہوا پہنچوں گا، امید ہے کہ آپ اندور ضرور آئیں گے، شادی میں شرکت ہو جائے گی اور ''پیام انسانیت'' کا کام بھی اور خط کے مندرجات پر گفتگو بھی، باقی عند الملاقات۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۸؍فروری ۱۹۸۳ء

محبی فی اللّٰہ پاریکھ صاحب زید توفیقه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکتوب عزیز مورخہ ۱۴؍ربیع الآخر کل ۷؍فروری کو ملا، آپ کے خط کا انتظار تھا، میں مولوی معین اللہ صاحب سے کہہ چکا تھا کہ پاریکھ صاحب کا کوئی خط نہیں آیا۔

(۱) میر جعفر علی مرحوم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے مخلص اہل تعلق میں تھے۔

اب آپ کا خط پا کر اطمینان ہوا، الحمدللہ اب تقریباً نارمل ہوں، اور صحت بہتر ہوتی جارہی ہے، لیکن آج کل شانے کی ہڈی میں درد کی تکلیف ہے جو قدیم مرض ہے، ٹھیک اسی طرح جیسے ناگپور آنے پر تھی اور وضو کرنا مشکل ہوتا تھا، الحمدللہ اس میں بھی تخفیف ہے۔

آپ نے صحیح لکھا ہے کہ امت کے پاس سب کچھ ہے مگر حکمت و دانشمندی کی کمی ہے، جذباتیت مزاج میں داخل ہوگئی ہے اور خیر خواہوں کی بات نہ ماننا طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔

اس موقع پر قرآن میں ایک نبی کے درد میں ڈوبے الفاظ اکثر یاد آتے ہیں کہ

"وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِن لَّا تُحِبُّوْنَ النَّاصِحِيْنَ"

حضرت موسیٰؑ کے زمانے کے چرواہے کے قصے کا حوالہ دے کر آپ نے بچپن کی یاد تازہ کردی جو والدہ صاحبہ مرحومہ سناتی تھیں اور بڑا مزہ آتا تھا، آپ نے ناگپور آنے کے لئے لکھا ہے، میرا بھی جی چاہتا ہے، انشاءاللہ ایک دو مہینوں کے بعد ضرور وقت نکالوں گا۔

آپ اگر فروری میں آسکتے تو کچھ ضروری باتیں یہاں بھی ہوجاتیں، ممکن ہے مولوی معین اللہ صاحب آپ کو دہلی سے لیتے آئیں، لیکن والدین کی خدمت اس وقت سب سے اہم ہے، فیھما فجاھد کی پیغمبرانہ ہدایت و تلقین یاد ہوگی۔

آپ کے لئے مناسب آدمی یا آدمیوں کی تلاش جاری رہے گی، اللہ تعالیٰ صحیح رہنمائی فرمائے، اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام
دعاگو
ابوالحسن علی

۲۵ر فروری ۱۹۸۳ء

محبی فی اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مکتوب جو آپ نے دہلی سے واپسی پر لکھا تھا ملا، غالباً ہمارا خط جو اس سے پہلے کا لکھا ہے، مل گیا ہوگا، آج کل ڈاک کا نظام بہت خراب ہے، اب ان شاءاللہ آپ سے

اس تاریخ پر جو آپ نے لکھی ہے، ملاقات ہوگی۔

''پیام انسانیت'' کا کوئی پروگرام مرتب کیا جائے گا، اس وقت اپنی نئی کتاب ''دستور حیات'' کا نسخہ بھی پیش کردوں گا، اور بقیہ امور پر بھی گفتگو ہوجائے گی، امید ہے مدراس سے واپس ہوگئے ہوں گے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

لکھنؤ

۱۶/اپریل ۱۹۸۳ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۰/اپریل کا دستی خط ملا، کچھ مجمل حال قاضی عبدالحمید صاحب سے معلوم ہوا، جو آج کل آئے ہوئے ہیں، میں نے قصداً آپ سے اپنے دورے میں ہمراہی کا ایماء ظاہر نہیں کیا کہ آپ کشمکش میں پڑ جائیں گے، ورنہ اس دورے میں آپ کی معیت بہت مفید ہوتی اور ہمیں اس سے بڑی مدد ملتی۔

دورہ الحمدللہ غیر معمولی طور پر کامیاب رہا، اللہ تعالیٰ کی مدد کھلے طریقہ پر دیکھی، آپ کے لئے ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ انجمنوں، اداروں کے جلسوں میں کم جائیں، یہ لوگ اپنی پبلیسٹی کا کام لیتے ہیں، اور اپنی ہی کرتے ہیں، اب ہم لوگوں کا سفر کسی تحریک اور منظم مقصد ہی کے ماتحت ہونا چاہئے، اب آپ کی صحت بھی اس کی متحمل نہیں، مولوی معین اللہ صاحب کے نام آپ کے خط سے کچھ تفصیلات معلوم ہوئیں، اس سے فکر پیدا ہوئی، ان شاء اللہ ۲۴/اپریل کو دہلی میں آپ سے ملاقات ہوگی اور مفصل بات، رفع

انتظار کے لئے یہ خط لکھ رہا ہوں۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۵/اگست ۱۹۸۳ء

محبی فی اللّٰہ اتم اللّٰہ لہ الشفاء
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سفر انگلستان سے واپسی پر آپ کا ۳۰/جولائی کا لکھوایا ہوا خط لکھنؤ کی ڈاک میں ملا، کل ۴/اگست کو تار کی شکل میں خوشخبری بھی مل گئی کہ الحمدللہ آپریشن کامیاب ہوا۔

"الحمد للّٰہ علیٰ ذلك حمداً كثيراً طيباً مباركاً"۔

آپ نے اپنے خط میں کچھ عرصہ تک معمولات کے چھوٹے رہنے اور براہ راست قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے سے محرومی کا ذکر کیا ہے، میں نے ایک دوست کو جن کی بیماری میں معمولات چھوٹے ہوئے تھے، یہ کہہ کر تسکین دی تھی کہ صحیح حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی بیماری یا معذوری کی وجہ سے کسی کے معمولات پورے نہ ہو رہے ہوں تو فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ اس کے سب معمولات اس کے اعمال نامہ میں لکھے، میں نے کہا کہ یہ بڑی بشارت ہے، اس لئے کہ فرشہ اگر لکھے گا تو عمدہ اور مکمل شکل میں لکھے گا اور اس میں مریض کا زیادہ فائدہ ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بدخط یا کم پڑھا لکھا آدمی کسی دوسرے سے کہے کہ میری طرف سے خط لکھ دو اور اس کا خط اچھا ہو تو وہ بگاڑ کر نہیں لکھے گا اور غلطیاں نہیں کرے گا کہ وہ جس کی نیابت کر رہا ہے اس کا خط خراب تھا اور وہ لکھنے میں غلطی کرتا تھا، اس لئے وہ فائدہ ہی میں رہے گا، نمازیں بھی اچھی سے اچھی ہوں گی اور تلاوت وغیرہ بھی۔

آپ سے بتاکید یہ کہنا ہے کہ ڈاکٹر کی ہدایات پر مکمل عمل کریں، جب تک منع کرے

سجدہ کرنے اور زیادہ بولنے سے پوری احتیاط رکھیں، میں اس کوچہ سے گزر چکا ہوں اس لئے یہ جانتا ہوں۔

آج ایک تار بھی مبارکباد کا دے رہا ہوں کہ خط کا کچھ ٹھکانہ نہیں، میری طرف سے، مولوی معین اللہ صاحب اور عزیزی رابع [۱] کی طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے۔

الحمدللہ ہمارا سفر اچھا رہا، ان شاء اللہ ملاقات پر سناؤں گا، چند دن کے بعد پھر خیریت کا خط لکھوادیں، عزیزی عبدالغفور میاں [۲] کو بہت سلام، نثار [۳] کا سلام قبول ہو اور مبارکباد۔

والسلام
دعاگو
ابوالحسن علی

۲۹/اگست ۱۹۸۳ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۵/اگست کا مسرت نامہ ملا، آپریشن کی کامیابی سے دلی مسرت ہے، یہ ملت کی بصارت ہے جو آپ کے پاس امانت ہے، امید ہے کہ آپ اس کی حفاظت ایک امین کی طرح کریں گے، اس عرصہ میں میں نے مبارکباد کے تار اور دو خط لکھے ہیں لیکن آپ کے کسی خط میں ان کا تذکرہ نہیں، اب میرا بتاکید مشورہ ہے کہ ابھی کچھ عرصے تک پوری احتیاط رکھی جائے اور کتابیں زیادہ تر پڑھوا کر سنی جائیں، میں نے آکسفورڈ کی تقریر بھجوائی ہے وہ بھی کسی سے سن لیجئے گا، یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ اہلیہ صاحبہ آپ کو کتاب پڑھ کر سنادیتی ہیں، اب تو آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہے، بمبئی حیدرآباد کا کوئی سفر ہوا تو ان شاء اللہ اس کا موقع آئے گا۔

---

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی۔ (۲) صاحبزادہ مکتوب الیہ۔
(۳) مولانا نثارالحق ندوی مرحوم حضرت مولاناؒ کے خادم۔

سفر میں طبیعت اچھی رہی، لیکن آنے پر تکلیف بڑھ گئی، آجکل اس نے ڈاکٹر صاحب کے پاؤں پکڑ لئے ہیں، اہلیہ صاحبہ اور ڈاکٹر صاحب کو سلام۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

۲۸ ستمبر ۱۹۸۳ء
۱۵ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۶ ذی قعدہ کا خط ملا تھا، فوراً جواب نہیں دے سکا، اپنے خطوط اور تار پہنچنے کی اطلاع سے اطمینان ہوا، امید ہے ''کاروان زندگی'' بھی پہنچ گئی ہوگی، اسے آپ لیٹے لیٹے پڑھوا کر دل بہلا سکتے ہیں، ابھی تک کا ارادہ یہ ہے کہ ۲، ۳ اکتوبر کو میں اور مولانا معین اللہ صاحب اور دو رفیق سفر ناگپور ہوتے ہوئے بمبئی جائیں، مفصل وقطعی اطلاع مولانا معین اللہ صاحب دیں گے۔

آپ کے کامیاب آپریشن پر مبارکباد اور ملاقات کا عرصہ سے اشتیاق ہے، ان شاء اللہ اس کا موقع مل جائے گا، قیام ایک دن ایک شب رہ سکے گا، ''پیام انسانیت'' کی ایک تقریر ہوسکتی ہے، اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں، زیر تحریر مضمون کا آپ نے ذکر کیا ہے، اسے ضرور مکمل کرلیں، اس موضوع پر تو آپ سند کا درجہ رکھتے ہیں، باقی عند الملاقات۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

۸؍فروری ۱۹۸۴ء

محبی فی اللہ پاریکھ صاحب زید توفیقہ و سعادتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس کوتاہی پر بہت نادم ہوں کہ بمبئی میں آپ سے جدا ہونے کے بعد پھر مدراس سے واپس ہونے کے بعد آپ کو دریافت خیریت اور والد صاحب کی مزاج پرسی کا کوئی خط نہ لکھ سکا، مدراس تک تو سفر رہا اور سخت مصروفیت، واپسی پر ڈاک کا وہ ڈھیر ملا جو ۲۰، ۲۵؍دن کے اندر جمع ہو گیا تھا، مولانا نثار صاحب[1] بھی اپنے وطن گئے ہوئے تھے اور کل ہی واپس آئے ہیں، اس لئے مجھے خطوط کے لکھوانے میں بڑی دقت پیش آئی، اس پوری مدت میں والد صاحب[2] کی کیفیت، مزاج اور آپ کے حالات سے بے خبر رہا، کسی سے معلوم ہوا کہ اہلیہ صاحبہ کا بلڈ پریشر بہت بڑھ گیا تھا، اس سے مزید تردد ہوا، آپ کو بھی کسی مستقل خط لکھنے کا شاید موقع نہیں ملا، خدا کرے والد صاحب کا مزاج بہتر ہو، اور اہلیہ صاحبہ کو بھی اس تکلیف سے آرام ہو۔

آپ کو شاید علم ہوگا کہ کئی مہینے سے میرے بنگلہ دیش کے سفر کے لئے وہاں کے دوستوں کا اصرار ہے، ایک دفعہ ارادہ کر کے ملتوی کرنا پڑا، اب وہاں اس کی شہرت ہوگئی ہے اور ڈھاکہ میں ایک بڑی استقبالیہ کمیٹی بھی بن گئی ہے، خطوط کا تانتا بندھا ہوا ہے، ہم لوگوں نے مشورہ سے طے کیا کہ آپ کی رفاقت اس سفر میں بہت مفید ہوگی اور میرا بار بھی ہلکا ہوگا، "توکلاً علی اللہ" آپ کا نام رفقاء کی فہرست میں بھیج دیا گیا ہے اور تار سے اس کی اطلاع کی جارہی ہے تاکہ ویزا اور ٹکٹ آجائے، افسوس ہے کہ آپ کو اس کی اطلاع سفروں کی وجہ سے تاخیر سے دی جارہی ہے، خدا کرے گھر کے حالات آپ کو اس سفر کی اجازت دیں، اس لئے کہ بہت سی حیثیتوں سے یہ سفر اہم ہے اور اس کے بعد کم سے کم میرا بار بار سفر نہیں ہو سکے گا، ۲۸؍فروری سے یکم مارچ تک یہاں کئی تقریبات ہیں، لیکن بنگلہ دیش کا سفر جو ۵، ۶؍مارچ سے شروع ہوگا، اس کی رعایت زیادہ اہم ہے، اگر آپ سفر کا

(۱) مولانا نثار الحق ندوی کاتب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ۔

(۲) والد صاحب مرحوم عبداللطیف کا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے عقیدت ومحبت کا تعلق تھا اور ان کی کتابیں پڑھتے تھے، ۱۹۸۴ء میں انتقال ہوا، اس وقت مولانا پاریکھ صاحب حج پر تھے۔

فیصلہ کریں تو پھر اسی وقت تشریف لائیں۔

ہم نے اپنے کینڈی ہال علی گڑھ کی تقریر کے کچھ نسخے انگریزی ہندی آپ کے پاس بھجوائے تھے کہ آپ دوستوں کو اور R.S.S. کے لیڈروں کو اسے دے سکیں تا کہ ان کو معلوم ہو کہ مسلمان کس طرح سوچتا ہے اور اس ملک کا کتنا درد رکھتا ہے؟ امید ہے کہ آپ نے پہنچانے کی کوشش کی ہوگی، ان شاء اللہ ''پیام انسانیت'' کے سارے لٹریچر آپ کو بھیجنے کی کوشش کی جائیگی، آپ سے جلد جلد ملنے اور سفروں میں ساتھ رہنے کی ضرورت کا احساس بڑھتا جارہا ہے، میری صحت میں جتنا انحطاط ہے اتنی ہی مصروفیت اور ذمہ داری بڑھتی جارہی ہے، لیکن کشتی درچین ملاح درفرنگ۔

سب صاحبزادوں کو نام بنام سلام ودعا، والد صاحب کی خدمت میں سلام ومزاج پرسی۔

والسلام

آپ کا

ابوالحسن علی ندوی

۹/اپریل ۱۹۸۴ء

محبی فی اللہ وداعی الی اللہ

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زیدت مآثرہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دونوں محبت نامے ملے اور پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی، ۵/اپریل کا مفصل مکتوب خاص طور پر بہت تسلی بخش اور تسکین کا موجب تھا، خاص طور پر آپ نے فلاسفی کے جن عالم[1] کا ذکر کیا ہے اور ان کی ملاقات سے جو امید پیدا ہوگئی ہے اس سے بہت خوشی ہوئی، یہ کام وسیع پیمانے پر کرنا اور کرانا چاہئے، غزوۂ خندق میں قریش اور اہل کتاب کے

(۱) یہ صاحب دلائی لامہ کے بعد بدھشٹوں کے دوسرے نمبر کے مذہبی رہنما ہیں، جن کا نام سوامی بھدنت آنند کوشلیاین ہے اور یہ ہنود کے خلاف بیشمار کتابوں کے مصنف ہیں۔

درمیان جن صاحب نے اہم اور فیصلہ کن کردار ادا کیا تھا، وہ آپ کو معلوم ہے۔

عبد السلام قاسمی صاحب کے نام بھی خط دیکھ لیا، بہت مناسب ہے، قاری مبین صاحب سے اس وقت تک کئی ملاقاتیں ہو چکی ہوں گی، مجھے واپسی کی اطلاع نہیں، آپ نے دوسرے خط میں اپنے سفر حج کے شوق کا ذکر کیا ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔

ممکن ہے کہ اس سلسلے کا بھی کام ہو جائے جس کا آپ نے کئی مرتبہ ذکر کیا، آپ کے جانے سے مجھے بھی فائدہ ہوگا کہ آپ کی کچھ حرمین کی دعائیں مل جائیں گی، سفر بنگلہ دیش کے جو تاثرات لکھے ہیں ان سے سفر کے بارے میں اطمینان میں اضافہ ہوا، میں کیسٹ سے وہاں کی تقریریں قلمبند کرا رہا ہوں لیکن کیسٹ پورے نہیں ملے۔

اللہ نے بہت سی کام کی بات کہلائیں، ہمارے سفر کا ایک اور پروگرام بن گیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت خاص سے اسے مکمل کرادے یعنی ۲۴ر اپریل کو عمان (شرق اردن) کے لئے روانگی، وہاں سے جدہ اور جدہ سے غالباً صنعاء (شمالی یمن) یہ سفر کئی سال سے ٹل رہا تھا، اب کی معذرت کی ہمت نہیں ہوئی، اہتمام سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ صحت و برکت کے ساتھ سفر کرادے، دربھنگہ سے آنے پر صحت پر اثر تھا، ایک سفر مراد آباد، مظفر نگر اور الہ آباد کا بھی ہو گیا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زمینوں کے قضیہ سے بھی جلد ہی فراغت نصیب فرمائے۔

حضرت والد ماجد کی خدمت میں سلام و درخواست دعا، والدہ میاں عبد الغفور کو بھی سلام و مزاج پرسی، سب صاحبزادوں کو دعا و سلام۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۳۰ر مئی ۱۹۸۴ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۸ر مئی کو ممالک عربیہ کے سفر سے براہ کراچی واپسی ہوئی، آپ جا بجا یاد رہے،

کراچی میں آپ کا لوگ تذکرہ کرتے تھے، آپ نے اچھا کیا کہ ایران کے سفر سے معذرت کردی، میں سفر میں اچھا رہا، لیکن بمبئی کے حالات نے طبیعت کو افسردہ کردیا، اور اکثر یہ شعر زبان پر جاری رہتا ہے۔

وہ محروم تمنا کیوں نہ سوئے آسماں دیکھے
کہ جو منزل بہ منزل اپنی کوشش رائیگاں دیکھے

آپ نے حیدرآباد کے قائدین کے متعلق جو تاثر لکھا ہے، وہ تقریباً سب کے بارے میں صحیح ہے۔

رمضان المبارک میں بسہولت موقع ہو تو چند دن کے لئے آیئے اور اگر مشکل ہو تو عید کے بعد ضرور آیئے تاکہ ایک دوسرے سے بات کرکے دل ہلکا کریں اور آئندہ کام کا راستہ سوچیں آپ سے ملے ہوئے بہت دن ہوگئے۔

مفتی صاحب کا صدمہ سخت ہے[1] میں تعزیت کے لئے گھر گیا تھا، سعودی ریڈیو سے تقریر بھی کی، ان کا جانشین ملنا مشکل ہے، صدارت کے لئے بعض لوگ میرا نام دیتے تھے، میں نے صفائی سے معذرت کردی ہے، آپ بھی اس کی تحریک نہ کریں، باقی عند الملاقات، نثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام
دعاگو
ابوالحسن علی ندوی

۲۱/جون ۱۹۸۴ء
۱۴/رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مفصل خط ۶/جون کا لکھا ہوا ملا، اس کا جواب ان شاء اللہ ملاقات ہی پر ہوگا،

(۱) صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی وفات کا ذکر ہے، ان پر تفصیلی مضمون پرانے چراغ حصہ سوم میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

ایسا خیال ہورہا ہے کہ ۵، ۶ رجولائی کو دو ہفتے کیلئے بمبئی چلا جاؤں، کچھ دانتوں کا بھی کام ہے اور کچھ صحت کا بھی تقاضا ہے، اگر ایسا ہوا تو ان شاء اللہ وہاں ملاقات ہوجائے گی، نئے حالات میں آپ سے بات کرنا ضروری اور فوری ہے، وہاں ان شاء اللہ مولانا معین اللہ صاحب بھی ہوں گے اور موسم بھی بہتر ہوگا، یہاں تو اس وقت آپ کا آنا مشکل معلوم ہوتا ہے، گھر میں سب کو سلام ودعا کہیں، یہاں رمضان المبارک معمول کے مطابق گزر رہا ہے، نثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا ہے۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۳ رستمبر ۱۹۸۴ء

محبی فی اللّٰہ و داعی الی اللّٰہ زید توفیقہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بعافیت سفر حج سے واپس آگئے ہوں گے، اسی اندازہ سے خط لکھ رہا ہوں کہ آپ ناگپور ۲۵، ۲۶ کو پہنچ گئے ہوں گے، آپ کو حجاز بھی خط لکھنے کا بہت تقاضا تھا لیکن پتہ معلوم نہ تھا، عزیزی سید غلام محمد انجینئر کو لکھا تھا کہ آپ تک وہ تعزیت کا پیغام پہنچادیں لیکن حج کے بعد ہی وہ ہندوستان روانہ ہوگئے، انہوں نے بتایا کہ انہیں روانگی تک کوئی خط نہیں ملا۔

بھائی عبد الغفور اور ان کے بھائیوں کی سعادت مندی اور تعلق کی بات تھی کہ انہوں نے واقعہ کے پیش آنے کے فوراً بعد مجھے تار دیا، اسی وقت ''شعبہ حفظ'' میں (جس میں الحمدللہ ۲۰۰ طالب علم ہیں) ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا، رفقاء مولوی معین اللہ صاحب ورابع وغیرہ کو بھی علم ہوگیا اور سب کو افسوس ہوا، لیکن میں نے مرحوم(۱) کی خوش قسمتی سمجھی کہ اتنی

(۱) مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب مدظلہ کے والد ماجد کی وفات کا واقعہ۔

جلد ان کے حصے میں عمرہ وطواف اور مقامات قبولیت پر دعا ملی جو دنیا سے کم جانے والوں کے حصے میں آتی ہے اور وہ بھی اس سعادت مند و باتوفیق فرزند کے ذریعہ جو قرآن مجید کا ترجمان و مبلغ اور دین کا داعی ہے۔

آپ نے اور اہلیہ صاحبہ نے اس موقعہ سے پورا فائدہ اٹھایا ہوگا اور دعا وطواف میں کوئی کمی نہ رکھی ہوگی، آپ سے ان کے جو حالات سننے میں آئے تھے خاص طور پر عقیدۂ توحید میں پختگی وہ بڑی امید کی چیز ہیں، اس خط کے ذریعہ آپ سے اور آپ کے پورے خاندان سے تعزیت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور آپ سب کو ہمیشہ سے بہتر اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

بہت سے اسباب کی بنا پر آپ سے ملنے کا شدید تقاضا ہے، ملک کے حالات ایسے ہیں کہ ہمیں آپ کو جلد بیٹھ کر غور کرنا چاہئے کہ ہم ان حالات میں کیا کر سکتے ہیں؟ اللہ نے مسلمانوں کو پھر ایک بار انسانیت، اخلاق و اصول اور ملک و معاشرے کو بچانے کا پیغام دینے کا زریں موقع عطا فرمایا ہے، تقدیری بات ہے کہ ڈاکٹر اشتیاق صاحب[1] بھی رمضان المبارک سے بیمار ہیں اور ایک ہفتہ ہوتا ہے کہ بغرض علاج بمبئی چلے گئے، اکتوبر کے پہلے ہفتہ کے آخر تک ان شاء اللہ ہم اور مولانا معین اللہ صاحب بمبئی جائیں گے، آپ کو وہاں پہنچ کر اطلاع دیں گے، آپ اس وقت ضرور تشریف لائیے گا، ڈاکٹر قمر الدین صاحب بھی امید ہے کہ آجائیں گے، ان شاء اللہ کام کا کچھ نقشہ بنایا جائے گا، ہماری اطلاع کا انتظار کیجئے گا، سب صاحبزادوں کو سلام و دعا، گھر میں سلام و حج کی مبارکباد۔

راقم الحروف شمس تبریز خاں[2] بھی سلام کہتا اور حج کی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

والسلام

ابوالحسن علی

---

(۱) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی (لکھنؤ)۔

(۲) مولانا شمس تبریز خاں قاسمی مرحوم سابق رفیق مجلس تحقیقات ونشریات اسلام و پروفیسر عربی لکھنؤ یونیورسٹی، کئی کتابوں کے مصنف، مترجم۔

۲۳/اکتوبر ۱۹۸۴ء

محبی فی اللہ داعی الی اللہ پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید تھی کہ جلسہ انتظامی میں آپ سے ملاقات ہوجائے گی اور بہت سی ضروری باتیں ہوجائیں گی جو بمبئی میں نہ ہوسکی تھیں، لیکن کل اچانک اطلاع ملی کہ آپ کی طبیعت خراب ہے اور ٹائیفائڈ کا اندیشہ ہے، اس لئے آپ نہ آسکے، بمبئی میں آپ کی صحت دیکھ کر اندیشہ تھا کہ آپ طویل سفر سے واپس آئے تھے اور آرام کا موقعہ نہیں ملا تھا، دہلی کا سفر بھی پیش آگیا، اس لئے اور زیادہ تکان ہوگیا، اب آپ کچھ دن آرام ضرور کرلیں ورنہ مرض کے اثرات زائل ہونے میں بہت دیر لگ جائے گی، اپنی صحت کی موجودہ کیفیت سے اگر آپ نیاز[1] کو مطلع کردیں تو وہ ہمیں ٹیلیفون پر بتادیں گے، ویسے خط یا تار سے بھی مطلع کریں، بعض اوقات ٹیلیفون نہیں لگتا، اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت وقوت عطا کرے، ڈاکٹر صاحب[2] بمبئی میں زیر علاج اور آپ ناگپور میں ہیں اور سفر کے قابل نہیں، بڑی تنہائی محسوس ہوتی ہے، جلسہ انتظامی الحمدللہ کامیاب رہا اور اچھی فضا میں ہوگیا، اس میں بحیثیت ناظم جو میں نے رپورٹ پیش کی، اس میں ملک کے موجودہ حالات وخطرات پر اچھی روشنی ہے، ''تعمیر حیات'' کے قریبی شمارہ میں شائع ہورہی ہے، اس کو غور سے پڑھیں، اس میں ''پیام انسانیت'' کے کام کی ضرورت بتائی گئی ہے اور یہ کہ اگر یہ کام نہ ہوا تو سارے علمی کام اور دینی ادارے خطرے میں ہیں۔

اپنی خیریت سے جلد جلد مطلع کرتے رہئے کہ دل لگا ہوا ہے، مولانا معین اللہ صاحب، رابع سلمہ[3] سب اچھے ہیں اور آپ کے لئے دعا کرتے ہیں، فرزندان عزیز کو نام

(۱) نیاز احمد صاحب رائے بریلوی حضرت مولاناؒ کے مرید اور مرکزی حکومت میں بڑے عہدوں پر رہے اب ریٹائر ہوگئے ہیں۔

(۲) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی (لکھنؤ)۔

(۳) حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ۔

بنام سلام ودعا، گھر میں بھی سلام۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۳/نومبر ۱۹۸۴ء

محبی فی اللہ داعی الی اللہ پاریکھ صاحب زادك اللہ قوۃً و توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۵/نومبر کا خط جس پر غلطی سے ۱۵/نومبر لکھ دیا گیا ہے، آجکل میں موصول ہوا، یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ الحمدللہ طبیعت بہتر ہو رہی ہے، امید ہے کہ کمزوری جلد ہی رفع ہو جائے گی اور جو آپریشن ضروری ہوگا وہ بھی صحیح وقت صحیح طریقہ پر اللہ تعالیٰ کرادے گا۔

اس میں ڈاکٹر قمرالدین صاحب سے اور ماہرین سے مشورہ کرتے رہئے، حالات حاضرہ میں آپ سے ملنے کی بڑی ضرورت تھی، لیکن آپ بیمار ہیں اور ہمیں بھی اب ضعف بہت ہوتا جارہا ہے، تین سفر بھی درپیش ہیں، اللہ مدد فرمائے، اخیر دسمبر میں حجاز مقدس کا سفر ہے، خدا کرے اس سفر کی طاقت وموقع حاصل ہو کہ دوسال سے غیر حاضری ہو رہی ہے، معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اشتیاق صاحب ''پنچ گنی'' گئے ہیں، اللہ کرے مفید ہو، ان کے خط سے صحت کے بارے میں زیادہ اطمینان نہیں ہوا، شکایات چل رہی ہیں، ہماری بھی رائے ہے کہ جیسے ہی اطمینان ہو، وہ لکھنؤ آجائیں، بمبئی آئیں تو ان کو خط لکھا جائے۔

امید ہے آپ نے جلسہ انتظامی کی رپورٹ پڑھ لی ہوگی، پرچہ آپ کے نام جاتا ہے، جس طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ بہت اہم چیز ہے اور اب اس کے لئے اجتماعی کوشش کرنی ہے، میں خود آپ سے شرمندہ ہوں کہ اتنے تعلق کے باوجود اتنے عرصے سے ناگپور نہیں آیا، اللہ تعالیٰ خیریت سے رکھے، سفر حجاز سے واپسی پر ان شاء اللہ پروگرام بنایا جائے گا، اس سے

پہلے ان شاء اللہ آپ سے ملاقات ہو جائے گی، گھر میں سب کو سلام و دعا، محمد نصیر کو سلام۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

۲۲/اکتوبر ۱۹۸۵ء

محب گرامی منزلت داعی الی اللہ مبلغ قرآن پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا، میں ۷/اکتوبر کو عزیزی رابع سلمہ کی معیت میں لندن کے لئے روانہ ہوا تھا، وہیں رائے بریلی کے سیلاب کی شدت اور گھر والوں کی منتقلی کی اطلاع ٹیلیفون سے سن کر بعجلت ممکنہ ۱۵/اکتوبر کو لندن سے روانہ ہو گیا، صرف ایک ہفتہ قیام رہا، اس میں بھی آکسفورڈ، لندن اور بیلجیم کے دارالسلطنت بروسلس سے سوا دو سو میل آگے لکزیمبرگ کی ایک کمیٹی میں بھی شرکت کی اور ۱۶/اکتوبر کو مع الخیر دہلی پہنچ گیا۔

سفر سخت ذہنی کشمکش جسمانی ضعف کی حالت میں ہوا تھا لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا، آنا بہت ضروری مفید تھا، کبھی اطمینان سے اس کی تفصیل سنائی جائے گی، ''تعمیر حیات'' کے آئندہ شمارہ میں پروفیسر خلیق احمد نظامی کے قلم سے مختصر روئیداد آرہی ہے۔

اس خط کا محرک یہاں کا سیلاب، پریشانی کی اطلاع دینا نہیں ہے، یہ تو آپ کو اور ذرائع سے معلوم ہو گیا ہوگا، خط کا محرک وہ تأثر جو آپ کی کتاب ''گائے کا قاتل کون اور الزام کس پر؟''[1] پڑھنے سے ہوا، واپسی پر جو ڈاک ملی اس میں مکتبہ ذکریٰ رامپور کی چھاپی ہوئی کتاب کا نیا ایڈیشن تھا، کتاب کے موضوع و مقصد کا سرسری اندازہ آپ کی گفتگو اور کبھی کسی تقریر یا مضمون سے تھا، لیکن میں کتاب کو اتنا مدلل مؤثر طاقتور، بیک وقت ادیبانہ خطیبانہ انداز کی نہیں سمجھتا تھا، جتنا پڑھ کر معلوم ہوئی، رات ہی ختم کی اور آج صبح آپ کو خط

(۱) یہ کتاب الحمد للہ ہندی، مراٹھی، انگریزی اور گجراتی میں بھی چھپ چکی ہے۔

لکھ رہا ہوں، آپ کو اس توفیق الٰہی پر دلی مبارکباد دیتا ہوں، ضرورت ہے کتاب کا اچھی انگریزی میں ترجمہ ہو، وسیع پیمانے پر اشاعت ہو۔

امید ہے کہ مراٹھی اور ہندی میں شائع ہو چکی ہوگی، یہ کتاب اس مسئلہ پر حرف آخر کی حیثیت رکھتی ہے، ضمنی مباحث بھی بہت اچھے آ گئے ہیں اور دعوتی تبلیغی اشارے بھی۔

اندور کے سلسلہ میں معلوم نہیں کچھ پیش رفت ہوئی کہ نہیں، اگر یہ کارنامہ بھی آپ کے صحیفۂ اعمال میں لکھا جاتا تو بڑی سعادت تھی اور ہم سب کی سرخروئی کا سامان، ایک بیان ان خاتون کی طرف سے اخباروں میں نکل جاتا جب بھی بڑا کام ہو جاتا بشرطیکہ پھر اس کی تردید نہ ہوتی، ''تعمیر حیات'' میں آپ نے ''تحفظ شریعت'' پر ہمارا مفصل انٹرویو پڑھا ہوگا، کاش! اس میں یہ بھی درج کر سکتے، اب وہ علاحدہ رسالہ کی شکل میں شائع ہو رہا ہے، محبی و محترمی ڈاکٹر سید قمر الدین کی خدمت میں سلام اور مضمون واحد، یہ خط ان کو دکھا دیجئے گا، ان کی اور ڈاکٹر اشرف کی ہدایت کے مطابق ''FROBEN'' فروبین کا خاصا اسٹاک لندن سے لے آیا ہوں، ابھی ہم لوگوں کا قیام مدرسہ والے گاؤں میں ہے، دارعرفات کی نئی عمارت میں خاندان کے لوگوں کا قیام ہے، میرا قیام مدرسہ کے دفتر میں ہے، پانی بہت سست رفتار سے گھٹ رہا ہے، شاید ۲۵، ۲۶/ اکتوبر تک واپسی ممکن ہو۔

سلطانپور میں ۳/ نومبر کو تحفظ شریعت پر ایک بڑا جلسہ ہونے والا ہے، اس کے منتظم پاریکھ صاحب کا بھی ذکر کرتے تھے، شاید خط و کتابت کی ہو، اندور کا معاملہ سب پر مقدم ہے، کسی طرح یہ مورچہ فتح کر لیجئے۔

سب صاحبزادوں اور ان کی والدہ کو سلام و دعا، خط اگر لکھیں تو لکھنؤ کے پتے پر، یہاں ڈاک نہیں آ رہی ہے، دعاؤں کا دونوں صاحبان اہتمام رکھیں۔

والسلام

دعا گو و طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۶ رنومبر ۱۹۸۵ء

محبّ گرامی داعی الی اللہ پاریکھ صاحب زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دستی خط پہلے مل گیا تھا، اب مفصل خط ملا، آپ کے رسالے کے متعلق میں نے جو تاثرات لکھے تھے وہ حقیقی تھے، ان میں کوئی تصنع نہیں تھا، واقعی قرآن مجید کا فیض ہے، "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ" (۱۶۔النحل آیت ۱۲۵) کا ظہور، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے حالات روز بروز خراب سے خراب تر ہوتے جارہے ہیں، افسوس ہے کہ آپ بہت دور ہیں اور ہم بہت مصروف، ایک مرتبہ تو آواز لگا دینے اور ملک کو ہلا دینے کا جی چاہتا ہے، افسوس ہے کہ دو ایک کام کے آدمی تھے، انہوں نے سفر آخرت اختیار کیا[1] دو ایک مشکل سے ہیں وہ مصروف اور دور ہیں[2] مراٹھی، ہندی میں ترجمہ جلد کروا دیجئے، انگریزی میں ان شاء اللہ انتظام ہوجائے گا۔

اندور کے سلسلہ میں جلد اور پورا نظم قائم کیجئے، اس وقت اس کی بہت ضرورت ہے، اس کا کامیاب نتیجہ سننے کا سخت اشتیاق ہے، میں آج ہی جنوبی ہند کے دورہ کے لئے روانہ ہورہا ہوں۔

کل ۷ رنومبر کو دہلی سے مدراس روانگی ہے، وہاں سے ترچناپلی، وانم باڑی وغیرہ پھر کیرلا، خود بھی صحت کی اچھی حالت میں نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے پورا کرادے۔

یہاں بھی بڑے اجتماعات جونپور، الٰہ آباد، بہرائچ میں ہونے والے ہیں، امید ہے انہوں نے آپ کو لکھا ہوگا۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مولانا سید محمد الحسنی اور مولانا اسحاق جلیس ندوی جنہوں نے پانچ چھ سال پہلے وفات پائی۔

(۲) مولانا پاریکھ صاحب، انیس چشتی صاحب پونا وغیرہ مراد ہیں۔

۲۷ر فروری ۱۹۸۶ء

۱۶ر جمادی الآخرۃ ۱۴۰۶ھ

محبّ گرامی مرتبت اخی فی اللّٰہ داعی الی اللّٰہ

مولانا عبدالکریم صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً و قوۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بعافیت اپنے مستقر پر پہنچ گئے ہوں گے، مجھے اس کا قلق ہے کہ آپ سے رخصتی ملاقات نہ ہوسکی، میں نے کرامت صاحب کے مکان سے ''بچوں کے گھر'' ٹیلیفون کیا کہ مولانا منت اللہ صاحب اور آپ سے کہہ دیا جائے کہ آپ ہماری قیام گاہ پہنچیں، سعودی سفیر صاحب کے یہاں کھانے پر جانا ہے لیکن یہ پیغام آپ کو نہیں پہنچ سکا، مولانا منت اللہ صاحب تو سابق اطلاع پر آ گئے، مگر میں آپ سے تذکرہ کرنا بھول گیا، خیال تھا کہ وقت پر کہہ دوں گا، آپ کے ساتھ نہ جانے کا افسوس رہا، تعارف بھی ہوجاتا جو شاید آئندہ مفید ثابت ہوتا۔

مجلس مشاورت کی اس نشست میں کچھ ایسی فضا بن گئی کہ میرے لئے بیٹھنا مشکل ہوگیا، اندازہ ہوتا ہے کہ میں اس فضا کے ساتھ چل نہیں سکوں گا، البتہ کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے انتشار یا بے اعتمادی پیدا ہو، خدا کرے، آپ کی شرکت اس کو صحیح راستہ پر ڈال دے۔

میں رائے بریلی آپ کی امانت لے کر گیا، مگر آپ تشریف نہیں لائے، میرے آپ کے درمیان کوئی تکلف یا مغایرت نہیں ہے، لیکن چونکہ آپ سے یہ رقم لے کر اپنے مخدوم زادوں کی خدمت میں پیش کی تھی، اس لئے اسے میں اپنے ہی ذمہ رکھنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ آپ اس کی اجازت دیں گے، میں نے قرض کے نام سے لیا بھی تھا اور مجھے اس کی ادائیگی میں الحمدللہ ذرا بھی دشواری نہیں، امید ہے کہ آپ ازراہ محبت اس کو قبول فرمائیں گے، چاہے میرا ہدیہ ہی سمجھیں۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

۱۲/مارچ ۱۹۸۶ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۳/مارچ کا بھیجا ہوا ملفوف ملا، تاروں کی رسیدیں اور مضمون بھی پہنچے، امید ہے کہ ان شاء اللہ آپ کا سفر حیدرآباد مفید ومؤثر ثابت ہوگا، مجلس تعلیم القرآن کے رفقاء کے لئے دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان کے تعاون کو قبول فرمائے، آپ کے خط سے اندازہ ہوا کہ آپ کا مجلس میں شریک رہنا مفید ہوا۔

۱۶/مارچ یکشنبہ (اتوار) کو صبح کی فلائٹ سے ان شاء اللہ حجاز کو روانگی ہوگی، عزیزی رابع سلمہ اور صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب ساتھ ہوں گے، دعا کیجئے کہ سفر صحت اور کامیابی کے ساتھ ہو، میری صحت کی کیفیت آپ کو معلوم ہے۔

دہلی کے مسئلہ کی طرف بھی تو متوجہ رہئے اور اگر ضرورت ہو تو سفر کی تکلیف بھی گوارہ کیجئے، نثار کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

۸/اپریل ۱۹۸۶ء

محبّ گرامی منزلت مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع متعلقین بعافیت ہوں گے، آپ کو ہمارے سفر حجاز کی اطلاع ہوگی، حجاز سے آگے جانے کا بھی ارادہ تھا، گھر کی علالت کے ٹیلیفون آنے پر ارادہ ملتوی کیا اور ۶/اپریل کو واپسی ہوگی۔

ڈاک میں عزیزی عبدالمجید میاں[1] کی تقریب نکاح کا دعوت نامہ ملا، جو دعوت نامہ بھی

(۱) عبدالمجید پاریکھ صاحب فرزند چہارم مولانا عبدالکریم پاریکھ۔

تھا اور دعوتِ اصلاح بھی، امید ہے کہ یہ تقریب آپ کی خواہش و نام کے مطابق بخیر وخوبی انجام پا گئی ہوگی۔

آپ کے خط کا جواب دیتا ہوں اور مبارکباد بھی دیتا ہوں، میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے، الحمدللہ گھر میں طبیعت بہتر ہے۔

ابھی دعاؤں کی ضرورت ہے، نثار کا سلام اور مبارکباد قبول ہو۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۸/اپریل ۱۹۸۶ء

محب گرامی منزلت پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۳/اپریل کا خط جلد مل گیا، آپ کی اطلاع صحیح ہے، مجھے گھر کی علالت کی بنا پر سفر مختصر کرنا پڑا، الحمدللہ تخفیف ہے، کمزوری البتہ ہے، دعا فرمائیں۔

چندی گڑھ کانفرنس بے موقع و بے وقت ہو رہی ہے، ہم لوگوں کا متنازع فیہ جگہ جانا مناسب نہیں، آپ کا خواب صحیح ہے، جسمانی ضعف و اضمحلال کئی ماہ سے چلا آرہا ہے، رمضان شریف کا سہم چڑھا ہوا ہے، اللہ ہی روزے رکھوادے۔

آپ اگر چند دنوں کے لئے آئیں گے تو برکت بھی ہوگی اور تقویت بھی، میرا خط پہنچا ہوگا، اس میں مجید میاں کی شادی پر مبارکباد تھی، گھر میں سلام و دعا۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۲۹ رمئی ۱۹۸۶ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ پاریکھ صاحب

زادہ اللہ توفیقاً و صحۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کئی روز ہوئے ایک خط آیا جس میں بل کے پاس ہونے اور پرسنل لاء بورڈ کی مہم کے کامیاب ہونے پر مسرت کا اظہار اور اس کے نتیجہ میں جن باتوں کا خطرہ تھا ان کے پیش نہ آنے پر خوشی ظاہر کی گئی تھی اور خاص طور پر میرے لئے محبت اور خلوص کے الفاظ تھے، میں نے کہا یہ کسی بہت فہیم اور تعلق رکھنے والے کا خط معلوم ہوتا ہے، خط کے خاتمہ پر آپ کا نام تھا، سارا تعجب جاتا رہا، میں نے جواب فوراً اس لئے نہیں دیا کہ عزیز مکرم بھائی عبد الغفور[1] کی آمد کا انتظار تھا جن کے لئے آپ نے لکھا تھا کہ انہوں نے گورکھپور ایکسپریس میں ریزرویشن کرالیا ہے اور وہ ان شاء اللہ ۲۵ رمئی کی دوپہر کو لکھنؤ پہنچیں گے، آج ۲۹ رمئی تک انتظار کرنے کے بعد جواب دے رہا ہوں، ان کے نہ آنے سے تشویش پیدا ہوگئی ہے، خدا کرے مانع بخیر ہو، کم سے کم ان کی خیریت اور نہ آنے کے سبب سے مطلع کیجئے۔

ڈاکٹر قمر الدین صاحب[2] کی آج آمد متوقع ہے، شاید ان سے حال معلوم ہو، میں غالباً ان شاء اللہ ۵، ۶ رشوال تک ٹرکی کے لئے روانہ ہوں گا، وہاں رابطہ عالم اسلامی کا جلسہ ہے جس کی صدارت میرے سپرد کی گئی ہے آپ کی خیریت کی اطلاع کا انتظار ہے، عزیزی محمد نصیر کو سلام، جواب کا انتظار رہے گا۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

---

(۱) حاجی عبد الغفور پاریکھ مرحوم فرزند اول مولانا عبد الکریم پاریکھ۔

(۲) ڈاکٹر سید قمر الدین رکن مجلس انتظامی ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

۱۱؍جون ۱۹۸۶ء

۳؍شوال المکرّم ۱۴۰۶ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۴؍جون کا خط آج ۱۱؍جون کو لکھنؤ پہنچ کر ملا، ۲۸؍مئی کے بعد کا زمانہ آپ کی طرح سے بڑی تشویش میں گزرا، کارڈ لکھا، پھر نیاز[1] کے ذریعہ سے خیریت معلوم کی، سفر کے التوا کی وجہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بڑا تردد رہا، الحمدللہ آپ کے خط سے اطمینان ہوا۔

بھائی عبدالغفور سے سلام کہئے اور کہئے رائے بریلی کا ان کا آنا قرض ہے، اس وقت تک کا نظام یہ ہے کہ ۱۹؍جون کو صبح کی فلائٹ سے دہلی اور اسی دن دو ڈھائی بجے کی فلائٹ سے کراچی اور اگلے دن ۲۰؍جون کو کراچی سے استنبول ان شاء اللہ۔

بنگلور کے مدرسہ کے سلسلہ میں آپ کا خط مولوی معین اللہ صاحب کو دے رہا ہوں، آپ اس سلسلہ میں ان سے رابطہ رکھئے، محمد احمد خاں کا خط بھی مل گیا، آپ نے اچھا کیا کہ مولانا منت اللہ صاحب کو اس کی نقل بھیج دی۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

۱۲؍اکتوبر ۱۹۸۶ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ پاریکھ صاحب زیدت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی عزیز گرامی عبدالغفور سلمہ کو مفصل خط لکھا ہے جس میں اپنے قیام ناگپور کے

(۱) نیاز احمد رائے بریلوی صاحب مختلف مرکزی وزارتوں میں سکریٹری رہے حضرت سے بیعت ہیں، اب ریٹائر ہوگئے ہیں۔

تاثرات اور مسرت اور دعائیں ہیں۔

اس ڈائلاگ اور وہاں کے اجتماعات میں ان کا بنیادی حصہ رہا، اور ان کے گھر پر ہم لوگوں نے بڑا آرام پایا، ان کے برادران عزیز عبدالقیوم وعبدالحمید اور سب افراد اخاندان نے انتہائی سعادت مندی کا ثبوت دیا، اللہ تعالیٰ سب کو خوش وخرم رکھے، اور دینی ودنیوی ترقیات سے نوازے، ہم نے لکھا ہے کہ آپ کے آپریشن کی تاریخ مقرر ہو یا آپریشن ہو گیا ہو تو تاریا فون سے مطلع کریں، اور خیریت سے آگاہ کریں۔

اصل ذمہ داری تو انہیں کی ہے، یہ خط احتیاطاً واضافۃً لکھ رہے ہیں، ان کو لکھا ہے کہ ڈائلاگ کا ہندی، انگریزی مضمون بالا صاحب[1] کو اور اہم اصحاب کو اہتمام سے پہنچادیں، یہاں اعزہ واحباب سے ناگپور، امین آباد کا خوب تذکرہ رہا، اور سب بہت محظوظ ہوئے۔

مولوی معین اللہ صاحب اور عزیزان رابع[2] وواضح[3] کا ساتھ نہ ہونے کا افسوس رہا، آپریشن کے بعد احتیاط کی ضرورت ہے، ڈاکٹر کی ہدایات پر پورا عمل کریں۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

۲۳/اکتوبر ۱۹۸۶ء

محبی فی اللہ داعی الی اللہ پاریکھ صاحب قواہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۰/اکتوبر کا لکھوایا ہوا خط ملا، غالباً اس کے فوراً بعد ہمارا خط آپ کے نام علاحدہ اور عزیزی الحاج عبدالغفور کے نام مل گیا ہوگا۔

---

(۱) بالا صاحب دیورس سربراہ آر، ایس، ایس۔ (۲) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی۔

(۳) مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی۔

۲،۳ دن پہلے بھائی عبدالغفور کا تار ملا کہ دائیں آنکھ کا آپریشن الحمدللہ بخیریت ہوگیا اور کامیاب ہے، عام طور پر سرجن آپریشنوں میں کافی فصل کرتے ہیں، معلوم نہیں دوسری آنکھ کا آپریشن جلد کرانے کی انہوں نے رائے دی یا آپ کی خواہش پر کریں گے، بہرحال جو کچھ ہو، اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔

ناگپور کے سفر کے تذکرے ہوتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے اثرات وسیع وعمیق کرے، میں نے بھائی عبدالغفور کو لکھا تھا کہ ڈائلاگ کا مضمون بالا صاحب[1] کو ضرور پہنچادیں، اور ان سے اس کے پڑھنے کا وعدہ لے لیں، اسی طرح جو لوگ نہیں آئے تھے، انہیں بھی پہنچانے کی کوشش کریں، ناگپور کے اس سفر کا خاص تحفہ بھائی عبدالغفور کی دریافت بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے بڑی سمجھ اور استعداد عطا فرمائی ہے، ویسے الحمدللہ ان کے سب بھائی بڑے سعید اور آپ کے قوت بازو ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو دینی ودنیوی برکتیں عطا فرمائے، سب رفقاء بہت خوش ہیں۔

مولانا عمران خاں صاحب کے انتقال کی اطلاع کسی ذریعہ سے ملی ہوگی[2] اپنے احباب واہل تعلق سے ان کے لئے دعائے مغفرت وایصال ثواب کی اپنی اور میری طرف سے درخواست کردیں۔

بھائی عبدالغفور یا ان کے بھائیوں کو ہدایت کردیں کہ آپ کی کیفیت ومزاج سے مطلع کریں۔

والسلام
دعاگو
ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) آر، ایس، ایس سربراہ بالا صاحب دیورس۔

(۲) حضرت مولانا محمد عمران خان ندوی سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وامیر دارالعلوم تاج المساجد بھوپال، ان کے متعلق تفصیلی مضمون پرانے چراغ حصہ سوم میں ملاحظہ ہو۔

۱۰؍نومبر ۱۹۸۶ء

۷؍ربیع الاوّل ۱۴۰۷ھ

محبی فی اللّٰہ داعی الی اللّٰہ مولانا عبدلکریم پاریکھ حفظہ اللّٰہ و نفع بہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خیریت نامہ مورخہ ۲۷؍اکتوبر پہنچ کر باعث مسرت ہوا، میں نے عزیز گرامی عبد الغفور سلمہ کو لکھا تھا کہ آپ کو احتیاط کی بہت تاکید کریں، اور ڈاکٹروں کی ہدایت پر پورا عمل ہو، امید ہے کہ آپ اس میں تساہل نہ کریں گے۔

حجازی مہمانوں کی آمد کی تفصیل ''تعمیر حیات'' کے تازہ شمارہ سے معلوم ہوگی،(۱) کسی سے پڑھوا کر سن لیجئے گا، ہم نے یہاں کے حالات کا ایک جائزہ اور اصل ضرورتیں اور کام کے تقاضے ایک مضمون میں لکھ کر پیش کر دئے ہیں، اس سے وہ مسلمانوں کی حقیقی ضرورتیں اور یہاں حفاظت ملت اسلامیہ کے لئے مؤثر تدبیریں سمجھ سکتے ہیں، اس سے زیادہ ہم آپ کسی اور چیز کے مکلّف نہیں۔

امید ہے کہ آپ کے وہ مہمان آئے ہوں گے اور وہ کام ہو گیا ہوگا، فرزندان گرامی و عزیزان کو نام بنام سلام و دعا، ابھی ایک سفر سے واپس آیا ہوں، رفع انتظار کے لئے چند سطریں لکھوا دیں، خیریت اور کیفیت صحت سے وقتاً فوقتاً مطلع کیا جاتا رہے، نثار کا سلام قبول ہو، اور دعا کی درخواست، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت عطا فرمائے، عبد الرزاق بھائی سلام کہتے ہیں۔

والسلام

دعا گو و دعا کا طالب

(مولانا) ابوالحسن علی

---

(۱) صدر امور حرمین شریفین شیخ محمد عبداللہ السبیل اور رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف کی دار العلوم ندوۃ العلماء آمد ہوئی تھی اور بڑا جلسہ منعقد ہوا تھا اور امام حرم کے پیچھے لاکھوں بندگان خدا نے نماز ادا کی تھی۔

۲۶؍اکتوبر ۱۹۸۶ء

۲۳؍ربیع الاوّل ۱۴۰۷ھ

محبّ گرامی داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۸؍نومبر کا لکھا ہوا خط ۲۵؍نومبر کو ملا، ٹیلیفون پر آپ سے گفتگو کرنے کا اشتیاق اور خط سے خیریت وحالات معلوم ہونے کا انتظار تھا، افسوس ہے کہ بمبئی میں آپ سے رابطہ قائم نہ ہوسکا، آپ کا خط مسرت وفکر دونوں تاثرات کے ساتھ پڑھا، ان شاء اللہ آپ کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، بیان کا مضمون دیکھ کر ہم لوگوں کو بھی خیال ہوا تھا کہ متن بھی اس کا تقریباً وہی ہے جو لکھنؤ میں مرتب ہوا تھا، آپ کے خط اور تاثرات کا تفصیل سے جواب دینے کا اس وقت موقع نہیں ہے۔

دہلی سے برابر رابطہ قائم ہے، مولانا منت اللہ صاحب[1] وہاں تشریف فرما ہیں، مجھے بھی شاید شب کی گاڑی سے یا کل دہلی جانا ہو، وہاں کچھ مختصر راستے زیر غور ہیں، شاید ۳، ۴؍دسمبر تک قیام رہے، آپ نے اپنی صحت کی جو حالت لکھی ہے، اس میں آپ کو سفر کی زحمت دینے کی ہمت نہیں ہوئی کہ خود مجھے اس کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔

لیکن آپ سے ملنے اور بات کرنے کی سخت ضرورت ہے، اگر سفر کی طاقت وہمت پائیں تو آرام دہ طریقہ پر اس مدت میں وہاں آجائیں، اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ڈاکٹر قمر الدین صاحب کا خط مل گیا، مولوی معین اللہ صاحب نے ان کو حیدرآباد کی دعوت دی ہے، شاید وہ وہاں تشریف لائیں، باقی عند الملاقات۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مولانا منت اللہ رحمانی سابق امیر شریعت بہار واڑیسہ۔

یکم دسمبر ۱۹۸۶ء

۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۰۷ھ

محبی فی اللّٰہ داعی الی اللّٰہ زادہ اللّٰہ توفیقاً و فضلاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دونوں عنایت نامے ملے، خدا کرے اس وقت تک آنکھ کی حالت اور بہتر ہو، چشمہ مل جانے کے بعد ان شاء اللہ آپریشن کا پورا فائدہ معلوم ہوگا، اللہ تعالیٰ کو ابھی آپ کی بصیرت اور بصارت سے بہت کام لینا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت اور مطالعہ کی برکت سے دونوں کا نور ترقی کرے گا۔

میں رات ہی دہلی سے آیا ہوں، وہاں آر، ایس، ایس کی ریلی تھی، لوگوں نے بتایا کہ بالا صاحب[1] آئے ہوئے ہیں، آپ کے خط سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ قیادت کے قابل نہیں رہیں گے، لیکن ان کی سرگرمیاں جاری رہیں گی۔

میں ان شاء اللہ ۱۲ر کی شام تک یا ۱۳ر کی صبح تک سورت، ترکیسر ہوتا ہوا بمبئی پہونچوں گا اور ۲۰، ۲۱ر دسمبر تک ان شاء اللہ قیام رہے گا، مولانا معین اللہ صاحب، واضح سلمہ اور ہمارے دو معاون ورفیق ساتھ ہوں گے، عربی کتابیں عرب طلبہ کے لیے بھیجی گئی تھیں، بھائی عبد الغفور[2] نے براہ راست ابھی کوئی اطلاع نہیں دی، امید ہے وہ خیریت سے ہوں گے اور سب بھائی اور افراد خاندان بخیر وعافیت ہوں گے۔

سب کو سلام ودعا کہئے، سب کی یاد تازہ ہے اور سب کے لئے دل میں محبت، نثار[3] کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا، مولوی عبد الرحمٰن بٹ صاحب[4] و بھائی عبد الرزاق صاحب[5]

(۱) آر، ایس، ایس سربراہ بالا صاحب دیورس۔ (۲) عبد الغفور پاریکھ فرزند اکبر مولانا عبد الکریم پاریکھ۔
(۳) مولانا نثار الحق ندوی کاتب۔
(۴) مولانا عبد الرحمٰن بٹ ندوی مرحوم حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تکیہ کلاں رائے بریلی میں چھ سات سال رہے، پھر دبئی چلے گئے تھے، کشمیر میں وفات پائی۔
(۵) حاجی عبد الرزاق خاں نصیر آبادی مرحوم حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے خادم خاص۔

سلام کہتے ہیں۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

خط لکھنے کے بعد مولوی غفران سلمہٗ[۱] نے محمد نصیر[۲] کا خط دکھایا جس میں عربی کتابوں کے پہنچنے کی اطلاع اور اس کے انتظام کا ذکر تھا، ہمیں معلوم نہیں تھا کہ بل بھی بھیجا گیا ہے، ہم تو ہدیہ ہی سمجھتے تھے، معلوم ہوا کہ بھائی عبدالغفور نے ہدایت کی تھی، الحمدللہ کہ کتابیں پہنچ گئیں اور اس سے فائدہ بھی اٹھایا جارہا ہے۔

والسلام
ابوالحسن علی

۲۷؍جنوری ۱۹۸۷ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرصہ کے بعد آپ کا ۱۴؍جنوری کا لکھا ہوا خط ملا، میں بھی ایسا مشغول اور پریشانی میں رہا کہ خود بھی خیریت دریافت نہیں کرسکا، بعض مصالح کی بنا پر مصر کا سفر ملتوی کردیا، وہاں کے حالات اچھے نہیں ہیں ہماری پوزیشن خراب ہوتی، یہ بھی خیال تھا کہ یہ وقت باہر جانے کا نہیں ہے۔

۱۶؍جنوری ۸۷ء کو پرائم منسٹر صاحب سے خصوصی ملاقات ہوئی، میں ہی تنہا تھا ایسے تنگ وقت میں اطلاع ملی کہ مولانا منت اللہ صاحب کو بلایا نہ جاسکا، تفصیل پھر کبھی، بھائی عبدالغفور کا خط دیکھا ان کی صلاحیت کا اندازہ نہ تھا، خط محفوظ رکھ لیا ہے، امید ہے کہ سید حامد صاحب کو خط مل گیا ہوگا، اس سلسلہ میں میں ایک سفر کانپور کا بھی ہوا۔

بمبئی سے آنے کے بعد سے چشتی صاحب[۳] کا کوئی خط نہیں ملا، معلوم نہیں پروگرام

(۱) مولانا سید محمد غفران ندوی جوراسی۔ (۲) محمد نصیر خادم مولانا عبدالکریم پاریکھ۔ (۳) انیس چشتی صاحب (پونا)۔

بدستور ہے یا ہم لوگوں کے مشوروں سے کچھ تبدیلی ہوئی۔

ایران وعراق کی جنگ[1] اور پاکستان کے نسلی فسادات نے آنکھیں اتنی نیچی کردی ہیں کہ پریم وبھائی چارہ کی بات برادران وطن سے کہنے میں پچھلا اعتماد وجوش مشکل ہے، آپ چشتی صاحب سے خود رابطہ پیدا کریں، صورت حال سے مطلع کریں اور ہمیں بھی ان کے جوابات اور مزاج سے واقف کریں، اگر طے شدہ ہے تو پھر کرنا ہی ہوگا۔

پرسنل لاء کے کورٹ کے سلسلہ میں آپ امیر شریعت صاحب سے برابر رابطہ رکھئے، اہلیہ صاحبہ کی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں، معلوم نہیں کیا نوعیت ہے، واضح سلمہ الحمدللہ پہلے سے بہت اچھے ہیں، البتہ ان کی والدہ ہماری بڑی ہمشیرہ جو والدہ کی جگہ پر ہیں، گرگئی تھیں اس سے بہت چوٹ آئی، صاحب فراش ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے، چشمہ ان شاء اللہ کچھ دنوں کے بعد قابل برداشت ہوجائے گا، زیادہ مطالعہ نہ کیجئے۔

بھائی عبدالغفور اور عبدالوہاب[2] کی خدمت میں بہت بہت سلام، اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۵؍فروری، ۱۹۸۷ء

محبی فی اللہ داعی الی اللہ مولانا پاریکھ صاحب زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۳۰؍جنوری کا گرامی نامہ مجھے آج ۵؍کو لکھنؤ پہنچ کر دیکھنے کو ملا، میں نے کل رائے بریلی سے آپ کو تار دیا ہے کہ ۸؍فروری کو جائس میں ہونے والی کانفرنس ملتوی ہوگئی

(۱) ایران عراق جنگ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک دس سال چلی، پھر عراق کے کویت پر حملہ سے خلیجی جنگ نے طول پکڑا جس کے نتیجہ میں عراقی صدر صدام حسین کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی اور پھانسی دی گئی۔

(۲) عبدالوہاب پاریکھ صاحب داماد مولانا عبدالکریم پاریکھ۔

ہے، اب آپ سفر کی زحمت نہ کریں۔

اس وقت بہت اختصار سے دو ایک ضروری باتیں لکھ رہا ہوں، آج ہی شب میں دہلی کا سفر ہے۔

ابھی تک پونہ سے ڈائلاگ کے التوا یا تاخیر کی کوئی اطلاع نہیں ملی، غالباً وقت ہی پر ہوگی[1] میں نے ڈائلاگ کا کلیدی مضمون رجسٹری سے ۳۰ر جنوری کو چشتی صاحب کو بھیج دیا ہے، تازہ مراٹھی میں ترجمہ کرالیں، انگریزی میں ترجمہ ہو رہا ہے، امید ہے کہ چھپ جائے گا، یہاں نہ ڈاکٹر صاحب[2] ہیں نہ آپ ہیں جن سے کچھ مشورہ ہو سکے۔

۱۴، ۱۵ر کو جے پور میں رابطہ ادب اسلامی کا جلسہ ہو رہا ہے[3] جس میں باہر کے مہمان بھی شریک ہوں گے، میری روانگی پونہ کے لئے براہ بمبئی ۱۹، یا ۲۰ر کو ان شاء اللہ ہوگی۔

بھائی عبد الغفور اور سب بھائیوں کو سلام و دعا، خدا کرے آپ کی نظر اب بالکل صحیح کام کرتی ہو۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۳ر فروری ۱۹۸۷ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زیدت توفیقاته

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع فرزندان و محبان بخیر و عافیت ہوں گے، آپ کے دو خط آئے تھے، اور ہم نے جواب بھی دیا، عزیزی نصیر دہلی میں کاغذات لے کر آئے تھے، ہم نے

(۱) ملک کے دانشوروں کے ساتھ مذاکرہ و تبادلہ خیال کی ایک شکل اختیار کی گئی تھی، کاروان زندگی میں اس کی تفصیلات ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

(۲) ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین مرحوم اکبری گیٹ لکھنؤ۔

(۳) رابطہ ادب اسلامی کے سالانہ سیمینار کے داعی مولانا شاہ عبدالرحیم جے پوریؒ تھے اور جامعۃ الہدایت نے میزبانی کی تھی۔

دستخط کردئے، معلوم ہوا کہ اب وہ مونگیر گئے ہیں، چند ضروری باتیں نمبر وار لکھی ہیں، امید ہے کہ خصوصی اور فوری توجہ کی جائے گی۔

(۱) پونہ کا ڈائلاگ ۲۱، ۲۲ر فروری کو بدستور ہے، تحفظ شریعت کا جو جلسہ پانچ دن پہلے ہونے والا تھا، اور جس کی وجہ سے انیس چشتی صاحب بہت فکر مند تھے، ملتوی ہوگیا ہے، امید ہے کہ آپ ضرور شرکت فرمائیں گے، اگر ایک دن پہلے پہنچ جاتے تو انیس صاحب کو صحیح اور خیر خواہانہ مشورہ مل سکتا، ڈاکٹر صاحب بھی نہیں ہیں، کوئی تجربہ کار اور بصیرت رکھنے والا آدمی ضروری ہے، ہمارا پروگرام حسب ذیل ہے، آپ کی اطلاع کے لئے لکھتے ہیں۔

۱۵ر فروری کو جے پور کے لئے روانگی ہے جہاں رابطہ ادب اسلامی کا سیمینار ہے، یونیورسٹیوں کے شعبۂ عربی وادب کے اساتذہ کی شرکت کی توقع ہے، باہر سے بھی شاید بعض عرب ادباء آئے ہیں، یہ جلسہ جامعہ ہدایت جے پور میں عزیزی محمد رابع کی رہنمائی اور مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب کے انتظام وضیافت میں ہوگا، جلسہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، تک غالباً ہے، ہم ۱۹ر کو فارغ ہوکر ان شاء اللہ دہلی چلے جائیں گے اور ۲۰ر غالباً شام کی فلائٹ سے پونا کے لئے روانہ ہوں گے، ۲۳، یا ۲۴ فروری تک وہاں قیام رہے گا۔

(۲) ۱۹ر فروری کو بمبئی میں انگریزی اخبار کے سلسلہ میں جو مجلس ہونے والی تھی اب اس کی گنجائش نہیں ہے، ڈاکٹر اشتیاق صاحب باہر گئے ہیں، محمد بھائی عمرہ پر گئے ہوئے ہیں، سید حامد صاحب سے اس عرصہ میں کوئی رابطہ قائم نہیں ہوسکا، میں سخت مشغول ہوں، آپ ہی سید حامد صاحب سے رابطہ قائم کرکے ان کو صورت حال سے مطلع کردیں۔

(۳) ۲۸ر فروری کو مجلس مشاورت کا عام جلسہ ہے، جس میں بعض اہم فیصلے ہونے ہیں، آپ اس میں شرکت کی ضرور کوشش کریں، صدارت کے لئے دو آدمیوں پر نظر پڑتی ہے، ایک مولانا منت اللہ صاحب رحمانی، ایک آپ، میں کسی حال میں یہ ذمہ داری قبول نہیں کرسکتا، آپ بھی اصرار نہ کیجئے گا، البتہ آپ کا موجود رہنا ضروری ہے۔

(۴) یکم مارچ کو دہلی ہی میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کی مجلس عاملہ کا جلسہ ہے، اس میں بھی آپ

کی شرکت ضروری ہے، یہ سب چیزیں نوٹ کر لیجئے، خدا کرے یہ خط آپ کو وقت پر مل جائے، امید ہے کہ اب نظر بہتر ہوگی، اور سہولت سے پڑھ لیتے ہوں گے، عزیز گرامی عبدالغفور اور ان کے سب بھائیوں اور بچوں کو دعا وسلام۔
نثار[1] کا سلام قبول ہو اور دعا کی درخواست۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۹/اپریل ۱۹۸۷ء
۱۹/شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ

مجبی فی اللّٰہ داعی الی اللّٰہ
ناشر قرآن کریم مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زید توفیقہ و نصرہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے کہ مزاج بخیر ہو، ادھر عرصہ سے نہ آپ کا کوئی خط آیا نہ عزیز گرامی قدر بھائی عبدالغفور کا جس سے آپ کی صحت اور بینائی کی کیفیت کا کچھ حال معلوم ہوتا، اتنا طویل سکوت اس سے پہلے کم ہوا ہے، اس کی وجہ سے تردد خاطر ہے، دارالسلام عمر آباد[2] کے ایک دعوت نامہ سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اس مرتبہ تقسیم اسناد کے جلسہ میں آپ کو خطاب اور تقسیم اسناد کی دعوت دی ہے، الحمد للہ بہت صحیح انتخاب ہوا، تاریخ یاد نہیں رہی، جلسہ ہو گیا ہے تو امید ہے کہ آپ نے فضلاء اور سامعین کو نہایت مفید ہدایت دی ہوگی، اور نصائح فرمائی ہوں گی۔
میں عزیزی محمد رابع اور سید غلام محمد انجینئر[3] کی معیت میں ۲/اپریل کی فلائٹ سے کولالامپور روانہ ہوا تھا،[4] چونکہ اس کے بعد ہی مصر کا سفر درپیش تھا، جہاں ۱۸/اپریل سے

(۱) مولانا نثار الحق ندوی سیوانی مرحوم۔
(۲) دارالسلام عمر آباد جس کو علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھ کر فرمایا تھا کہ جنوب کا ندوہ ہے۔
(۳) انجینئر سید غلام محمد حیدر آبادی مرحوم۔
(۱) ملیشیا کے اس سفر کی روداد مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے قلمبند کی تھی جو "تعمیر حیات" میں شائع ہو چکی ہے۔

اسلامک یونیورسٹیز فیڈریشن (رابطہ الجامعات الاسلامیہ) کی مؤتمر شروع ہونے والی تھی، جس کا میں شروع سے ممبر ہوں، اس لئے صرف چھ دن قیام کرکے ہم لوگ چند گھنٹے مدراس ٹھہرتے ہوئے ۹/اپریل کو دہلی، اور ۱۱/اپریل کو لکھنؤ آ گئے، وہاں سخت مشغولیت رہی، ۶، دن میں ۱۴/تقریریں کرنی پڑیں، کسی دن دو کسی دن تین پروگرام ہوئے، اندرون ملک کے دو ہوائی سفر ہوئے، سفر الحمدللہ بہت مفید رہا۔

لیکن ہندوستان پہنچ کر کچھ تو اپنے ضعف اور صحت کے متاثر ہونے کی وجہ سے اور کچھ قاہرہ جیسے شہر میں اتنے مختصر قیام کو ناکافی سمجھنے کی بناء پر اور رمضان مبارک کے قرب کی وجہ سے التوا کا فیصلہ کرنا پڑا، اور وہاں تار دے دیا، اب ۲۵، ۲۶/اپریل کے پرسنل لاء کے جلسہ میں شرکت کے لئے رائے بریلی سے براہ راست دہلی جانا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ، معلوم نہیں آپ بھی تشریف لا رہے ہیں یا نہیں؟

اگر آئے تو بہت ضروری باتیں ہو جائیں گی، ملک کے حالات بڑے تشویشناک اور قابل توجہ ہیں، ہمارے نزدیک راستہ وہی ہے جو ''پیام انسانیت'' کے جلسوں اور آخر میں حیدرآباد کے تعلیمی اجلاس کے موقع پر پیش کیا گیا تھا، ہمارے آپ کے اور ڈاکٹر اشتیاق صاحب کے ملنے اور تفصیل سے بات کرنے کی ضرورت ہے، اگر آپ دہلی کسی وجہ سے نہیں آ رہے ہیں تو اپنی خیریت سے مطلع کریں اور عید کے بعد جلد ملنے کی کوشش کریں۔

بھائی عبدالغفور اور ان کے سب بھائیوں کو بہت بہت سلام دعا، بھائی عبدالغفور سے خط نہ لکھنے کی اور آپ کی خیریت سے مطلع نہ کرنے کی عزیزانہ شکایت۔

عبدالرزاق اور نثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام

دعا گو و دعا کا طالب

ابوالحسن علی

۹؍مئی ۱۹۸۷ء

۱۰؍رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ

محبی فی اللہ داعی اللہ

ناشر قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زید توفیقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے دوعنایت نامے ایک ۳۰؍اپریل کا اور ایک دستی پہلوان صاحب کے ذریعہ ۲؍مئی کو پے در پے پہنچے، آپ کے تحائف بھی ملے ''عصائے پیری'' بہت خوبصورت ہے، کل جمعہ کو جاتے ہوئے اس کا افتتاح کیا، کپڑے بھی ان شاء اللہ کام آئیں گے۔

آپ نے حیدرآباد کی تقریب کی جو تفصیل لکھی ہے، اس سے ایسی خوشی ہوئی جو عرصہ سے اس سلسلہ میں نہیں ہوئی تھی، میں نے دہلی سے آنے کے بعد ہی سید جمیل الدین صاحب کو مبارکباد اور شکریہ کا خط لکھا تھا،[1] ابھی ان کا جواب نہیں آیا، اصل چیز دارالمطالعہ کا قیام ہے، جی چاہتا ہے کہ ہر مرکزی شہر میں ایسے دارالمطالعہ قائم ہوجائیں اور اس میں مجلس کے لٹریچر کے ساتھ ''پیام انسانیت'' کا بھی لٹریچر ہو، اس طرح کے کام کرنے میں ہمارے دوستوں کا ذہن آپ اور ڈاکٹر اشتیاق صاحب، سید حامد صاحب کو مستثنیٰ کرکے تعمیری کام کی طرف چلتا نہیں، خلافت و احرار اور مسلم لیگ کی تحریک کے بعد ذہنی سطحی اور ہنگامی ہوگیا ہے۔

رقوم کی اطلاع ملی، اصل اطلاع امارت شرعیہ کے صدر دفتر[2] اور پرسنل لاء بورڈ کے جنرل سکریٹری امیر شریعت صاحب[3] کو ہونی چاہئے، عرصے سے ان کا خط بھی نہیں آیا، آپ نے بہت اچھا کیا کہ جمیل الدین صاحب کو مبارکباد اور تائید کا خط لکھا، ان شاء اللہ اس سے

---

(۱) سید جمیل الدین حیدرآبادی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص اہل تعلق اور ان کی کتابوں کی اشاعت میں دلچسپی لینے والوں میں تھے۔

(۲) امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار۔

(۳) امیر شریعت بہار حضرت مولانا شاہ سید منت اللہ رحمانی۔

ان کو تقویت ہوگی۔ والسلام

نثار اور بھائی عبدالرزاق کا سلام قبول ہو۔

دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

۱۸ر جون ۱۹۸۷ء

محبی فی اللہ داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ جس پر ۵ر مئی کی تاریخ پڑی ہے، (غالباً ۵ر جون مراد ہے) کل ہی ملا، میری صحت کی کیفیت میں ابھی خاص فرق نہیں، شکایات بدستور ہیں، ڈاکٹر اشتیاق حسین صاحب قریشی نے اپنے گھر میں ٹھہرا رکھا ہے، ۱۰، ۱۱ر روز سے یہیں قیام ہے، دعائیں اور دوائیں بہت ہو رہی ہیں، اللہ تعالیٰ اثر پیدا فرمائے۔(۱)

آپ کا رجسٹری لفافہ مل گیا تھا اور میں نے ''عرض حال'' کا مضمون پورا خود پڑھا تھا، سنا ہے آج محمد بھائی وغیرہ بمبئی سے آرہے ہیں، شاید وہ بمبئی کے لئے کہیں، یہاں موسم بہت سخت ہے، ممکن ہے وہاں کا پروگرام بن جائے، آپ کو بھی وہاں آنے میں سہولت ہے۔

ملت اس وقت سخت انتشار اور قائدین کی بچکانہ ذہنیت کی وجہ سے ابتلاء میں ہے، اللہ تعالیٰ یہ مرحلہ بخیریت گزار دے، ملاقات پر ان شاء اللہ اور باتیں ہوں گی۔

بھائی عبدالغفور کو بہت بہت سلام، یہاں محمد رابع، مولوی معین اللہ، ڈاکٹر اشتیاق صاحب سب خیریت سے ہیں۔

نثار، عبدالرزاق کا سلام قبول ہو۔

والسلام
طالب دعا
ابوالحسن علی

(۱) رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ میں حضرت مولانا کی طبیعت بہت ناساز ہوگئی تھی، عید کے بعد لکھنؤ میں ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی مرحوم نے اپنے گھر میں رکھ کر علاج و تیمارداری کی۔

۳؍جولائی ۱۹۸۷ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زید توفیقہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۷؍جون کل ۲؍جولائی کو ملا، میرے جو حالات آپ کو معلوم ہوئے ہیں وہ صحیح ہیں، ابھی تک نماز مہمان خانہ میں ہی پڑھتا ہوں، معالج وحکیم صاحب خود مطمئن ہیں، لیکن ابھی کوئی بڑا فرق نہیں معلوم ہوتا، دہلی کے حکیم عبدالحمید صاحب[1] کے خط اور پیغام آئے۔

چاہتے ہیں کہ دو چار دن ان کے طبی مرکز میں رہ کر ان کو علاج کا موقع دیں، اللہ کو اگر منظور ہے تو ۵، ۷؍دن کے بعد دہلی اور وہاں بقدر ضرورت ٹھہر کر بمبئی کے لئے روانہ ہو جائیں گے، محمد بھائی[2] اسماعیل بھائی[3] دیکھنے اور یہی کہنے آئے تھے۔

''دہلی دربار'' کے مالک جعفر بھائی[4] کی پنچ گنی میں کوٹھی ہے، ان کا بھی خط آیا کہ آپ وہاں قیام کریں، اگر بمبئی میں موسم زیادہ اچھا نہ ہوا تو ان شاء اللہ وہاں چلے جائیں گے۔ جاڑوں میں یا معتدل موسم میں امین آباد میں قیام ممکن ہے، اس وقت ناگپور میں بھی سخت گرمی ہوگی، آپ نے جن حالات پر روشنی ڈالی وہ مطابق واقعہ ہیں، ملاقات پر ان شاء اللہ گفتگو ہوگی، بھائی عبدالغفور کو بہت بہت سلام۔

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) حکیم عبدالحمید بانی ہمدرد دواخانہ نئی دہلی (متوفی ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء)۔
(۲) الحاج غلام محمد بھائی پٹنی مرحوم مالک سہاگ پیلیس ممبئی آندھرا ٹرانسپورٹ۔
(۳) اسماعیل بھائی منصوری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ممبئی کے مخلص اور فدائی اہل تعلق میں تھے اور قیام ممبئی میں ساتھ رہتے تھے۔
(۴) جعفر بھائی محمد بھائی مالک بمبئی آندھرا ٹرانسپورٹ کے بیٹے عبدالرحمٰن پٹنی کے خسر تھے اور سہاگ پیلس میں ہی ان کا قیام ہے۔

۲؍اگست ۱۹۸۷ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بعافیت اپنے مستقر پر پہنچ گئے ہوں گے، میرے بخیریت پہنچنے کی اطلاع آپ کو عزیزی نیاز سے مل گئی ہوگی، اس دن خلاف معمول زیادہ چلنا ہوا لیکن اللہ نے اس کی طاقت دے دی اور کچھ محسوس نہیں ہوا، بحمد للہ طبیعت یہاں پہنچنے کے بعد بھی بہتری کی طرف جارہی ہے، مگر ابھی ٹانگوں میں کمزوری محسوس ہوتی ہے، دوائیں جاری ہیں۔

امید ہے کہ عزیز گرامی بھائی عبدالغفور اور ان کے سب بھائی بخیر ہوں گے، اپنی خیریت کی اطلاع کے علاوہ میں یہ خط اس ضرورت سے بھی لکھ رہا ہوں کہ میرے پاس حیدر آباد سے ایک فہیم وسنجیدہ دوست کا خط آیا ہے کہ ''ندوہ ایجنسی'' کے نام سے سید جمیل الدین صاحب کی طرف سے جو اشتہار شائع ہوا ہے، اس کا تعارف کرایا گیا ہے۔

اس میں میری کتابوں کے علاوہ جہاں بعض اور دوسرے حضرات کی تصنیفات کا تذکرہ ہے، ان میں مولوی وحید الدین خاں صاحب[1] کی کتابوں کے دستیاب ہونے کا بھی اعلان ہے، میں سید جمیل الدین صاحب کو براہ راست نہیں لکھنا چاہتا، آپ اشارہ کردیں کہ ان کے بہت سے خیالات سے اتفاق نہیں، اور ہماری ان کی کتابوں کا جوڑ نہیں، اس لئے آئندہ وہ اس کا لحاظ رکھیں، آپ اپنے انداز میں مناسب طریقہ سے لکھ دیجئے گا، مجھے ان سے کوئی ذاتی خصومت نہیں لیکن ان کے خیالات میں سخت ناہمواری اور بے اعتدالی ہے اور سلف ومجاہدین وشہدائے اسلام سے بدعقیدگی پیدا ہوتی ہے۔

بھائی عبدالغفور اور سب بھائیوں کی خدمت میں بہت بہت سلام ودعا اور درخواست دعائے صحت۔

والسلام

ابوالحسن علی

(۱) مولانا وحید الدین خاں مدیر ''الرسالہ'' نئی دہلی۔

۱۵؍دسمبر ۱۹۸۷ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۳؍دسمبر وقت پر پہنچ گیا تھا، لیکن میری طبیعت خراب چل رہی تھی، کئی کئی روز ڈاک پڑھنے کی نوبت نہیں آتی تھی، مکہ مکرمہ کی وہ تقریر آپ نے پڑھی جو رسالہ ''ذکر وفکر''[1] دہلی اور ''تعمیر حیات'' میں شائع ہوئی، آپ کی پسندیدگی اور تاثرات سے بڑی تقویت ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کے اصل مخاطبین کو سنجیدگی سے غور کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔

کہہ ڈالے قلندر نے اسرار کتاب آخر

اس تقریر میں جو اشارات کئے گئے ہیں، اور جن خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے وہ تمام مسلم حکومتوں اور اسلامی معاشرہ کے سوچنے سمجھنے کی چیز ہے، امید ہے کہ اس خط کے پہنچنے تک بھائی عبدالغفور کی صاحبزادی کے کار خیر سے فراغت ہوگئی ہوگی، اللہ تعالیٰ اس تقریب کو ہر طرح سے مبارک ومسعود فرمائے۔

''پیام انسانیت'' کا کام تو اس وقت تنہا آپ ہی کر رہے ہیں، افسوس ہے کہ اس کی ابھی تک ضرورت واہمیت نہیں سمجھی گئی ''فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ'' (۴۰۔المومن آیت ۴۴) کے حسب حال ہے۔

میں رات ہی اعظم گڑھ سے واپس ہوا، لوگوں نے بتایا کہ ''قومی آواز'' میں آپ کی اور راجیو جی[2] کی ایک ساتھ تصویر شائع ہوئی ہے، حافظ کرامت صاحب[3] بڑے اصرار سے بلا رہے تھے، لیکن ہم سفر کے بالکل قابل نہیں تھے، انہوں نے بڑا اچھا انتخاب کیا، خدا کرے کہیں تقریر کا خلاصہ بھی آیا ہو، ان شاء اللہ اس کا ضرور فائدہ ہوگا۔

---

(۱) ماہنامہ ذکر وفکر، مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی مرحوم نے اوکھلائی دہلی میں اپنی قیام گاہ سے نکالنا شروع کیا تھا، مسلسل جاری نہیں رہ سکا۔

(۲) راجیو گاندھی سابق وزیر اعظم ہند (۳) حافظ کرامت اللہ مرحوم۔

آپ کا دوسرا خط جس میں عربی کا مراسلہ بھی ہے، وہ بھی پہنچا ان شاء اللہ آپ کے منشاء کے مطابق کچھ کارروائی کی جائے گی، بھائی عبد الغفور کو بہت بہت سلام اور بچی کی تقریب کی مبارکباد، عبد الرزاق، نثار الحق کا بہت بہت سلام قبول ہو اور مبارکباد اور خصوصی دعاؤں کی درخواست۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

۲۳ رمئی ۱۹۸۸ء
۵ رشوال المکرّم ۱۴۰۸ھ

محبی فی اللہ داعی الی اللہ مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۷ راپریل کو ملا تھا، کچھ تو رمضان مبارک اور کچھ اس وجہ سے کہ ہمارے خطوط لکھنے والے مولوی نثار الحق صاحب چھٹی پر چلے گئے ہیں جواب میں تاخیر ہوئی، اس وقت محض اطمینان خاطر کے لئے کچھ لکھوا رہا ہوں۔

ڈاکٹر قمر الدین صاحب آئے تھے، مہمانوں کی کثرت رہی، امید ہے کہ آپ نے بھی دعاؤں میں فراموش نہ کیا ہوگا، رمضان غنیمت گزرے، صرف ایک روزہ چھوٹا۔

بھائی عبد الغفور صاحب کو بہت سلام، سب کو بہت سلام و دعا اور درخواست دعا۔
بقلم بلال عبد الحی (۱)

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

(۱) مولانا سید بلال عبد الحی حسنی پسر مولانا سید محمد الحسنی فرزند مولانا ڈاکٹر عبد العلی حسنی مرحوم۔

۸/اگست ۱۹۸۸ء

۲۰/ذی الحجہ ۱۴۰۸ھ

محترم گرامی منزلت داعی الی اللہ

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زیدت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۲۴/جولائی ملا، ملک کے تیزی سے گرتے ہوئے حالات اور اجودھیا مارچ کے اعلان نے ملت کے اس ملک میں بقاء وتحفظ کے لئے جو خطرات پیدا کردیئے ہیں، اس کی بنا پر آپ بہت ہی یاد آئے، بار بار تقاضا پیدا ہوا کہ اپنے چند ہم خیال احباب کہیں جمع ہوں اور حالات کا جلد جائزہ لیں۔

۱۹، ۲۰/اگست کو غالباً دہلی میں ہوں گے، اس لئے کہ اگر خدا کو منظور ہوا تو ۲۱/کو ہم اور رابع[1] انگلستان اور الجزائر کے سفر پر روانہ ہوں گے، بڑا اچھا ہوتا اگر آپ بھی آجاتے، بل میں ترمیم پر دہلی میں غور کرنے کے لئے پرسنل لاء بورڈ کے قانون داں ارکان جمع ہوں گے، مولانا منت اللہ صاحب بھی تشریف رکھتے ہوں گے، حالات تشویشناک ہیں، اور ان کے خطرات کو صحیح طور پر محسوس کرنے والا چند کو مستثنیٰ کرکے کوئی نظر نہیں آتا۔

اس سے خوشی ہوئی کہ دہلی کے سابق لفٹننٹ گورنر آپ سے ملنے آئے اور آپ نے ان کو ہماری انگریزی کتابیں دیں، اللہ تعالیٰ غیر مسلم دانشوروں کو آپ سے فائدہ اٹھانے اور رابطہ قائم رکھنے کی توفیق دے، ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا۔

عزیز گرامی بھائی عبدالغفور سے[2] سلام کہہ دیجئے کہ ان کا خط ملا، ہم نے پہلوان کے والد صاحب[3] کے لکھنے پر ان کو خط لکھ دیا تھا، وہ جو مناسب سمجھیں کریں، وہ حالات اور ضروریات کو بہتر سمجھتے ہیں، ہماری طرف سے اس سلسلہ میں نہ کوئی اصرار ہے اور نہ تقاضہ۔

---

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ (۲) فرزند اکبر حاجی عبدالغفور پاریکھ۔

(۳) فیصل عظیم صاحب مرحوم جو پہلوان (گلوبی) کے والد تھے اور رمضان شریف تکیہ کلاں رائے بریلی پر گزارنے کا معمول تھا۔

برادر عزیز الحاج عبد المجید[1] کا پھر ٹیلیفون آئے تو ہمارا سلام کہہ دیجئے گا اور حج کی مبارکباد، بڑودا کے سلسلے میں آپ بالکل فکر مند نہ ہوں، ہماری طبیعت پر ذرا بھی اثر نہیں، سفر بڑا خوشگوار اور مفید رہا۔

والسلام
ابوالحسن علی

رائے بریلی[2]

۱۵ر دسمبر ۱۹۸۸ء

محبّ گرامی داعی الی اللّٰہ و محبی فی اللّٰہ
مولانا عبدالکریم صاحب زید توفیقہ
السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت اپنے مستقر پر پہنچ گئے ہوں گے، یہاں رائے بریلی میں آپ کی تقریروں اور بیانات کا چرچا ہے، چند ہندو معززین ملے جن میں شہر کا ایک مشہور ڈاکٹر اور کالج کے پرنسپل اور ایک راجہ صاحب بھی تھے، آئے تھے، بڑا تاثر ظاہر کر رہے تھے اور اس کی ضرورت بتا رہے تھے کہ ایسے جلسے بار بار ہوں۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کو جزائے خیر دے، مگر منتظمین نے بہت تھکایا اور آپ کو نچوڑ لیا، امید ہے کہ آپ نے از راہ تعلق بار محسوس نہ کیا ہوگا، ان شاء اللہ ۲۹ر دسمبر کو آپ سے حیدرآباد میں ملاقات ہوگی، اور آپ کے خط پر گفتگو بھی، بھائی عبدالغفور اور ان کے بھائیوں کو بہت بہت سلام، عبدالرزاق کا اور نثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام
طالب دعا
ابوالحسن علی

---

(۱) فرزند چہارم حاجی عبدالمجید پاریکھ۔
(۲) رائے بریلی کا ''پیام انسانیت'' کا جلسہ جو فیروز گاندھی ڈگری کالج میں منعقد ہوا تھا۔

لکھنؤ

۳؍ستمبر ۱۹۸۹ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ وخادم قرآن مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۲؍اگست کا لکھا ہوا خط استنبول اور لندن کے سفر سے واپسی پر ۲۹؍اگست کو ملا، دہلی میں مولانا احمد علی قاسمی سے آپ کی واپسی اور علی گڑھ جانے کا حال معلوم ہوا تھا۔

مقامات مبارکہ اور ساعات اجابت میں ہماری اور عزیزوں کے لئے دعا کے اہتمام سے بڑی خوشی ہوئی، طواف کا حال قاری قاسم صاحب[1] نے تفصیل سے لکھا تھا اور ہم نے ان کو جواب دیا تھا، ان کا تازہ خط بھی آیا ہے۔

آپ کے ایک روحانی اور طبعی مناسبت ہے، اس میں الحمدللہ انحطاط نہیں ترقی ہے۔

اپنے ترجمہ کے سلسلے میں آپ نے جس خلوص وقربانی اور بے نفسی کا مظاہرہ کیا وہ قابل رشک ہے، آپ سے ملاقات کا شوق ہے، دیکھئے کب اور کہاں ہوتی ہے؟

صاحبزادگان عزیز بالخصوص بھائی عبدالغفور کو بہت بہت سلام۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱۳؍ستمبر ۱۹۸۹ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زیدت مکارمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج عالی بعافیت ہوگا، کل آپ کا ۳۰؍اگست کا لکھا ہوا خط ملا، اس کا جواب تو بعد میں دوں گا، اس خط کے لکھنے کے بعد ہمارا ابھی خط ملا ہوگا، اس وقت تکلیف

---

(۱) قاری محمد قاسم انصاری بھوپالی عرصہ تک مسجد پریامیٹ، مدراس میں امام وخطیب رہے، بھوپال میں ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی، اور حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی کے مجاز تھے۔

دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ایک کرم فرما مولوی محمد قاسم صاحب ندوی[۱] چمپارن[۲] میں ''پیام انسانیت'' کا ایک جلسہ ۱۹، ۲۰/ اکتوبر کو (یا اگر آپ چاہیں تو کچھ تاخیر سے) رکھنا چاہتے ہیں۔

وہ مجھے دعوت دینے رائے بریلی آئے ہوئے ہیں لیکن میری صحت اس کی متحمل نہیں کہ حیدرآباد سے واپسی کے چند دن بعد چمپارن کا سفر کرسکوں، ممکن ہے آرام کے لئے حیدرآباد سے محمد بھائی[۳] کے ساتھ ہفتہ عشرہ کے لئے بمبئی چلا جاؤں، میں نے ان کو آپ کو زحمت دینے کا مشورہ دیا ہے اور کہا کہ اس موضوع پر آپ سے بہتر بولنے والا مشکل سے ملے گا، اب میں یہ خط انہیں کے سامنے لکھ رہا ہوں۔

عرصہ کے بعد بہار میں یہ پہلا جلسہ ہو رہا ہے، ۱۵، ۱۶/ برس ہوتے ہوں گے جب سیوان میں ایک جلسہ ہوا تھا، اس ریاست میں اس کی خاص طور پر ضرورت ہے، امید ہے کہ آپ ان کی خواہش کی تکمیل فرمائیں گے اور میری فرمائش کی، سفر کے انتظامات ان شاء اللہ خاطر خواہ ہو جائیں گے، بھائی عبد الغفور کو بہت بہت سلام، ان کے ندوہ آنے اور ٹھہرنے کا شکریہ، افسوس ہے کہ میں موجود نہ تھا، عبد الرزاق ونثار کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۲۱/ دسمبر ۱۹۸۹ء

محبّ گرامی منزلت، داعی الی اللہ ومبلغ قرآن مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تعزیتی تار، خطوط، اور پیامات پہنچے، اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور ہر طرح کے مکروہات وحوادث سے محفوظ رکھے، اسی ہمدردی، دعا اور ایصال

(۱) مولوی محمد قاسم ندوی (۲) چمپارن ضلع بہار

(۳) غلام محمد بھائی مالک آندھرا ٹرانسپورٹ ودفتر بمبئی۔

ثواب سے اعانت اور مدد کرنے کی توقع تھی، اچھا ہوا آپ نے سفر کی زحمت نہیں کی، اصل چیز وہ ہے جو جانے والے کے کام آئے، ہمیں موقع ملتا تو ہم خود آپ کو سفر سے روک دیتے۔

یونس سلیم صاحب جنوبی ہند کے ایک بڑے مذہبی پیشوا کے وکیل و ترجمان کو لے کر رائے بریلی آئے تھے، اور آپ کی معیت میں ان سے ۲۷ر دسمبر کو ملنے کی تاریخ بھی مقرر ہوگئی تھی اور اسی بناء پر آپ کے آنے کا تھوڑا انتظار تھا، لیکن اس سفر کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، گھر کے اس حادثہ کے ساتھ ایک عزیز ترین بھائی سید احمد الحسنی کے انتقال کا تار پاکستان سے ملا، اس کا بھی دماغ و اعصاب پر اثر پڑا،(۱) اور آپ کا بھی آنکھ کے آپریشن کا ارادہ سنا، اس لئے کل یونس سلیم صاحب(۲) کو ٹیلیفون کر کے یہ تاریخ ملتوی کرادی، اب آئندہ آپ کے مشورہ سے کوئی ملاقات طے ہوگی، بہتر یہ ہے کہ ایک نہیں بلکہ متعدد ممتاز مذہبی رہنماؤں سے ملاقات ہو اور اس میں اصولی باتیں طے ہوں اور ان کو ملک کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے میدان میں آنے پر آمادہ کیا جائے، اس کے لئے آپ کو سلسلہ جنبانی کرنی پڑے گی۔

اس کے لئے وقت چاہئے، اب جب ہمارا آپ کا ملنا ہوگا تو ان شاء اللہ گفتگو ہو جائے گی، عبدالغفور بھائی سب صاحبزادگان سے بہت بہت سلام و دعا کہئے۔

آپ کا بھیجا ہوا مولوی احمد علی صاحب قاسمی(۳) کا خط پہنچا وہ خود تعزیت کے لئے آئے تھے، کل ہی رائے بریلی سے واپس ہوئے ہیں، آپ کا بھیجا ہوا انلینڈ لیٹر بعد میں دکھا، اس سے پھر کام لیا جائے گا۔

اب آپ اطمینان سے آپریشن سے فارغ ہوں یا دوسرے کام کر لیں، ہمارا قیام ۱۰، ۱۲ر جنوری تک یہاں ہے، پھر باہر کا سفر، عبدالرزاق و نثار کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اہلیہ محترمہ سیدہ طیب النساء مرحومہ کی وفات کا صدمہ پہنچا تھا جس پر اہل تعلق کے خطوط اور تار آئے تھے۔ (۲) یونس سلیم مرحوم سابق گورنر بہار۔

(۳) مولانا احمد علی قاسمی مرحوم جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم مشاورت۔

لکھنؤ

۲۳؍دسمبر ۱۹۸۹ء

محبّ گرامی قدر داعی الی اللہ مبلغ قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گھر کے حادثہ کے بعد ایک مفصل خط لکھ چکا ہوں[1] جس میں اس کا اظہار کیا ہے کہ آپ محض تعزیت کے لئے سفر کی زحمت بالکل گوارہ نہ فرمائیں، اصل چیز دعا ہے، اور ایصال ثواب ہے، اس میں آپ اور آپ کے صاحبزادوں کی طرف سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔

اگر آپریشن کی رائے ہے اور اس کا انتظام ہوگیا ہے تو ضرور کرالیں، کوئی مصروفیت یا پروگرام اس سے مانع نہ ہو۔

مدارس کا سفر تو فی الحال ملتوی ہوگیا کہ وہ آپ کے بغیر مفید نہ ہوتا، آپ اس وقت سفر نہیں کرسکتے تھے، اور مجھے یہ حوادث پیش آئے، یونس سلیم صاحب نے سفر کے التواء کی اطلاع کردی، لیکن جس مقصد کے لئے سفر کیا جارہا تھا اس کی ضرورت اور اہمیت اور بڑھ گئی ہے۔

مگر وہ جب مفید ہوگا جب ان تینوں، چاروں مذہبی پیشواؤں سے اجتماعی طور پر ملاقات ہو، اور ہم کو اور آپ کو اطمینان سے ان سے بات کرنے کا موقع ملے، اور ان کے سامنے ملک جس تباہی کے کنارہ کھڑا ہوا ہے، بلکہ اس کے غار میں تقریباً گر گیا ہے، اس کی پوری تصویر ان کے سامنے رکھنے کا موقع ملے۔

مولانا منت اللہ صاحب کے جو خطوط آئے ہیں، ان میں ایسے لرزہ خیز واقعات اور حقائق درج ہیں جن کو پڑھنا مشکل ہے، آپ اس سلسلہ میں جو تمہیدی کوشش کرسکیں وہ ضرور کریں، کہیں ایک جگہ ملاقات کا انتظام ہو، اور اس میں کچھ اعلیٰ سطح کے اور لوگ بھی ہوں، یہ کام جلد کرنے کا ہے، اور اس کے سوا اور کوئی صورت ملک اور ملت دونوں کی

(۱) اہلیہ محترمہ سیدہ طیب النساء (طیبہ بی) بنت سید احمد سعید حسنی بن حضرت شاہ سید ضیاء النبی حسنی (م ۱۹۰۶ء) کا سانحہ وفات جو رائے بریلی میں ۱۵؍دسمبر ۱۹۸۹ء کو پیش آیا تھا، مرحومہ کی عمر ۷۴ سال اور ان کی پیدائش ۱۹۱۵ء کی تھی، بڑی صالح اور معمولات کی پابند ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار واشتیاق میں رہنے والی خاتون تھیں۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃ۔

حفاظت کی نہیں، امید ہے کہ یہ مسئلہ آپ کے ذہن میں رہے گا، اور کچھ نہ کچھ کوشش جاری ہوگی۔

فرقہ پرست اور جارحانہ مقاصد والی تنظیموں کے قائدین سے بھی رابطہ رہنا چاہئے، انیس چشتی صاحب سے بھی کام لیا جاسکتا ہے، خدا کرے عافیت کے ساتھ آپ سے جلد کہیں ملاقات ہوجائے، اس میں اپنی صحت اور ضروری حالات کا ضرور لحاظ رکھیں، بھائی عبدالغفور اور سب بھائیوں کو بہت بہت سلام ودعا، عبدالرزاق اور نثار کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۲۷؍دسمبر ۱۹۸۹ء

محبی فی اللہ، داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دو دن ہوئے ہوں گے کہ آپ کے بھیجے ہوئے انلینڈ پر خط لکھ چکا ہوں، میں اس سے پہلے والے خط میں لکھ چکا ہوں کہ آپ سفر کی زحمت نہ فرمائیں، تعلق خاطر اور دعاء وایصال ثواب اصل چیز ہے، ان شاء اللہ اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اس وقت بہار کے حالات کے پیش نظر اور ملک کے دوسرے حصوں میں اس طرح کے حالات کے پیش آنے کے خطرہ سے ضرورت ہے کہ اکثریت کے صف اول کے مذہبی پیشواؤں اور دانشوروں سے رابطہ قائم کیا جائے اور ان کو میدان میں لانے کی کوشش کی جائے، یہ اس وقت ملک ومعاشرہ اور ہماری ضرورت ہے، ان کو بھی ضرورت ہے مگر ان کو خطرہ کا پورا احساس نہیں۔

راقم نے ایک مؤثر خط جوان میں سے ہر ایک کو ذاتی طور پر دیا جاسکتا ہے، لکھا ہے،

آپ تو اس وقت معذور ہیں، لیکن دو تین آدمی ایسے مل جائیں گے جو اس خط کے ساتھ مذہبی مرکزوں اور چوٹی کے دانشوروں اور صحافیوں کے مقامات پر جا کر ان کو خط دکھائیں اور ان سے استدعا کریں کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں بھی امن و بقائے باہم کی کوشش کریں، اور ایک نمائندہ اور مرکزی اجتماع بھی بلانے کی کوشش کریں، جس میں مسلمانوں کے بھی چوٹی کے عالم و دانشور شریک ہوں۔

محبی انیس چشتی صاحب کو بھی بلایا ہے، اور کل یونس سلیم صاحب بھی آرہے ہیں، خدا کرے آپ اس وقت تک سفر اور رہنمائی کے قابل ہو سکیں۔

بھائی عبد الغفور اور ان کے سب بھائیوں اور بچوں کو دعاء وسلام، اللہ تعالیٰ آپ کی بصیرت میں ترقی دے کہ اس وقت خط کی ایک نقل آپ کو بھیجنے کی کوشش کی جائے گی جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ آپ اس وقت نہیں آسکیں گے، عبد الرزاق و نثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعاء ہے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

رائے بریلی

۲۶/مارچ ۱۹۹۰ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ

مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت و راحت کے ساتھ ناگپور پہنچ گئے ہوں گے، اور تمام متعلقین و اہل خاندان کو بخیر و عافیت پایا ہوگا، ہم بھی الحمد للہ بخیریت لکھنؤ اور رائے بریلی پہنچے، اب رائے بریلی میں ان شاء اللہ قیام رہے گا، شاید کل ہی چاند نکل جائے، آپ سے

خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

دہلی کا کنونشن بفضلہٖ تعالیٰ بڑا تاریخی اور یادگار رہا، آپ کی رہنمائی، فہم وتجربہ اور اخلاص سے اس کو جو روشنی اور مدد ملی اس کا احساس سب کو ہوگا، پریس کانفرنس بھی جیسا کہ معلوم ہوا بڑی کامیاب رہی، مگر یہ دیکھ کر دل پر بڑی چوٹ لگی کہ پریس نے دونوں کا مقاطعہ کیا، اور اگر کسی اردو اخبار میں کچھ آیا تو سب مفتی سعید صاحبؒ[1] کے کارنامے کے طور پر، گویا یہ کانفرنس انہیں نے بلائی تھی، اور وہی اس کے روح رواں تھے۔

دہلی سے کسی باہر کے اخبار میں تو کچھ بھی نہ آیا، پریس کا یہ رویہ بہت قابل غور اور لائق توجہ ہے، اس پر کبھی سنجیدگی سے غور کرنا پڑے گا، مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں، مگر غور ومشورہ اور مزید سعی کی ضرورت ہے، اب معلوم نہیں آپ سے کب ملاقات ہو اللہ تعالیٰ خیریت سے بہتر حالات میں ملائے۔

کشمیر کے مسئلہ نے بڑی پیچیدگی اور نزاکت پیدا کردی ہے، ہم نے محترمی یونس سلیم صاحب کو خط لکھا ہے کہ ابھی کسی اعلان میں احتیاط سے کام لیں، اور کرشنا کانت جی کو بھی اس کی تاکید کردیں، لوگ رائی کا پربت بنانے کے عادی ہیں۔

پہلوان کے والد فضل عظیم خاں گلولی والے نے ان کے آنے کی ضرورت کو لکھا ہے، کہ بہت دن سے وہ وطن نہیں گئے، ان کی بیماری کا بھی ذکر کیا ہے، اگر بھائی عبدالغفور صاحب مناسب سمجھیں تو ان کو چند دنوں کے لئے وہاں جانے کی اجازت دے دیں۔

بھائی عبدالغفور صاحب اور ان کے سب بھائیوں اور فرزندوں اور متعلقین سب کو دعا، ماہ مبارک کی دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھیں، عبدالرزاق صاحب کاونثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مفتی محمد سعید کشمیری سابق وزیر داخلہ حکومت ہند وزیر اعلیٰ جموں وکشمیر۔

۴؍مئی ۱۹۹۰ء

۸؍شوال المکرّم ۱۴۱۰ھ

داعی الی اللّٰہ و محبی فی اللّٰہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ملفوف مورخہ ۲۳؍اپریل کل ۳؍مئی کو پہنچا، آج کل ڈاک بڑی تاخیر سے پہنچ رہی ہے، دہلی میں آپ کا بڑا انتظار رہا، تنہا آپ ہی نہیں پہنچ سکے، وزیراعظم صاحب[1] سے ملاقات بڑی اچھی رہی، بے تکلف باتیں ہوئیں، اور انہوں نے ہر چیز کا ذمہ لیا اور وعدہ کیا، وہاں سے چلنے سے تھوڑی دیر پہلے آپ کا فون آیا، جس سے آپ کے نہ آنے کا سبب معلوم ہوا، سب کو آپ کی کمی محسوس ہوئی۔

۱۲؍مئی کو لکھنؤ میں مجلس مشاورت کا جلسہ ہے، آپ کو دہلی سے اطلاع مل گئی ہوگی، اس میں آپ کی شرکت بہت ضروری ہے، کچھ دن کے لئے کسی آرام دہ مقام پر قیام کرنا ابھی کچھ طے نہیں کرسکا، مولوی معین اللہ صاحب آجائیں اور یہاں کاموں سے فرصت ہو تو جگہ کا انتخاب کریں گے۔

''پیام انسانیت'' کی تحریک کو جاری رکھنے اور آگے بڑھانے کی سخت ضرورت ہے، کنونشن کے نتیجہ میں ایک کمیٹی بن گئی ہے، پانڈے صاحب[2] اس کے صدر ہیں، ان سے رابطہ قائم کرنے کی ضرورت ہے، قاضی عبدالحمید صاحب اور انیس چشتی صاحب دہلی سے جانے کے بعد بالکل خاموش ہیں، ان کو بھی متحرک کرنے کی ضرورت ہے، جو آپ ہی بہتر طریقہ پر کرسکتے ہیں۔

مدراس کا سفرنامہ پہنچا، اس سے سفر کے حالات اور تاثرات محفوظ ہوگئے، ہم نے اس کو محفوظ کرلیا، زیر تصنیف ''کاروان زندگی'' حصہ چہارم میں اس سے کام لیں گے، آپ سے مشورہ اور آپ کے خلوص و تجربہ سے فائدہ اٹھانے کی سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

جاری ملاقات کا پروگرام بنائیے، حالات سنگین سے سنگین تر ہوتے جارہے ہیں، محض قدرت الٰہی اور رحمت خداوندی مشکل کشائی اور کارسازی کرسکتی ہے ''اَرِفَتِ الْاٰزِفَۃُ لَیْسَ

(۱) وزیراعظم وی پی سنگھ (قائد جنتادل)۔ (۲) بشنبھر ناتھ پانڈے سابق گورنر اڑیسہ

لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ" (سورئ نجم، آیت:۵۷) بھائی عبدالغفو اوران کے بھائیوں اور فرزندوں کوسلام۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۲/اگست ۱۹۹۰ء

۱۰/محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

محبّ گرامی داعی الی اللہ

خادم قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زیدت فضائلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل یکم اگست کو آپ کا ۲۵/جولائی کا لکھا ہوا خط ملا، عرصہ کے بعد ایک ایسا مسرت اور مبارک خط ملا، جس سے قلب حزین کو بڑی تسکین اور تقویت حاصل ہوئی۔

اپنی بیماریوں (جن میں آج کل اضافہ ہے) اور ناکامیوں نے دل کو بہت مجروح و متاثر کر رکھا ہے، اس میں آپ کا یہ خط ایک بشارت نامہ اور زخم کے مرہم کی صورت میں پہنچا۔

واقعہ یہ ہے کہ اپنے سارے اہل تعلق میں جو تعلق و مناسبت آپ سے ہے، وہ شاید کسی سے نہیں ہے، آپ کو اپنے لئے ایک عطیہ خداوندی سمجھتا ہوں، اور مسلمانوں کے لئے ایک مخلص، رہبر اور قرآن کا ترجمان اور وقت کے تقاضہ کے مطابق ایک داعی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے، اور آپ سے زیادہ فائدہ پہنچائے، افسوس ہے کہ اہل ملک تو الگ رہیں خود مسلمانوں نے بھی وقت کی نزاکت اور کرنے والے کام کو بھی نہیں سمجھا۔

باقی باتیں ان شاء اللہ ۱۶ر کو یا پھر علی گڑھ سے واپسی پر ہو جائیں گی، ۲۰، ۲۱ر کو مسلم پرسنل لاء بورڈ کی عاملہ مجلس مشاورت کے جلسے ہیں، ان میں ان شاء اللہ آپ کی شرکت ہوگی۔

بھائی عبدالغفور صاحب اور ان کے تمام بھائیوں کو بہت بہت سلام ودعا، ہم سب کے لئے روزانہ دعا کرتے ہیں۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۲۳ر اگست ۱۹۹۰ء

داعی الی اللہ خادم قرآن مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اس خط کے پہنچنے سے پہلے آپ بخیر وعافیت پہنچ گئے ہوں گے، باوجود کئی روز ٹھہرنے کے بہت سی باتیں آپ سے نہیں ہوسکیں، آپ نے جو دو رسالے ہمارے کچھ لکھنے کے لئے بھیجے تھے، وہ کسی نے پڑھنے کے لئے لے لئے، آپ دوبارہ ان کو بھیجنے کی زحمت گوارہ کریں، ہمارے لئے مسرت وسعادت کی بات ہوگی کہ اس پر ہم کچھ لکھیں، اگر چہ علالت ومصروفیت آپ نے دیکھ ہی لی ہے، متعدد اور مسلسل کمیٹیوں کی وجہ سے کام بہت جمع ہوگیا ہے، کام اور آرام کے لئے آج ہی رائے بریلی جارہا ہوں، باہر کا سفر ملتوی کردیا۔

قرآن مجید کے ترجمے کے سلسلے میں آپ نے جو احتیاط کا رویہ اختیار کیا ہے وہ آپ کے خلوص، بے غرضی اور صداقت پسندی کی دلیل ہے، ان شاء اللہ اس کا اثر ہوگا۔[1]

مجلس مشاورت کے جلسے میں شریک ہوکر طبیعت بہت مکدر ہوئی، اسی طرح سے مسجد ایکشن کمیٹی کے ذمہ داروں سے مل کر طبیعت بڑی مایوس ہوئی کہ نہ معاملہ فہمی ہے نہ حقیقت پسندی نہ اخلاقی جرأت۔

---

(۱) تشریح القرآن کے نام سے یہ ترجمہ شائع ہوا۔

ہندوستان میں مسلم قیادت کا یہ نقص اور خلاء بڑا خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ کوئی صحیح قائد عطا فرمائے، اور مسلمانوں کو سمجھ دے، آپ سے یونس سلیم صاحب [۱] یا کرشن کانت جی [۲] رابطہ قائم کریں تو آپ ان کو مایوس نہ کریں اور آپ ان کو اسی پر آمادہ کریں، جس پر ہم آپ دونوں متفق ہیں کہ حکومت خود مسجد کو آثار قدیمہ کے محکمہ میں لے لے، اور اس کے تحفظ اور فضا کو درست رکھنے کیلئے ایک کمیٹی مقرر کردے، جس میں ہندوؤں کی طرف سے جنوب کے دونوں شنکر اچاریہ ہوں، اور دو مسلمان مذہبی شخصیتیں، (لیکن ہمیں مستثنیٰ کرکے)۔

شیکھر جی [۳] سے آپ اپنا رابطہ قائم رکھئے یہ کرنے کا کام ہے، یہ آپ ہی بہتر طریقے پر انجام دے سکتے ہیں جہاں تک ہو سکے ان کا مالی تعاون بھی حسب استطاعت انجام دیں۔

آج ہی صبح آپ گئے ہیں اور آج ہی آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔

عبد الغفور بھائی اور ان کے سب بھائیوں کو سلام و دعا کہیں، حاجی عبد الرزاق صاحب اور نثار کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۱۷ر نومبر ۱۹۹۰ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ وخادم قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۳ر نومبر کا لکھا ہوا مفصل مکتوب اس وقت سامنے ہے، ہندی اخبارات کے

(۱) یونس سلیم مرحوم سابق گورنر بہار۔

(۲) کرشن کانت سابق گورنر آندھرا پردیش وسابق نائب صدر ہندوستان۔ (۳) شیکھر جی دلتوں کے لیڈر

تراشے بھی پہنچے، ہم ہندی بالکل نہیں پڑھ سکتے، ہم ''مجلس'' کو بھیج رہے ہیں کہ ان کا ترجمہ کر کے یا خلاصہ لکھ کر دے دیں۔

آپ کے کئی بار ٹیلیفون بھی آئے، اتفاق سے ہم موجود نہیں تھے، رائے بریلی یا قریب کے ایک گاؤں میں تھے، کل ہی آئے، آپ سے جو ذہنی فکری اور دینی مناسبت ہے وہ شاید احباب، اہل تعلق میں سے اتنی کسی سے نہیں ہے۔

آپ نے اپنے خط میں جو تاثرات لکھے ہیں تقریباً وہی تاثرات ہمارے بھی ہیں، دہلی کے اجتماع کا تجربہ بھی کچھ ایسا ہی رہا، علماء سے بھی ایسے ہی مایوسی ہوئی ہے۔

یہاں مولوی کلب صادق صاحب[1] رائے بریلی آئے اور دو مرتبہ لکھنؤ میں ملے، حالات اپنے انتہا کو پہنچ گئے ہیں، ریڈیو، ٹی وی، پر ہمارا نام آنے کی وجہ سے ہم کو لوگوں نے نشانہ بنالیا ہے، اگر حقائق اور خطرات سامنے نہ ہوتے تو ہم اپنی تصنیف ومطالعہ اور دعوت کے گوشہ سے قدم بھی باہر نہ نکالتے، مسلمانوں کا مزاج وہی ہے جو آپ سمجھے ہیں اور اس کا تجربہ ہو رہا ہے۔[2]

یونس سلیم صاحب دہلی میں اسپتال میں داخل ہیں، آپ کے لئے اور اہل وعیال کے لئے برابر بلاناغہ دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر سلامت رکھ کر صلح واعتدال کی راہ نکالے اور مسلمان دوسروں کو دعوت دے سکنے کے قابل ہوں۔

اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں باقی عند الملاقات، نثار اور عبدالرزاق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) ڈاکٹر کلب صادق نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ شیعوں کے قائد ورہنماء۔

(۲) حکومت ہند کے وزیر اعظم وشوناتھ پرتاپ سنگھ نے کسی ایک فارمولہ پر مسلمانوں اور ہندوؤں کو راضی کرنے کی کوشش کی اور آرڈی ننس جاری کیا تھا جو منظور نہ کیا جاسکا اور حکومت نے پھر وہ آرڈی ننس واپس لے لیا اور دوسرے سال بابری مسجد کی شہادت کا واقعہ بھی پیش آگیا۔

۴؍دسمبر ۱۹۹۰ء

محبی فی اللہ داعی الی اللہ مولانا پاریکھ صاحب زادہ اللہ قوۃً و توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت آپ کا ۲۱؍نومبر کا لکھا ہوا جوابی خط سامنے ہے، پہلے خیال تھا کہ آپ سے خود دہلی میں ملاقات ہوگی جوابی انلینڈ آپ کے حوالہ کردوں گا، لیکن کل ٹیلیفون پر گفتگو ہوئی اور معلوم ہوا کہ فی الحال آپ کو ناگپور جانے کی ضرورت ہے، اور آپ ۱۰؍دسمبر تک تشریف لاسکیں گے، ہم سب آپ کی تشریف آوری کے مشتاق ہیں، مولانا معین اللہ صاحب بھی انتظار کررہے ہیں، آپ ضرور تکلیف کریں، اس وقت آپ سے ملنے اور گفتگو کرنے کی بڑی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ جلد اس کا موقع لائے، طبیعت پر ایسا اثر ہے جو عمر بھر یاد نہیں، آپ کی گفتگو سے امید ہے کہ کچھ تسکین ہوگی۔

کل آپ کی گفتگو سے یہ معلوم کرکے بڑا اطمینان ہوا اور تسکین ہوئی کہ ہمارا دہلی نہ آنا ہی اچھا ہوا، ہم نے کوشش میں کوئی کوتاہی نہیں کی، اخیر اخیر تک کوشش جاری رکھی، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت تھی، اب ملاقات پر تفصیل معلوم ہوگی۔

انچارج ہوم منسٹر صاحب کا بھی ٹیلیفون آیا تھا، انہوں نے کہا کہ پرائم منسٹر[1] آپ سے ملنا چاہتے ہیں، آپ کب دہلی آئیں گے؟ ہم نے آپ کا بھی حوالہ دے دیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ وہ ہمارے ہر طرح سے ہم خیال اور معتمد علیہ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت کے ساتھ یہاں پہنچائے اور حالات پہلے سے بہتر ہوں، بھائی عبدالغفور اور ان کے سب بھائیوں اور عزیزی محمد نصیر سے بھی سلام کہیں، نثار، عبدالرزاق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

طالب دعا ودعا گو

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) پرائم منسٹر چندر شیکھر۔

۲۰ر دسمبر ۱۹۹۰ء
یکم جمادی الثانیہ ۱۴۱۱ھ

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قوۃً
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۱ر دسمبر کا مکتوب کل ۱۹ر دسمبر کو ملا، مجھے خود اس کا احساس تھا کہ اتنے سفروں اور مسلسل دوروں کے بعد آپ کو لکھنؤ آنے کی تکلیف دینا ایک زیادتی ہے۔

آپ نے اچھا کیا کہ ناگپور میں کچھ دن قیام کا فیصلہ کرلیا، وہاں آپ کی ضرورت بھی تھی اور رہے گی، دہلی کی کارروائی اور تجویز سے دل کچھ زیادہ خوش نہیں ہوا، ہر ایک سے اپنے دل کی بات نہیں کہہ سکتا، مسئلہ کا کوئی حل نہیں نکلا، کسی قسم کی ''متنازعہ'' زمین پر بھی مندر بنانے کی اجازت نہ دینا، مسئلہ کو طول دینا اور ملک کی فضا کو مشتعل اور آتش گیر رکھنا اور ملت کو مسلسل خطرہ میں رکھنا ہے، مگر کیا کیا جائے؟ کسی سے نجی مجلس میں بھی کہنا مشکل ہے۔

دہلی میں دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں ۱۷ر تاریخ کو ایک بڑے ہندو مذہبی پیشوا اور ہماری گفتگو کا انتظام کیا گیا تھا، ایک جرمن خاتون اس سلسلہ میں بہت بضد تھیں، کئی بار لکھنؤ آئیں، دہلی سے فون آتے رہے، ہم نے آپ کا نام پیش کیا کہ ہمارے بجائے مولانا پاریکھ صاحب سے گفتگو کی جائے، ہم نے بھی ٹیلیفون کی کوشش کی اور دہلی سے بھی ٹیلیفون کی کوشش ہوئی مگر آپ سے رابطہ قائم نہ ہوسکا، ہم اس لئے بھی شریک نہیں ہوئے کہ ہم دونوں اگر کسی نتیجے پر پہنچے تو وہ کسی فریق کے لئے بھی قابل قبول نہ ہوگی اور ہمارے دوستوں کو بھی موقع مل جائے گا کہ وہ پروپیگنڈہ کریں کہ مسلم پرسنل لاء بورڈ کے صدر ہونے کے باوجود اس کی تجویز کے خلاف کیا، اچھا ہی ہوا کہ آپ بھی نہ پہنچ سکے۔

اب آپ جب بھی آسانی سے لکھنؤ آسکیں یا ہم بمبئی جاسکیں تو پھر تفصیل سے گفتگو ہوگی، ابھی تو بمبئی جانے کا کوئی موقع نہیں، شاید ۱۵ر جنوری یا اس کے بعد جانا ہوسکے۔

صحت اور حالات کے اثر کی وجہ سے کہیں الگ آرام کرنے کی ضرورت ہے مگر مجبوری ہے۔

بھائی سید جمیل الدین کا حال معلوم کر کے بہت افسوس ہوا، ان سے ٹیلیفون پر رابطہ قائم ہوا اور خیریت معلوم ہوتی رہی مگر یہ تفصیل نہیں معلوم ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور اس پریشانی سے نجات ہو، حالات میں ذرا اعتدال پیدا ہو تو ہم آپ بیٹھ کر سوچیں کہ اب کیا کرنا ہے؟ اسلام کے تعارف کے لئے ''پیام انسانیت'' کے سوا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔[1]

قاضی عبدالحمید صاحب، انیش چشتی وغیرہ کو بھی وقت فارغ کرنے کی ضرورت ہے، وقت کا یہ اہم ترین فریضہ ہے۔

بھائی عبدالغفور ان کے سب بھائیوں اور بچوں کو سلام و دعا، محمد نصیر بھی سلام قبول کریں، نثار کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام
دعا گو و طالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۹ر فروری ۱۹۹۱ء

محبی فی اللّٰہ و داعی الی اللّٰہ
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قوۃً
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۲۸ر جنوری کا عنایت نامہ کل ۸ر فروری کو ملا، آپ سے ٹیلیفون پر بھی بات نہ ہوسکی۔

دہلی کے بورڈ کے اجلاس کے بعد سے طبیعت میں افسردگی ہے جو تبصرے سننے میں آئے وہ خوش کن نہ تھے، پھر دہلی کانفرنس کے بعد کے تبصروں اور تنقیدوں نے اور افسردہ کر دیا، اس میں مقالے کی قبولیت اور آپ کی تقریر کی افادیت اور پرسنل لاء بورڈ پر اعتماد کا

(۱) سید جمیل الدین حیدرآبادی نے پیام انسانیت کے لئے بڑی سرگرمی دکھائی ہے، اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ کی کتابوں کے لئے بھی بڑی دلچسپی رکھتے تھے مگر اپنے حالات ناسازگار ہونے کی وجہ سے یہ سلسلہ قائم نہ رکھ سکے تھے۔

اظہار سب کو لوگوں نے فراموش کر دیا، اور ہمارے مقالہ بھیجنے کو بھی پسند نہیں کیا، جی چاہتا ہے کہ اب صدارت اور نمائندگی کی ذمہ داریوں سے کنارہ کش ہو کر اپنے مخصوص دوستوں کے ساتھ جو خدمت ہو سکے وہ کی جائے۔(۱)

خلیج کی جنگ نے دل و دماغ کو متاثر ہی نہیں بلکہ مجروح کر دیا ہے، بمبئی کا سفر بھی پندرہ فروری کو سوچا تھا، فی الحال ملتوی کر دیا۔(۲)

آپ ابھی ناگپور میں ہی قیام کریں، آخر فروری یا اوائل مارچ میں بمبئی آنا ہوا تو ان شاء اللہ وہاں ملاقات ہو جائے گی۔

بھائی عبدالغفور، ان کے سب بھائیوں اور عزیزی نصیر کو بھی سلام۔

والسلام

دعا کا طالب

ابوالحسن علی ندوی

۲۶ر فروری ۱۹۹۱ء

۱۰ر شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ

محبی فی اللہ داعی الی اللہ جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۴ر فروری کا لکھا ہوا خط تاخیر سے ملا، رائے بریلی میں ہونے کی وجہ سے اور بھی چند دنوں کا فرق پڑ گیا، میں نے رائے بریلی آتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ آپ کے دونوں قیمتی رسالوں ''حج کا ساتھی'' اور ''گائے کا قاتل کون؟'' پر تعارفی مضمون بطور پیش لفظ و تبصرہ کے لکھا، مولانا معین اللہ صاحب اور عزیزی شاہد حسین(۳) ۲۵ر فروری کو لکھنؤ سے روانہ ہو رہے تھے، اور بنگلور میں آپ سے ملاقات کی توقع تھی اس لئے دونوں تحریریں شاہد کے

(۱) بابری مسجد قضیہ کے سلسلہ میں قائدین کی طرف سے بدگمانیوں کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) عراق کے کویت پر حملہ اور اس کے نتیجہ میں خلیج کے حالات کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) جناب شاہد حسین صاحب معاون ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

حوالہ کردی گئیں، امید ہے کہ اس سفر میں آپ کو مل گئی ہوں گی۔

مجھے شرمندگی ہے کہ ذہن سے اتر جانے کی بنا پر ان کے لکھنے میں، اتنی تاخیر ہوئی، عزیزی مولوی نذر الحفیظ ندوی[1] نے یاد دلایا اور رسالے حوالے کئے، خدا کرے آپ کو پسند آئے اور ان دونوں رسالوں سے زیادہ سے زیادہ نفع پہنچے۔

آپ کے خط کے تمام مشتملات سے اتفاق ہے، مسجد کے قضیہ میں ہمارے تاثرات و تجربات بھی وہی ہیں جو آپ نے خط میں لکھے ہیں، اس سلسلے میں بلکہ اکثر سلسلوں میں پوری مناسبت آپ ہی سے ہے۔

آج صبح یہ خبر ملی کہ عراق نے اپنی فوج کو کویت سے واپس آنے کا حکم دے دیا ہے:

ہر چہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابیٔ بسیار

کاش! صدام نے پہلے ہی ان سب کا مشورہ مان لیا ہوتا، لیکن بقول فارسی شاعر:

خلقے بہفت یک طرف
آں شوخ تنہا یک طرف

افسوس ہے کہ دین اور امت کی ایسی بدنامی اور بدنمائی ہوئی جس کی نظیر دور دور تک نہیں ملتی، ہمارا بمبئی کا سفر اب انشاء اللہ رمضان کے بعد ہوگا، آپ سے ملاقات کا اشتیاق ہے، اللہ تعالیٰ بہتر حالات میں ملائے، آپ کے اور آپ کے خاندان کے لئے برابر دعا ہوتی رہتی ہے، آپ سے بھی اسی کی امید ہے۔

عبد الرزاق وشار کا سلام قبول ہو، نثار عرض کرتا ہے کہ دعا کے ساتھ تھوڑی توجہ دوا کی فرما دیجئے، بڑا تقاضا ہو رہا ہے۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابو الحسن علی ندوی

---

(۱) مولانا نذر الحفیظ ندوی ازہری صدر شعبہ عربی ادب دار العلوم ندوۃ العلماء۔

۱۳/مارچ ۱۹۹۱ء

محبی فی اللہ و داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ نفع اللہ به المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۹/مارچ کا لکھا ہوا خط عزیزی شاہد سلمہٗ[1] نے کل ۱۲/مارچ کو رائے بریلی میں دیا، یہ دن جس طرح گزرے اللہ تعالیٰ ہی کو ان کا علم ہے، دل و دماغ پر خاص اثر مسلمانوں کی جذباتیت، نافہمی اور عجلت اور خودرائی سے پڑا، یہ مستقل فکر وتشویش کی چیز ہے اس سے ہر وقت خطرہ ہے، افسوس ہے کوئی جماعت مسلمانوں میں صحیح شعور پیدا کرنے کی سنجیدہ کوشش نہیں کر رہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کا غیب سے سامان مہیا فرمائے۔

بنگلور کے بارے میں عزیزی شاہد سے جو تفصیلات معلوم ہوئیں اس سے خوشی اور اطمینان ہوا، بقیہ کام بھی اللہ تعالیٰ مکمل کرادے، آپ کے اہل تعلق عبدالرزاق صاحب کی شرکت کا بھی حال معلوم ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو برکت عطا فرمائے۔

متنازعہ قضیہ میں ہمارے پڑنے کی رائے نہیں ہے[2] اس لئے اس کے حل ہونے سے زیادہ جماعتوں اور تنظیموں کو یہ فکر ہے کہ سہرا ان کے سر بندھے، ہمارے لئے خاموشی ہی مناسب ہے، کسی کا بھی نام ہو کام ہو جائے، آپ نے بمبئی میں جو رویہ اختیار کیا بہت مناسب ہے، اسی مسئلے میں نہیں سارے مسائل میں ہمیں سب سے زیادہ مناسبت واعتماد آپ ہی پر ہے، سب کو آزما کر دیکھ لیا۔

ہم نے دونوں رسالوں پر جو کچھ لکھا وہ دل کی آواز تھی اور آپ کا ان رسالوں کا حق، آپ کے لئے اور صاحبزادوں نیز ان کے صاحبزادوں کے لئے روزانہ دعا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ یہ نیا رشتہ بھی مبارک فرمائے، اور بھائی عبدالغفور کی محنت قبول فرمائے اور ان کے کاموں میں آسانی عطا کرے۔

آپ حجاز ضرور جائیں اور رمضان المبارک حرمین شریفین میں گزاریں، اس میں ہمارا بھی فائدہ ہے کہ آپ دعا میں یاد رکھیں گے، ان شاء اللہ آپ کا جانا مبارک ہوگا، سب

(۱) جناب شاہد حسین خاں، ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ (۲) بابری مسجد قضیہ۔

صاحبزادوں بالخصوص عبدالغفور کو سلام اور عزیزی نصیر کو بھی سلام۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۲۳/اپریل ۱۹۹۱ء

محب اعز واکرم داعی الی اللّٰہ وناشر قرآن
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب نفع اللّٰہ به المسلمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۳/اپریل حال ہی ملا، اس کے ساتھ بھائی عبدالغفور صاحب کا بھی خط ملا، جس میں انہوں نے اپنے تعلق اور سعادت مندی کا پورا اظہار کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کے سب بھائیوں کی اولاد میں برکت عطا فرمائے، ہم روزانہ بلاتخفیف سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے خط میں جو باتیں لکھیں ہیں وہ آپ کی مناسبت خاص اور اخلاص پر مبنی ہیں اور تقریباً یہی تاثرات ہمارے بھی ہیں، لیکن ان کا کوئی علاج سمجھ میں نہیں آتا، اللہ تعالیٰ ہی انتظام فرمائے، جو مناسبت آپ سے ہے وہ کم ہی کسی سے ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ سے استفادہ کا پورا موقع عطا فرمائے، اور رفاقت دنیا اور آخرت میں رہے۔

کل قاضی مجاہد الاسلام صاحب[1] کا فون آیا تھا کہ جلد سے جلد پرسنل لاء بورڈ کی مجلس عاملہ کے ارکان کو کسی جگہ جمع ہونا چاہئے اور جنرل سکریٹری کا انتخاب کرنا چاہئے۔

مشورہ سے طے ہوا کہ ۵/مئی سے ۸، ۱۰/مئی تک کوئی تاریخ رکھ لینی چاہئے، ۵/مئی میں سہولت کی بنا پر یہ طے ہوا کہ لکھنؤ میں ہو، عبدالرحیم قریشی صاحب سے رابطہ قائم

(۱) مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمی (متوفی اپریل ۲۰۰۲ء) آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے ترجمان کی حیثیت رکھتے تھے اور پھر ۲۰۰۰ء میں صدر منتخب ہوئے۔

کریں گے، وہ سب ارکان کو اطلاع دیں گے۔

آپ اس سے کچھ پہلے آجائیں تو مشورہ بھی ہوجائے، ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ اب ہم صدارت سے سبکدوشی حاصل کرلیں، خدا کرے ارکان اس کو مان لیں، اور کسی مناسب آدمی کا انتخاب کرلیں، وجوہ واسباب آپ کو خود معلوم ہیں۔

مولانا مرحوم[1] کے انتقال کے بعد اب کسی اور کے ساتھ پوری ہم خیالی اور تعاون مشکل معلوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ جس میں خیر ہو مقدر فرمائے، باقی عند الملاقات، سب صاحبزادوں سے سلام کہئے، راقم اور بھائی عبدالرزاق کا سلام احترام قبول فرمائیں۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

۲۵ر جون ۱۹۹۱ء

۱۴ر ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

حبیب مکرم ومحترم داعی الی اللہ خادم قرآن مولانا عبدالکریم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۳ر ذی الحجہ عیدالاضحیٰ کے قریب ملا، مسرت وتسکین ہوئی، آپ کے بمبئی سے آجانے کے بعد وہاں سخت طوفان آیا، ۳-۴ دن بجلی بھی بند رہی اور پانی بھی اور لفٹ بھی بے کار ہوگئی۔

۱۱ر جون کو شام کی فلائٹ سے الحمدللہ بخیریت لکھنؤ واپسی ہوئی، دانتوں کا کام اب الحمدللہ مکمل ہوگیا، اب ان سے کام چل جاتا ہے، فطری بات تو ہو نہیں سکتی لیکن تکلیف نہیں ہے، البتہ ضعف بڑھتا جارہا ہے اور قرآن مجید کی آیت "اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ" (سورہ فاطر آیت ۳۷) صادق آرہی ہے، اور حالات وتجربات کی بنا پر زیادہ زندہ رہنے کی تمنا بھی کہیں ہے۔

ایک بیان اخبارات میں نکلا تھا، جس کی آپ نے خط میں تعریف کی ہے، ابھی تک

(۱) حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ سابق جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی ذات گرامی مراد ہے۔

ناراضگی اور طنز وتعریض کے خطوط آرہے ہیں اور مراسلے بھی نکلتے ہیں، غور کرتے ہیں تو اپنے چند خصوصی عزیز دو تین رفقائے کار اور آپ کے سوا کوئی اور ہم خیال اور مخلص نظر نہیں آتا۔

انتخابات کے نتائج نے (بالخصوص اپنی ریاست یوپی میں) دل ودماغ کو ہلا کر رکھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے، اور حالات کو غیب سے سازگار بنائے، یہ وقت خاص طور پر ''پیام انسانیت'' اور اسلام کے تعارف کرانے کا ہے، ہم نے انیس چشتی صاحب کو بلایا ہے، آپ لکھنؤ کے لئے جلد وقت نکالیں اور کام کا نقشہ بنے، آپ کے آنے کے بعد ایک سفر مونگیر کا ضروری ہے، ہمارے آپ کے نہ پہنچنے کا ضروری احساس ہوگا اور ہونا چاہئے، ہم نے لکھ دیا ہے کہ ہم اور پاریکھ صاحب ان شاء اللہ جلد آئیں گے۔

آپ کے خط آنے سے پہلے ہی ہم نے عزیز گرامی عبدالقیوم صاحب کے لئے اولاد نرینہ کی کئی بار دعا کی، الحمدللہ آپ کے خط نے خوشخبری سنائی، ہماری طرف سے دلی مبارک باد بھی قبول فرمائیے اور عزیزی عبدالقیوم کو بھی مبارکباد دیجئے، آپ نے اپنے یہاں کے انتخابی مہم کے بارے میں جو لکھا ہے اس میں آپ کی کوشش کے نتیجہ سے خوشی ہوئی، اسی کی امید تھی، باقی عند الملاقات، الحمدللہ یہاں سب اعزہ بخیریت ہیں، عزیزان محمد رابع، محمد واضح، عبدالرزاق ونثار کی طرف سے سلام قبول کیجئے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۲۴/جولائی ۱۹۹۱ء

محبی فی اللہ داعی الی اللہ

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قوۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمت نامہ محبت نامہ مورخہ ۱۳/جولائی خاصی تاخیر سے ۲۳/جولائی کو ملا، خط کے

پہنچنے سے پہلے شاید آپ لکھنؤ کے لئے روانہ ہو جائیں، احتیاطاً جواب لکھوا رہا ہوں، خدا کرے مل جائے۔

آپ کا خط ایک طرح سے تسکین واطمینان کا تعویذ اور تعلق ومحبت کا ایک وثیقہ یا دستاویز ہے، پڑھ کر تسکین وتقویت ہوئی، آپ سے جو تعلق خاطر، مناسبت اور اعتماد ہے، وہ کم ہی لوگوں سے ہوگا، اپنے عزیز ترین افراد خاندان رابع[۱] واضح[۲] اور بھائی صاحب مرحوم[۳] کی اولاد کے بعد شاید آپ سے سب سے زیادہ مناسبت اور اتحاد خیال ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت کے ساتھ لائے اور جلسہ کے علاوہ بھی چند دن قیام کر سکیں، محی انیس چشتی صاحب بھی آئے ہوئے ہیں اور شاید قاضی عبدالحمید صاحب بھی آئیں،[۴] موجودہ حالات کے پیش نظر کام کا کچھ مشورہ بھی ہو جائے گا، سب صاحبزادوں اور ان کے فرزندوں کو بھی سلام ودعا کہیں۔

والسلام

طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۹ رنومبر ۱۹۹۱ء

اعز الاحباب ورفیق ومعاون خاص مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع فرزندان ومتعلقین بخیر وعافیت ہوں گے، آپ کا یکم نومبر کا لکھا ہوا خط ۳، ۴ دن ہوئے، پہنچا تھا، آجکل رائے بریلی میں قیام ہے، زیادہ وقت پرسنل لاء بورڈ کے سالانہ اجلاس کے لئے خطبہ اور مقالہ لکھنے میں گزرا، جواب میں قدرے تاخیر ہوئی اس کی معافی چاہتے ہیں۔

---

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی۔ (۲) مولانا سید محمد واضح حسنی ندویؒ۔

(۳) برادر اکبر ڈاکٹر مولانا سید عبدالعلی حسنیؒ سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

(۴) یہ دونوں ہی ''پیام انسانیت'' کے کاموں میں بڑے معاون اور معتمد تھے۔

دہلی کے انتخاب پر ہم خود پچھتا رہے ہیں[1] چونکہ حضرت امیر شریعت مرحوم نے اپنا رجحان ظاہر کیا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ یہ اجلاس بالکل حکومت کے سر پر ہو، تو شاید کچھ مؤثر اور قابل توجہ ہو، اس میں دہلی سے عدم واقفیت کو بھی دخل تھا، لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا ہے، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔

۲۲ر کی صبح کو ہم انشاء اللہ دہلی پہونچیں گے اور ۲۵ر کو شام کی راجدھانی سے بمبئی کا سفر اور ایک دن وہاں ٹھہر کر منگلور کے لئے پرواز ہوگی۔

خط کے دوسرے مندرجات کے بارے میں ان شاء اللہ زبانی گفتگو ہوگی، بڑا اچھا ہو کہ آپ بھی دہلی سے بمبئی کے لئے ساتھ چلیں، مولوی معین اللہ صاحب اور عزیزی رابع بھی ہوں گے، دل بستگی رہے گی، اور ضروری باتیں ہو جائیں گی، اس وقت بطور رسید کے یہ خط لکھ رہا ہوں، عزیزی طارق شفیق[2] کو سلام و دعا، بھائی عبد الغفور اور ان کے سب بھائیوں اور ان کے بچوں کو سلام و دعا، حاجی عبد الرزاق و نثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو

ابو الحسن علی ندوی

۲۴ر دسمبر ۱۹۹۱ء

۱۶ر جمادی الآخری ۱۴۱۲ھ

محبّ محبوب و محترم مولانا عبد الکریم صاحب أبقاه الله ذخراً للاسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج بخیر ہوگا، آپ کا مجلس کے جلسہ کے موقع پر انتظار رہا، لیکن یہ اطلاع ملی کہ آپ کے چھوٹے بھائی کو کوئی شدید مرض ہو گیا، اس کے بعد سے کوئی اطلاع نہیں ملی، جس سے

---

(۱) آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے اجلاس کے لئے دہلی کا انتخاب حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کے احترام میں منظور فرمایا تھا، بعد میں بعض سیاسی حالات کی وجہ سے اس کو مفید نہیں سمجھا گیا۔

(۲) مولانا طارق شفیق ندوی پسر مولانا شفیق الرحمٰن ندوی جوان دنوں مولانا پاریکھ کی خدمت میں تھے۔

تردد ہے، براہ کرم ٹیلیفون سے بمبئی اطلاع دیجئے، ہم ۲۶ر کو ان شاء اللہ وہاں پہنچ رہے ہیں۔

ہمیں جعفر شریف صاحب[1] کی طرف سے یہ پیغام ملا تھا کہ ۱۸ر جنوری کو وہ مختلف پیشواؤں اور نمائندوں کا جلسہ کر رہے ہیں، ہمیں بہت تاکید سے دعوت دی تھی، لیکن ہم اپنی صحت کی کمزوری اور مراد آباد کے تعلیمی کانفرنس کی وجہ سے جو ۱۲ر جنوری کو ہے، اس کے چند دن بعد ہی رابطہ کے اجلاس میں شرکت کے لئے مکہ معظمہ جانا ہے، شرکت نہیں کر سکیں گے، ہم نے معذرت کی اور ایک پیغام بھیج دینے کا وعدہ کیا، جو لکھ لیا گیا ہے، کوشش کی جائے گی کہ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو جائے، ورنہ وہ پڑھ کر سنا دیا جائیگا، آپ کی شرکت اور نمائندگی بالکل کافی ہے، آپ ضرور اس میں شرکت فرمائیں۔

بمبئی میں ٹیلیفون پر بھی گفتگو کرنے کی کوشش کریں، آپ کی شرکت سے ان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

کیا عجب ہے کہ خدا کے کچھ بندے میدان میں آجائیں، اور یہ ملک بچ جائے، عبد الغفور بھائی اور سب صاحبزادوں کو بہت بہت سلام کہئے، اور اپنی خیریت سے ضرور مطلع کیجئے، عبد الرزاق و نثار کا سلام قبول ہو۔

والسلام

طالب دعا

ابو الحسن علی ندوی

۲۸ر دسمبر ۱۹۹۱ء

۲۰ر جمادی الأخرة ۱۴۱۲ھ

محبّ و مخلص و محترم داعی الی اللہ و خادم قرآن مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۴ر دسمبر کا جوابی لفافہ لکھنؤ میں مل گیا تھا لیکن مصروفیت کی وجہ سے فوراً جواب

(۱) کانگریسی لیڈر و سابق مرکزی وزیر ریل جناب جعفر شریف بنگلوری۔

نہ دے سکا اور بمبئی کا سفر پیش آ گیا، وہاں قریبی تاریخ میں آپ سے ملاقات کی توقع تھی اس لئے جواب نہیں دیا۔

آپ کا خط پڑھ کر طبیعت متاثر ہوئی، آپ کو کئی فکریں اس وقت درپیش ہیں وہاں لکھنؤ میں ہم اور مولوی معین اللہ صاحب ایک بڑے مخالفانہ اور شرارت آمیز محاذ کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، ملاقات پر عرض کریں گے۔

اب تو جی چاہتا ہے کہ آپ جلد تشریف لے آئیں اور آپ سے مل کر دل کا بوجھ کم ہو، خط کے مندرجات پر ان شاء اللہ زبانی گفتگو ہوگی، کل بھائی عبد الغفار صاحب بھی دوبارہ ملے، وہ بھی آپ کی تشریف آوری کے متوقع ہیں۔

میں نے لکھنؤ سے آپ کو لکھا تھا کہ ۱۸ر جنوری کو جعفر شریف صاحب مذہبی پیشواؤں کا جلسہ کر رہے ہیں جس میں دلائی لامہ(۱) بھی شریک ہوں گے، ہم نے مضمون تیار کر لیا ہے اور ان کو آپ کے کی شرکت کی توقع دلائی ہے، ان شاء اللہ آپ کا تنہا شرکت کرنا کافی ہوگا۔

آپ نے ہمارے جلسہ میں غیر مسلم مذہبی پیشواؤں کو تقریر کا موقع دینے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس سے کلی اتفاق ہے، ہم نے وہیں منگلور میں انیس چشتی صاحب سے کہہ دیا تھا کہ آئندہ یہ غلطی نہ کی جائے، اپنے اسٹیج سے ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی اجازت کا کوئی جواز نہیں، اور وحدت ادیان کی دعوت کا بھی خطرہ ہے، باقی باتیں عند الملاقات، عزیزی عبد الرزاق، مولوی نثار صاحب بھی ساتھ آئے ہیں، آپ کو سلام کہتے ہیں، بھائی نصیر کو سلام۔

والسلام

دعا گو

ابو الحسن علی ندوی

---

(۱) بدھ مذہب والوں کے مذہبی پیشوا۔

۲۳؍جنوری ۱۹۹۲ء

۱۷؍رجب المرجب ۱۴۱۲ھ

احب الاحباب گرامی منزلت جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع فرزندان گرامی نبیرگان اور افراد خاندان ہر طرح بعافیت ہوں گے، شرمندگی ہے کہ آپ کو خط بہت تاخیر سے لکھ رہا ہوں۔

مراد آباد، رامپور کا سفر بھی پیش آیا، ڈاک کا ڈھیر بھی رہا اور سب سے بڑھ کر شہر کے نئے نئے فتنے اور اعزّ عزیز مولوی معین اللہ صاحب کی کیفیت دیکھ کر اور بھی موقع نہیں ملا، اب الحمدللہ اتنا تاثر نہیں ہے۔

آپ کی کوشش اور توجہ سے مولوی معین اللہ صاحب اندور سے لکھنؤ آئے، مجلس نظامت دوبارہ بلائی گئی، اور اس کا رویہ بڑا تائیدی اور مثبت رہا، مولوی معین اللہ صاحب نے استعفیٰ کا ارادہ بھی کرلیا تھا،[1] اور کنارہ کشی کا بھی، ان کو اس سے باز رکھا گیا، ان کی صحت پر بہت اثر ہے، لیکن اب وہ کوئی اقدام نہیں کر رہے ہیں، رائے بریلی آئے تھے، کل ہی یہاں سے واپس گئے ہیں، کل پرسوں پھر اپنے گھر والوں کے ساتھ آئیں گے، کچھ دن یہاں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کی صحت بحال کرے، اور قلب ودماغ کو سکون بخشے، اس سلسلہ میں آپ کی مساعی جمیلہ بہت مفید اور مؤثر ثابت ہوئیں، ضرورت ہے کہ آپ وقتاً فوقتاً ان سے رابطہ رکھیں، آپ کی مساعی اس سلسلہ میں جتنی مفید اور مؤثر ہوسکتی ہیں دوسرے کی نہیں، ان کو بھی آپ کے اخلاص اور محبت پر بڑا اعتماد ہے۔

ہمارا بھی جی آپ سے جلد جلد ملنے کو چاہتا ہے، مگر اس عرصہ میں آپ کو بہت سفر کرنے پڑے، بمبئی، لکھنؤ، اندور ہم نے بھی اپنا سفر حجاز جس کے لئے ''رابطہ عالم اسلامی'' کی طرف

---

(۱) بعض واقعات کا غیر معمولی اثر لے کر مولانا معین اللہ ندوی نائب ناظم وناظر تعمیر وترقی کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتے تھے۔

سے ٹکٹ وغیرہ آچکے تھے، ملتوی کر دیا کہ معلوم نہیں ہماری غیر موجودگی میں کوئی نئی بات سامنے آجائے اور ہمیں دور بیٹھ کر سننا پڑے، اس لئے پہلی مرتبہ یہ عزیز اور مفید سفر ملتوی کرنا پڑا۔

بنگلور کا جلسہ جو جعفر شریف صاحب بلا رہے تھے ملتوی ہو گیا، اب دیکھیں آپ سے کب اور کہاں ملاقات ہوتی ہے، فروری کے آخری ہفتہ میں غالباً پاکستان کا ایک سفر کرنا ہوگا، اسلام آباد کی ''بین الاقوامی یونیورسٹی'' (جس کے ہم شروع سے ممبر اور مشیر چلے آرہے ہیں) کی طرف سے بہت تقاضہ ہے اور ''رابطہ عالم اسلامی'' کے سکریٹری جنرل نے بھی بہت سفارش کی ہے، بعض بیمار عزیزوں کی عیادت بھی کرنی ہے، اس لئے شاید ۲۲، ۲۳، ۲۴ر فروری تک جانا ہو، صحت اور بعض موانع کی بنا پر ابھی یقینی نہیں، آپ بہر حال اپنی خیریت وصحت سے مطلع فرمائیں، اور بھائی عبدالغفور اور ان کے سب بھائیوں سے سلام ودعا کہیں، خود بھی دعا میں یاد رکھیں، یہ عاجز تو آپ کے لے منزل پڑھنے کے بعد اور آپ کے فرزندان عالی قدر اور ان کے اولاد کے لئے روزانہ دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

عبدالرزاق، نثار الحق ندوی کا بہت بہت سلام قبول ہو، بھائی عبدالغفور کی بھی خدمت میں۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۸ر جنوری ۱۹۹۲ء

۲۲ر رجب ۱۴۱۲ھ

محبّ محترم داعی الی اللہ خادم قرآن

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قوۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، ایک خط ایک ہفتہ ہوا ہے، ناگپور کے پتہ پر روانہ کیا

تھا، بعد میں معلوم ہوا کہ آپ بنگلور اور مدراس تشریف لے گئے ہیں، اگر واپسی ہوگئی ہوگی تو خط ملا ہوگا، اس میں ہم نے مولوی معین اللہ صاحب کی کیفیت لکھی تھی، اور اس سلسلہ میں آپ نے جو توجہ فرمائی اس کا اثر الحمدللہ ہوا، مگر اب بھی بہت اثر ہے، لکھنؤ مزید قیام کے لئے آمادہ نہیں، اندور جارہے ہیں، پھر شاید حیدرآباد جائیں۔

ہم لوگ ابھی تک بڑے مخمصہ میں ہیں، دعا بھی کریں اور دوا بھی، اور جب تشریف لانے کی زحمت دی جائے ضرور تکلیف کریں۔

ایک خط راج شیکھر صاحب کا ہمارے نام آیا وہ ہم آپ کو بھیج رہے ہیں، اس سلسلہ میں آپ خود ان سے رابطہ قائم کرسکیں اور کچھ مدد کرواسکیں تو کروائیں، آپ اس کی اہمیت وافادیت ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، ملاقات پر مشورہ بھی ہوسکتا ہے، خدا کرے مزاج ہر طرح بعافیت ہوں۔

میری صحت آج کل بہت کمزور چل رہی ہے، مکہ معظمہ بھی نہیں جاسکا، سفر ملتوی کردیا، دعا کریں، بھائی عبدالغفور صاحب وصاحبزادگان کی خدمت میں سلام، عبدالرزاق ونثار الحق کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام

دعاگو

ابوالحسن علی ندوی

۴؍دسمبر ۱۹۹۲ء

۵؍ربیع الاول ۱۴۱۳ھ

صدیقی الکریم حبیبی الأحب

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً و قوۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت آپ کا ۲۵؍صفر کا خط پیش نظر ہے، آپ کے جانے کے بعد برابر آپ کے

آپریشن اوراس کی کامیابی میں دل لگا رہا، اور دعا بھی کرتے رہے۔

اب عزیزی شاہد[1] سے یہ معلوم کر کے خوشی اور اطمینان ہوا کہ الحمد للہ وہ کامیاب رہا، اللہ تعالیٰ پوری روشنی عطا فرمائے، اور اس سے ملت کے لئے بھی راستے روشن ہوں۔

دہلی میں وفد کی ملاقات اور ہماری ملاقات کی مختصر روئیداد اخباروں میں آئی ہے وہ آپ نے سن لی ہوگی، آپ کو ان مجلسوں اور نمائندگیوں کا خوب تجربہ ہے۔

جو مناسبت اتحاد خیال آپ کے درمیان ہے وہ شاید کسی دو آدمیوں کے درمیان نہیں، بہر حال جو ہوسکتا تھا وہ کیا گیا، اب پرانے تعلقات اور باہمی اتحاد و تعاون کے بارے میں نئے تجربے ہو رہے ہیں، ایک فرمائش یا خواہش کے قبول نہ کرنے پر نصف صدی کے تعلقات پر پانی پھر جاتا ہے، جب آپ ملیں گے تو اس کا دکھڑا رویا جائے گا۔

اب آپ ہی جیسے چند دوست رہ گئے ہیں جن پر بحمد اللہ پورا اعتماد ہے، دوسری طرف ملت کی یہ حالت ہے کہ اس کا وجود ہی خطرہ میں پڑ رہا ہے، ''تعمیر حیات'' اور ہم لوگوں کے خلاف جو مہم شروع کی گئی، وہ اسی پیمانہ پر چلائی گئی، مدارس سے کفر کے فتوے بھی حاصل کئے جا رہے ہیں۔[2]

آپ کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے، سفر سے واپسی پر خدا کرے جلد ملاقات ہو جائے۔

بھائی عبد الغفور اور ان کے سب بھائیوں کو اور ان کے سب بچوں کو سلام و دعا کہئے اور آپریشن کی کامیابی پر مبارکباد۔

والسلام

دعا گو دعا جو

ابو الحسن علی ندوی

---

(۱) جناب شاہد حسین خاں معاون ناظر عام ندوۃ العلماء۔

(۲) الفرقان لکھنؤ اور ''تعمیر حیات'' لکھنؤ کے قضیہ کی طرف اشارہ ہے۔

۲۱ر نومبر ۱۹۹۲ء

۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

اخی فی اللّٰہ داعی الی اللّٰہ ترجمان قرآن

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کا ۱۰ر نومبر کا لکھا ہوا خط دیکھا، جوابی لفافہ ساتھ تھا، آپ سے بات کرنے کا ایک بہانہ مل گیا۔

امید ہے کہ آپ براحت تمام پہنچ گئے ہوں گے اور سب افراد خاندان کو صحت و عافیت کے ساتھ پایا ہوگا، ہم برابر آپ کے اور آپ کے فرزندوں اور فرزندوں کے فرزندوں کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں، ہم نے علی گڑھ خط لکھ دیا ہے، ان شاء اللہ دسمبر کی ۴، ۵ر تاریخ تک مولانا آپ کے یہاں تشریف لائیں گے، آپ کا علی گڑھ کا ایک سفر بہت ضروری اور مفید ہے، اس وقت وہاں بڑا داخلی فتنہ پھیلا ہوا ہے، اور قرآن کی رہنمائی اور ایک ٹوٹے دل کی آواز اور فریاد ہی کچھ اثر ڈال سکتی ہے، آپ اس کو اپنے ذہن میں رکھیں، اور دعا کرتے رہیں۔

باقی ان شاء اللہ لکھنؤ میں باتیں ہوں گی، ۲ر دسمبر کے کنونشن میں ضرور شرکت فرمائیں۔

بھائی عبدالغفور، ان کے سب بھائیوں بیٹوں سے سلام ودعا کہئے

عبدالرزاق ونثار الحق ندوی کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۲ر فروری دسمبر ۱۹۹۲ء
۲۶ر جمادی الاخری ۱۴۱۳ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ہی آپ سے ٹیلیفون پر بات ہوئی اب خط میں لکھنے کی کوئی نئی چیز نہیں ہے، ہمارے آپ کے طریق فکر میں الحمدللہ ایسا توارد اور اتفاق ہے جو کم دو شخصوں میں ہوتا ہے، روزانہ برابر آپ کے اور آپ کے فرزندوں کے لئے اور آپ کی نظر و بصارت کے لئے دعا جاری ہے، اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا۔

ملنے کا بڑا جی چاہتا ہے مگر حالات مساعد نہیں، اللہ تعالیٰ بہتر حالات میں ملائے، تازہ انٹرویو جو ''یو۔ این۔ آئی'' کی طرف سے لیا گیا تھا، انگریزی اخباروں میں شائع ہوا ہے، شاید نظر سے گزرا ہو، اس میں بعض اچھے نکات آگئے ہیں، اس وقت ضرورت تھی کہ ہم آپ ارجن سنگھ جی[1] اور ایسے چند جری اور صاف دماغ سے سوچنے والوں سے ملیں اور ان کو اس پر آمادہ کریں کہ وہ میدان میں آئیں اور گاندھی جی کی طرح مہم چلائیں ملک کا دورہ کریں اور جابجا جلسے کرائیں۔

محمد بھائی سے بھی کل بات ہوئی، ان کی پریشانی کی نوعیت نہیں معلوم ہوئی، کچھ آپ کو معلوم ہو تو بتایئے گا۔

مولوی معین اللہ صاحب بھی آج کل خاصے بیمار ہیں اور تکلیف میں ہیں، ان کے لئے بھی دعا کیجئے، ابھی تک ارادہ حجاز کے سفر کا ہے ان شاء اللہ، آگے کا حال معلوم نہیں، خدا کرے سفر ہو جائے۔

بھائی عبدالغفور اور ان کے سب بھائیوں اور خاندان کے افراد سے سلام کہئے۔

حاجی عبدالرزاق و نثار الحق کا سلام قبول ہو اور دعا کی خصوصی درخواست، خاص طور پر

---

(۱) ارجن سنگھ کانگریس کے قائدین میں تھے اور مرکز میں اہم کابینی وزیر رہ چکے تھے۔

عمران مرحوم[۱] کی مغفرت کے لئے اور پسماندگان کے صبر کیلئے۔

والسلام

طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۳۱ر دسمبر ۱۹۹۲ء

۶ر رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

داعی الی اللہ و فی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

زادہ اللہ توفیقاً و سعادةً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۲۳ر دسمبر کا عنایت نامہ پرسوں ہی نرسوں ملا، حالت ایسی ہے کہ اگر یہ خط آنسوؤں کے پانی سے لکھوایا جاتا تو اسی سے لکھوایا جاتا، مگر لکھ تو دیا جائے گا پڑھا نہیں جا سکے گا ورنہ حالت تو ایسی تھی کہ خون کے آنسوؤں سے لکھا جاتا۔[۲]

ہمارے علم میں صدیوں کی تاریخ میں ایسے واقعات پیش نہیں آئے اور مسلمانوں پر ایسا ظلم نہیں ہوا، نہ ۱۸۵۷ء میں نہ ۱۹۴۷ء میں۔

اب مختصر چند باتیں لکھ رہا ہوں۔

۱۔ ۹ر جنوری صبح کو دہلی میں پرسنل لاء بورڈ کے مجلس عاملہ کا جلسہ ہے اور شام کو ملی کونسل کا، آپ اس میں کسی نہ کسی طرح ضرور پہنچ جائیں، ممکن ہے اسی دن رات کی پرواز سے ہمارا حجاز مقدس کا سفر ہو جائے، ۱۰ر جنوری سے رابطہ جلسہ شروع ہو رہا ہے، آپ سے ضروری باتیں ہو جائیں گی۔

۲۔ دو تین دن پہلے کرشن کانت جی (گورنر آندھرا پردیش) اور یونس سلیم صاحب لکھنؤ آکر

---

(۱) کاتب السطور مولانا نثار الحق ندوی صاحب مرحوم کے صاحبزادے عمران عثمانی مرحوم کا حادثہ وفات رحمہ اللہ رحمةً واسعةً۔

(۲) چھ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کی شہادت کا سانحہ پیش آیا تھا اور ملک فسادات کی لپیٹ میں تھا۔

ہم سے ملے اور تنہائی میں ان سے باتیں ہوئیں، وہ رائے بریلی آرہے تھے مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے پرواز کینسل کرنی پڑی، ہم نے ان کے سامنے ملک کی نازک صورت حال اور دردِ دل رکھا، وہ بھی متاثر اور متفق تھے، ہم نے ان سے ہندو مذہبی پیشواؤں اور سیاسی واخلاقی قائدین کے ایک مؤقر نمائندہ اجتماع کو بلانے کی تجویز رکھی جس سے انہوں نے اتفاق کیا اور کہا کہ اگر حیدرآباد میں رکھا جائے تو کیسا ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم اور پاریکھ صاحب ان شاء اللہ ضرور پہنچیں گے، اب آپ دہلی کی ملاقات کے بعد ان سے ضرور ملیں اور اگر ہمارا حجاز کا سفر ہوتا ہے تو ۲۵ رجنوری یا اس کے بعد کسی تاریخ کو رکھیں اور اگر ملتوی ہوجاتا ہے (جس کا غالب امکان ہے) تو اس سے پہلے رکھ لیں۔

۳۔ شری کرشن کانت جی نے کہا کہ ۹ رکو جب آپ دہلی آئیں گے تو ہم آپ کو نرسمہاراؤ جی سے خصوصی ملاقات کا اپنی قیام گاہ پر انتظام کریں گے اس موقع پر بھی آپ کا موجود ہونا ضروری ہے۔(۱)

ہم کوشش کریں گے کہ لکھنؤ سے بھی آپ کو یہ پیغام دیں، احتیاطاً خط لکھ رہے ہیں، ''پدیاترا'' یا ''ریلی'' چاہے اس وقت نہ ہو لیکن فضا کو درست کرنے کے لئے مناسب ومؤثر اقدام فوراً ہونا چاہئے، آپ سے ملنے کے لئے اس وقت طبیعت بہت بے چین ہے۔

امید ہے کہ آپ دہلی ضرور آئیں گے اور اگر شری کرشن کانت جی نہ آئے تو آپ حیدر آباد تک تکلیف کریں گے اور کوئی پروگرام طے کرلیں گے۔

سب بھائیوں کو سلام اور دعا، حاجی عبدالرزاق و نثار الحق سلام عرض کرتے ہیں اور درخواست دعا۔

والسلام

طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) ملک کے وزیراعظم نرسمہاراؤ تھے جن کا حیدرآباد سے تعلق تھا اور کرشن کانت کا حیدرآباد قیام تھا، اس لئے کہ وہ آندھراپردیش کے گورنر تھے۔

۱۲؍فروری ۱۹۹۳ء

۱۹؍رجب ۱۴۱۳ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ
مبلغ قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مفصل عنایت نامہ جس پر اتفاقاً تاریخ نہیں ہے، انہیں دو تین دنوں میں ملا، ٹیلیفون پر معلوم ہو گیا تھا کہ آپ کی کیا گفتگو ہوئی، اب اس خط سے تفصیل معلوم ہوئی۔

گفتگو بڑی مناسب اور حسب موقع ہے، خدا کرے اس کا پورا اثر پڑا ہو، امید ہے کہ آپ کا طلبہ اور طالبات سے خطاب بھی رہا ہوگا، ان شاء اللہ ۱۷؍فروری کو ہماری آپ کی مراد آباد میں ملاقات ہوگی، اور جو کچھ پیش رفت ہوئی ہوگی وہ بھی معلوم ہو جائے گی۔

الحمد للہ ہمارا آپ کا ذہن وطرز فکر ایک ہے، اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کو صحت وعافیت کے ساتھ ملائے، رائے بریلی میں آپ کا بڑا اشتیاق تھا، یہاں ''پیام انسانیت'' کا بہت بڑا جلسہ ہوا، جو بڑا نمائندہ اور شاندار تھا۔[1]

سب بھائیوں اور ان کے صاحبزادوں کو سلام و دعا کہئے باقی عند الملاقات، عبدالرزاق ونثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

(۱) اس جلسہ کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے داعی غیر مسلم جن میں وہاں کے رکن اسمبلی کانگریس لیڈر اکھلیش سنگھ تھے، حضرت مولاناؒ کی اس موقع کی تقریر ملک کی آزادی کا مطلب وفائدہ کے عنوان شائع ہو کر مقبول ہوئی، جلسہ ۹؍ذی الحجہ کو ہوا۔

۲۵؍اپریل ۱۹۹۳ء

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ ناشر قرآن

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۷؍اپریل کا مکتوب گرامی بہت تاخیر سے نظر سے گزرا، اس درمیان میں آپ سے ایک دوبار ٹیلیفون پر گفتگو ہوئی، ہمارا آپ کا طریقِ فکر اور طریق عمل جتنا متحد اور مشترک ہے، مشکل سے بورڈ کے دو ارکان کا ایسا ہوگا۔

شاید ہمارا بیان آپ کی نظر سے گزرا ہو، جس میں بورڈ اور ملی کونسل کے علاحدہ علاحدہ ہونے کا اظہار کیا گیا ہے، اور ملی کونسل اور اس فکر کی دوسری قیادتوں اور تنظیمات سے بے اطمینانی کا اظہار کیا گیا ہے۔

آپ اپنی صحت کی طرف پوری توجہ فرمائیں کہ وہ ملت کا قیمتی سرمایہ ہے، لکھنؤ پہنچنے پر آپ سے ٹیلیفون پر گفتگو ہوگی، صاحبزادوں کی خدمت میں سلام، حاجی عبدالرزاق، بلال اور نثار کا سلام قبول ہو۔

فقط والسلام

طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۳؍جون ۱۹۹۳ء

داعی الی اللہ ترجمان قرآن محبّ محترم مولانا عبدالکریم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۲۱؍مئی پہنچ گیا تھا لیکن اس کے پڑھنے میں سفر و مصروفیت کی وجہ سے تاخیر ہوئی، خط کے اکثر مشتملات سے اتفاق ہے، تحریری طور پر گفتگو کا موقع نہیں، زبانی گفتگو کا موقع ملا تو اظہار خیال کیا جائے گا۔

ابراہیم سلیمان سیٹھ[۱] کا خط ملا، ۱۵؍جون کو وہ اپنے یہاں بابری مسجد کمیٹی کا جلسہ رکھ رہے ہیں، ہمارا تو سفر مشکل معلوم ہوتا ہے، صحت آج کل بہت کمزور چل رہی ہے، اگر ذرا بھی ممکن ہو تو آپ تکلیف فرمائیں، آپ کی شرکت سے فائدہ ہوگا اور ممکن ہے بعض غلط رجحانات کے فیصلوں کو آپ روک سکیں۔

بھائی عبد الغفور صاحب کا جوابی لفافہ محفوظ ہے، ان کے آنے پر ان شاء اللہ ان کو مبارکباد کا خط لکھ دیا جائے گا، ان کی آمد کی اطلاع کی تکلیف کیجئے گا۔

اللہ تعالیٰ ان کو خیر و عافیت اور مقبولیت اور اپنی رحمتوں کے ساتھ لائے، سب صاحبزادوں اور افراد خاندان کو سلام کہیں۔

آج کل ہم رائے بریلی میں ہیں، دار العلوم میں تعطیل ہے، صحت بہت کمزور چل رہی ہے، دعا کی ضرورت ہے، خدا کرے آپ ہر طرح بعافیت ہوں۔

والسلام
ابو الحسن علی ندوی

۳۰؍جولائی ۱۹۹۳ء

۹؍صفر ۱۴۱۴ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولانا پاریکھ صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اب تو آپ سے ملاقات کے دن قریب ہیں، اللہ تعالیٰ خیریت سے بہتر حالات میں ملائے۔

ہم نے پانڈے جی[۲] کو رقم بھجوادی تھی، امید ہے کہ ۲۵، ۲۶؍ستمبر تک بیرونی سفر سے

---

(۱) ابراہیم سلیمان سیٹھ آل انڈیا مسلم لیگ کے سابق صدر و ممبر پارلیمنٹ۔

(۲) بشنبھر ناتھ پانڈے سابق گورنر اڑیسہ، ''پیام انسانیت'' کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور بڑی سلجھی تقریر کرتے تھے۔

واپسی ہوجائے گی۔

پٹنہ کا جلسہ خالص تائید الٰہی کا نتیجہ تھا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مؤثر بنائے۔

آپ کے لئے وظیفہ کی طرح دعا کی جاتی ہے اور آپ کے اور صاحبزادوں کے لئے ان شاء اللہ اور ابتہال سے دعا کی جائے گی، اللہ تعالیٰ اہلیہ کو صحتِ کلی عطا فرمائے۔

حاجی عبدالرزاق اور نثار الحق کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام

طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۴ ستمبر ۱۹۹۳ء

۶ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ

محبّ ورفیق مکرم ومحترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا جوابی لفافہ اور طویل خط ملا، میں رسید کے طور پر یہ چند سطور لکھ رہا ہوں، ڈاک کا ڈھیر ہے، اب ان شاء اللہ جے پور میں یا اس سے پہلے لکھنؤ میں ملاقات ہو پائے گی۔

مولانا نظام الدین صاحب کی خواہش ہے کہ آپ ۶ اکتوبر کو جے پور پہنچ جائیں تاکہ آپ خواتین کے اجتماع سے خطاب فرماسکیں، اگر آپ اس سے پہلے لکھنؤ آجائیں گے تو سفر میں ساتھ ہوسکتا ہے، ان شاء اللہ تفصیل سے باتیں ہوں گی۔

یہاں کے بارے میں ہمارے اور آپ کے تاثرات مشترک ہیں، یونس سلیم صاحب دہلی میں پھر ملے تھے، اور کرشن کانت جی کا پیغام بھی پہنچایا تھا، باقی خطوط کے سارے مندرجات کا جواب دینا مشکل ہے۔

ان شاء اللہ زبانی باتیں ہوں گی، جے پور کے اجتماع میں ضرور شریک ہوں، آپ کو

بھی گھٹنوں کی تکلیف شروع ہوگئی، ہم دونوں ہم سفر تو تھے ہم پایہ بھی ہوگئے، اللہ تعالیٰ دور فرمائے، باقی عند الملاقات، حاجی عبدالرزاق وثار کا سلام ودرخواست دعا۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۲۰/اکتوبر ۱۹۹۳ء

۳/جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ

رفیق مکرم ومحترم معاون خصوصی داعی الی اللہ

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۱۷/اکتوبر شاہد صاحب نے واپسی پر دیا تھا، پڑھ کر خوشی ہوئی، پرسنل لا بورڈ کے جلسے میں آپ نے ہم سب کی صحیح وطاقتور ترجمانی کی، اور ایک بہت اہم ضرورت پوری کی، اس میں ہمیں اور کئی رفیقوں کو آپ سے پورا اتفاق تھا، مگر اتنی جرأت کے ساتھ ہم میں سے کوئی بات نہیں کہہ سکتا تھا۔

الحمدللہ ضابطہ اور فیصلہ کی محنت سے وہ خطرہ ٹل گیا لیکن مزاجوں میں تبدیلی آنی بہت مشکل ہے، آپ نے بعض اہم ارکان کی حد سے بڑھی ہوئی جذباتیت اور اشتعال انگیزی دیکھ لی، ہمارا تو ارادہ عرصہ سے صدارت سے سبکدوش ہونے کا ہے، اس سال ارادہ تھا، مگر مولانا نظام الدین صاحب[1] نے فرمایا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا، ان شاء اللہ آئندہ انتخاب میں ایسا ہی کیا جائے گا۔

کل ہی ان شاء اللہ تاشقند بخارا کے لئے روانگی ہے[2]، ذہن اور اعصاب پر بڑا

(۱) مولانا سید نظام الدین جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ۔

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "سمرقند وبخارا" از مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی۔

اثر ہے، آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

صاحبزادگان اوران کے فرزندوں سے سلام ودعا کہئے۔

رابع سلمہ بھی ان شاء اللہ رفیق سفر ہوں گے، ان کے لئے بھی دعا کیجئے، عبدالرزاق ونثار کا سلام، دعا کی درخواست۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۳ر دسمبر ۱۹۹۳ء

محبی ومحبوبی داعی الی اللہ ترجمانِ قرآن

مولانا پاریکھ صاحب نفع اللّٰہ الاسلام و المسلمین به و أطال بقائه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۸ر دسمبر کا لکھا ہوا خط جو عزیزی عبدالغفور کے خط کے ساتھ مولوی معین اللہ صاحب کے پتہ پر آیا تھا، تاخیر سے نظر سے گزرا، آپ کی علالت سے سخت تردد ہے اور ہم اہتمام سے روزانہ دعا کرتے ہیں۔

ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ آپ ڈاکٹر خلیل اللہ صاحب کو ضرور دکھلا دیں، وہ ماہرین میں بھی ہیں اور بڑے شریف انسان بھی، ہماری سفارش اور تعارف کا بھی بڑا لحاظ رکھتے ہیں، ان کا مشورہ ضروری ہے، آپ دہلی تک زحمت فرمائیں لیکن آرام و احتیاط اور صاحبزادہ یا پوتے کی معیت کے ساتھ۔

تقریب سعید کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ بابرکت فرمائے اور وہ ہر طرح سے کامیاب اور مبارک ہو۔

افسوس ہے کہ میں موجودہ صحت کی حالت میں اور کئی ضروریات اور وعدوں کے سبب سے عملاً شرکت نہیں کرسکتا لیکن دعا کرتا ہوں کہ وہ ہر طرح باعث مسرت واطمینان ہو۔

پرسنل لاء بورڈ اور بابری مسجد کے سلسلے میں بڑا انتشار و اختلاف ہے اور کردار کشی کی مہم جاری ہے، اس کا تفصیل سے ذکر کر کے آپ کی طبیعت کو مکدر اور متاثر نہیں کرنا چاہتا۔[1]

بس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے اور ہمیں اور آپ کو ہر فتنہ سے محفوظ رکھے۔

والسلام مع الاکرام

دعا گو و طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۹ر دسمبر ۱۹۹۳ء

۱۵ر رجب المرجب ۱۴۱۴ھ

محبّ گرامی منزلت داعی اسلام و ترجمانِ قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

شفاه الله و أطال الله بقائكم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت آپ کا ۱۳ر دسمبر کا لکھا ہوا گرامی نامہ اور اس کے ساتھ مولانا نظام الدین کا خط پیش نظر ہے، اس سے چند دن پہلے لکھنؤ سے آپ کے نام اور عزیز القدر میاں عبدالغفور صاحب کے نام عریضہ لکھ چکا ہوں، جس میں آپ کی صحت کی ناسازی پر تشویش ظاہر کی گئی تھی اور مشورہ دیا گیا تھا کہ ڈاکٹر خلیل اللہ صاحب کو ضرور دکھا دیں، اور اس کے ساتھ اندور حاضر نہ ہونے کی معذرت بھی کی گئی تھی، اب آپ کا ۱۳ر دسمبر کا خط رائے بریلی میں پڑھ رہا ہوں۔

یوپی کے الیکشن کا نتیجہ بہت اچھا رہا، پھر وزیر اعلیٰ[2] کی تقریر جو انہوں نے اسمبلی میں کی وہ ایک تاریخی تقریر تھی، وہ انتخاب کے زمانہ میں دو مرتبہ ملنے آچکے ہیں اور پھر ملیں گے۔

---

(۱) افواہوں اور بدگمانیوں سے ملکوں کے قائدین اور عوام میں بے اطمینانی کا ماحول تھا، ہر دور میں انبیاء اور وارثین انبیاء کو ان حالات سے گزرنا ہوا ہے۔ (۲) ملائم سنگھ یادو۔

محبی ومحترمی! آجکل میری طبیعت بہت کمزور اور متاثر چل رہی ہے، دو اپنی عمر کے طویل طویل سفر ایک یورپ، امریکہ اور حجاز کا، اور دوسرا سمرقند وبخارا کا پیش آیا، پھر سردی کی شدت اور جسم کے نیچے حصے کی کمزوری اور بھی کئی عوارض ایسے ہیں کہ قریب کا سفر مشکل معلوم ہوتا ہے اس لئے اندور حاضری سے معذرت کی تھی۔

آپ کی صحت کی تازہ اور موجودہ کیفیت وخیریت معلوم کرنے کا اشتیاق ہے دوسرا منسلک پرچہ بھی ملا جس میں آپ نے مولانا نظام الدین صاحب کے خط کی نقل بھیجی ہے اور اس میں رقوم موصولہ کا ذکر ہے۔

امید ہے کہ اصل خط مولانا نظام الدین صاحب کو پہنچ گیا ہوگا، پوتی کی شادی خانہ آبادی پر دلی مبارکباد قبول فرمائیے، آپ بھی اور بھائی عبدالغفور اور افراد خاندان بھی، عبدالرزاق ونثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام مع الاکرام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۳۱ر جنوری ۱۹۹۴ء

۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب شفاه الله وأطال الله بقائه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محفوظ ڈاک میں دیکھا تو آپ کا ایک خط ۸ر جنوری کا لکھا ہوا جوابی رکھا تھا، بحمد اللہ اس کے بعد آپ سے دہلی میں ملاقات بھی ہوئی۔

ڈاکٹر خلیل اللہ صاحب(۱) ازراہ کرم خود ملنے اوکھلہ آگئے، اور آپ کے علاج کے سلسلے میں مفصل گفتگو کی، امید ہے کہ ۸، ۹ر فروری کو آپ دہلی جائیں گے، اور وہاں باہر سے

(۱) ڈاکٹر خلیل اللہ ماہر امراض قلب (سرجن دہلی)۔

آنے والے ڈاکٹروں سے مشورہ ہوگا۔

قریبی دنوں میں آپ سے کئی بار ٹیلیفون پر بات چیت بھی ہوئی اس سے بڑی خوشی ہوئی۔

آپ کے قرآن مجید کے ترجمہ اور ترجمانی سے اللہ کے بندوں کو بڑا فائدہ پہنچا، ایک نسخہ رائے بریلی میں محفوظ ہے، ان شاء اللہ رمضان المبارک میں اس سے استفادہ کیا جائے گا۔

برابر دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وقت کا اہم ترین اور نازک ترین کام آپ سے لے۔

دلت والے خط لکھتے رہتے ہیں، اور ایک بڑی رقم کے متوقع اور طالب ہیں، اس وقت ان سے معذرت کردی گئی، اللہ نے کوئی سبیل پیدا کی تو خدمت کردی جائے گی، ہم نے آپ کا حوالہ دے دیا کہ آپ سے رابطہ رکھیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپریشن کی ضرورت پیش نہ آئے اور خارجی علاج سے کام چل جائے۔

بھائی عبدالغفور کو بہت بہت سلام اور تقریب سعید پر مبارک باد۔

عبدالرزاق اور نثار الحق کا بہت بہت سلام قبول ہو، نام لے کر دعا کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا، ان شاء اللہ۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۲ر فروری ۱۹۹۴ء

۱۰ر رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ

محبّ گرامی منزلت والا مرتبت داعی اسلام وترجمان القرآن

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب اطال اللّٰہ بقائہ فی صحتہ وعافیتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ۲۱ر فروری کو آپ کا ۲۱ر فروری ہی کا لکھا ہوا گرامی نامہ جو فیکس کے ذریعہ لکھنؤ

پہنچا تھا، شاہد صاحب[1] لکھنؤ سے لائے، برابر دل آپ کی صحت اور صورت حال میں لگا رہا اور بلا ناغہ دعا کا شرف حاصل ہوتا رہا، نیاز[2] بھی ٹیلیفون کرتے رہے اور دوسرے ذرائع سے بھی حالات معلوم ہوتے رہے، اس سے یہ معلوم کر کے اطمینان ہوا تھا کہ آپ ناگپور پہنچ گئے، اور اب وقفہ کے ساتھ مدراس میں By pass سرجری ہوگی۔

لیکن آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ سب کا مدراس جلد جانے کا مشورہ ہے اور By pass سرجری جلد کرائی جائے وہ آسان بھی ہوگا اور خطرہ بھی کم ہے، اگر واقفینِ حال اور ماہرین خصوصی کا بھی مشورہ ہے، اور خاص طور پر ڈاکٹر خلیل اللہ صاحب کا تو پھر اللہ کا نام لے کر اور اس کے بھروسہ پر مدراس تشریف لے جائیں۔

مدراس میں آپ کے ایسے معتقد اور قدردان احباب موجود ہیں جو ہر طرح کی خدمت اپنی سعادت سمجھیں گے، آپ اس میں تاخیر نہ فرمائیں۔

البتہ مدراس میں قاری قاسم صاحب یا کسی دوسرے کو تاکید کر دیں کہ ہم لوگوں کو ٹیلیفون، فیکس کے ذریعہ آپریشن کے ہونے، کامیابی اور خیریت سے برابر مطلع کرتے رہیں، یہاں ان شاء اللہ ختم خواجگان[3] کے بعد بھی جو روزانہ ہوتا ہے، دعا کا اہتمام کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ ہر طرح سے فضل فرمائے گا، ابھی اس کو آپ سے بہت کام لینا ہے، عبدالرزاق و نثار الحق کا سلام قبول فرمائیں، دل سے دعا نام لے کر رہے ہیں۔

والسلام مع الاکرام

ابوالحسن علی ندوی

(۱) جناب شاہد حسین خاں ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ (۲) نیاز احمد رائے بریلوی (سرکاری افسر)۔

(۳) بعض بزرگان دین نے لاملجا من اللہ الّا الیہ (اللہ سے بچ کر پناہ کی جگہ کہیں نہیں مگر صرف اللہ کے پاس) اجتماعی طور پر اس ورد کو پڑھا ہے، اس لئے اس کا نام ''ختم خواجگان'' ہوا ہے، یہ الفاظ قرآن مجید کی سورہ ۹۔ توبہ آیت ۱۱۸ میں موجود ہیں، ۳۶۰ ردانوں کا یہ عمل سورہ الم نشرح اور دس دس آغاز و اختتام پر درود شریف کے ساتھ ہے۔

۱۸؍مارچ ۱۹۹۴ء

۵؍شوال المکرّم ۱۴۱۴ھ

گرامی منزلت وعالی مرتبت داعی الی اللہ ترجمانِ قرآن جناب

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب أطال اللّٰه بقاءه ونفع به خلقه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عزیزی شاہد حسین سلمہ [1] کے مدراس جانے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ سطور لکھوا رہا ہوں، حق تو یہ تھا کہ میں خود مدراس آتا اور آپ کو آپریشن سے فارغ اور اچھی صحت میں دیکھ کر خوش ہوتا اور خدا کا شکر ادا کرتا، لیکن رمضان المبارک کے بعد سے خاص طور پر صحت بہت کمزور چل رہی ہے، چند قدم چلنا بھی مشکل ہے، ابھی ابھی ہمارے معالج ڈاکٹر صاحب اٹھ کر گئے ہیں، اس لئے اس نصف ملاقات پر اکتفاء کرتا ہوں، کل براہ راست ٹیلیفون پر آپ کی آواز سن کر بڑی مسرت ہوئی، آواز سے کسی قسم کا ضعف محسوس نہیں ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ صحت میں پورا اعتدال اور طاقت پیدا فرمادے کہ اس وقت آپ کی رہنمائی اور خصوصی فکر واخلاص اور قیادت کی سخت ضرورت ہے، اور ایک دو میدان ایسے ہیں جن میں صرف آپ ہی سے پورا اتحاد خیال اور مناسبت ہے اور ان میں بہت جلد آپ کی کوشش اور رہنمائی کی ضرورت ہے۔ محبّ مکرم جناب قاری قاسم انصاری صاحب [2] بھی ہمارا سلام اور شکریہ قبول فرمائیں، ان کے فیکس برابر آتے رہے، جن سے آپ کی خیریت کا علم ہوتا رہا، الحمد للہ رمضان المبارک میں گھر بیٹھے آپ کی زبان سے آپ کا قرآن سنتے رہے، اور بہت اچھا وقت گزرا، افسوس ہے کہ ہم اس وقت کوئی طویل سفر نہیں کر سکتے ورنہ آپ سب سے اکٹھا ملاقات ہوجاتی، امید ہے کہ دعاؤں میں فراموش نہ

---

(۱) جناب شاہد حسین خاں معاون ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

(۲) مولانا قاری محمد قاسم انصاری حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص اہل تعلق اور مجازین میں تھے، مولانا پاریکھ صاحب سے بھی خصوصی تعلق رکھتے تھے، مولانا کا ترجمہ قرآن ان کی آواز میں ریکارڈ کے ذریعہ بہت عام اور مقبول ہوا۔

کریں گے۔

امید ہے کہ عزیزی شاہد حسین سلمہ کا یہ سفر آپ کے لئے باعث مسرت ہوگا۔ وہاں اہل تعلق حضرات سے مل کر یہ بھی خوش ہوں گے۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۱۸/اپریل ۱۹۹۴ء

۶/ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ

جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب أطال الله بقاءه، وزاده توفيقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۲/اپریل کا لکھا ہوا مکتوب دستی پہنچا، عزیزی شاہد حسین سے مزید حالات اور صحت کی کیفیت معلوم ہوئی، ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جسم کے بعض حصوں پر آپ کو اثر محسوس ہوتا ہے۔

ہماری مخلصانہ استدعا ہے کہ آپ ابھی زیادہ کام نہ کریں، زیادہ تر آرام ہی کریں، آپ کی زندگی اور صحت بہت قیمتی ہے، اور آپ کے اس آپریشن اور معذوری کی وجہ سے ایسا خلاء محسوس ہوتا ہے جس کو کوئی اور پر نہیں کرسکتا، بار بار آپ ہی کی طرف نظر جاتی ہے، ہم برابر دعا کرتے ہیں، مدراس کا سفر کئی وجوہ سے مفید اور دلچسپ ہے لیکن ابھی ادھر ہی کے بہت پروگرام ہیں، شاید مئی میں بمبئی کا ہو سکے، اس وقت دیکھا جائے گا۔

بھائی عبدالغفور اور سب بھائی اور ان کے بچے سلام ودعا قبول کریں، کارڈ پر خط لکھنے کی معافی، اس وقت یہی تھا۔

حاجی عبدالرزاق وثارالحق کا سلام قبول ہو، برابر وظیفہ دعا کا جاری ہے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۵ رمئی ۱۹۹۴ء

۲۳ رذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

محبّ ورفیق محترم داعی الی اللہ ومبلغ قران

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب أطال اللّٰہ بقاءہ صحتہ و قوتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مورخہ ۳۰ راپریل بڑے صحیح وقت پر مل گیا، اگلے ہی دن بورڈ کی مجلس عاملہ کا جلسہ تھا، اس سے پہلے کا خط ہم نے مولانا نظام الدین صاحب کو پڑھنے کے لئے دے دیا تھا، الحمدللہ عاملہ کی تجاویز اور پریس کانفرنس آپ کے مشورہ اور رائے کے مطابق ہوئی، اور تجاویز اور پریس کانفرنس میں صاف کہہ دیا گیا تھا کہ فیصلہ کے خلاف بیرونی اور عوامی طریقہ پر کسی مظاہرہ یا تحریک کی شکل میں نہیں ہوگا، پریس والے بھی مطمئن ہوگئے، اجلاس کی کارروائی بہت پرسکون اور متفقہ طور پر ہوئی، اور سب ارکان مطمئن گئے۔

''اصلاح معاشرہ'' کے بارے میں بھی جلد عملی قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور جون کے آخر میں دارالعلوم ندوۃ العلماء ہی میں اس مقصد کے لئے اجتماع کا فیصلہ کیا گیا۔

اللہ تعالی آپ کو اس میں شرکت اور رہنمائی کی قوت اور موقعہ دے دے، ملک میں ایک عوامی اور ہمہ گیر کوشش کا فیصلہ ہوا ہے۔

شرعی عدالتوں کے بارے میں راقم کی طرف سے پہلے ہی ایک وضاحتی بیان نکل چکا ہے کہ شرعی عدالتوں کی اصطلاح صحیح نہیں ہے، ''دارالقضاء'' قائم کرنے کی تجویز منظور ہوئی

تھی، اور اسی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔[1]

امید ہے کہ اب صحت اور بہتر ہوگی، اس کا امکان ہے کہ ہم مئی کے آخر میں مدراس کا سفر کریں، آپ کا مشورہ بھی اور خواہش بھی تھی، اور ہمارے قدیم میزبان عماد الدین خطیب صاحب کا دعوت نامہ آیا ہے کہ ۳۰ مئی کو ان کے یہاں تقریب ہے، ہمارے آنے کی بڑی خواہش ظاہر کی ہے، اور لوگوں کا اشتیاق بھی لکھا ہے، ہوسکتا ہے کہ ہم پہلے مدراس جائیں پھر بنگلور، بمبئی، کاش کہ آپ بھی تشریف لا سکتے۔

بھائی عبد الغفور اور ان کے سب برادران اور فرزندان کی خدمت میں سلام۔

آجکل صحت بہت کمزور چل رہی ہے، مشرقی مغربی یوپی کے اضلاع کا طویل دورہ رہا، دعا کی ضرورت ہے۔

حاجی عبد الرزاق ونثار الحق کا سلام قبول ہو، اللہ تعالیٰ جلد قوت عطا فرمائیں۔ آمین

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابو الحسن علی ندوی

۹ مئی ۱۹۹۴ء

۲۷ ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

احب الاحباب اعز الرفاق داعی الی اللہ مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۲۰ اپریل کا خط اس وقت پیش نظر ہے جس کے ساتھ جوابی لفافہ بھی ہے، یہ مکتوب فیکس کے ذریعہ پہنچا مگر ہم کو جلسے کے بعد ملا۔

ہم ایک مفصل خط اس سے پہلے آپ کو لکھ چکے ہیں جس میں ہم نے اطمینان دلایا کہ بورڈ کی ساری کارروائی ہمارے اور آپ کے منشاء کے مطابق ہوئی اور عدالتی فیصلہ کے

(۱) جے پور اجلاس مسلم پرسنل لا بورڈ میں دار القضاء کے قیام کے لئے تحریک چلانے کی بات کہی گئی تھی جس کو شرعی عدالتوں کا عنوان دے کر متوازی نظام عدالت کی بات عام کی تھی، اس کی طرف اشارہ ہے۔

خلاف تحریک کے چلانے اور سڑک پر آنے کی کوئی تجویز منظور نہیں ہوئی۔

پریس کانفرنس بھی بہت پرسکون اور اطمینان بخش رہی، عام ارکان کا بھی یہی موڈ رہا۔

متھرا اور ناگپور کے جس مقدمہ کے بارے میں آپ نے اپنی توجہ اور اس کے نتیجہ کا ذکر کیا، وہ بہت بروقت اور مبارک کارنامہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے، اور آپ ملت کی رہنمائی ملت کے مختلف میدانوں میں فرمائیں۔

چندر شیکھر[1] کے سلسلے میں آپ کا جو خط ابھی حال میں ملا، اس سے بھی اتفاق ہے، سید غلام محی الدین صاحب[2] اور قاضی عبد الحمید صاحب[3] کی بھی یہ رائے تھی، ہم نے ان کو مطالعہ کے لئے بھیج دیا ہے، ان شاء اللہ اسی کی روشنی میں کام ہوگا، ان کو مطمئن رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ دلتوں میں اپنا کام جاری رکھ سکیں، اس کی بڑی ضرورت ہے۔

صاحبزادگان گرامی قدر اور ان کے فرزندوں کو سلام و دعا۔

یہ لکھ چکے تھے کہ آپ کے جوابی لفافے پر نظر پڑی، اسی میں اس کو رکھ رہے ہیں، حاجی عبد الرزاق و نثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو و طالب دعا

ابو الحسن علی ندوی

۱۳ رمئی ۱۹۹۴ء

یکم ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

احب ألاحباب و اکرم الاصدقاء

جناب مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۱ رمئی کا مکتوب کل لکھنؤ سے ۱۲ رکو رائے بریلی میں مل گیا، خوشی اور اطمینان

---

(۱) چندر شیکھر سابق وزیر اعظم ہند و جنتا پارٹی لیڈر۔ (۲) سید غلام محی الدین مرحوم۔

(۳) رفیق مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے انگریزی مترجم۔

ہوا، راقم نے آپ کو ذاتی طور پر خط لکھ کر مجلس کی کارروائی اور اس فیصلہ کی اطلاع دی تھی کہ عدالتی فیصلہ کو عوامی تحریک نہ بنایا جائے اور صرف قانونی طور پر کارروائی کی جائے۔

پریس کانفرنس بھی بہت معتدل و پرسکون فضاء میں ہوئی، آپ نے اس سلسلہ میں جو خط لکھا تھا وہ ہم نے مولانا نظام الدین صاحب کے حوالہ کر دیا تھا، شرعی عدالتوں کے نام سے جو اپیل کی گئی تھی اور اس سے جو غلط فہمی پیدا ہو رہی تھی اس کے بارے میں بھی ہمارا بیان پہلے نکل چکا تھا کہ بورڈ نے ''دارالقضاء'' قائم کرنے کے بارے میں کہا ہے، وہ کوئی متوازی نظام عدالت یا مقابل حکومت کا نظام نہیں ہے۔

آپ کا عنایت نامہ آنے سے پہلے ہی ہم نے محترمی عماد الدین خطیب صاحب[1] کو معذرت کا خط لکھ دیا تھا کہ ہم ان تقریبات میں شرکت کے لئے سفر نہیں کیا کرتے، اگر ہم مدراس آئے تو پھر کہیں کے لئے معذرت نہیں کر سکیں گے، البتہ یہ لکھنا رہ گیا تھا کہ ''اصلاح معاشرہ'' کی جس تحریک کے ہم داعی ہیں اور شادیوں میں دھوم دھام کے مخالف، اس دعوت کو بھی نقصان پہنچے گا۔

تقریب کے بعد بنگلور جاتے ہوئے ہم مدراس دو ایک دن ٹھہر سکتے ہیں، امید ہے کہ وہ ہمارا عذر قبول کر لیں گے اور اصرار نہ کریں گے، سفر کا پروگرام بمبئی جانے کے بعد ہی بنایا جا سکتا ہے اور یہ سب عید الاضحیٰ کے بعد آخر مئی یا اوائل جون میں ہو سکتا ہے بشرطیکہ اللہ کو منظور ہو اور کوئی مانع پیش نہ آئے۔

جہاں تک راج شیکھر جی کا تعلق ہے ہم نے ان کو لکھ دیا ہے کہ آپ مولانا پاریکھ صاحب سے تعلق رکھیں، آئندہ مزید احتیاط کی جائے گی۔

خدا کرے خیریت کے ساتھ آپ سے جلد ملاقات ہو اور آپ صحت کی اچھی سے اچھی حالت میں ہوں، مدراس کا سفر بھی مبارک اور مفید ہو، حاجی عبدالرزاق ونثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو و دعا جو

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) مدراس کے ایک تاجر

۳؍جون ۱۹۹۴ء
۲۱؍ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ

احب الاحباب واعز الاصدقاء ترجمان قرآن
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل یکم جون کو آپ کا ۲۱؍مئی کا لکھا ہوا خط ملا، آپ کی خوشی سے خوشی ہوئی، الحمدللہ ہمارے آپ کے سوچنے کے طریقے اتنے قریب اور متحد ہیں، جو کم دو آدمیوں کے ہوتے ہیں۔

جو مرحلہ پرسنل لاء بورڈ کے اجلاس لکھنؤ کے سامنے درپیش تھا وہ تو الحمدللہ خیریت سے اور اپنے رجحان کے مطابق گزر گیا، لیکن ابھی بہت سے مرحلے باقی ہیں، اللہ ان کو بھی حقیقت پسندی اور مصلحت اندیشی کے ساتھ گزار دے۔

آپ بنگلور جاسکیں تو ضرور تشریف لے جائیں، راج شیکھر جی کو کسی حال میں مایوس نہیں کرنا چاہئے وہ برابر اپنا کام کرتے رہیں، امبیڈکر جی کے صاحبزادہ کو بھی اسی لائن پر لگانا چاہئے، یہی اس وقت کا تقاضہ اور علاج ہے اور آپ ہی اس کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں۔

مدراس سے خود ہی خط آگیا کہ گرمی سخت ہے اور پانی کی کمی ہے، آپ تکلیف نہ کریں دعا کریں، ایک اور جگہ سے ۱۷؍جون کی دعوت آئی تھی، معلوم نہیں اس کا کیا موضوع تھا، ہم نے معذرت کردی، آپ کو معلوم کر کے خود بھی تکلیف ہوگی کہ ہماری حقیقی بڑی بھتیجی جو اولاد کی طرح ہیں کو ما اور بے ہوشی کی حالت میں اسپتال میں داخل ہیں، ۱۰، ۱۱؍دن ہو گئے ہیں، مطلق شعور اور قوت گویائی نہیں ہے، آپ خصوصیت سے دعا فرمائیں ہم سب لوگ بہت پریشان ہیں۔

اس مرتبہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر آپ ہی کے دئے ہوئے کپڑے استعمال کیے، شاید یہ خط آپ کو مدراس سے واپسی پر ملے۔

اگر بھتیجی شفایاب ہوگئیں یا مرض میں نمایاں کمی ہوئی تو شاید بمبئی کا سفر کیا جائے،[1] اس

(۱) سیدہ حمیرا بنت مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنی (والدہ سید حسن حسنی وسید حسین حسنی وسید احمد حسنی مرحوم ندوی) جنہوں نے ۳۰؍ذی الحجہ ۱۴۱۴ھ کو لکھنؤ میں ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی اور تکیہ کلاں رائے بریلی میں مدفون ہوئیں، رحمھا اللہ رحمۃً واسعۃً۔

لئے کہ گرمی نے ریکارڈ قائم کردیا ہے، ایسی گرمی یاد نہیں، صحت پر بڑا اثر ہے، بمبئی جانا ہوا تو آپ کو اطلاع دیں گے، آپ بھی چند روز کے لئے تکلیف فرمائیں گئے تو بہت خوشی ہوگی۔

عبدالغفور بھائی اور ان کے سب بھائیوں اور صاحبزادوں کو سلام و دعا۔

عبدالرزاق و نثار الحق کا سلام قبول ہو، دل سے دعا کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے ان شاء اللہ۔

والسلام

طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۷/ اگست ۱۹۹۴ء

۲۸/ ذی قعدہ ۱۴۱۵ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ و مبلغ قرآن

جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آپ بخیریت و راحت ناگپور پہنچ گئے ہوں گے، دہلی میں آپ نے ٹیلیفون پر جو حالات سنائے، ان سے بڑی مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی قبول فرمائے اور اس ملک میں ایک دینی، روحانی اور اخلاقی انقلاب آجائے۔

"وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ"۔

اس وقت اس ضرورت سے آپ ہی کے جوابی خط پر خط لکھا جارہا ہے کہ "بنارس یونیورسٹی" کے شعبہ اردو کے ایک استاد آئے تھے، انہوں نے بتایا کہ ۲۰/ اگست سے ۳۰/ اگست تک یونیورسٹی میں مذاہب پر سیمینار ہے جس میں ہر ایک اپنے مذہب کا تعارف کرائے گا، ہمیں دعوت دی گئی ہے، لیکن ہمیں ان ہی دنوں لندن اور مراکش کا سفر کرنا ہے، ہم نے بڑی شدت اور اصرار سے کہا کہ ہم سے زیادہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب مفید

ہوں گے، ان کو دعوت دی جائے اور اصرار کیا جائے۔

امید ہے کہ وہاں سے آپ کو دعوت دی جائے گی، ہم نے آپ کا پتہ بھی لکھوا دیا ہے، اب اگر آپ کو وہاں سے دعوت موصول ہو تو آپ ضرور تکلیف فرمائیں، انیس چشتی صاحب کو بھی رکھ لیں تو بہتر ہے، وہ انگریزی، ہندی رسائل اور کتابیں تقسیم کر سکتے ہیں، خدا کرے آپ ضرور تشریف لے جا سکیں اور اس موقع سے فائدہ اٹھایا جا سکے، وہ ایک اونچی سطح سے ہو رہا ہے۔

صاحبزادوں اور ان کے فرزندوں کو سلام و دعا اور آپ سے درخواست دعا، حاجی عبد الرزاق صاحب اور نثار الحق ندوی کا سلام قبول ہو اور درخواستِ دعا۔

والسلام

دعا گو و طالب دعا

ابو الحسن علی ندوی

۴ر نومبر ۱۹۹۴ء

۲۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ

محبّ اعزو اکرم مولانا عبد الکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا مفصل خط مورخہ ۲۶ر اکتوبر مل گیا تھا، اس کے بعد ٹیلیفون پر آپ سے تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو گئی۔

آپ کا مشورہ اور رجحان ہم نے نظام الدین صاحب[1] تک پہنچا دیا اور اپنی تائید بھی، ۳ر نومبر کو دہلی میں نشست ہوئی ہوگی، ابھی اس کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا، مولانا برہان الدین صاحب[2] آجکل میں واپس ہوں گے تو معلوم ہوگا۔

(۱) مولانا نظام الدین جنرل سکریٹری آل انڈیا پرسنل لاء بورڈ

(۲) مولانا برہان الدین سنبھلی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ و رکن تاسیسی آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ۔

اوائل دسمبر میں ان شاء اللہ حجاز کا سفر ہوگا، ایک آدھ مقامات پر شاید اور بھی جانا ہو، اگر واپسی جلد ہوگئی اور صحت بھی اس قابل رہی تو ان شاء اللہ تقریب سعید میں شرکت کی کوشش کی جائے گی، اور مدراس کے دوستوں اور اہل اشتیاق سے ملاقات بھی ہوجائے گی، اس کا صحیح اندازہ حجاز سے واپسی ہی پر ہوگا، اللہ تعالیٰ تقریب سعید مبارک فرمائے۔

والسلام

دعا گوودعا جو

ابوالحسن علی ندوی

۲۶ر فروری ۱۹۹۵ء

۲۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ

محبّ اعزواکرم مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۵ر فروری کا مکتوب مل گیا تھا لیکن کچھ تو ماہِ مبارک کی مصروفیت اور کچھ اس وجہ سے کہ ہمارے کاتب مولوی نثار صاحب گھر چلے گئے ہیں، جواب میں تاخیر ہوئی۔

خط کے مشتملات سے آگاہی ہوئی، اللہ تعالیٰ نے بنگلور اور سری رنگاپٹنم میں جو اعزاز اور رہنمائی کے مواقع عطا فرمائے، وہ آپ سے زیادہ ان لوگوں کے لئے قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے ان سے فائدہ اٹھایا۔

آپ کے درس کے اختتام کی تقریب میں شرکت باعثِ مسرت ہی نہیں باعثِ عزت بھی ہے۔ (۱)

آپ ان شاء اللہ احمد آباد کے پرسنل لاء بورڈ کے جلسے میں شرکت کریں گے جو ۲۰ر اپریل کے بعد ہوگا، ویسے بھی یاددہانی فرمادیجئے گا حتی الامکان کوشش کی جائے گی کہ شرکت

(۱) جامع مسجد مومن پورناگپور میں مولانا پاریکھ صاحب کا طویل مدت سے درس قرآن کا معمول تھا جن کے دور ہو چکے تھے۔

کا شرف ومسرت حاصل ہو، خدا کرے کوئی مانع قوی پیش نہ آئے، آپ اطمینان رکھیں، عید کے بعد پھر احتیاطاً یاددہانی فرمادی جائیگی۔

رابع سلمہ[1] اور سب افراد خاندان الحمدللہ بخیریت ہیں، ہم برابر دعا کرتے ہیں، آپ سے بھی اسی کی درخواست ہے۔

الحاج عبدالرزاق وراقم بلال کی طرف سے سلام ودرخواست دعا۔

والسلام

دعا گووطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۱۴/مارچ ۱۹۹۵ء

۱۲/شوال المکرّم ۱۴۱۵ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ وترجمان قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، اس کے بعد دومرتبہ آپ سے ٹیلیفون پر گفتگو بھی ہوئی، کل گفتگو کا نتیجہ معلوم کرکے خوشی اور اطمینان ہوا، آپ نے پوری احتیاط اور ذہانت سے کام لیا، ان شاءاللہ اس کا کوئی خراب ردعمل نہ ہوگا۔

۲۸/مئی کی تاریخ ناگپور آنے کی یاد رہے گی اور ان شاءاللہ پوری کوشش کی جائے گی، اگر بعض مجبوریوں کی بناپر کچھ تقدیم وتاخیر کرانی پڑی تو عرض کردیا جائے گا۔

امید ہے کہ آپ سے اورنگ آباد میں ملاقات ہوا گر کوئی دقت اور مانع نہ ہوتو آنے کی کوشش کیجئے گا، سب سے ملاقات ہوجائے گی، محمد بھائی بھی ہوں گے، صاحبزادگان اور اہل خاندان کو سلام ودعا۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

(۱) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ۔

۱۹/اگست ۱۹۹۵ء

۲۱/ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

محب گرامی منزلت، وداعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت آپ کا ۷/اگست ۱۹۹۵ء کا لکھا ہوا خط سامنے ہے، خوش قسمتی سے اس کے بعد لکھنؤ میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا، اور تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی۔

ہم نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ جہاد اور قتال کا نام لئے بغیر اور ان کے شرائط کا ذکر کئے بغیر، ''فساد فی الارض''، قتل وغارت گری بالخصوص غیر ملکیوں اور سیاحوں کو ایذا پہنچانے سے احتراز کی دعوت دی جائے، اسی میں احتیاط اور حکمت ہے، آپ نے بھی اس سے اتفاق ظاہر کیا تھا۔

چونکہ یہ خط جوابی ہے، اس لئے بطور رسید کے یہ چند سطریں لکھی جارہی ہیں ورنہ گفتگو ہوچکی ہے، اللہ تعالیٰ نے خود دین و دعوت کی حکمت عطا فرمائی ہے، عبدالرزاق صاحب ونثار الحق ندوی کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

یکم نومبر ۱۹۹۵ء

۷/جمادی الثانیہ ۱۴۱۶ھ

اخی و محبی فی اللّٰہ رفیق کار و شریك

ترجمان القرآن جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قوۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۵/اکتوبر ایک دورہ سے واپسی پر ملا، اپنی اس کوتاہی اور غلطی کا بڑا احساس ہوا کہ آپ نے اپنی جو مؤقر تقریر بھیجی تھی جو شنکر آچاریہ جی کے ناگپور آنے کے

موقع پر کی تھی، اس کی ہم رسید بھی نہ دے سکے، اس کوتاہی اور ناقدری کو معاف فرمائیں۔

اس تازہ خط سے پوری تفصیل معلوم ہوئی، خط پڑھ کر اس کا احساس ہوا کہ شنکر آچاریہ جی ذرا کھلے ذہن کے اور حقیقت پسند آدمی ہیں اور جری بھی ہیں، امام صاحب کے متعلق انہوں نے جو کچھ بھی کہا اس سے شرم آئی، آپ نے جو تبصرہ کیا ہے اور اپنا جو تأثر ظاہر کیا ہے اس سے ہمیں اتفاق ہے، اور اکثر ہمارے اور آپ کے خیالات و تاثرات میں توارد ہی ہوتا ہے، مسجد کے بارے میں آپ نے جو کچھ فرمایا وہ حقیقت پسندانہ اور دینی بنیادوں پر ہے۔

عرصہ سے آپ سے ملاقات نہیں ہوئی، ۶، ۷ر نومبر کو ہم پھر قریب کے اضلاع کے دورہ پر جارہے ہیں، ۱۵۔۱۶ر نومبر تک ان شاء اللہ واپسی ہوگی۔

آپ نے جو حل پیش کیا ہے خدا کرے وہ مسلمان قبول کرلیں، مسئلہ سنجیدگی سے غور کرنے کے قابل ہے، ملاقات پر تفصیلی گفتگو ہوسکتی ہے، مشکل یہ ہے کہ اپنی شہرت اور ناموری اور واحد قیادت کا مسئلہ بن گیا ہے، باقی گفتگو ان شاء اللہ ملاقات پر ہوگی، آپ کا خط رابع کو بھی پڑھنے کو دے رہے ہیں، خدا کرے مزاج ہر طرح بعافیت ہو۔

عبدالرزاق و نثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام
دعا گو و دعا جو
ابوالحسن علی ندوی

۱۶ر دسمبر ۱۹۹۵ء
۲۲ر رجب ۱۴۱۶ھ

محبّ و رفیق گرامی قدر داعی الی اللہ
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب بارك الله فی حیاته وعمله
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۴ر دسمبر کا عنایت نامہ اس وقت پیش نظر جس سے آپ کی تازہ دینی

مشغولیتوں اور خدمتوں کا علم ہوا، ٹیلیفون پر بات ہوئی تھی، جس سے پیشاب کی تکلیف اور غدود بڑھ جانے کا حال معلوم ہوا تھا، اور آپریشن کی ضرورت بتائی گئی ہے، مدراس کا تجربہ جب اچھا رہا تو اس کو ترجیح دی جائے۔

عزیز القدر عبدالغفور میاں کی صاحبزادی اور آپ کی پوتی کے نکاح کا حال پڑھا، ہم نے محمد بھائی[1] کا ٹیلیفون پر شکریہ بھی ادا کیا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے، ہر جگہ آپ کا احترام اور نیک کاموں میں تعاون ہے، آپ محمد بھائی کے لئے ضرور دعا کرتے رہیں ہمارے بڑے مہربان اور کریم میزبان ہیں۔

محمد بھائی کے نام آپ کے تشکر اور محبت کا خط پڑھ کر اس کی ضرورت بھی تھی، حاجی جعفر صاحب کے نام خط بھی پڑھا، اس کی بھی ضرورت تھی۔

دسمبر کے آخری تاریخ میں حجاز کا ان شاء اللہ قصد ہے، ''رابطہ عالم اسلامی'' کا جلسہ ہے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سفر عافیت سے کرادے، اور مفید بھی ہو، بھائی عبدالغفور اور ان کے بھائیوں کو سلام۔

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

۲؍فروری ۱۹۹۶ء
۲۰؍رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ

محبّ گرامی مرتبت داعی الی اللہ
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قوۃً
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۸؍جنوری چند دن ہوئے ملا، خط کے بغیر بھی ذہنی وقلبی طور پر آپ کی معیت ورابطہ رہتا ہے، خط پاکر مزید خوشی ہوئی۔

(۱) محمد بھائی پٹنی مالک بمبئی آندھرا ٹرانسپورٹ کمپنی ورکن مجلس انتظامی ندوۃ العلماء۔

آجکل ہم کو بھی پیشاب کا تقاضہ جلدی جلدی ہونے لگا ہے، سردی بھی بہت ہے، الحمد للہ آپ کو اس شکایت میں نفع ہے۔

اللہ تعالیٰ تادیر سلامت باعافیت رکھ کر اپنے دین کا کام لے، اطلاعاً و دعا کے لئے تحریر ہے کہ عزیزی مولوی محمد رابع سلمہ کی اہلیہ[1] کا ۱۸ رمضان المبارک کو لکھنؤ کے اسپتال میں انتقال ہوگیا، اور اسی دن پنج شنبہ (جمعرات) کو تکیہ پر تدفین عمل میں آئی، دعا و ایصال ثواب کی درخواست ہے، عبدالرزاق صاحب و نثار الحق کا سلام قبول ہو، روزانہ دعا جاری ہے۔

والسلام

دعا گو و طالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۱۰ رجولائی ۱۹۹۶ء

۲۳ رصفر المظفر ۱۴۱۷ھ

محبّ مکرم و محترم داعی الی اللہ

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ نصراً و توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت آپ کا ۳۰ رجون کا لکھا ہوا جوابی خط سامنے ہے، اس کے بعد آپ سے ملاقات کی مسرت حاصل ہوئی، مجالس میں شرکت اور گفتگو بھی ہوئی، خط کے مندرجات بھی نظر سے گزرے۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت علی گڑھ سے فارغ ہوکر دہلی پہنچیں گے اور ''پیام

---

(۱) سیدہ رقیہ بی بی اہلیہ محترمہ مولانا سید مولانا محمد رابع حسنی کی وفات ۶۵ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد لکھنؤ میں ہوئی اور رائے بریلی میں تدفین عمل میں آئی، اس کے چار دن کے بعد ۲۳ ویں شب رمضان مبارک کو والدہ سید محمد رابع حسنی ندوی نے ۹۳ سال کی عمر میں وفات پائی، جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی بڑی بہن اور مادر مشفقہ کی طرح تھیں۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً۔

انسانیت'' کے جلسہ میں تقریر فرمائی ہوگی، ان شاء اللہ وہ ہر طرح سے مفید اور مبارک ہوئی ہوگی، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و خیریت وعافیت کے ساتھ رکھے، دعا میں فراموش نہ فرمائیں۔

عبدالرزاق ونثار الحق کا سلام ودرخواست دعا قبول ہو۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۴؍اکتوبر ۱۹۹۶ء

۲۰؍جمادی الاولی ۱۴۱۷ھ

محبّ گرامی منزلت ورفیق ومعاون عظیم المرتبت

جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً وقوۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑے احساس ندامت وتقصیر کے ساتھ یہ خط لکھا جارہا ہے کہ یہ بڑی عجیب وتکلیف دہ بات ہے، آپ بڑے فاصلہ سے ایک شہر میں آئیں اور ہم وہاں ہوتے ہوئے بھی آپ کا انتظار نہ کریں اور آپ کی آمد سے پہلے یا آمد کے بعد وہاں سے چلے جائیں، لیکن صورت حال یہ ہے کہ ضعف اتنا بڑھا ہوا ہے کہ قریب کا فاصلہ طے کرنے کے لئے بھی بعض اوقات سہارا لینا پڑتا ہے۔

عام جسمانی کمزوری اور خاص طور پر حصہ اسفل کی کمزوری اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا حادثہ پیش نہ آجائے، اور عزیز داعیوں کے لئے وجہ پریشانی اور ندامت نہ ہو، اس لئے اضطراراً کل ہفتہ کی صبح کی پرواز میں اپنی اور اپنے رفیق حاجی عبدالرزاق کی سیٹ کوشش کرکے ریزرو کرالی کہ کسی طرح لکھنؤ پہنچ جائیں، اپنے معالج کو دکھائیں اور آرام کریں، واپسی میں بھوپال اترنے کا بھی وعدہ کیا تھا، اور وہاں سے رات

مولوی لقمان خاں ندوی ناظم دارالعلوم تاج المساجد[1] اور مولوی مشتاق ندوی لینے کے لئے بھی آئے، لیکن ہماری صورت حال دیکھ کر انہوں نے بھی عذر قبول کرلیا۔

خیال رہے کہ حیدرآباد سے واپسی پر جوان شاء اللہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہوگی، اگر خدا کو منظور ہوا اور صحت نے اجازت دی تو دو تین روز کے لئے اتر جائیں گے، والغیب عنداللہ۔

امید ہے کہ آپ اپنی محبت اور تعلق کی بنا پر ہمارے اس عذر کو قبول فرمائیں گے، ان شاء اللہ آپ کی تشریف آوری سے ''پیام انسانیت'' کا کام بہت اچھا ہوجائے گا، اور کوئی کمی محسوس نہ ہوگی، دعا کی درخواست ہے، حاجی عبدالرزاق وثارالحق کا سلام قبول فرمائیں اور درخواست دعا۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۷/نومبر ۱۹۹۶ء
۲۴/جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ

قابل صد احترام ومحبت رفیق کار وشریک عمل مولانا پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حیدرآباد سے واپسی پر عنایت نامہ مورخہ ۱۸/اکتوبر ملا، ہمیں اس سفر میں اور واپسی پر اس بات کا احساس ہوتا رہا کہ ہمیں جس طرح آپ سے ملنا اور آپ کے پاس بیٹھنا تھا، نہیں مل سکے، پھر اس کی بھی بڑی شرمندگی رہی کہ حیدرآباد کے دو جلسوں میں خود تقریر کر کے اٹھ آئے اور آپ کی تقریر سے استفادہ نہیں کیا، اس میں کچھ تکان اور کمزوری کو دخل تھا، ہم وہاں بہت تھکے رہے۔

(۱) مولانا محمد لقمان خاں ندوی مرحوم جو مولانا محمد عمران خاں ندوی بھوپالی سابق مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے بھائی اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل اور ازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔

اندور میں آپ نے جن جلسوں کی روئیداد لکھی ہے اور لوگوں میں اس کا جس طرح استقبال ہوا، اس سے بڑی مسرت ہوئی، باقی آپ نے جو باتیں لکھیں ہیں وہ آپ کی محبت اور اخوت کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وقوت اور توفیق وقبولیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے اور زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے، ہم تو بلاناغہ دعا کرتے ہیں، آپ بھی دعا میں یاد کرلیا کریں۔

فرزندان گرامی قدر کو سلام ودعا، عبدالرزاق ونثار الحق کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۱۴ر جنوری ۱۹۹۷ء

۴ر رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ

محبّ گرامی منزلت داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، اور رمضان کے معمولات پورے ہورہے ہوں گے، آپ کا مفصل عنایت نامہ جس میں آپ نے پٹنہ کے اجلاس کی تفصیل لکھی ہے اور اس کی تصویر کھینچ دی ہے، ملا تھا، لیکن ضعف اور سفر کا تکان بہت تھا اور ماہ مبارک بھی شروع ہورہا تھا، اس لئے فوری طور پر جواب نہیں دیا جاسکا۔

پٹنہ کے اجلاس میں آپ کی رہنمائی اور حقائق کا اظہار وابلاغ خصوصی توفیق الٰہی کی بات تھی جو ہر ایک کے بس میں نہیں۔

دہلی کے خطابات کا بھی حال معلوم ہوا، جسٹس صغیر صاحب[1] لکھنؤ آئے تھے، ندوہ میں ہم سے ملنے آئے تھے، بہت شریف آدمی ہیں، بیت اللہ شریف کے سلسلہ میں جو کچھ پیش آیا وہ محض ''موہبت الٰہی'' (اللہ کی خاص عنایت) اور ایک اچانک واقعہ تھا، جو کبھی خیال میں

(۱) جسٹس صغیر احمد لکھنؤ (جج سپریم کورٹ)۔

بھی نہیں آیا تھا، کبھی زبانی تفصیل سے ذکر کیا جائے گا۔[1]

آپ سے درخواست ہے کہ رمضان المبارک میں دعاؤں میں یاد رکھیں، ہم تو روزانہ بلاناغہ ''منزل'' پڑھنے کے بعد آپ کا نام لے کر دعا کرتے ہیں اور اپنا فریضہ سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید مدارج عالیہ سے سرفراز فرمائے، اور زیادہ سے زیادہ آپ کا فیض پہونچے، رابع سلمہ بخیریت ہیں، ان کو بھی دعا میں یاد رکھیں، عبدالرزاق صاحب و نثار الحق کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

دعا گو و طالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۲۸/اپریل ۱۹۹۷ء
۱۹/ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

محبّ گرامی مرتبت و رفیق عالی منزلت
جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زاد اللّٰہ نفعہ و فیضہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۲/اپریل کل ہی ملا، مکتوب پاکر بہت خوشی ہوئی اور اپنی کوتاہی و تساہل کا احساس بھی ہوا کہ کچھ عرصہ سے کوئی خط نہیں لکھ سکا، کوئی مہینہ ڈیڑھ مہینہ سے اپنی حالت بھی ناہموار ہے، آنکھ تو ٹھیک ہوگئی لیکن ضعف اور عوارض بدستور ہیں، خدا کرے آپ سے سہولت اور صحت کے ساتھ جلد ملاقات ہوجائے۔

گجرال صاحب[2] کے وزارت عظمیٰ پر فائز ہونے سے سب کو مسرت ہوئی، ہم نے ان کو مبارک باد کا خط لکھا ہے، جس کا تذکرہ بعض اردو انگریزی اخبار میں آگیا ہے، خدا کرے

(۱) کلید کعبہ سپرد کئے جانے کا واقعہ جس کی تفصیل کاروان زندگی جلد ششم کے آخر میں ملاحظہ ہو۔
(۲) وزیر اعظم اندر کمار گجرال جن کی مدت وزارت عظمیٰ کا زمانہ اگرچہ مختصر رہا لیکن وہ جس جماعت کی نمائندگی کررہے تھے اور ان کا جو سیکولر مزاج تھا، اس لحاظ سے اچھا دور رہا۔

ان کا دور ہر طرح مفید اور تاریخ ساز ہو۔

آپ کو امریکہ کی دعوت ملنے کی خبر سے بہت خوشی ہوئی، آپ ضرور سفر کی ہمت کریں، ہم مجلس کو ہدایت کر رہے ہیں کہ ہماری کتاب ''نئی دنیا امریکہ میں صاف صاف باتیں'' جو ہماری وہاں کی تقریروں کا مجموعہ ہے، آپ کی خدمت میں بھیج دی جائے۔

ایسی ہمہ گیر شہرت ومقبولیت کی بناء پر آپ کی مصروفیت اور لوگوں کے کاموں کا ہجوم قدرتی اور من جانب اللہ ہے، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور امکانی تکمیل کی کوشش، ہم روزانہ بلاناغہ ''منزل'' پڑھ کر دعا کرتے ہیں، اور آپ سے بھی اسی کی امید ہے، مولوی نثار الحق اور عبدالرزاق کا سلام۔

والسلام
ابوالحسن علی ندوی

۲۱ رمئی ۱۹۹۷ء
۱۳ رمحرم الحرام ۱۴۱۸ھ

محبّ محبوب ورفیق، معاون مکرم مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیر وعافیت اور سکون وآرام کے ساتھ آپ کا سفر ہوگا، آپ بخیریت پہنچ گئے ہوں گے، ہم خود آپ کو خط لکھنے والے تھے کہ آپ کا کرم نامہ ڈاک میں ملا۔

ہمیں بڑی معذرت اور شرمندگی کے ساتھ آپ کو لکھنا تھا کہ اس مرتبہ قیام لکھنؤ کے دوران آپ کے پاس زیادہ بیٹھنا نہیں ہوسکا۔

کچھ تو علالت اور پاؤں کی تکلیف اور کچھ شدید مصروفیت، ہم آپ سے اس کی معافی چاہتے ہیں، اگر نقصان ہوا تو اپنا ہی ہوا، خدا کرے اس کی تلافی بمبئی کے قیام میں ہوجائے۔

یوں الحمدللہ آپ کی تقریروں سے فائدہ اٹھایا گیا، محرم کے سلسلے میں بھی آپ کی ایک اچھی تقریر ہوگئی، اور دارالعلوم میں بھی استفادہ کیا گیا، امید ہے کہ آپ ہماری کوتاہیوں کو

معاف فرمائیں گے اور خیال نہ کریں گے۔

ہم سب کے دل میں آپ کا جو درجہ ہے وہ اللہ کو معلوم ہے، آپ اس دینی وعلمی خاندان کے جوندوی کے لقب سے مشہور ہے، ایک محترم فرد ہیں۔[1]

الحمدللہ ''اشاعت قرآن'' اور ''پیام انسانیت'' کا کام زیادہ تر آپ ہی سے ہو رہا ہے، ہم تو روزانہ نام لے کر دعا کرتے ہیں، آپ سے بھی گزارش ہے، امید ہے آپ بھی دعا میں یاد رکھتے ہوں گے۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۱۵/جولائی ۱۹۹۷ء
۹/ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

محبّ گرامی منزلت ورفیق محترم مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مورخہ ۹/جولائی پہنچ کر باعث مسرت وعزت ہوا، (تعلیم الحدیث حصہ اول کے) مقدمہ[2] پر آپ کی مسرت اور قدر کی اطلاع مل گئی تھی، اس سے مسرت وعزت حاصل ہوئی، "فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ"۔

آپ اندور تشریف لے گئے، بہت اچھا کیا، مولوی معین اللہ صاحب کے لئے آپ حضرات کا جانا باعث تسلی وعزت تھا، خط سے آپریشن وغیرہ کی تفصیلات معلوم ہوئیں، اللہ

(۱) ندوۃ العلماء سے مولانا عبدالکریم پاریکھ کو جو تعلق تھا اور اس کی مجلس انتظامیہ اور مجلس نظامت میں نمائندگی کر رہے تھے اور ناظم ندوۃ العلماء کے ممتاز رفیق وشریک کار تھے، اس سلسلہ میں حضرت مولاناؒ کی طرف سے اعتماد کے لئے اظہار کی یہ ایک تعبیر تھی۔

(۲) حدیث شریف کا مجموعہ جو مولانا عبدالکریم نے مرتب کیا تھا اور اس کی تشریح بھی کی تھی۔

تعالیٰ ان کو صحت وقوت عطا فرمائے۔

خدا کرے آپ جلسہ انتظامی میں تشریف لاسکیں، بڑی تقویت اور مسرت حاصل ہوگی، عبدالرزاق صاحب اور نثار الحق کا سلام قبول ہو اور درخواستِ دعا۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۱۱/اگست ۱۹۹۷ء

۶/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

رفیق گرامی مرتبت ومحبّ عالی منزلت، مولانا پاریکھ صاحب

زادہ اللّٰہ توفیقاً و قوۃً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کرے آپ ہر طرح سے بعافیت وسرگرم عمل ہوں، آپ کے جانے کے بعد سے برابر آپ کے عنایت نامہ کا انتظار رہا، جس سے آپ کی صحت وخیریت کی خوشخبری، اور ناگپور کے اس تکلیف دہ خبر کا کچھ حال معلوم ہوا جو ایک صاحب کے قادیانیت قبول کرنے اور بے دینی اور ذہنی انتشار پیدا کرنے کی کوشش سے پیدا ہوگئی ہے۔

آجکل قادیانیت کے فتنہ نے سر اٹھایا ہے اور جگہ جگہ سے ان کی سرگرمی کی خبر آرہی ہے، راقم سطور اسے عہد حاضر کا سب سے بڑا فتنہ اور اسلام کے خلاف ایک گہری سازش سمجھتا ہے۔(۱)

(۱) اس فتنہ کے مقابلے کے لئے حضرت مولانا رحمۃ اللہ نے بین الاقوامی ودعوتی کانفرنس (موتمر عالمی) ندوۃ العلماء لکھنؤ میں منعقد کی جس میں امام حرم اور حرمین شریفین کے شیخ محمد بن عبداللہ السبیل اور بلاد عربیہ کے ممتاز علماء ومفکرین اور ہندوستان کے چوٹی کے علماء ومشائخ نے شرکت کی تھی، جو اپنی نوعیت کا منفرد اجلاس تھا اور امام حرم نے جمعہ کی نماز لاکھوں افراد کو ندوۃ العلماء میں پڑھائی اور خطاب کیا تھا۔

آپ کے مکتوب عزیز کا انتظار ہے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ واپس تشریف لے گئے ہوں اور کوئی خط نہ آیا ہو، پہونچنے کے بعد سے کوئی ٹیلیفون بھی نہیں آیا۔

خدا کرے سب اہل تعلق بخیر وعافیت ہوں اور آپ کی صحت وطبیعت بھی ہر طرح سے اطمینان بخش اور لائق شکر ہوں۔

صاحبزادوں اور افراد خاندان کو سلام کہئے، ہم روزانہ بلاناغہ دعا کرتے ہیں، امید ہے کہ ہمارا نیا رسالہ ''قادیانیت کا ظہور'' آپ کو پہونچا ہوگا، ہم نے ہدایت کردی تھی کہ چند نسخے بھیج دئے جائیں۔

عبدالرزاق صاحب اور نثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

۱۸/اگست ۱۹۹۷ء
۱۳/ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

محبّ گرامی قدر، داعی الی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم آپ کو ''رائے بریلی'' سے خط لکھ چکے تھے جس میں ناگپور پہونچنے کے بعد ''جعلی مدعی نبوت'' کے بارے میں آپ کی کوششوں اور اس کے نتائج کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا، تعجب تھا کہ اس وقت تک آپ کا کوئی عنایت نامہ نہیں ملا تھا، اس کے بعد عزیزی شاہد حسین صاحب نے آپ کا عنایت نامہ دیا، جس پر تاریخ درج نہیں ہے، پڑھ کر مسرت و اطمینان ہوا، آپ سے شہر کا انتساب اور اللہ نے آپ کو جو توفیق اور تاثیر عطا فرمائی، اس سے اسی کی امید تھی۔ ''ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مِنْ يَّشَآءُ''۔

خط پڑھ کر بڑا اطمینان ہوا، اس کے بعد کے حالات واقدامات کے معلوم کرنے کا

اشتیاق ہے، ''قادیانیت'' پر ہم نے اپنا تازہ رسالہ بھی آپ کو بھجوایا تھا، امید ہے کہ پہونچا ہوگا، ہم بلاناغہ اور تخلف دعا کرتے ہیں، امید ہے کہ آپ بھی دعا سے ہماری مدد فرماتے ہوں گے۔

عبدالرزاق صاحب اور نثار الحق کا سلام قبول ہو، برابر دعا کرتے ہیں۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۵ راگست ۱۹۹۷ء

۲۰ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

محبّ گرامی منزلت داعی اسلام

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللّٰہ توفیقاً وقبولاً

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۸ راگست مل کر باعث مسرت واطمینان ہوا، اس سے پہلے کے مکتوبات بھی مل گئے تھے، اوران سے صحیح صورتِ حال، آپ کی مساعی کے نتائج اور اس فتنہ کے کمزور پڑ جانے یا ختم ہوجانے کی خبر بھی ملی تھی، لیکن جس شخص نے ایسا جرأت مندانہ اور آزادانہ قدم اٹھایا، اس کا اب بھی پورا اطمینان نہیں۔

جب پختہ عقیدہ اور حساس ضمیر نہ ہوتو وہ سب کچھ اور ہر وقت کرسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس فتنہ کو فرو فرمائے۔

قادیانیت بہت سر اٹھا رہی ہے اور یہ اسلام کے خلاف ایک بڑی سازش ہے، امید ہے کہ آپ نے ہمارا رسالہ پڑھا ہوگا، اس کی مزید ضرورت ہوتو بھیجا جاسکتا ہے، باقی حکیم مسیح الدین صدیقی کا تردیدی بیان بھی نظر سے گزرا، معلوم نہیں اس میں کتنی اصلیت اور حقیقت ہے، آپ کی موجودگی اور نسبت سے اللہ تعالیٰ نے ناگپور کو اس فتنہ سے بچالیا مگر معلوم نہیں وہ شخص کسی اور شہر کو مرکز بنالے، آپ اس پر بھی نظر رکھیں۔

آپ بہت یاد آتے رہتے ہیں، روزانہ بلاناغہ دعا کی توفیق ہوتی ہے، امید ہے کہ آپ بھی دعا میں یاد کرتے ہوں گے، صاحبزادوں کو سلام و دعا کہئے، عبدالرزاق صاحب و نثار الحق کا سلام قبول ہو اور درخواست دعا۔

والسلام
دعا گو و طالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ
۱۵ر ستمبر ۱۹۹۷ء
۲۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

محبّ و مکرم و رفیق سعی و دعوت مولانا عبدالکریم صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۴ر ستمبر پہنچ کر باعث مسرت ہوا تھا، لیکن جواب دینا رہ گیا تھا، کچھ ضعفِ صحت اور کچھ مصروفیت، خدا کرے یہ عریضہ آپ کو مل جائے۔

ان شاء اللہ آپ کا سفر بڑا مفید و بابرکت رہے گا، حرم شریف اور مدینہ طیبہ جانا ہو تو دعا اور سلام میں یاد رکھیں، کرشن کانت[1] جی ہم کو مبارکباد کا تار ان کے انتخاب کے بعد فوراً دیا تھا، آپ کی ملاقات ہو تو ان سے زبانی کہہ دیں، ہماری مسرت و توقعات کا بھی اظہار کر دیں، تعجب ہے کہ ہمارا تار ان کو کیوں نہیں ملا؟ اب آپ کا ملنا اور بات کرنا ہمارا ہی ملنا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو خیر و عافیت کے ساتھ واپس لائے۔

عبدالرزاق صاحب و نثار الحق کا سلام قبول ہو، اور دعا کی درخواست۔

والسلام
دعا گو و طالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

(۱) کرشن کانت جی نائب صدر جمہوریہ کے منصب کے امیدوار تھے اور وہ منتخب ہو گئے تھے۔

۲۷ر ستمبر ۱۹۹۷ء

۲۴ر جمادی الثانیہ ۱۴۱۸ھ

محبّ گرامی قدر مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۹ر ستمبر ملا، اس سے پہلے عنایت نامہ سے یہ معلوم ہے کہ آپ ۲۳ر ستمبر کو دہلی سے جدہ روانہ ہوں گے، امید ہے ان شاء اللہ عافیت کے ساتھ آپ روانہ ہو چکے ہوں گے، احتیاطاً یہ خط پوسٹ کر دیتا ہوں، ان شاء اللہ واپسی پر ملے گا۔

''فخر ہندوستان'' کا خطاب ملنے پر مبارکباد قبول فرمائیے، یہ ہم سب کے لئے اعزاز ہے، "اطال اللّٰہ بقائکم و کثر اللہ نفعکم"۔

عبدالرزاق صاحب وثار الحق ومولانا بلال صاحب کا سلام ومبارکباد قبول ہو۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۴ر نومبر ۱۹۹۷ء

محبّ گرامی قدر داعی الی اللہ مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ڈاک کے ذخیرہ میں آپ کا ۲۸ر اکتوبر کا لکھا ہوا عنایت نامہ ملا۔

کیونکہ اس میں جوابی لفافہ رکھا ہوا تھا، اس لئے جواب دیا جا رہا ہے، امید ہے کہ آپ بخیریت پہنچ گئے ہوں گے، آپ کا آنا مبارک ہوا، جلسہ بھی بہت کامیاب رہا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت، عزت اور افادیت کے ساتھ رکھے، دعا میں یاد رکھیں ہم تو برابر

دعا کرتے رہتے ہیں۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی ندوی

۱۱؍فروری ۱۹۹۸ء
۱۳؍شوال المکرّم ۱۴۱۸ھ

محبّ گرامی قدر ورفیق اعزواقرب مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے، ڈاک کے ڈھیر میں جو رمضان میں جمع ہوگئی تھی اور اس کا جواب نہیں دیا جاسکا تھا، اور بعد کے آئے ہوئے خط میں آپ کے دو خطوط ملے، آپ کے خیالات سے ہماری جو ہم آہنگی اور ذہنی اتفاق ہے، اس سے آپ خود بھی واقف ہیں، ایسا ذہنی توارد کم کسی شخصیت سے ہوگا۔

آپ نے اس خط میں جس میں تاریخ درج نہیں ہے، لیکن عید کے متصلاً بعد لکھا گیا ہے، الیکشن کے بارے میں جو تحریر فرمایا ہے، اور جس کو سرخ لکیر سے گھیر دیا گیا ہے، اس سے بھی اتفاق ہے، خدا کرے یہ سیکولر اور غیر متعصب جماعتیں متحد ہو جائیں، اور ملک کو تباہ ہونے سے بچائیں۔

ملک کے ابتدائی اور مخلص رہنماؤں نے ملک کے لئے جو تین بنیادی اصول طے کئے تھے، وہی اس ملک کے لئے بقا اور سلامتی کی ضمانت ہے۔

۱۔ ایک جمہوریت
۲۔ دوسرے نامذہبیت۔SECULARISM
۳۔ اور عدم تشدد

اگر ان کی خلاف ورزی کی گئی تو ملک تباہ ہو جائے گا، جعفر شریف[1] صاحب سے ابھی کوئی ملاقات نہیں ہوئی، ملاقات ہوئی تو خیر مقدم کہیں گے، خدا کرے آپ کی سہولت کے مطابق آپ سے لکھنؤ میں ملاقات ہو جائے، یا ہمارا بمبئی آنا ہوا تو وہاں ملاقات ہو۔

آپ کے لئے منزل پڑھنے کے بعد برابر دعا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عزت وحرمت کے ساتھ رکھے، عبدالرزاق صاحب، ونثار الحق کا سلام قبول ہو، دل سے دعا کرتا ہوں۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۱۹ر فروری ۱۹۹۸ء

محبّ گرامی منزلت ورفیق فکر وعمل مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے تازہ خط کے جواب میں جو عید بعد لکھا گیا تھا، خط لکھوایا جا چکا تھا، آپ کا ۳ر جنوری کا لکھا ہوا ایک جوابی لفافہ ملا، جس میں آپ نے اپنے اور انیس چشتی صاحب کے سفر دہلی کے تاثرات لکھے تھے۔

الحمدللہ کہ آپ نے ''پیام انسانیت'' کے شروع ہی میں تقریر فرمائی، ان شاء اللہ اس کا پورا اثر ہوا ہوگا، اس خط میں آپ نے اپنی بعض علالتوں کا بھی ذکر کیا ہے اور سردی کی بھی شکایت کی ہے۔

ان شاء اللہ اب طبیعت اچھی ہوگی، خدا کرے آپ سے کسی قریبی وقت میں سہولت

(۱) سابق مرکزی وزیر کانگریسی لیڈر جعفر شریف صاحب بنگلور (کرناٹک)۔

کے ساتھ ملاقات ہو، عبدالرزاق صاحب اور نثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۱۰/مارچ ۱۹۹۸ء

۱۰/ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ

محبّ ومحبوب گرامی قدر مولانا پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً و قبولاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت آپ کا فیکس سے بھیجا ہوا عنایت نامہ سامنے ہے، اس کے بعد ایک عنایت نامہ ملا، جو پہلوان افتخار احمد کے بارے میں ہے وہ ابھی پہنچے نہیں(۱) پہنچیں گے تو ان سے مناسب اور مفید گفتگو کی جائے گی اور ان کو ضروری نصیحتیں بھی کی جائیں گی۔

ہم پرسوں ۸/مارچ کو جودھ پور سے دہلی ہوتے ہوئے واپس ہوئے، اس سفر میں ضعف بہت بڑھ گیا تھا، چند قدم چلنا بھی مشکل تھا، گر جانے کا خطرہ ہوا، دہلی میں چکر بھی آنے لگا تھا، اور ڈر رہا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ پیش آئے اور رفیق سفر محمد رابع سلمہ(۲) کو پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔

یوں سفر الحمد للہ مفید اور مؤثر ہوا، آپ کی غیر موجودگی محسوس ہوئی، لوگ آپ کے بھی مشتاق تھے، خدا کرے پھر کبھی آپ کا اس طرف جانا ہو، کام کا بڑا امیدان ہے۔

ملک کا جو سیاسی اور انتظامی مستقبل نظر آرہا ہے، وہ عمومی طور پر ملک کے لئے خصوصی طور پر ملت اسلامیہ کے لئے بڑا اندیشناک اور تشویش انگیز ہے۔

جن قائدین نے ملک کے تین اصول اور شرطیں مقرر کی تھیں وہ بڑے حقیقت پسند اور

(۱) پہلوان افتخار احمد مرحوم گلولی جالون کے رہنے والے تھے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وارادت کا تعلق رکھتے تھے۔ (۲) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ۔

دور بین تھے، کہ اس ملک کی قیادت، آزادی اور بقا کے لئے تین شرطیں ہیں۔

۱۔ جمہوریت

۲۔ نامذہبیت

۳۔ عدم تشدد

حقیقت یہ ہے کہ یہ ملک ان تینوں کی پابندی کے بغیر قلیل مدت تک بھی نہیں چل سکتا، یہاں فوراً Civil War شروع ہوجائے گی، اس وقت اس حقیقت کے اعلان کی بڑی ضرورت ہے، جہاں تک علم ہوا ہے، جس جماعت کے اقتدار میں آنے کی امید اور قرائن ہیں، وہ مسلمانوں کے سلسلہ میں اور ان کے شرعی فرائض اور عمل میں مداخلت کا پورا ارادہ رکھتی ہے۔

پرسنل لاء بورڈ تو الگ رہا، آزاد مذہبی تعلیم اور اسلامی مکاتب ومدارس تک کے بارے میں اس کے خطرناک منصوبے ہیں۔

لکھنؤ، دہلی میں یونس سلیم صاحب[1] سے ملاقات ہوئی تھی، وہ چاہتے ہیں کہ ہم تینوں ایک جگہ بیٹھ کر ملک کی صورت حال کا صحیح جائزہ لیں اور اس سلسلہ میں دانشمندانہ اور اجتماعی اقدام کو سوچیں، اس کے لئے اگر ضرورت ہو تو اعلیٰ ذمہ داروں سے ملاقات کی جائے، اور ملک کے ساتھ مخلصانہ تعلق کی روشنی میں اور خیر خواہانہ مشورہ دیا جائے، خدا کرے کہیں یہ ملاقات ہوجائے اور کام کا نقشہ سوچا جائے۔

آپ سے ٹیلیفون پر گفتگو سے معلوم ہوا کہ الحمدللہ آپ کی صحت بہتر ہے اور اہلیہ صاحبہ بھی پہلے سے بہتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو پوری صحت وقوت عطا فرمائے، ہمارا قیام ابھی عیدالاضحیٰ تک بظاہر لکھنؤ رائے بریلی رہے گا، خدا کرے جلد آپ کا ہمارا ملنا ہوجائے، مستقبل بڑا تاریک اور تشویشناک ہے، عبدالرزاق ونثارالحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعاگو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) یونس سلیم مرحوم (لکھنؤ) سابق مرکزی وزیر وسابق گورنر بہار۔

۱۱؍مارچ ۱۹۹۸ء

۱۱؍ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ

محبّ ورفیق گرامی قدر مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

افتخار احمد پہلوان کل ۱۰؍مارچ کو آئے، آپ کا خط اور بہت سے تحائف لائے، تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ اپنے وطن گلولی چلے گئے ہیں، ان کا وہ طرز عمل جو آپ کے ساتھ رہا وہ پسند نہیں آیا اور ہم نے ان کے سامنے اس پر تنقید بھی کی۔

اس سے خوشی ہوئی کہ وہ حج کو جارہے ہیں اور اس میں آپ کا تعاون اور اعانت بھی شامل ہے، اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح فرمائے۔

یہ معلوم کرکے مسرت اور قدرے اطمینان ہوا کہ اہلیہ صاحبہ کو افاقہ ہے اور ان کی صحت ترقی کررہی ہے، اللہ تعالیٰ ان کو صحت کلی عطا فرمائے، ہمارا بہت بہت سلام کہئے، ہم ان شاء اللہ ان کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں گے۔

خدا کرے ملک اور اس سے بڑھ کر ملت نئی آزمائشوں میں مبتلا نہ ہو، ضرورت ہے کہ حکومت بن جانے کے بعد ہماری آپ کی ملاقات ہو اور ہم آپ اور یونس سلیم صاحب اور کوئی چوتھا آدمی جو مناسب ہو، ذمہ داران حکومت سے ملے اور ان کو مخلصانہ اور جرأت مندانہ مشورہ دیں کہ ملک کو تباہی اور انتشار اور مسلمان اقلیت کو پریشانی اور محاذ آرائی سے بچائیں اور کوئی ضروری اور غیر مفید قدم نہ اٹھائیں۔

خدا کرے آپ کی اور ہماری جلد ملاقات ہو اور ہم حالات کا جائزہ لیں، عبدالرزاق صاحب ونثار الحق کا سلام قبول ہو، امی کو بھی بہت بہت سلام۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۶/مارچ ۱۹۹۸ء

۲۶/ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ

محبّ گرامی قدر ورفیق گرامی مرتبت مولانا عبدالکریم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عمر کی درازی کی علامت ہے کہ ابھی ابھی ٹیلیفون پر آپ سے بات ہوئی، اور ابھی ابھی آپ کا فیکس پڑھا، اچانک ڈاک میں سے ۱۷/مارچ کا آپ کا مکتوب پڑھا۔

آپ نے جودھپور کے سفر پر محبانہ تاثرات کا اظہار فرمایا ہے[1] اس سفر میں طبیعت پر ضعف کا بڑا غلبہ رہا، اللہ نے بخیریت دہلی ہوکر واپس فرمادیا۔

باقی خط میں آپ نے جن تاثرات اور حقائق کا اظہار فرمایا ہے ان میں اکثر سے یا کل سے اتفاق ہے، مطلع اور زیادہ صاف ہوجائے اور اندازہ ہو کہ گفتگو کرنا مفید ہوگا، تو ان شاء اللہ ہم آپ سے ملیں گے۔

اس خط کو اپنے خط کی رسید سمجھیں، باقی عند الملاقات۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۰/اپریل ۱۹۹۸ء

۲۲/ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

محبّ حبیب واحب رفیق واعز عزیز زادہ اللہ تاثیراً و قبولاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۷/اپریل، مصروفیت علالت وضعف کی وجہ سے جو ادھر کچھ عرصہ

---

(۱) جودھپور (راجستھان) کے اس سفر کا تذکرہ کاروان زندگی جلد ہفتم میں ملاحظہ ہو)۔

سے لاحق ہے، آج ۲۰/اپریل کو جواب کے لئے نکالا، جواب کی اس تاخیر کی معافی چاہتے ہیں، امید ہے کہ آپ معاف فرمادیں گے۔

جہاں تک اس ملاقات کا تعلق ہے جس کا خط میں تذکرہ کیا گیا تھا، وہ ابھی مناسب نہیں معلوم ہوتی، معلوم نہیں اس کا کیا ردعمل ہو، اور پریس میں کیا قیاس آرائیاں؟ پرسنل لاء بورڈ کے سلسلے میں شاید کوئی ملاقات مناسب سمجھی جائے، اس کی افادیت کے بارے میں بھی ابھی تردد ہے، اس وقت احتیاط ہی مناسب ہے، بعد میں غور کرلیا جائے گا۔

دہلی کے سفر کے بارے میں کچھ تردد ہوگیا ہے، ہمارے ضعف کو دیکھتے ہوئے عزیز رفقاء کی رائے اس سے معذرت کردینے کی ہے۔

۲۶/اپریل کو علی گڑھ میں ''دینی تعلیمی کونسل'' کا سالانہ جلسہ ہے جس کی ہمیں صدارت کرنی ہے، اس کا بہت اعلان ہوچکا ہے، دور دور سے لوگ شرکت کے لئے آئیں گے، وہاں جانا پڑے گا، اللہ تعالیٰ خیریت سے لے جائے واپس لائے۔(۱)

آپ سے ملے ہوئے بہت دن ہوگئے، خیال ہے کہ مئی میں کچھ دن آرام کے لئے محمد بھائی کے یہاں ٹھہر جائیں، ان کا ٹیلیفون بھی آیا تھا، اس وقت آپ بھی قریب میں ہوجائیں گے، ڈاکٹر قمر الدین بھی آجائیں گے۔

آپ نے اہلیہ صاحبہ کا حال نہیں لکھا، امید ہے کہ اب صحت اور بہتر ہوگی، ہمارا سلام بھی پہنچائیں، صاحبزادوں کو بھی سلام ودعا، عبدالرزاق ونثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعاگو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) دینی تعلیمی کونسل کا یہ جلسہ بہت اہمیت کا حامل تھا اور اس سفر علی گڑھ میں مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر سید محمود الرحمٰن مرحوم نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا ان کے شایان شان استقبال کیا تھا اور بڑی عقیدت کا اظہار کیا تھا۔

۲۸/اپریل ۱۹۹۸ء

۳۰/ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ

محبّ احب وصدیق اکرم مولانا عبدالکریم صاحب اطال اللّٰہ بقاءہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ۲۷/اپریل کو علی گڑھ سے لکھنؤ واپسی ہوئی تو آپ کا مفصل عنایت نامہ جس پر تاریخ درج نہیں ہے، ملا، الحمدللہ آپ سے دہلی میں مفصل ملاقات اور گفتگو ہوئی۔

محترمی یونس سلیم صاحب بھی ملے، اس سلسلہ میں اب کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں، آپ بذات خود وزیر اعظم سے رابطہ رکھیں اور ملتے رہیں، تو بہت مفید ہوگا، ان کو مثبت اور مخلصانہ مشورہ دیں کہ وہ ملک کی تعمیر وترقی کا اور باہمی اعتماد واحترام کا کام کریں، شاید اس سے ان کے رویہ اور عزائم میں فرق پڑے، یہ کام سب سے بہتر آپ ہی کر سکتے ہیں، مقاطعہ کے بجائے ملاقات اور مشورہ زیادہ مفید ہوگا۔

"لَعَلَّ اللّٰہَ یحدث بعد ذلك امراً"

ہمارے لئے جو آزمائش پیدا ہوگئی ہے، اس کی جتنی فکر آپ کو ہے وہ تو تعلق کے مطابق ہے، معلوم نہیں ہمارے دہلی سے آنے کے بعد، اس میں کیا پیش قدمی ہوئی؟ کاش کوئی شخص ان سے ملتا اور ان کو اس دعویٰ کے واپس لینے پر آمادہ کرتا، ممکن ہے آپ نے کچھ سوچا ہو، اللہ تعالیٰ جلد عزت کے ساتھ اس سے نجات دے، آپ دعا اور دوا کرتے رہیں۔

عبدالرزاق صاحب اور نثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۳؍اگست ۱۹۹۸ء

۱۰؍ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

محبّ عزیز واعز رفیق اقرب مولانا پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ۲۰؍جولائی کو پہنچ گیا تھا، لیکن صحت کی خرابی اور ضعف ومصروفیت کی وجہ سے دیر میں پڑھنے کا موقع ملا، جس کی معافی چاہتے ہیں۔

آپ نے بڑا اچھا کیا کہ پانڈے صاحب[1] کے انتقال کے بعد جو کچھ دہلی میں مشورے اور تنظیمات ہوئیں، ان سے مطلع فرمایا، اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

دہلی میں جلسہ کا ہونا بہت ضروری ہے، لیکن معلوم نہیں ۲۶، ۲۷؍ستمبر کو ہم ہندوستان میں ہوں گے یا نہیں؟ عمان شرق اردن میں ایک جلسہ ہے، ادھر سے بہت اصرار ہے مگر ہم نے ابھی جانے کا فیصلہ نہیں کیا، صحت طویل سفر کی متحمل نہیں، اگر جانا نہ ہوا اور غالباً آخر ستمبر میں ہندوستان ہی رہنا ہوگا، ان شاء اللہ شرکت کی کوشش کی جائے گی، آپ اوائل یا وسط ستمبر میں یاد دلا دیں۔

جلسہ کی ضرورت واہمیت واضح ہے، آکسفورڈ بھی شروع ستمبر میں جانا ہوتا ہے، لیکن غالباً اس وقت تک واپسی ہو جائیگی، اب یہ زحمت آپ ہی گوارہ فرمائیں کہ جلسہ سے ہفتہ دو ہفتہ پہلے یاد دلا دیں۔

آپ نے اپنی جو معذوریاں لکھیں ہیں، تقریباً وہ سب ہمارے ساتھ بھی ہیں، اس لئے ایک رفیق کا ساتھ رہنا ضروری ہوتا ہے، کموڈ بھی ضروری ہے، پیشاب تین تین گھنٹے پر ضرور لگتا ہے۔

عبدالرزاق صاحب ونثار الحق کا سلام قبول ہو، دل سے نام لے کر دعا کرتے ہیں۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) بشمبھر ناتھ پانڈے سابق گورنر اڑیسہ جو ''پیام انسانیت'' کے جلسوں میں حضرت مولاناؒ کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور مؤثر خطاب کرتے تھے۔

۲۲ ستمبر ۱۹۹۸ء

محبّ گرامی قدر ورفیق محترم مولانا پاریکھ صاحب زادہ اللہ توفیقاً وقبولاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل ہی آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۳ ستمبر ملا، مسلم پرسنل لاء بورڈ کا جلسہ پرسوں ہی اتوار کو ختم ہوا، بمبئی کے اجلاس کے التواء اور تاخیر کو سب نے منظور کیا، آپ کی غیر موجودگی کا بہت احساس رہا، کاش کہ آپ شریک ہوتے اور مزید رہنمائی ملتی۔

آپ نے جن حقائق کی طرف متوجہ کیا ہے، وہ سب قابل توجہ اور اہم ہیں، اگر یہ خط پہلے آگیا ہوتا تو مجلس میں پیش کر دیا جاتا، اب ہم اس کو محفوظ رکھتے ہیں ان شاء اللہ بورڈ کے جن ذمہ داروں کو دکھا سکیں گے، ان کو دکھائیں گے۔

آپ کا خط عزیز رابع کے متعلق ملا، الحمد للہ ان کا آپریشن کامیاب رہا، آجکل آرام کر رہے ہیں۔

آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے دہلی کے سفر سے معافی دے دی، صحت بہت کمزور اور ڈاک اور کاموں کی بڑی کثرت ہے، وہاں کئی جگہ جانے اور تقریبات میں شرکت کرنی پڑتی، مدراس کا ارادہ باقی ہے، کچھ قرآن مجید کی نسبت سے، کچھ وہاں لوگوں کے اصرار سے، تعلقات کی بناء پر جانے کا ارادہ کر لیا ہے، لکھنؤ سے براہ راست مدراس ان شاء اللہ روانگی ہوگی، آپ کی تشریف آوری اور شرکت سے بڑی تسکین اور اطمینان ہوگا، اللہ تعالیٰ خیریت سے پہنچائے اور ملائے۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۰؍اکتوبر ۱۹۹۸ء

۲۸؍جمادی الثانیہ ۱۴۱۹ھ

رفیق گرامی قدر وداعی عظیم النفع مولانا پاریکھ صاحب

اطال اللّٰہ بقاءہ وعمم نفعہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بڑی ندامت اور اعتراف وکوتاہی کے ساتھ لکھا جارہا ہے کہ آپ کی قابل قدر کتاب ''تعلیم الحدیث حصہ دوم'' پر جس کی فہرست مضامین اور کتاب کا کچھ حصہ آپ نے ارسال فرمایا تھا، کچھ لکھنے کی توفیق بہت دیر میں ملی۔

بیرون ہند کا ایک سفر پھر مدراس کا ایک سفر اور صحت کی ناہمواری مانع رہی، بالآخر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی اور کچھ لکھنے کی نوبت آئی، جس سے کتاب کا حق تو نہیں ادا ہوتا، مگر اس کام کے ثواب وسعادت میں برائے نام حصہ ہوجاتا ہے، خدا کرے آپ کو پسند آئے۔

حاجی عبدالرزاق صاحب ونثار الحق کا سلام قبول ہو، دعا کی درخواست۔

والسلام

دعا گو وطالب دعا

ابوالحسن علی ندوی

۲۸؍رجب ۱۴۱۹ھ

۱۸؍نومبر ۱۹۹۸ء

رفیق گرامی قدر رہبر قوم جناب مولانا پاریکھ صاحب اطال اللّٰہ بقاءہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ مورخہ ۱۲؍نومبر ۱۹۹۸ء پہنچ کر باعث مسرت وعزت ہوا، آپ ''گیا'' کے ''پیام انسانیت'' کے اجلاس میں تشریف نہ لاسکے، اس کی کمی محسوس ہوئی، اجلاس بڑا

کامیاب رہا، اتنا بڑا جلسہ ابھی تک ''پیام انسانیت'' کا کہیں اور نہیں ہوا، ستر پچھتر ہزار افراد کی شرکت تھی، بارہ تیرہ ہندو لیڈر اور تنظیموں کے ذمہ داران بھی اسٹیج پر تھے، ان میں کئی نے تقریریں بھی کیں۔(۱)

اتنی تعداد نمائندگی کے لحاظ سے جلسہ بہت کامیاب تھا، آپ کو بھی مبارک ہو، سفر اور کئی جگہ آنے جانے کا ہم پر بہت اثر پڑا، اور ضعف و تکان حد کو پہنچ گیا، اب الحمدللہ کچھ بہتر حال ہے۔

آپ کے خط کا مطالعہ اور اس سے استفادہ کیا، تقریباً یہ مشترک خیالات و تجربات ہیں، اس کے مندرجات سے پورا اتفاق ہے، اس خط کے ذریعہ صرف اس کی رسید دینی ہے، خدا کرے کہ کسی قریبی موقع پر ملاقات ہو جائے، مجی انیس چشتی صاحب جلسہ میں شریک تھے، انہوں نے بتایا تھا کہ آپ کی طبیعت کچھ ناساز و کمزور ہے، آپ نہ آسکیں گے خدا کرے اب صحت ٹھیک ہو، ہمارے لئے بھی دعا کرتے رہیں، عبد الرزاق سلام و درخواست دعا کرتا ہے۔

والسلام
دعا گو و طالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۱۷ر دسمبر ۱۹۹۸ء
۲۷ر شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

محب و رفیق مخلص و معاون اطال اللّٰہ حیاتہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ۱۷ر دسمبر کو آپ کا ۱۰ر دسمبر کا لکھا ہوا تعزیت نامہ پڑھا، آپ کی تعزیت کا بہت

(۱) مولانا سید نظام الدین امیر شریعت بہار کی سرپرستی میں ہوا تھا جس میں ان کے صاحبزادے مولانا عبدالواحد پیش پیش تھے۔

شکریہ، مرحومہ[1] ہماری حقیقی بھتیجی ہیں اور عزیزی سلمان سلمہ کی والدہ، اللہ تعالیٰ نے بہت صلاح وفلاح اور دینداری عطا فرمائی تھی، اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے، تعزیت نامہ کا شکریہ۔

عبدالرزاق صاحب وثارالحق ندوی کا سلام قبول ہو۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۲۶ر جنوری ۱۹۹۹ء
۲۸ شوال المکرّم ۱۴۱۹ھ

محبّ گرامی منزلت ورفیق محترم جناب مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ مورخہ ۱۹ر جنوری آج ۲۶ر جنوری کو نظر سے گزرا، آپ نے اپنے مکتوب میں جن تاثرات کا اظہار کیا ہے وہ آپ کی محبت ورفاقت اور یگانگت کا نتیجہ اور شاہد ہے، آپ کی تہنیت وتبریک اس اعزاز[2] سے کچھ کم نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی حیات، صحت وتوفیق

(۱) سیدہ فاطمہ بی بنت مولانا حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی حسنیؒ جن کا، ۷۱ر سال کی عمر میں اچانک ۱۱ر نومبر ۱۹۹۸ء کو لکھنؤ میں انتقال ہوگیا تھا اور پھر رائے بریلی میں تدفین عمل میں آئی تھی، رحمہا اللہ رحمۃً واسعۃً۔

(۲) ''حکومت دبئ'' نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی خدمت میں ''عالمی دینی شخصیت'' کا ایوارڈ پیش کیا جس میں ایک کروڑ روپئے نقد دئے گئے، مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب ناگپور نے اپنے مرشد ومربی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کو اس اعزاز کے ملنے پر مبارکباد کا خط لکھا، اس مبارکباد کے خط کا حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے جو جواب دیا وہ ہر کامیاب مومن کے لئے ایک عجیب اظہار تشکر ہے، یہ اطلاع بھی انشاء اللہ قارئین کے لئے مسرت کا باعث ہوگی کہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے ایوارڈ کی تمام رقم دینی اداروں کو فی سبیل اللہ دے دی، ایک پیسہ نہ اپنے لئے باقی رکھا نہ اپنے اقرباء کے لئے۔ (ذلک فضل اللہ) مرتب۔

میں برکت عطا فرمائے۔

ملاقات کو بہت دن ہو گئے، خدا کرے بنگلور میں ملاقات ہو،[1] دعا فرماتے رہئے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں شرمندہ نہ فرمائے، اور وہاں عزت رکھ لے، یہاں رائے بریلی میں منگل کو عید ہوئی، رویت لکھنؤ میں ہوئی تھی، صاحبزادگان اور افراد خاندان کو سلام کہئے۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۲۲ر فروری ۱۹۹۹ء

۵ر ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ

رفیق محترم وشریک ومعاون دعوت وخدمت دین
مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب اطال اللّٰہ بقاءہ وقواہ واعانہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس کی ندامت اور شرمندگی ہے کہ آپ کے عنایت نامہ مورخہ ۱۴ر فروری کا جواب اور رسید تاخیر سے دی جارہی ہے، ان دنوں ضعف ومصروفیت دونوں بہت رہے، لیکن الحمدللہ کبھی آپ کی ذات، رفاقت اور خدمات فراموش نہیں ہوئے، آپ کے لئے دعا کرنا بھی ایک وظیفہ اور معمول بن گیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں اس کو قبول فرمائے اور ہمیں بھی اس کی برکت عطا فرمائے، بنگلور میں انشاء اللہ ملاقات ہوگی، اللہ

(۱) بنگلور میں جامعہ اسلامیہ سبیل الرشاد میں رابطہ ادب اسلامی کا ادب القصص (ادب حکایت) پر سیمینار تھا، جس میں شرکت کے لئے سفر فرمایا اور بھٹکل تشریف لے گئے تھے، واپسی میں طبیعت ناساز ہوئی اور لکھنؤ پہنچ کر فالج کا حملہ ہوا، اسی سال کے آخری دن ۳۱ر دسمبر (۲۰ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ) کو اپنے وطن رائے بریلی میں وفات پائی۔

تعالیٰ یہ سفر آسان اور مبارک فرمائے، جہاں تک خطوط پر کچھ لکھنے کا تعلق ہے اس پر کوئی اور صاحب قلم لکھتا تو اچھا تھا، اگر ضروری ہوا اور آپ کی رائے یہی ہوئی تو ان شاء اللہ تعمیل ہوگی۔

یہ معلوم کر کے مسرت بھی ہوئی اور تعلق کی بنا پر کسی قدر شرمندگی ہوئی کہ آپ نے ہمارے معاون ورفیق مولوی نثارالحق صاحب ندوی کے بیٹوں کے کاروبار کے لئے گرانقدر ہدیہ عنایت فرمایا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزاء عطا فرمائے اور جن کے لئے دیا گیا ان کو کاروبار میں کامیابی اور برکت عطا فرمائے، عبدالرزاق ونثارالحق خدمت میں دست بستہ سلام عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست، والسلام مع الاکرام۔

والسلام
دعا گو وطالب دعا
ابوالحسن علی ندوی

۱۳/اگست ۱۹۹۹ء

محبّ مکرم داعی اللہ محبی فی اللہ مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب
اطال اللہ بقاءہ و عافاہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا فیکس مورخہ ۱۸/اگست ملا، یہ معلوم کر کے بڑی تشویش ہوئی کہ آپ کو دوبارہ قلبی تکلیف ہوگئی ہے، آپ سے خصوصی مناسبت وتعلق کی وجہ سے طبیعت متاثر ہوئی، اللہ تعالیٰ مکمل صحت وعافیت عطا فرمائے اور تادیر دین کی خدمت کے لئے باقی رکھے۔

ماہر ڈاکٹروں کی اس سلسلہ میں جو رائے ہو، ان شاء اللہ اس پر عمل مفید ہوگا، الحاج عبداللہ بھائی پٹنی کی فکر وتوجہ سے خوشی ہوئی، اپنی صحت کا آپ بھی خیال رکھیں اور ابھی زیادہ جسمانی محنت سے پرہیز کریں۔

ادھر کئی روز سے ہماری طبیعت بھی زیادہ متاثر ہے، رات کو تنفس کی شکایت ہوئی تھی،

اب الحمدللہ بہتر ہے، کل ہی پاکستان سے مولانا عبدالرشید صاحب[1] کی وفات کی اطلاع ملی، آپ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت وایصال ثواب کریں، ہم آپ کے لئے روزانہ نام لے کر دعا کرتے ہیں، امید ہے کہ فون سے خیریت کی اطلاع ملتی رہے گی۔

والسلام

ابوالحسن علی ندوی

(۱) مولانا عبدالرشید نعمانی جے پوری کا کراچی میں ۱۲/اگست کو ۸۵/سال کی عمر میں انتقال ہوا تھا وہ حضرت مولاناؒ کے مجاز خلیفہ تھے اور ایک عظیم محدث ومحقق اور بلند پایہ کے مصنف تھے، حضرت مولانا سید حیدر حسن خاں ٹونکی (متوفی ۱۹۴۲ء) کے خاص شاگرد اور ان سے بھی اجازت یافتہ تھے، ''ابن ماجہ اور علم حدیث'' ان کی معرکہ آراء کتاب ہے۔

بنام

قاضی محمد عدیل عباسی

(۱۳/مارچ، ۱۸۹۸ء۔۲۲/مارچ، ۱۹۸۰ء)

مجاہد آزادی، نامور صحافی، تحریک خلافت کے علمبردار، اردو کے معتبر اور مخلص ترین قافلہ سالار، مسلم یونیورسٹی کے عظیم فرزند، اس کے اقلیتی کردار کی حفاظت اور مطالبے کے پرجوش داعی، دینی تعلیم کونسل کے بانی، ماہر تعلیم، ممتاز مورخ، دین وشریعت، زبان وتہذیب، ملی تشخص اور غیرت ایمانی کے ساتھ زندہ رہنے کی آواز بلند کرنے والے ملی رہنما، سیاسی مدبر، قوم و وطن کے خاموش خدمت گزار تھے، قاضی عدیل عباسی مرحوم مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے گریجویٹ تھے، سیاسی اور عملی زندگی کا آغاز انہوں نے صحافت سے کیا اور مولانا ظفر علی خان کے روزنامہ ''زمیندار'' سے اپنے قلم کی جولانی دکھائی، پھر تحریک خلافت میں ایسے لگے کہ آخر تک آزادیٔ وطن کی تحریک سے وابستہ رہے، ملک کی تقسیم کے مخالف تھے اور کانگریس سے سیاسی وابستگی تھی، دینی تعلیمی کونسل کی ۱۹۵۹ء میں بنیاد ڈالی اور عظیم تعلیمی کانفرنس منعقد کی۔ ۲۲/مارچ ۱۹۸۰ء کو وفات پائی۔

مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ کا اہم خط

ستمبر ۱۹۵۹ء

مکرم ومحترم دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ بڑی مسرت کے ساتھ میں جناب کو مطلع کر رہا ہوں کہ جلسہ انتظامیہ ندوۃ العلماء منعقدہ ۱۰ راگست ۱۹۵۹ء میں جناب کا انتخاب رکن مجلس انتظامی ندوۃ العلماء لکھنؤ عمل میں آیا ہے، جلسہ کی مکمل مطبوعہ کارروائی ہمراہ ارسال ہے، امید ہے جناب والا مجلس انتظامی ندوۃ العلماء لکھنؤ کی رکنیت قبول فرمائیں گے اور اس سے مجھے مطلع کریں گے۔

والسلام

عبدالعلی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

۱۸ ر ستمبر ۱۹۵۸ء

گرامی قدر زیدت معالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

گرامی نامہ مورخہ یکم ستمبر لکھنؤ ہو کر مجھے ابھی دو چار روز ہوئے، لاہور میں ملا جہاں میں ۷ ر ستمبر سے ہوں اور غالباً آخر ستمبر تک رہوں گا۔

جناب نے جن بلند خیالات کا اظہار فرمایا ہے، اس کے لئے نہایت شکر گزار ہوں اور حقیقتاً وہ بڑی ہمت افزائی کا باعث ہیں۔ اللہ آپ کے حسن ظن کے مطابق بنائے اور اخلاص

وللّٰہیت کا کوئی ذرہ نصیب فرمادیں۔ "وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ"
اگر لکھنؤ میں ہوتا اور کچھ فارغ ہوتا تو مفصل جواب دیتا۔ اس کو صرف رسید تصور فرمایا جائے۔

ناچیز
ابوالحسن علی

ازسہارن پور

۱۱ر دسمبر ۱۹۶۰ء

محبّ گرامی جناب قاضی صاحب زیدت معالیہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۶ ر دسمبر ملا، میں نے بھی پڑھا، مولانا نے بھی ملاحظہ کیا، آپ کے حالات ہم اہل تعلق سے مخفی نہیں۔ افسوس ہے کہ ہم ناچیز اس سلسلہ میں ابھی تک کوئی مدد اور رفاقت نہیں کر سکے۔ مسلمانوں کی یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ آپ جیسے حضرات کو جن کا ایک لمحہ بھی بڑا کارآمد ہے، معاشی افکار اور ضروریات زندگی کی فراہمی سے فرصت وفراغت نہیں، اور آپ کا قیمتی وقت اور اس سے زیادہ قیمتی توجہ کا ایک حصہ اس کے نذر ہوتا ہے۔

ہم مسلمانوں اور آپ کے رفقاء کے لئے یقیناً یہ بات بڑی ندامت وملامت کی ہے، مگر کام کے لئے بعض اوقات یہ پہلو بڑا مبارک اور قوت وحیات بخش ہوتا ہے، بڑے بڑے عہد آفریں اور انقلاب انگیز کام ان شخصیتوں نے انجام دئے ہیں جو فقر وفاقہ کی زندگی گزارتے تھے اور بعض تفکرات، امراض اور مصائب کا شکار تھے۔ تاریخ کے مطالعہ سے بعض اوقات یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہیں یہ پہلو انقلاب انگیزی اور تاثیر وقبولیت کا کوئی ضروری عنصر تو نہیں ہے؟ آپ "تاریخ دعوت وعزیمت" کا پہلا حصہ ملاحظہ فرمائیں گے تو ایسا ہی نظر آئے گا۔

اب کام اس منزل پر آگیا ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے، اور آپ کا زیادہ وقت اس فیصلہ کن تاریخی مسئلہ کے لئے حاصل کرنا چاہئے۔

جہاں تک مولانا محمود الحسن صاحب[1] کا تعلق ہے، ان کے متعلق اب فیصلہ یہی ہے کہ وہ لکھنؤ تشریف لائیں اور وہاں صدر دفتر قائم ہو اور وہ اس کو بنائیں، اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا، آپ جنرل سکریٹری کی حیثیت سے اس کی کارروائی کریں۔

مولانا محمود صاحب سے بات ہو چکی وہ تیار ہیں اور اس کی اہمیت سے ان کو اتفاق ہے، اب اس میں تاخیر مناسب نہیں ہے، میں ۱۵ر کو کلکتہ اور ۱۷ر کو رنگون روانہ ہو رہا ہوں، اوائل جنوری میں ان شاء اللہ واپسی ہوگی۔

اعظم گڑھ میں اچھا کام ہو رہا ہے، اس کی ہمت افزائی اور تحسین کی ضرورت ہے۔

مولانا محمود صاحب کی خدمت میں سلام۔

مخلص

ابوالحسن علی

۱۴ر دسمبر ۱۹۶۰ء

محبّ گرامی جناب قاضی صاحب زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، سہارن پور سے میں نے ایک خط آپ کو لکھا ہے، امید ہے کہ ملا ہوگا۔ کل لکھنؤ پہونچ کر آپ کا دوسرا گرامی نامہ ملا، آپ کی تحریر پر میں نے مولانا محمود صاحب کے الاؤنس کے متعلق اپنا اتفاق رائے اور منظوری لکھ دی ہے اور وہ تحریر ہم رشتہ ہذا روانہ ہے، دوسری تحریر بابت قائم مقامی مولانا شاہد فاخری صاحب ارسال ہے کیونکہ میں غالباً ایک مہینے غیر حاضر رہوں گا۔

میرے نزدیک جنوری سے مولانا محمود الحسن صاحب کو صدر دفتر دینی تعلیمی کونسل کا کام لکھنؤ میں سنبھال لینا چاہئے، آپ جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ضابطہ کی کارروائی کریں۔

---

(۱) سابق ناظم دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ صوبہ میں دورہ کرنے، مختلف جماعتوں اور اداروں سے رابطہ کرنے اور کونسل کے مقاصد کی اشاعت وتبلیغ کے لئے ان کو ایک معاون دیا جائے، اس کے لئے میرے خیال میں عزیز الٰہی خاں صاحب علیگ بہت مناسب ہیں، صوبہ کی طرف سے ان کا تقرر کیا جائے اور سو روپیہ ماہوار ان کو تنخواہ دی جائے۔

مولانا محمود الحسن صاحب کے بستی سے چلے آنے کے بعد جو جگہ خالی ہوگی اور ضلع کے کام کی تنظیم میں جو خلا واقع ہوگا، میرے خیال میں اس کو پر کرنے کے لئے مولوی احمد حسن صاحب صبوحی مناسب ہوں گے، ان کو بستی کے کام کے لئے مخصوص کرلیا جائے۔

آپ کے جنرل سکریٹری کے عہدہ سے کنارہ کش ہونے کا سوال خارج از بحث ہے، میرے نزدیک اس پر غور کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے، آپ کی عالی ہمتی اور خداداد صلاحیتوں سے بہت بعید ہے کہ آپ اس پر غور بھی فرمائیں، آپ کا مسلک تو یہ ہونا چاہئے۔

دست از طلب ندارم تا کام بر نہ آید
یا تن رسد بجاناں یا جاں زتن بر آید

آج ہی رنگون کے لئے روانہ ہو رہا ہوں، دعائے خیر کا طالب ہوں۔

مولانا محمود الحسن صاحب کی خدمت میں سلام

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۲/اپریل ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تشریف لے جانے کے وقت آپ

سے نہیں مل سکا اور آپ کو رخصت نہیں کر سکا۔ اس وقت کچھ ایسی مجبوری پیش آئی تھی کہ میں حاضر نہیں ہو سکا تھا۔

مولانا محمود الحسن صاحب نے عنایت نامہ میرے حوالہ کیا، واقعہ یہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے میرے دل کو دھکا لگا، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ نے یہ خط ایسے وقت میں تحریر فرمایا ہے جب آپ کسی فکر میں تھے یا ہم لوگوں کی کوئی گفتگو آزردگی کا باعث ہوئی۔ اس سلسلہ میں میں دو تین باتیں عرض کرتا ہوں، ان کی حیثیت جواب اور استدلال کی نہیں ہے محض وضاحت مقصود ہے۔

(۱) یہ واقعہ ہے کہ موجودہ تعلیمی مسئلہ کی اہمیت آپ کی گفتگوؤں، تقریروں اور آپ کے کام کو دیکھ کر ہوئی، اگر اس تحریک اور کوشش کی کوئی کامیابی مقدر ہے تو اس کا سہرا آپ ہی کے سر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کا آپ کو وہ اجر عطا فرمائے گا جو ایک نسل کے ایمان کی حفاظت کا اجر وثواب ہے۔ اور وہ اتنا عظیم الشان اجر ہے جس کا کوئی انسانی ذہن تصور نہیں کر سکتا۔ ہم سب لوگوں کی کوششیں اور اس کے نتائج آپ ہی کے حساب میں ہیں۔ یہ ایسی لازوال جرأت اور مسرت ہے کہ اس کے بعد کسی رفیق سے کسی شکوہ و شکایت کا کوئی موقع ہی نہیں، اس پر تو ہر دم یہی صدا بلند ہونی چاہئے۔

ہر دو عالم قیمت خود گفتہ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

جہاں تک ہم دونوں کا تعلق ہے، ہم دل و جان سے اس میں شریک ہیں اور شرکت کو اپنی سعادت سمجھتے ہیں، لیکن ہم لوگوں کا مزاج قطعاً تحریکی نہیں ہے، زور و شور سے کسی تحریک کو اٹھانا، طوفانی دورے کرنے کا ہمارا مزاج نہیں، البتہ اگر کوئی نظام مقرر ہو جائے تو اس میں اپنا حصہ ادا کرنے کے لئے ہم تیار ہیں۔ جہاں تک اس مخصوص جماعت کا تعلق ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے اور تحریر فرمایا ہے کہ اگر وہ حضرات ہوتے تو ان کی شرکت و رفاقت میں بہت کام ہو جاتا تو آپ سے زیادہ کوئی اس حقیقت سے واقف نہیں ہے کہ کن حالات میں ان کی رفاقت سے محروم ہونا پڑا اور کس قدر ان کے تعاون اور اتحاد کی آپ نے اور ہم نے کوشش کی

اور آخر میں آپ نے آخری پیشکش فرمادی جو نامنظور ہوئی، اس لئے اب ان کی علاحدگی کا ہم میں سے کوئی ذمہ دار نہیں، اب بھی اگر اس کی کوئی مناسب شکل نکلے تو ہم سب اس کا خیر مقدم کریں گے اور اگر اب بھی کوئی انتخاب کا موقع ہو اور ہمارے بجائے ان کی رفاقت مفید ہو تو ہم بڑی خوشی سے ان کے لئے اپنی جگہ چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔

(۲) مولانا محمود الحسن صاحب کو پورے وقت کے لئے صرف کانفرنس کے انعقاد تک کے لئے لکھنؤ میں بٹھایا گیا ہے، اس کے بعد یہ اصول رہے گا کہ وہ ہر مہینے دس روز بستی میں صرف کیا کریں گے اور امید ہے کہ اسی طرح سے بستی کے کام میں ان سے بیش قیمت مدد ملے گی۔ آپ کے ضلع کے کام کا ضائع ہونا ہم لوگوں کو کسی طرح منظور نہیں ہے اور یہ بات کبھی حاشیہ خیال میں بھی نہ تھی، وہ ہم سب کا قیمتی سرمایہ ہے۔

آپ نے اپنے خط میں اپنا جو ارادہ ظاہر کیا ہے، اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اپنے ہاتھ کا کاتا ہوا سوت کوئی بھی خوشی کے ساتھ نہیں کھولتا، آپ کے خط میں دوبارہ یہ جملہ پڑھ کر دل کو بہت دکھ ہوا کہ آپ نے اپنے بجائے جن صاحب کا نام لیا ہے وہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ اس کام کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ میرے خیال میں اگر آپ کسی سکون کے وقت میں اپنے خط پر نظر ڈالتے تو اس کو یا تو بہت بدل دیتے یا پورا ہی ختم کر دیتے۔ آپ نے اپنے قدیم معمول کے خلاف اس خط کو دوسرے وقت کے لئے ملتوی نہیں کیا، اور برداشتہ قلم حوالہ کر دیا، امید ہے کہ آپ خود بھی اب اس کیفیت میں نہ ہوں گے جس کیفیت میں آپ نے خط لکھا ہے، ان شاء اللہ ۲۳ر اپریل کو اگر میں رہا تو مزید گفتگو کروں گا ورنہ مولانا منظور صاحب آپ سے بات چیت کریں گے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۴/اپریل ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی قدر جناب قاضی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ یکشنبہ کو سفر سے مراجعت ہوئی، ملاقات کا اشتیاق تھا، معلوم ہوا کہ آپ ۲۲/کو تشریف لا رہے ہیں لیکن میرا آج رائے بریلی جانا ضروری ہے اور ۲۱/تک واپسی نہیں ہوسکتی۔ مولانا کا خط آپ کو مل گیا ہوگا جس میں اس کی اطلاع کی اور ۲۴/کو آمد کی خواہش ظاہر کی گئی ہے۔ اگر آپ ۲۴/کو نہ آسکیں تو حسب تجویز سابق آپ ۲۲/ہی کو تشریف لے آئیں، مولانا ان شاء اللہ موجود رہیں گے۔

اس وقت یہ عریضہ خاص اس ضرورت سے لکھ رہا ہوں کہ ابھی مولانا سلمان صاحب جونپور سے تشریف لائے، ان کو مولانا محمود الحسن کا وہ تار مل گیا جس میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ بجائے آپ کے پرنسپل ریاض الدین صاحب صدارت کریں گے۔ اس سے وہ سخت پریشان ہیں۔ چونکہ آپ کے نام کا اچھی طرح اعلان ہو چکا ہے اور جونپور میں مخالف گروہ موجود ہے، اس لئے وہ اس کو ترجیح دیتے ہیں کہ کانفرنس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کردی جائے لیکن یہ تبدیلی نہ کی جائے کہ انہوں نے جو صورت حال بیان کی ہے وہ میرے نزدیک ضرور قابل توجہ ہے۔ اور میں بھی باصرار آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ زحمت گوارہ کریں اور صدارت فرمائیں، میں بھی ان شاء اللہ شرکت کروں گا۔ یہ میری اور مولانا کی مشترک رائے ہے۔ جونپور کے خاص حالات کے پیش نظر یہ ضروری ہے، امید ہے کہ آپ کا آخری فیصلہ یہی ہوگا۔

۲۲/یا ۲۴/کو لکھنؤ تشریف آوری کے متعلق اپنے فیصلہ سے مطلع فرمائیں۔

مخلص

ابوالحسن علی

۳۰ر نومبر ۱۹۶۱ء

محبّ گرامی زیدت معالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مجھے سفر سے واپسی پر ۲۷ر نومبر کو ملا۔ آپ کے خط کی روشنی میں مولانا[1] سے گفتگو بھی ہوئی۔ مجھے آپ کی پیش کردہ اس اسکیم سے اتفاق ہے۔ ایسا کرلیا جائے۔ اس عرصہ میں ہم لوگوں کو کچھ کوشش کرنے کا موقع مل جائے گا۔ میرا اندیشہ صحیح نکلا کہ میں کلکتہ کی مقرر تاریخ کے بعد پہونچا، اس لئے اس کا التوا مناسب ہوا۔ اب ان شاء اللہ مشورہ کر کے کوئی دوسری تاریخ مقرر کرلی جائے گی۔ اگر کچھ کام نہ بھی ہوتا تب بھی میں آپ کی طلبی پر بیارہ[2] جاسکتا تھا اور میرے لئے آپ کی وجہ سے یہ سفر خوشگوار تھا۔ اب جب ایک پروگرام بھی ہے تو میرے سامنے کیا عذر ہوسکتا ہے، ان شاء اللہ حاضری دوں گا۔ اگر وقت پر کوئی ایسا مانع (مثلاً والدہ صاحبہ کی صحت کی کیفیت جو ادھر کچھ عرصہ سے علیل چل رہی ہیں) پیش نہ آئے گی، سفر کا نظام مولانا محمود صاحب[3] کے سپرد کر دیجئے وہ مناسب پروگرام بنالیں۔ مولانا ہاشم صاحب[4] سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی۔ جب سے آیا ہوں شدید نزلہ میں مبتلا ہوں۔ ۳ر دسمبر کو شاید آپ تشریف لائیں۔ ٹریننگ کیمپ کا افتتاح ہے۔ اس وقت مزید گفتگو ہوجائے گی، ان شاء اللہ۔

ٹونک کا اجتماع ممتاز ترین اجتماع تھا جو اس وقت تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ ۳۲۵ر صرف نمائندے تھے، جو صوبہ کے گوشہ گوشہ اور سرحدی مقامات تک سے آئے تھے۔ فضا بڑی سنجیدہ اور عملی تھی اور تاثر بھی گہرا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

امید ہے مزاج بخیر ہوگا، عجلت میں یہ چند سطریں نزلہ وحرارت کی کیفیت میں لکھ دی کہ آپ کے خط کو آئے ہوئے کئی دن ہوگئے۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

---

(۱) مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔ (۲) قاضی صاحب کا آبائی وطن بیارہ قاضی، سدھارتھ نگر۔

(۳) مولانا محمود الحسن عثمانی (سابق ناظم دینی تعلیمی کونسل)۔ (۴) مولانا محمد ہاشم فرنگی محلی۔

۷/جولائی ۱۹۶۲ء

مکرمی ومحترمی زید لطفکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ یکم جولائی ۱۹۶۰ء وقت پر مل گیا تھا، جونپور سے واپسی پر نقرس کے درد میں مبتلا ہوگیا، جونپور جاتے ہوئے پاؤں میں جو چوٹ آئی تھی وہ غلط علاج وتدبیروں کی وجہ سے نقرس کے دورہ میں تبدیل ہوگئی، کئی روز معطل رہا، اب الحمدللہ چلنے پھرنے لگا ہوں، آپ کے اس اہم خط کے جواب میں جو تاخیر ہوئی، اس کی معافی چاہتا ہوں۔

(۱) آپ نے جن مشکلات اور قابل غور مسائل کا تذکرہ کیا ہے ان پر سب سے اچھی رائے آپ ہی دے سکتے ہیں، زیادہ سے زیادہ مجلس عاملہ کے جلسہ میں ان پر مشورہ کیا جاسکتا ہے، بہرحال مشکلات کو حل کرنا ہے۔

(۲) جمعیۃ(۱) اور کونسل(۲) کے اتحاد عمل کا مسئلہ برابر خلش بنا رہا ہے، آج ڈاکٹر سید محمود صاحب کی موجودگی میں جو ہم لوگوں سے گفتگو کرنے آئے ہوئے ہیں، اس پر دیر تک گفتگو رہی، بعض نئے پہلو سامنے آئے اور جو دوبارہ گفتگو کے لئے کچھ روشن امکانات نظر آتے ہیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب(۳) کی واپسی کا بھی ہم کو انتظار کرنا چاہئے، نئے مسئلہ نے دونوں جماعتوں کو اشتراک عمل اور متحدہ کوشش کے لئے ازسرنو غور کرنے پر مجبور کردیا ہے۔ میرے خیال میں یہ زمانہ اس مسئلہ کو دوبارہ اٹھانے کے لئے نہایت مناسب ہے۔

(۳) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا محمد منظور صاحب ''ندائے ملت'' کی طرف ہمہ تن متوجہ ہیں لیکن میرے خیال ناقص میں ان کی یہ توجہ کونسل کے مالی اعانت میں مزاحم نہیں ہوگی۔ ''ندائے ملت'' کے لئے مالی اپیل عارضی اور وقتی ہے اور امید ہے کہ بہت جلد ''ندائے ملت'' خود کفیل ہوجائے گا، دوسرے یہ کہ اس کے لئے زیادہ تر مالی مدد لکھنؤ اور کلکتہ سے حاصل ہونی ہے اور یہ دونوں وہ مقامات ہیں جہاں ہم پوری توجہ صرف کرکے

(۱) جمعیۃ علماء ہند (۲) دینی تعلیمی کونسل (۳) مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی مجاہد آزادی

اور اپنا پورا اثر استعمال کر کے ہم کونسل کے لئے رقم حاصل کر چکے ہیں۔ لکھنؤ پر اب بھی کونسل کے مالی وسائل کا بہت کچھ انحصار ہے، کلکتہ میں مزید سکت نہیں، اس کو میں خود آزما چکا ہوں، میرا اندازہ یہ ہے کہ مولانا بہت جلد کونسل کی طرف اس طرح متوجہ ہو سکیں گے جس طرح پہلے تھے۔

(۴) کام کو بڑھانے اور تیزی کے ساتھ لے جانے کے لئے آپ نے جو تجاویز پیش کی ہیں ان سے مجھے اتفاق ہے، مکان کامل جانا تو قابو کی بات نہیں، کوشش ان شاء اللہ جاری رہے گی، ظفر احمد صاحب سے میں نے خود بات کی تھی ان کو ان شاء اللہ بہت جلد لکھنؤ منتقل کرنے اور ان کے مصارف کا انتظام کیا جائے گا اور ہم دونوں اس کے مصارف کی پوری ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔ مکان سو روپئے کے اندر تک کا، مولانا محمود الحسن صاحب کے دورہ اور تنظیمی سفر بدستور دفتر، اور ضروری ذخیرہ کتب یہ سب ضروری مصارف ہیں اور اب کونسل میں ان سب کو طے کر لینا ہے اور اس کی ذمہ داری اور اس کے انصرام میں ہم لوگ پورے شریک ہیں۔

(۵) 'ندائے ملت' کے دو پچھلے شماروں میں آپ کے دو مضمون شائع ہوئے، نئی صورت حال کے متعلق آپ کا مضمون بڑا موثر ثابت ہوا، اور تقریباً تمام اردو اخبارات نے اس کو نقل کیا، ''بچے'' کے عنوان سے آپ کا مضمون دو قسطوں میں بہت پسند کیا گیا، آئندہ شمارہ میں جونپور کا خطبہ صدارت آرہا ہے، اس طرح ان شاء اللہ 'ندائے ملت'' کی وابستگی اس تحریک سے بڑھتی چلی جائے گی اور ان شاء اللہ اب آپ کو شکایت کا موقع نہ ہوگا۔ میری خود بھی یہی خواہش ہے کہ ''ندائے ملت'' میں اس تحریک کا زیادہ سے زیادہ حصہ ہو۔

میں آج مظفر نگر سہارنپور جا رہا ہوں، دو دن کے لئے دہلی بھی جاؤں گا، ان شاء اللہ ۱۴/ تک واپسی ہو جائے گی، اس خط کی رسید کا انتظار نہیں ہے، آج (۷/ جولائی شام کو ۴ بجے) ڈائرکٹر صاحب نے ملنے کا وقت دیا ہے، حیات اللہ صاحب[1] کے ذریعہ وقت طے ہوا ہے، مولانا منظور صاحب، اصغر حسین صاحب، اکرم صاحب، کوثر صاحب (بحیثیت ہندی

(۱) حیات اللہ صاحب (مدیر قومی آواز لکھنؤ)۔

مترجم) اور مولانا محمود صاحب ملیں گے، ملاقات کے نتیجہ سے آپ کو مطلع کیا جائے گا۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

والسلام مع الاکرام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۷/۷/۱۹۶۲ء

محبّ گرامی قدر زید لطفہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

مولانا محمد منظور صاحب کا مفصل خط مل گیا ہوگا اور ڈائرکٹر سے بات چیت کا نتیجہ اور خلاصہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ جب آپ کونسل اور عاملہ کے اجلاس میں آئیں گے، مزید گفتگو ہو جائے گی۔

ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب کی میعاد ختم ہو رہی ہے اور خاص طور پر میڈکل کالج میں داخلے میں اور بھی مشکلات ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ پری میڈیکل کورس پڑھنے والوں کو ترجیح دیں گے اور کچھ لوگ پہلے سے میڈکل کالج کے لئے تیاری کر رہے ہیں، بہر حال اس معاملہ میں کچھ لکھنا اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتا، امید ہے کہ آپ مجھے معذور تصور فرمائیں گے۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۹۶۳/۲/۲۳ء

محبّ گرامی جناب قاضی صاحب زید لطفه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ، ۱۱/فروری مجھے کل ۲۱/فروری کو ملا۔ اس سے پہلے مولانا محمود صاحب کا خط بھی اکسپریس ڈیلوری ہونے کے جرم میں آٹھ دس دن میں ملا تھا، اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ آپ سادہ ہی خط لکھیں، تعجب ہے کہ میرا عریضہ بھی جس کو بھیجے ہوئے عرصہ ہوگیا، آپ کو نہیں ملا حالانکہ وہ اکسپریس ڈیلوری نہ تھا۔

ابھی تک کہ جو اطلاع ہے اس کے مطابق شاید روانگی (ان شاء اللہ) دہلی سے ۱۴/ مارچ کو ہو، اس طرح امید ہے کہ میں ۱۰/مارچ کے جلسہ میں جو آپ بجنور میں کرنا چاہتے ہیں شرکت کرسکوں گا۔ بجنور سے ۱۱/کی صبح کو میرے لئے روانہ ہوجانا ضروری ہے تاکہ میں سہارنپور ہوکر دہلی ۱۲/کی صبح کو پہونچ سکوں، خدا کرے یہ خط آپ کو وقت پر مل جائے اور آپ ضروری کارروائی کرلیں۔ میں لکھنؤ ان شاء اللہ ۸/۹ مارچ رہوں گا، اس عرصہ میں آپ مجھ سے کام لے سکتے ہیں۔

جواب میں، میں تاخیر نہیں کررہا ہوں، ہمارے موجودہ نظام میں ایکسپریس ڈیلوری خط لیٹ کردیے جاتے ہیں۔ مولانا محمود صاحب کی خدمت میں سلام۔ مضمون واحد

مرادآباد کے جلسہ میں شرکت نہیں کرسکوں گا اس لئے کہ میں ۹/اور ۱۰/کی درمیانی شب سے پہلے لکھنؤ سے روانہ نہ ہوسکوں گا۔ مولانا محمود صاحب نے کام کی جو تفصیلات لکھی ہیں، وہ اطمینان بخش ہیں، اللہ تعالیٰ تکمیل فرمائے۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

۲۰؍جولائی، ۱۹۶۵ء

محبّ گرامی زیدلطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۱۳؍جولائی ملا۔ سرکلر مجھے ایسے وقت پڑھنے کے لئے ملا کہ میرے لئے اس کو اپنی زبان اور انداز سے لکھنا بہت مشکل تھا۔ یہ بھی سمجھا تھا کہ آپ کی جیسی محتاط اور گٹھی ہوئی عبارت میرے لئے مشکل ہے۔ آپ کی تحریر کا انتساب میرے لئے باعث فخر ہی ہے۔ جہاں تک مجھے ایک دو جگہ کا حال معلوم ہے، سرکلر کے حسب ہدایت بچوں کے داخلے کی کوشش ہو رہی ہے اور بعض جگہ یہ اسکیم کامیاب ہے۔

مجھے آپ کے اس خیال سے اتفاق ہے کہ حیات اللہ صاحب کا مزید نوٹس نہ لینا مناسب ہے بشرطیکہ وہ بھی اب مزید تعاقب نہ کریں۔

میری آنکھ کا معاملہ میری ہی سہل انگاری اور سستی سے ٹل رہا ہے، خیال ہے کہ اب اکتوبر میں علی گڑھ جا کر مشورہ کر لیا جائے اور حتی الامکان اس موسم سرما کے ختم ہونے سے پہلے آپریشن کرا لیا جائے، لکھنے پڑھنے میں مجھے خاصی زحمت ہونے لگی ہے۔

معلوم نہیں آپ کو تاریخ دعوت وعزیمت کے تیسرے حصے کے مطالعہ کا موقع ملا ہے یا نہیں شاید کسی سفر میں موقع ملے۔

میں آج ۸۔۱۰؍روز کے لئے بھوپال جا رہا ہوں۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

رائے بریلی
۵/اپریل ۱۹۶۹ء

محبّ گرامی منزلت زید لطفه
السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

عنایت نامہ مورخہ ۲۵/ مارچ موجب مسرت ہوا تھا۔ جواب میں تاخیر ہوئی، اگر میری حاضری کسی درجہ میں مفید ہوئی تو اپنی خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔

آپ کی پریشانیوں اور ذمہ داریوں کا مجھے علم بھی ہے اور احساس بھی، میں نے وزیر تعلیم صاحب کے استفسار کا بعض مصالح کی بناء پر ابھی تک جواب نہیں دیا، اگر خدا کو منظور ہے، تو اپریل کے آخری ہفتہ میں خود جانا ہوگا، یادداشت میں نے رکھ لی ہے، خدا کرے میں اس سلسلہ میں کچھ کرسکوں۔

ممبران اسمبلی کا معاملہ بہت مشکل ہے، سارا انحصار اس پر ہے کہ یہ حضرات ممبری کو زیادہ عزیز رکھتے ہیں، یا ایمان کو، اگر ممبری ہر حال میں عزیز اور ضروری ہے تو انبیاء علیہم السلام کے براہ راست مواعظ کا بھی ان پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا، اور اگر حقیقت اس کے برعکس ہے، تو ایک منٹ میں مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہوسکتا ہے اس وقت اسی پر اکتفا کرتا ہوں، امید ہے کہ مزاج بخیر ہوگا۔

والسلام
مخلص
ابوالحسن علی

۱۷/جولائی ۱۹۷۲ء

محبّ گرامی مرتبت قاضی صاحب زیدت معالیه!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، کئی روز سے آپ کو خط لکھنے کا تقاضا تھا، اس کا بڑا

محرک آپ کے وہ مضامین تھے جو آپ نے مسلم یونیورسٹی کے تعلق سے لکھے ہیں۔ اور مختلف اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔ بے اختیار آپ کو داد دینے کا نہیں بلکہ اپنی مسرت کا اظہار کرنے کا جی چاہا۔ شاید اس میں چند دن اور گزر جاتے کہ کل مولانا محمود صاحب سلون [1] سے واپسی پر یہاں آئے اور انہوں نے آپ کی تصنیف ''اقبال'' دی۔

آپ نے تو یہ کتاب، ۱۱/اکتوبر ۱۷ء کو مجھ تک پہنچانے کے لئے دفتر کے حوالہ کر دی تھی مگر اس نے مجھ تک پہنچنے میں ۹/مہینے کی مدت لی۔ اقبال کی محبت اور ان کے کلام سے شیفتگی میں آپ کو میں اپنا رقیب نہیں لیکن رفیق ضرور کہوں گا۔ شاید ''نقوش اقبال'' آپ کی نظر سے گزری ہو۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن معتد بہ اضافہ اور پروفیسر رشید احمد صدیقی کے مبسوط مقدمہ کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، امید ہے کہ اگست میں ان شاء اللہ پریس سے باہر آجائے گا اور آپ کی خدمت میں بھی پہنچے گا۔

ابھی ابھی اپنے محسن اور محبّ ومحبوب شیخ ظہور الحسن صاحب مرحوم پر آپ کا مضمون، ندائے ملت، میں پڑھا، بہت جی خوش ہوا، آپ نے ان کے ساتھ انصاف کیا، مجھے مجتبیٰ صدیقی کا مضمون پڑھ کر تکلیف بھی ہوئی تھی اور اس سے زیادہ تعجب، معلوم نہیں کس عالم میں انہوں نے یہ مضمون لکھا۔

میں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کو بہ تاکید اپنے کتابچے بھیجنے کی ہدایت کرتا ہوں، ان میں پہلا کتابچہ ''اسلام مکمل دین، مستقل تہذیب'' کے متعلق خواہش تھی کہ ضرور آپ کی نظر سے گزر جائے۔ ابھی حال میں ایک نیا کتابچہ ''لسانی وتہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق'' پہونچا ہوگا۔ اس کے متعلق بھی خواہش مند ہوں کہ آپ کی ایک نظر پڑ جائے۔

خدا کرے مزاج بالکل بعافیت ہو اور مستقبل قریب میں آپ سے ملاقات ہو کہ ؎

آ عندلیب مل کے کریں آہ وزاریاں

والسلام

خاکسار

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) سلون، رائے بریلی، مشہور تاریخی قصبہ۔

از دائرہ شاہ علم اللہ، رائے بریلی

۲۸ر دسمبر ۱۹۷۲ء

محبّ گرامی مرتبت قاضی صاحب زید لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۷ر ستمبر کی صبح کو بیرون ملک کے سفر سے بمبئی پہنچا تو بھائی ظفر صاحب جو پرسنل لا کنونشن میں شرکت کے لئے بمبئی آئے ہوئے تھے، حادثہ فاجعہ کی اطلاع ملی۔ میں اس سے بالکل بے خبر تھا، ایک طویل رفاقت کے بعد اپنی مونس وغمگسار شریک حیات کی جدائی سے آپ کے حساس ودردمند قلب پر جو اثر پڑا ہوگا اور اس سے آپ کے نظام زندگی میں جو ابتری وانتشار پیدا ہوا ہوگا اس کا تصور کرنا مشکل نہ تھا۔ میں نے اپنے بھائی صاحب مرحوم[1] کی یہ کیفیت دیکھی ہے، اس لئے میں اس کا اندازہ کرسکتا ہوں۔ عمر کی اس منزل میں خاص طور پر اس کا اثر گہرا اور دیرپا ہوتا ہے۔ آپ ماشاء اللہ سب جانتے اور سمجھتے ہیں اور معلوم نہیں کتنے عزیزوں اور دوستوں کو آپ نے اس موقع پر صبر کی تلقین کی ہوگی، اس لئے میں کن الفاظ میں آپ سے صبر کی تلقین کروں، البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ ہندوستان کی شریف خواتین اور وفادار و محبّ آشنا بیبیاں اس کی تمنا کرتی ہیں کہ شوہر کی زندگی میں دنیا سے رخصت ہوجائیں اور اس کو بڑی خوش قسمتی جانتی ہیں اس لحاظ سے وہ خوش نصیب تھیں کہ آپ کو اور اپنی اولاد کو چھوڑ کر گئیں خود انہوں نے یہ داغ نہیں اٹھایا۔ یقیناً اس سے ان کی روح بہت ہی مسرور ہوگی۔ آپ کے دوستوں و نیازمندوں کا حلقہ ماشاء اللہ بہت وسیع ہے اور آپ سے بہت سے لوگوں کو دینی ومخلصانہ تعلق ہے۔ ان شاء اللہ ان کے لئے بکثرت دعائے مغفرت اور ایصال ثواب ہوا ہوگا۔ میں اپنی سعادت سمجھتا ہوں اور آپ کے تعلق کا حق کہ اس میں حصہ لوں۔ آپ کے خاندان سے قدیم روحانی رشتے ہیں، اس لئے یہ حادثہ اپنے ہی عزیزوں کا حادثہ ہے۔ افسوس ہے کہ یہ خط میں بہت تاخیر سے لکھ رہا ہوں۔ بمبئی میں تو اس کا بالکل موقعہ نہ تھا، لکھنؤ پہونچتے ہی میری طبیعت خراب ہوگئی پھر جو صاحب میرے خطوط لکھتے ہیں وہ گھر گئے ہوئے ہیں،

(۱) برادر بزرگ ڈاکٹر مولانا سید عبدالعلی حسنی سابق ناظم ندوۃ العلماء۔

بڑی مشکل سے ضروری ڈاک لکھوائی۔

واقعہ تو ایسا تھا کہ مجھے آپ کے پاس تعزیت کے لئے آنا چاہئے تھا لیکن ایک میں طویل سفر سے واپس ہوا ہوں، صحت پر بھی اثر ہے اور کاموں کا بھی ہجوم ہے۔ خدا کرے یہ عریضہ کسی درجہ میں میری قائم مقامی کر سکے، اب اصل چیز جوان کے لئے باعث مسرت ہے وہ دعائے خیر اور ایصال ثواب ہے، ان شاء اللہ اس سے دریغ نہ ہوگا۔

مجھے خیال آتا ہے کہ مرحومہ حج میں آپ کے ساتھ شریک تھیں۔ اگر ایسا تھا تو اور بھی خوشی کی بات ہے، براہ کرم میری طرف سے سب افراد خاندان کو تعزیت کا پیغام پہنچا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔

والسلام
آپ کا مخلص
ابوالحسن علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید احمد الحسنیؒ

(۱۹۱۶ء۔۱۹۸۹ء)

سید احمد الحسنی مرحوم حضرت سید احمد شہیدؒ کے نواسے سید محمد اسحاق کے حقیقی پوتے اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے دوستوں میں تھے، محلّہ قافلہ ٹونک میں جمعہ ۲۹ رذی الحجہ ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں پیدائش ہوئی۔ لکھنؤ میں تعلیم وتربیت ہوئی، مرکز نظام الدین دہلی میں حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ سے ملے تو انہوں نے تکریم وشفقت کا معاملہ کیا، مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء، ڈاکٹر علامہ تقی الدین مراکشی، اور شیخ خلیل عرب یمانی اور اپنے ماموں مولانا سید طلحہ حسنی ٹونکیؒ سے علم وادب میں استفادہ کیا، اچھی طلاقت لسانی حاصل تھی، ایک جلسہ میں برسرعام مولانا ظفر علی خاں نے ان کی طلاقت لسانی اور قدرت بیانی کی داد دی تھی، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور رہنے لگے جہاں ان کے ماموں مولانا سید طلحہ حسنی استاد تھے، اور ۳۲-۱۹۳۱ء میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے درس تفسیر میں بھی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے ساتھ شریک درس تھے، کراچی میں علامہ عبدالعزیز میمن سے ربط رہا اور ان سے بھی استفادہ کیا، اور قاہرہ وجدہ میں پاکستانی سفارت خانہ میں خدمات کا موقع ملا، اور اس تعلق سے ۱۹۵۷-۱۹۶۶ء میں شاہ فیصل شہید سے بھی حکومت پاکستان کے لئے ترجمان کی حیثیت سے ملے، اور شاہ فیصل شہید کے دورہ پاکستان میں صدر ایوب خاں کے ترجمان کی حیثیت سے ساتھ رہے۔

افسوس ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو لاہور میں وفات پائی۔

رحمة اللّٰه تعالیٰ رحمةً واسعةً

مکتوبات بنام سید احمد الحسنیؒ

دوحہ۔قطر

۱۲؍محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

۱؍دسمبر ۱۹۷۹ء

برادر عزیز احمد سلمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم اور سب اعزہ بخیر وعافیت ہوگے، ابھی چار پانچ دن ہوئے مولانا ہاشم مجددی صاحب نے تمہارا خط دیا، بہت خوشی ہوئی، ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہ آج کل لاہور میں ہیں، تمہارا خط اجتباء[1] کے متعلق آیا تھا، ہم ان دنوں بہت مصروف تھے اور حجاز وقطر کے سفر کی تیاری کر رہے تھے، اجتباء لاہور سے آنے کے بعد دو چار ہفتہ ٹھہر کر ریاض چلے گئے، وہاں سے کاغذات براہ راست آگئے تھے، لاہور میں ان کا انتظار کرنا پڑا اور بہت پریشان ہوئے، ان کو خواہ مخواہ دوڑا دیا بہرحال اب وہ ریاض پہنچ گئے ہیں۔

اس سفر میں محمد میاں مرحوم[2] کے بڑے بیٹے عبداللہ سلمہ ہمارے ساتھ ہیں، ہم ڈھائی تین دن مکہ معظمہ رہے، وہاں وہ واقعہ پیش آیا جو تم کو معلوم ہے، وہاں سے مؤتمر السیرۃ میں شرکت کرنے اس نیت سے آئے تھے کہ اس سے فارغ ہوکر واپس جائیں گے اور دو ہفتہ رہ کر ہندوستان واپس ہوں گے لیکن حالات ابھی درست نہیں ہوئے، اس لئے دوستوں کا مشورہ ہوا کہ بس سے واپس جائیں، دوحہ میں عباس میاں کے لڑکے عمر میاں سے ملاقات ہوئی، ان کے گھر گئے، کھانا بھی کھایا، ان کے بچوں کو بھی دیکھا، تم لوگوں کی خیریت معلوم ہوئی، ایک تصنیف کے دوران تمہاری دی ہوئی اردو انسائیکلو پیڈیا سے بہت فائدہ اٹھایا، تم نے اچھا کیا کہ "تناقض تحار فیہ العیون" کا ایک نسخہ مناسب ولائق آدمی نذیر حسین

(۱) مولانا محمد اجتباء ندوی سابق پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی (۲) مولانا محمد الحسنیؒ

صاحب کو پیش کر دیا، ہم کل ان شاء اللہ بمبئی کے لئے روانہ ہوں گے، یہ خط تم کو شاید دو تین ہفتہ کے بعد ملے کیونکہ مجددی صاحب ابھی مدینہ منورہ جائیں گے لیکن وہ ہندوستان سے بھیجے ہوئے خطوں کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ ہے، گھر میں سب کو سلام و دعا، برادران عزیز سید ابراہیم و سید اسحاق کو بھی سلام پہنچا دو، ان کو براہ راست لکھنے کی نوبت نہیں آتی۔ سلام

تمہارا ابوالحسن علی

میرا بھی سلام قبول فرمائیں اور دعا کی درخواست۔ (راقم عبداللہ)

ندوۃ العلماء لکھنؤ الہند

۱۶ر دسمبر، ۱۹۷۹ء

برادر عزیز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم مع اعزہ و متعلقین بخیر و عافیت ہوگے، نومبر کی آخری تاریخوں میں دوحہ (قطر) میں تیسری عالمی سیرت کانفرنس تھی، وہاں شیخ ہاشم مجددی صاحب سے ملاقات ہوئی، انہوں نے تمہارا خط دیا اور تم سے بہت تعلق اور اعتماد کا اظہار کیا، یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ وہ لاہور تمہارے ہی شعبہ میں آگئے ہیں، ہم نے خط کا جواب لکھ کر انہی کے حوالہ کیا لیکن وہ کہتے تھے کہ ہم دو ہفتہ مدینہ طیبہ ٹھہر کر جائیں گے، ممکن ہے کہ انہوں نے یہ مدت اور بڑھا دی ہو کہ ادھر ہمارے عزیز مصری دوست شیخ عبدالکریم سلیمان جو یہاں استفادہ اور افادہ دونوں میں مشغول ہیں اور بڑے صحیح الخیال اور داعی قسم کے آدمی ہیں، اپنی ایک ضرورت سے پاکستان جانے کے لئے تیار ہیں، اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر تم کو یہ خط لکھ رہے ہیں کہ شاید دوحہ کے خط سے پہلے مل جائے، تم ان سے مل کر خوش ہوگے اور دارالسلام کے اور ہم لوگوں کے تازہ حالات معلوم ہوں گے، ان کا کام وہاں کے ہندوستانی سفارت خانہ سے متعلق ہے، ان کو اسلام آباد بھی جانا ہے، عزیزی اسحاق سلمہ کو خط لکھ دینا شاید ان کو کچھ سہولت ہو، کانفرنس میں ہماری کتاب 'السیرۃ النبویہ' مہمانوں کو پیش کی گئی، اس کو وہاں کی

حکومت نے برائے تقسیم و ہدیہ اہتمام سے چھپوایا ہے، ایک نسخہ تم کو بھیج رہے ہیں کہ پہلی طباعت اچھی نہ تھی، ہمارے سب بھتیجے، بھانجے اور ان کے بچے الحمدللہ بخیر و عافیت ہیں، اپنے گھر میں نیز ابراہیم و اسحاق اور ان کے بچوں کو سلام و دعا، دوحہ میں عباس میاں کے لڑکے عمر میاں برابر ملتے رہے اور ایک مرتبہ ان کے گھر بھی گئے۔

والسلام
تمہارا بھائی علی

دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی
۱۹۸۰/۴/۲ء

برادر عزیز احمد سلمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم مع اعزا و متعلقین بخیر و عافیت ہوگے، تمہارا خط شیخ ہاشم مجددی نے ہمیں مکہ معظمہ میں دیا تھا اور وہیں خیال تھا کہ تم کو ڈاک سے خط لکھیں گے، لیکن تمہارا خط ساتھ لئے لئے پھرے، خط لکھنے کی نوبت نہیں آئی، ریاض میں تمہارا خط اجتباء کے نام دیکھا، ۲۴/ فروری کو جو سفر شروع ہوا تھا وہ بہ مشکل ۲۴/ مارچ کو ختم ہوا، تمہاری یاد مختلف طریقوں سے آتی رہی، کل اچانک معلوم ہوا کہ عزیزی عیسیٰ سلمہ پاکستان جارہے ہیں، ہم نے پوچھا کہ لاہور ٹھہروگے اور احمد کا مکان جانتے ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا، اس پر خط اور تعمیر حیات کا خصوصی نمبر جس میں تینوں مرحومین پر مضامین ہیں تم کو بھیج رہے ہیں، امید ہے کہ دلچسپی سے پڑھوگے اور پسند کروگے۔

پہلے بھی ہم نے تم کو لکھا تھا کہ دنیا ہندوستان آتی ہے، دیوبند کے اجلاس میں آئی، سو پاکستانی آئے تھے، اگر تم بھی اپنے عزیزوں سے ملنے اور بھانجوں اور بھتیجوں کے بچوں کو دیکھنے آجاؤ تو کیا بڑی بات ہے، تم نے حماسہ کا شعر پہلے بھی پڑھا ہوگا:

اذا زرت ارضا بعد طول اجتنابها
فقدت صديقي، والبلاد كما هيا

البتہ آنے سے پہلے یہ ضرور اطمینان کر لینا کہ ہم ہندوستان میں ہیں یا نہیں، گھر میں سب کو سلام کہو، ابراہیم واسحاق کو بھی سلام پہنچا دینا۔ والسلام

تمہارا بھائی
ابوالحسن علی

دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی
میدان پور
۳۱ر جولائی، ۱۹۸۰ء

برادر عزیز اعز سید احمد سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کی ذات سے امید ہے کہ تم مع متعلقین وافراد خاندان بخیر وعافیت ہوگے، ہم یہ خط تم کو میدان پور سے لکھ رہے ہیں، یہاں تین چار رمضان سے خاندان کے لوگ پناہ گزیں تھے، ہم کو بھی مجبوراً تکیہ چھوڑنا پڑا کہ پانی گھروں میں داخل ہوگیا تھا[1] اور جمعہ و تراویح بنگلہ پر پڑھنا ممکن نہ رہی، تمہیں پچھلے منظر یاد ہوں گے جب ہم لوگ کبھی میدان پور میں اور کبھی شہر میں پناہ گزیں ہوتے تھے، پانی کا ایک سمندر پھیلا ہوا ہے اور شہر اور تکیہ کشتی سے جانا پڑتا ہے، ذرا تفصیل سے یہ نقشہ بیان کر دیا ہے کہ پرانی یادیں تازہ ہو جائیں، سب گھروں کے لوگ شہر میں ہیں اور ہم اپنے رمضانی مہمانوں کے ساتھ میدان پور کے نو تعمیر مدرسہ ضیاء العلوم میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، اتفاق سے برادرم ابوبکر[2] بھی دہلی سے آئے ہوئے تھے، وہ بھی پھنس گئے، باقی خاندان والے الحمدللہ محفوظ ہیں۔

ہمارا یہ خط یحییٰ عثمان صاحب پیش کریں گے، یہ لکھنؤ صحبتیا باغ کے رہنے والے ہیں، ان کے لڑکے دارالعلوم میں پڑھتے ہیں اور ماشاء اللہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ہیں اور ایک ابھی دارالعلوم میں، ان کے داماد جامعۃ الملک عبدالعزیز جدہ میں ہیں، انہوں نے اپنی اہلیہ کو بلایا ہے اور اس کارروائی کا تعلق تمہارے کلچرل آفس سے ہے، وہ کاغذات پیش

(۱) مسجد شاہ علم اللہؒ کے زیر سایہ سنی ندی بہتی ہے اس میں سیلاب آگیا تھا۔ (۲) مولانا سید ابوبکر حسنی مراد ہیں۔

کردیں گے، تمہاری موجودگی ان کے لئے ان شاء اللہ ہر طرح کی سہولت کی باعث ہوگی، ان کے گھر سے بڑے تعلقات ہیں، امید ہے کہ تم خاص خیال کروگے، مولانا ہاشم مجددی صاحب اگر ہوں تو ان سے بھی تعارف کرادینا، گھر میں درجہ بدرجہ سلام ودعا کہو، ہمارے بھانجہ محمد ثانی سلمہ بھی پاس بیٹھے ہوئے ہیں اور سلام کہتے ہیں۔

ایک ضروری بات یہ ہے کہ دیوبند کے جلسہ میں جو مارچ کے آخر میں ہورہا تھا، سید نفیس رقم صاحب[1] سے ملاقات ہوئی تھی، ان سے معلوم ہوا تھا کہ ہماری کتاب ''کاروان ایمان وعزیمت'' بس بالکل تیار ہے، ہم نے ان کو خط بھی لکھا تھا لیکن نہ کتاب آئی نہ جواب لکھا، تم ذرا تکلیف کرکے یہ معلوم کرو کہ کتاب کس مرحلے پر ہے اور کب ملے گی۔ والسلام

تمہارا بھائی
ابوالحسن علی ندوی

دائرہ شاہ علم اللہ رائے بریلی
۲۸ راگست، ۱۹۸۰ء
۱۷ رشوال المکرم، ۱۴۰۰ھ

برادر عزیز اعز احمد سلمہ وحفظہ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تم بھی کہوگے کہ علی بھیا نے اچھا راستہ دیکھ لیا، جہاں کوئی کام پیش آیا، ایک حکم نامہ جاری کردیا مگر کیا کریں تمہیں تکلیف نہ دیں تو کس کو دیں؟ ''تاریخ دعوت عزیمت'' کا حصہ چہارم بالکل صحیح وقت پر اور صحیح طریقہ پر شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کو پہنچ گیا، فیصل آباد سے ان کا خط آیا اور سہارنپور پہنچ کر انہوں نے خط لکھا، کتاب میں طباعت کی غلطیاں اور خود مصنف سے بھی کچھ تسامح ہوگیا ہے، ہماری ہر کتاب مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد کراچی کے ناظم عزیزی فضل ربی ندوی آفسٹ سے فوراً چھاپ دیتے ہیں اور اس کتاب کی تو تاک

(۱) سید نفیس الحسینی نفیس رقم لاہور کے رہنے والے اور حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ۔

میں بیٹھے ہوئے ہیں، آفسٹ میں ہر غلطی جوں کی توں چھپ جاتی ہے، ہم نے پوری، کتاب لفظ بہ لفظ پڑھی ہے، جو نقطے غلط ہو گئے تھے ان کو بلیڈ سے چھیلا، آیات کی زیروزبر قلم سے ٹھیک کئے، اگر کہیں لفظ یا جملہ غلط ہو گیا تھا تو اس پر کاغذ کی چپی لگا کر دوبارہ روشنائی سے خوشخط لکھوایا، غرض کتاب کی نوک پلک درست کی اور اب وہ نسخہ آفسٹ سے چھپنے کے قابل ہو گیا ہے، ایک صاحب سے جو کراچی جانے والے تھے، طے تھا کہ وہ خود قاری رشید الحسن [1] کے مکان پر جا کر نیوٹاؤن پہنچا دیں گے لیکن وہ بعض حالات کی وجہ سے اس شہر میں بھی نہ آسکے جہاں وہ اپنے اعزا سے ملنے آئے تھے، اب اللہ نے ایک دوسرا ذریعہ پیدا کر دیا، یہ افغانی دوست ہم سے رائے بریلی میدان پور ملنے آئے تھے، جہاں ہم بھی سیلاب کی وجہ سے پناہ گزیں ہیں، ہم نے ان کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ وہ تم سے مل کر کتاب تمہارے حوالہ کر دیں، تمہارے دفتر اور مکان دونوں جگہ کا پتہ دے دیا، اس کتاب پر جتنی محنت ہوئی ہے وہ کسی چھوٹی تصنیف سے کم نہیں، اگر کوئی معتبر عزیز (پھوپھا میاں مرحوم کے معیار کے مطابق) ایک دو روز میں کراچی جا رہا ہو تو بڑے قول وقرار کے بعد اس کے حوالے کرنا، ورنہ رجسٹری سے قاری رشید الحسن صاحب کو جن کے نام مفصل خط بھی اس کتاب میں رکھا ہوا ہے، اپنے خط کے ساتھ بھیج دینا، یہ کتاب علی بھیا نے تصحیح کرنے کے لیے بھیجی ہے جس کو فوراً فضل ربی ندوی کو پہنچا دو، قاری رشید الحسن کا پتہ تو تم کو معلوم ہی ہے، خطیب وامام جامع مسجد نیوٹاؤن کراچی، فضل ربی ندوی کا پتہ بھی احتیاطاً لکھ دیتے ہیں کہ بعض دفعہ ضرورت پڑ جاتی ہے۔

مولوی فضل ربی ندوی، مجلس نشریات اسلام، ۱۔کے، ۳، ناظم آباد نمبر، ۱۔کراچی

ایک تکلیف یہ کرنا کہ جب یہ کارروائی مکمل ہو جائے تو ایک کارڈ لکھنؤ کے پتہ پر (پوسٹ بکس ۹۳ ندوہ، لکھنؤ) بھیج دینا۔ لاہور کا خط جلد مل جاتا ہے۔

کتاب کا ایک نسخہ تمہارے لئے اور ایک نذیر صاحب کے لئے بعد میں بھیجیں گے، تاکہ اشتباہ نہ ہو جائے اور غیر تصحیح شدہ نسخہ کراچی اور تصحیح شدہ نسخہ لاہور نہ رہ جائے، پھوپھا میاں کا شک تم جانتے ہو، یہ ترکہ ہم کو بھی ملا ہے، لاہور سے بھیجا ہوا خط جلد مل جاتا ہے، ان

(۱) قاری سید رشید الحسن سابق امام جامع مسجد نبوی گاؤں کراچی۔

شاء اللہ ہم کو اطمینان ہو جائے گا، امید ہے کہ ہمارا پہلا کارڈ مل گیا ہوگا جس میں ہم نے تم سے تیس (۳۰) چالیس (۴۰) سال سے یہاں نہ آنے کی شکایت تھی، گھر میں سب کو سلام و دعا کہو، ابراہیم واسحاق کو بھی ہمارا سلام پہنچا دینا، ہم سب کے لئے برابر دعا کرتے ہیں۔

والسلام
تمہارا بھائی
ابوالحسن علی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الہند

۱۵/۱۲/۱۹۸۴ء

برادر عزیز واعز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم مع اہل خانہ بخیر وعافیت ہوگے، ادھر چند ہفتوں سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا، کچھ عرصہ ہوا ایک کارڈ آیا تھا جس میں تم نے اپنے کراچی کے سفر وقیام کا ذکر کیا تھا، عزیزی فضل ربی آئے ہوئے ہیں اور دو چار دن میں واپس جانے والے ہیں، ہم اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے تم کو خط لکھ رہے ہیں، وہ کراچی سے پوسٹ کر دیں گے۔

ظفر علی قریشی صاحب کا خط کل کی ڈاک سے بھی آیا، ان تک یہ پیغام پہنچا دو کہ ان کے خطوط پہنچ گئے، ہم نے ان کے معاملے کو ذہن کے صفحے پر نوٹ کر لیا ہے، ان کا خط بھی ساتھ لے جا رہے ہیں تاکہ یاد دہانی کرائیں، خدا کرے کوئی کامیابی اس سلسلے میں ہو، اگر ریاض کے دوستوں میں سے کوئی مل گیا تو ان شاء اللہ ان کے معاملے کی طرف پوری توجہ دلاؤں گا۔ ۲۶ر دسمبر کو ہمارا حجاز کا پروگرام ہے، جنوری کے تیسرے ہفتہ میں ان شاء اللہ واپسی ہوگی، عامر سلمہ (۱) کے یہاں سے دعوت نامے آئے تھے، ہم نے رسید اور شکریہ کا خط لکھ دیا ہے، موقع ہو تو تم بھی کہہ دینا لیکن تمہارے ہاں آنے کی تاریخ سعید کب آتی ہے، برادر عزیز ابراہیم واسحاق سے سلام کہو، کبھی وہ لوگ اپنی خیریت کے دو حروف نہیں لکھ دیتے۔

(۱) سید محمد عامر حسنی مرحوم

تم کو ایک تحفہ ''رسائل الاعلام'' بھیج رہے ہیں، مشاہیر عرب کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو ہمارے نام ہیں، اس میں شیخ تقی الدین ہلالی کے خط میں صفحہ ۲ پر تمہارا ذکر ہے اور تعارف میں ہمارا حاشیہ ہے، پڑھنے کے بعد شیخ نذیر حسین کو بھی مطالعہ کے لئے دینا، امید ہے کہ محظوظ ہوں۔

والسلام
تمہارا بھائی
ابوالحسن

مدینہ منورہ
۲۱ ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ

برادر عزیز واعز سلمہ اللہ تعالیٰ ورقاہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
دعائیکہ از تہ دل برخیزد حزر جاں عزیز باد

امید ہے کہ بخیریت ہوں گے، ہم ۲۶ دسمبر ۸۴ء کو مجلس تاسیسی رابطہ میں شرکت کے لئے حجاز مقدس پہنچے، ہمراہ چھوٹے بھانجہ واضح سلمہ (۱) کے فرزند جعفر مسعود ہیں، مجلس سے فراغت ہوگئی، اب ۱۷ جنوری کو ہم براہ ریاض (جہاں دو روز ان شاء اللہ قیام رہے گا) دہلی جائیں گے، والامر بید اللہ تعالیٰ، پاکستان کے لوگوں کا پیغام پہنچا کہ یہاں ہوتے ہوئے جائیں، مگر اب جلد واپسی کا تقاضہ ہے، حالات کا بھی مقتضا ہے کہ براہ راست آجائیں۔

جدہ سے ہمارے میزبان اور وکیل کی طرف سے ہمارا ایک چیک یا ڈرافٹ (۱۰۰۰) روپیہ پاکستانی کا پہنچا ہوگا، ہم اس کے ساتھ کوئی خط نہ دے سکے، ان دنوں طبیعت بہت خراب تھی، صرف پتہ اور نام لکھ کر دے دیا تھا، امید ہے کہ اپنے دور افتادہ بھائی کا یہ ناچیز تحفہ قبول کروگے اور اپنے کام میں لاؤ گے۔

گھر میں سب کو اعلیٰ حسب مراتب سلام ودعا کہو، رسید سے لکھنؤ یا رائے بریلی کے

(۱) مولانا واضح رشید حسنی ندویؒ

پتہ پر مطلع کرو، اس وقت عجلت میں یہ چند سطور لکھ دیں، تمہارے خط کا انتظار رہے گا، جس کو ڈاک میں ہم سب سے پہلے پڑھتے ہیں۔

فضل ربی ندوی کے ذریعہ ''رسائل الاعلام'' کا ایک نسخہ بھیجا تھا، پہنچا ہوگا، اس میں ہلالی صاحب کے ایک خط میں تمہارا ذکر اور ہمارے قلم سے تعارفی سطریں ہیں، کتاب نہ پہنچی ہو تو کراچی سے منگوالو۔

تمہارا نالائق بھائی
ابوالحسن

دائرۃ الشیخ علم اللہ الحسنی
تکیہ کلاں، رائے بریلی۔۲۲۹۰۰۱ (الہند)

۲/مارچ ۱۹۸۵ء

برادر عزیز واعز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سخت حیرت اور فکر تھی کہ ہم نے کئی خط لکھے اور تمہارا کوئی خط نہیں آیا، ڈاک آتی تو سب سے پہلے تمہارے خط کی تلاش ہوتی اور ہر مرتبہ مایوسی، اتنی طویل خاموشی اس سے پہلے کم ہوئی، ۲۳/فروری کو عزیزی سعید[1] کو جو براہ کراچی، لاہور جانے والے تھے ایک دستی خط لکھ کر دیا اور ہم آسام کے لئے روانہ ہوگئے، وہاں سے واپسی پر آج ۲/مارچ کو جب رائے بریلی پہنچے تو تمہارا مفصل خط ۱۴/فروری کا لکھا ہوا ملا، تم نے مفصل خط لکھ کر بہت کچھ تلافی کردی، اللہ تعالیٰ تم کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ تم نے جو تفصیلات لکھی ہیں ان کو پڑھ کر قلب پر اثر ہوا، ہمیں پہلی مرتبہ یہ باتیں معلوم ہوئیں، تمہاری کئی باتوں میں وہاں کے خاندان کی شاخ بھی شریک ہے، معلوم نہیں خاندان کا نسلی تسلسل جو بہت سے موروثی خصوصیات کا حامل تھا، کب تک قائم تھا، کب تک قائم رہے گا؟ بعض مرتبہ ڈر معلوم ہونے

(۱) مولانا سعید مرتضیٰ ندوی مرحوم۔

لگتا ہے اور کئی نامور خاندانوں کی تاریخ سامنے آجاتی ہے، پھر بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت و رحمت سے مایوسی نہیں، تم نے جن عزیز افراد کے متعلق لکھا ہے ان کے لئے ان شاء اللہ دعا بھی کریں گے، عزیز محمد سلمہ اور ان کی بہن کو ہدایت کردو کہ "یا مصور" کی تین تسبیح پڑھ لیا کریں، تم نے ہمارے حقیر ہدیہ پر اپنے جن تاثرات کا اظہار کیا ہے ان پر تعجب ہوا، تمہیں اندازہ نہیں کہ ہمیں تم سے کیا تعلق ہے، افسوس ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے مخصوص حالات کی وجہ سے ہم کوئی خدمت نہیں کر سکتے۔ حجاز جاتے ہیں تو تھوڑا سا موقعہ مل جاتا ہے، تم اس کے بارے میں ادنیٰ تردد سے کام نہ لینا، اب تو بڑی تمنا تمہارے ایک مرتبہ یہاں آنے کی ہے، جس دن تم خدا کے حکم اور فضل سے آؤ گے وہ ہم سب لوگوں کی انتہائی مسرت کا دن ہوگا اور سب سے بڑھ کر یہ معلوم کر کے کچھ امید پیدا ہوئی کہ تم پاسپورٹ بنوا رہے ہو، رمضان سے پہلے اور شدید گرمی سے پہلے آنا جانا ہو جاتا تو بہت اچھا تھا لیکن آنے سے پہلے اس کا ضرور اطمینان کر لینا کہ ہم کسی سفر پر تو نہیں گئے ہوئے ہیں۔

ظفر علی قریشی صاحب کو ہم نے کل خط لکھا ہے، ہم نے ان کے بارے میں پورا نوٹ تیار کر کے جس میں گھڑیوں کا بھی ذکر تھا جامعۃ الدمام کے وائس چانسلر صاحب کو بھجوا دیا تھا، جن کی دعوت پر ہم ریاض گئے تھے، اب وہ عربی میں دوبارہ نوٹ بھیجیں گے اور استاد عبد الحلیم عویس کو بھی خط لکھیں، ڈاکٹر عبد اللہ ترکی صاحب ان کا خاص خیال کرتے ہیں، انہوں نے ظفر علی صاحب کو ایک رقم بھی بھیجی ہے۔

طویل سفر سے آنے کے بعد ڈاک کا ایک انبار تھا، اس لئے زیادہ تفصیل سے تم کو نہیں لکھ سکتا، برادر عزیز سید ابراہیم سلمہ کا بھی خط آیا ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ یوسف سلمہ کی شادی گویا گھر ہی میں ہوئی، پاکستان میں اس بارے میں بڑا توسع ہو گیا ہے، اس لئے میں نے پوچھا تھا ان کو ہمارا اسلام اور مبارک باد پہنچا دینا، سعید سلمہ[1] پہنچے ہوں گے، ان کے کام اور قیام میں مدد کر دینا، وہ مولانا سید جعفر علی صاحب کے خاندان کے ہیں، جو حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاص رفقاء اور خلفاء میں تھے اور جن کی کتاب "منظورۃ السعداء" کو تم

(۱) مولانا سعید مرتضیٰ ندوی مرحوم۔

نے فوٹو کرا کے بھیجا تھا، گھر میں سب کو سلام و دعا کہو۔

تمہارا بھائی
ابوالحسن علی

ندوۃ العلماء لکھنؤ، الہند
۲۸ر جون ۱۹۸۷ء
۲ر ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ

برادر عزیز واعز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کرے تم ہر طرح سے بعافیت ہو، ہماری طبیعت ۱۸، ۱۹ر رمضان المبارک سے خراب ہے، آخر کے تین روزے چھوڑنا پڑے اور ضعف کی وجہ سے عید کی نماز میں بھی نہ جا سکے، حال آں کہ ہمارے بنگلہ اور تکیہ کلاں کی مسجد کا فاصلہ تم کو معلوم ہے، اس وقت سے طبیعت ابھی تک صاف نہیں ہوئی، خون کی کمی (قصر دم) تجویز کیا گیا ہے، اشتہا بالکل مفقود ہے، دوا کی طرح کھانا کھاتے ہیں، عزیزی مولوی شمس الحق (حامل رقعہ ہذا) سے ملاقات ہوگی تو وہ تفصیل سے حال بتائیں گے، بمبئی کے سفر کا خیال ہے، وہاں پنچ گنی پہاڑ پر کچھ وقت گزارنے کا منصوبہ ہے۔

ہم نے ایک مفصل ایرلیٹر ملیشیا سے آنے کے بعد رمضان سے قبل تم کو لکھا تھا، اس پر شرمندگی اور افسوس کا اظہار کیا گیا تھا کہ ہماری وجہ سے تمہیں محترمی ظفر علی قریشی صاحب سے شرمندہ ہونا پڑا ہوگا اور ہماری پوزیشن خراب ہوئی ہوگی، ان کے خط سے ہم کو غلط فہمی ہوئی کہ کتاب ۹ر جلدوں میں ہے، ابھی ۲۰ر جون کا جو تازہ خط آیا ہوا ہے اس میں انہوں نے تشریح بھی کی ہے کہ ۹ر جلدوں کا لفظ میں نے فوٹو کاپیوں کی نسبت سے لکھ دیا تھا، اصل مسودے کی دو یا زیادہ سے زیادہ ۳ر جلد ہی تیار ہوں گی، ہم نے تم کو پہلے خط میں لکھا تھا کہ اچانک معلوم ہوا کہ ہماری مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ۶، ۷ر لاکھ روپے کی مقروض ہے، مطبوعات کا اسٹاک بہت جمع ہو گیا ہے، ایسی حالت میں ایسی کتاب چھاپنا جو ۹ر جلدوں پر ہے (ان کے لکھنے اور اپنے سمجھنے کے مطابق) دشوار معلوم ہوا، ہم نے تمہیں لکھا تھا کہ ہمارے پاس پاکستان آنے کی کئی دعوتیں جمع ہو گئی ہیں، اسلام آباد کی بھی اور کراچی کی بھی، ہمیں شروع اگست میں (اگر خدا کو

منظور ہوا اور صحت ٹھیک رہی) ان شاء اللہ آکسفورڈ بھی جانا ہے، ہم یہ سفر پاکستان کے راستہ کریں گے، وہاں ذمہ داروں اور علم وتحقیق کے قدردانوں سے مل کر انہیں اس کتاب کی طباعت واشاعت پر آمادہ کریں گے، امید ہے کہ وہیں انتظام ہوجائے، رمضان المبارک میں تمہارا ہوائی ڈاک سے لفافہ ملا جس میں ہمارے خط کا کوئی تذکرہ نہیں تھا، شروع شوال میں ہم نے تم کو ایک کارڈ ہوائی ڈاک سے بھیجا اس کے بھی دو ہفتے ہوگئے، آج ۲۰ رجون کا لکھا ہوا ظفر علی قریشی صاحب کا خط ملا، تم خط یا ٹیلی فون سے ان کو اطلاع کردینا خط مل گیا۔

پاکستان سے کئی تار بلانے کے آئے، بروہی صاحب کے حوالہ سے بھی ہجرہ اور اسلامک یونیورسٹی کے بھی آئے ہیں، لیکن ہم جون میں سفر کرنے کے قابل نہیں اور ۱۵ر جولائی تک بھی مشکل ہے، اب اگر آنا ہوا تو ۲۰ رجولائی تک شاید آنا ہو، تمہارے یہاں کی تقریب کب ہے؟ افسوس ہے کہ ہم یہاں سے کچھ خدمت نہیں کرسکتے، ایک اونی چادر اصل لداخ سے آئی ہوئی بھیج رہے ہیں، تم اپنے استعمال میں لانا یا سامان میں دینا۔

ایک بات اور دریافت طلب ہے، عالم عربی کے مشہور ادیب اہل قلم اور ہمارے قدیم دوست استاد علی طنطاوی نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی کتاب ''تعریف عام بدین الاسلام الجزء الاول فی العقیدہ'' کا ترجمہ کسی نے انگریزی میں تمہاری نگرانی میں کیا ہے اور پاکستان میں شائع ہوا ہے، انہوں نے اس کی تصدیق چاہی ہے، تم اگر اس کے متعلق کچھ جانتے ہو تو لکھو۔

عزیز شمس الحق ندوی ہمارے بہت عزیز رفیق کار اور دارالعلوم کے استاد ہیں اور ان کے رفیق سفر عزیز ابوسحبان ندوی اسلامک یونیورسٹی کی دعوت پر اسلام آباد جارہے ہیں، امید ہے کہ تم ان سے مل کر خوش ہوگے اور وہ اپنی سعادت سمجھیں گے، تم اس خط کا جواب پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتے پر دو، ہم جہاں ہوں گے بھیج دیا جائے گا، ہمارے بھانجے بھتیجے سب اچھے ہیں، مفصل خیریت وحالات مولوی شمس الحق سے معلوم ہوں گے۔

والسلام

تمہارا بھائی

علی

سید حسین حسنیؒ

مولانا سید محمد علی ٹونکی صاحب ''مخزن احمدی'' خواہرزادہ حضرت سید احمد شہیدؒ کی اولاد میں مولانا سید محمد طلحہ ٹونکی مشہور عالم اور ماہر مربی و معلم گزرے ہیں، وہ چار بھائی تھے، سید محمد علی، سید ابوبکر، سید عمر، سید زبیر، ایک بہن (والدہ سیدہ احمد الحسنی مرحوم)۔

سید محمد علی کے پانچ صاحبزادے تھے، سید حسن، سید حسین، سید قاسم، سید سعید، سید سالم اور ایک صاحبزادی حمیرا بی تھیں، ان سب کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں صلاحیتوں سے نوازا، تقسیم ہند کے بعد سید حسین حسنی کراچی پاکستان منتقل ہوگئے، ہندستان میں انہوں نے ٹونک اور رائے بریلی میں وہاں کے علمی، ادبی اور دینی اثرات سے فائدہ اٹھایا، اٹاوہ (اتر پردیش) کے اسلامیہ کالج میں تعلیم حاصل کی، پاکستان میں اسٹیل ملز آف پاکستان میں ان کو ملازمت ملی جس سے وہ ریٹائر ہونے کے بعد کراچی میں ہی مقیم رہے، لکھنے لکھانے کا مشغلہ برابر جاری رکھا، ''شہید بالاکوٹ'' نامی کتاب حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک اصلاح و جہاد پر لکھی، اس سے ان کو اچھی شہرت ملی، امام ابن تیمیہ کے حالات زندگی پر مؤثر پیرایہ بیان میں صاحب السیف والقلم لکھی جو لوگوں میں مقبول ہوئی، ''شاہ اسماعیل شہید'' کتاب تصنیف کی جس کی ہندوستان و پاکستان کے مکتبوں سے بڑی تعداد میں اشاعت ہوئی، ''امت کی مائیں'' امہات المومنین کے تذکرے پر بچوں کے ذہن و سطح کو سامنے رکھ کر تالیف کی، بچوں کے لئے اور بھی ریڈرس لکھیں، ان کا ایک سفرنامہ بھی ہے جو ''کراچی سے خیبر تک'' کے نام سے شائع ہوا، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے انہوں نے ربط و تعلق رکھا، اور ان کی وفات پر ایک مؤثر مضمون بھی تحریر کیا۔ ان کے بھانجہ مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ کے ہم عمر اور بے تکلف احباب میں تھے اور اچھی خط و کتابت تھی۔

۱۵ر اگست ۲۰۰۴ء کو کراچی پاکستان میں مختصر علالت کے بعد انتقال کیا، تقریباً ۸۰ر سال عمر پائی۔

مکتوبات بنام سید حسین حسنیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط میرے بڑے بھائی مرحوم سید حسن حسنی کے نام ان کی اہلیہ کی تعزیت کا ہے۔
دارالعلوم ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ

۹/مارچ ۱۹۷۹ء

عزیز القدر حسن میاں سلمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہیں شاید کسی ذریعے سے معلوم ہوا ہو کہ میں وسط جنوری سے شروع مارچ تک ممالک عربیہ کے دورے پر تھا، غالباً جدہ یا مکہ میں عزیزم محمد ثانی سلمہ کے ایک خط سے تمہارے گھر کے حادثہ کی اطلاع ملی، سخت افسوس ہوا، علالت کا سلسلہ تو بہت عرصہ سے چلا آرہا تھا اور کراچی میں اس کی ایسی کیفیت معلوم ہوئی تھی کہ اس کا اندیشہ تھا، لیکن ہندوستان آنے کے بعد پھر کچھ حال معلوم نہیں ہوا، اچانک سفر کی حالت میں یہ خبر ملی کہ خاندانی تعلق اور واقفیت کی بنا پر مجھے اس مرحومہ کی فطری اخلاقی دینی خصوصیات اور ان کی خوبیوں کا علم تھا اور میں جانتا تھا کہ خاندان میں وہ ایک امتیازی خصوصیت کی مالک تھیں اور تمہارے گھر کے لئے باعث زینت و برکت! ہندوستان پہنچا تو عزیزی احمد سلمہ کا مفصل خط ملا، انہوں نے بھی ان محاسن وخصوصیات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے، میں تم سے کن لفظوں میں تعزیت کروں، تمہارے گھر کے لئے یہ جیسا سخت سانحہ ہے اس کا خوب اندازہ ہے لیکن حکم خداوندی کو کون ٹال سکتا ہے؟ اور سوائے صبر ورضا کے کیا چارہ ہے، تم اہل بیت کے واقعات اور واقعہ کربلا کو یاد کر کے پھر اس سے بھی بڑھ کر وفات نبوی کا خیال کر کے جس سے بڑھ کر کوئی

مصیبت دنیا میں نہیں ہوسکی، تسکین حاصل کرو اور اپنے کو راضی برضا بنانے کی کوشش کرو، میں سفر میں ایک جگہ نہ رہ سکنے کی وجہ سے پھر پتے اپنے پاس نہ ہونے کی وجہ سے خط نہ لکھ سکا، اب محمد ثانی سلمہ سے پتہ لے کر تم کو خط لکھ رہا ہوں، اس لئے کچھ تسکین ہوتی ہے کہ میں نے تمہارے یہاں ان کی زندگی میں کھانا کھایا اور ملا اور تمہارے ہی گھر آسکا، یہاں سب کو اس حادثہ پر گہرا تاثر ہے خاص طور پر تمہاری بہنوں کو، تم سب کی طرف سے عزیزانہ تعزیت قبول کرو، حسین وقاسم، خالد وسعد سلمہم سب کو سلام کہو، عثمان میاں کے خط آتے رہتے ہیں، ان کو الگ سے خط لکھوں گا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

رائے بریلی
۱۹ر فروری ۱۹۸۲ء

عزیز القدر سید حسین سلمہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا ۱۴ر فروری کا لکھا ہوا لفافہ اور عزیزی احمد سلمہ[1] کا ۲ر فروری کا لکھا ہوا کارڈ ایک ہی ڈاک میں تیسرا چوتھا دن ہے، پہنچا۔ ابھی چند دن ہوئے ان مرحوم کا تذکرہ اپنی ایک زیر تصنیف کتاب میں کیا تھا، اب ان کی تاریخ وفات لکھنی پڑے گی، اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی خوبیاں عطا فرمائی تھیں، تہذیب، انسانیت وشرافت کے پتلے اور خاندان کے لئے باعث عزت وفخر! ۷۸ء کے سفر پاکستان میں ان سے آخری ملاقات ہوئی، عزیزوں میں جس نے سنا سن کر افسوس ہوا، اہلیہ نے وہی بات کہی جو تم نے خط میں لکھی ہے کہ ہمارے آخری ماموں بھی دنیا سے رخصت ہوگئے، ازراہ سعادت ان کے گھر جا کر ہماری ہمشیرہ (اہلیہ

(۱) مشہور فاضل احمد الحسنی مرحوم۔

اسحاق صاحب مرحوم) کو اور لڑکوں کو یہ خط دکھا دینا، ہمارے پاس ان کے گھر کا پتہ محفوظ نہیں ہے۔ گھر میں سب کو سلام و دعا کہو، یہاں سب تعزیت کرتے ہیں۔

تمہارا ابوالحسن

ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الہند

۱۱/مارچ ۱۹۸۲ء

۲۳ شعبان، ۱۴۰۲ھ

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم اور سب اعزہ اور اہل خاندان بعافیت ہو گے، اللہ تعالیٰ نے تم کو ہمارے اور وہاں کے افراد خاندان کے درمیان ایک رابطہ بنایا، تم ہی سے ضروری حالات معلوم ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسی طرح تم کو خاندان کی خصوصیات کو باقی رکھنے اور ان کی یادگاروں اور کارناموں کی حفاظت و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

عرصہ ہوا تم نے ''صمصام الاسلام''[1] کے ان صفحات کے فوٹو اسٹیٹ بھیجنے اور اس پر پیش لفظ لکھنے کی فرمائش کی تھی جو وہاں کے نسخے میں متاثر ہو چکے ہیں اور پڑھے نہیں جاتے، یہاں سے کسی جز کا ڈاک کے ذریعہ پاکستان بھیجنا مشکل کام ہے اور اس کے پہنچنے کا بھی اطمینان نہیں، انتظار تھا کہ کوئی معتبر جانے والا مل جائے تو اس کے ہاتھ بھیجیں۔ عزیزی امتیاز ندوی[2] پاکستان جانے والے تھے، ان کے جانے کا انتظار کیا، اب ان کے ہاتھ کتب خانۂ ندوۃ العلماء کے نسخے سے شروع کے پانچ صفحات اور آخر کے بیس صفحات کے فوٹو کاپی اور ایک اچھا پیش لفظ بھیج رہے ہیں، امید ہے کہ تم کو پسند آئے گا، اس سے کتاب اور مصنف کا اچھا تعارف ہو جائے گا، خدا کرے یہ کتاب وہاں شائع ہو، اس کی اشاعت عام

(۱) مولانا عبدالرزاق کلامیؒ کا منظوم شاہنامہ اسلام۔

(۲) مولانا امتیاز احمد ندویؒ سابق مرکزی سکریٹری مولانا محمد ثانی حسنی ایجوکیشنل سوسائٹی، رائے بریلی۔

ہو، اوران حلقوں میں بھی پہنچے اور پڑھی جائے، جن میں خاص طور پر ایسی ایمان آفریں اور شوق انگیز کتابوں کا پڑھا جانا مفید اور ضروری ہے، اس لئے با اثر لوگوں کے ذریعے خاص کوشش کرنی پڑے گی، اگر عزیزی فضل ربی ندوی اتنی بڑی کتاب چھاپنے سے سر دست معذرت کریں تو کسی اور ناشر کو اس پر تیار کرنا پڑے گا۔ اس کے لئے چاہے سفر کرنا پڑے اور لوگوں کی مدد لینی پڑے، یہ کام کرنے کا ہے، جو لوگ اس کام کے لئے مفید ہو سکتے ہوں ان سے رابطہ پیدا کر کے (اس سلسلے میں ہمارا بھی حوالہ دے سکتے ہو) اس کام کی تکمیل ہونی چاہئے، شاید اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت تمہارے حصے میں لکھی اور رکھی ہے کہ ایک بڑا ضروری کام بھی ہو جائے اور اپنے بزرگ کی ایک یادگار بھی محفوظ اور عام ہو۔

تمہارے مطالعہ کے لئے ''کاروان زندگی'' کی آخری جلد بھیج رہے ہیں، اس میں ۱۹۹۰ء کے آخر تک کے اپنے ملک اور عالم اسلام کے حوادث و واقعات اور ان پر تبصرے بھی آ گئے ہیں، امید ہے کہ تم پڑھ کر خوش ہو گے، ایک ضروری کام ہے کہ ہماری طرف سے اپنی بہن اور اہلیہ برادر محترم حافظ سید اسحاق صاحب مرحوم کی تعزیت ان کے قریبی عزیزوں اور فرزندوں تک پہنچا دو، ہمارے پاس کسی کا کوئی پتہ نہیں ہے، اس کے ساتھ برادر محترم سید عاصم صاحب سے بہت سلام کہو، عزیزی آیت اللہ کو بھی بیاض کے متعلق یاد دلاؤ، اگر وہ مولوی امتیاز کے حوالے کر دیں تو وہ ان شاء اللہ بحفاظت پہنچ جائے گی، تاکید کر دی جائے کہ یہ بڑی نادر اور قابل حفاظت چیز ہے، اپنے گھر میں بھی سلام و دعا کہو اور ان چیزوں کی رسید سے مطلع کرو جو بھیجی جا رہی ہیں۔

یہاں بحمد للہ سب خیریت ہے رابع، واضح، حمزہ، عبد اللہ سلمہم اور ان کے سب بھائی بخیر و عافیت ہیں۔

والسلام

دعا گو

ابو الحسن علی ندوی

رائے بریلی

۲۶/اکتوبر، ۱۹۸۷ء

عزیز القدر حسین سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا دستی خط پہنچا، تمہاری محبت اور سعادت سے خوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ خیر وعافیت سے ملائے، الحمدللہ پہلے سے اچھا ہوں لیکن چلنے میں تکلیف اور تکلف ہوتا ہے، تمہاری کتاب ''شہید بالاکوٹ'' دیکھنے کا شوق ہے، کاش کہ تم نے قاری صاحب[1] کے ہاتھ بھیج دی ہوتی، ''ایک اجنبی بالاکوٹ میں'' مضمون کی شکل میں دیکھا تھا اور پسند آیا تھا۔

تم ہمارا یہ خط واپسی پر عزیزی فضل ربی کو دکھادو، وہ ''تاریخ دعوت عزیمت'' کا پورا سیٹ دے دیں گے، ہمارے عزیزوں اور اہل خاندان کا وہ بہت احترام کرتے ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ پر جو حصہ ہے وہ پڑھ کر خوش ہوں گے، آخری دو حصے بھی قابل مطالعہ ہیں، خاص طور پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب والا، یہ خط تم کو لاہور، راولپنڈی سے واپسی پر ملے گا، میں چونکہ حجاز جارہا ہوں، اس لئے یہ خط لکھوادیا، ایک مرتبہ یہاں آؤ سارے عزیزوں سے مل جاؤ۔

عزیزی سید عثمان کا بھی خط آیا تھا، پتہ محفوظ نہیں تھا، ان سے بھی سلام کہہ دینا اور مزاج پرسی کا شکریہ ادا کردینا، ان شاء اللہ حمزہ[2] تک پیغام پہنچادوں گا، گھر میں اور خاندان میں سلام ودعا کہو۔

والسلام

دعاگو

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) قاری سید رشید الحسنؒ امام وخطیب جامع مسجد نیوٹاؤن، کراچی۔

(۲) محمد حمزہ حسنی ندوی مرتب کتاب۔

۲۱-۱-۱۹۸۸ء
لکھنؤ

عزیز القدر سید حسین حسنی سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے ہر طرح بخیریت ہو، تمہارا، ۱۹ دسمبر کا لکھا ہوا خط ہم کو تقریباً ۲۰/۲۵ دن کے بعد بمبئی میں ملا جہاں ہمارا ۲۱/۱ جنوری تک قیام تھا، تم نے ہماری صحت کے متعلق جو کچھ سنا ہے وہ صحیح ہے، نقل وحرکت میں تکلیف وتکلف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ معذور نہ بنائے۔

تمہارے خط سے بھائی سید عبد المجید اختر کے انتقال کی اطلاع ملی، بڑا افسوس ہوا، ہم دونوں ساتھ کھیلے ہوئے تھے، ندی میں ایک ساتھ نہانا، سئی ندی شکار کو جانا، سب یاد ہے، آخری بار مکہ معظمہ میں ان سے ملاقات ہوئی تھی، ہمیں ان کے گھر کا پتہ معلوم نہیں، تم ہماری طرف سے اہتمام کے ساتھ ان کے بچوں اور گھر والوں سے تعزیت کرو۔

تمہارا خط حمزہ سلمہ کو ہم دے دیں گے اور ان کو آگاہ کریں گے، تم بھی اپنے دوست کا بیٹا اور بھتیجا سمجھ کر معاف کردو، مشغول بہت رہتے ہیں، اکیلے ہیں۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ ''تاریخ دعوت وعزیمت'' کی جلدیں تم کو مل گئیں اور تم کو کتاب پسند آئی، تمہاری کتاب ''شہید بالاکوٹ'' ہم کو مل جائے گی اور ہم شوق ودلچسپی سے پڑھیں گے، اس وقت تکلیف کی حالت اور شدید مصروفیت ہے، رفع انتظار کے لئے یہ چند سطریں لکھوا رہا ہوں، اس مختصر خط پر کچھ خیال نہ کرنا۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

از رائے بریلی۔ تکیہ
۲۷، جون ۱۹۹۹ء

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا ۱۲/ جون کا لکھا ہوا کارڈ ہم کو سفر سے واپسی پر، ۲۱ جون کے بعد رائے بریلی میں ملا،

اس سے عزیزی سید داؤد کے انتقال کی خبر ملی، سب کو افسوس ہوا، وہ پھوپھا میاں مرحوم کی واحد یادگار تھے، تم نے بہت اچھا کیا کہ اس حادثہ کی اطلاع دی، اب تکلیف کر کے ان کی والدہ صاحبہ تک تعزیت کا پیغام پہنچادو، حمزہ سلمہ بھی یہیں تھے انہوں نے بھی تمہارا خط دیکھ لیا۔

آئندہ خط لکھو تو خاص خاص عزیزوں کی خیریت ضرور لکھ دیا کرو، عرصہ سے احمد کی خیریت بھی نہیں معلوم ہوئی، ہم نے انہیں دنوں خط لکھا ہے، اپنے بھائیوں اور ہمارے عزیزوں سے سلام کہو۔

والسلام
دعا گو ابوالحسن علی

۲۶-۱-۱۹۸۹ء

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آں عزیز کا ۱۲ر فروری کا خط اور کتاب ایسے وقت ملی کہ میں ایک سفر پر روانہ ہو رہا تھا، خط کا جواب تو نہیں دے سکا لیکن کتاب کے مطالعہ کا موقعہ مل گیا اور پڑھ کر خوشی ہوئی، طباعت کی کچھ اہم غلطیاں رہ گئی ہیں، نظر ثانی کر کے دوسری اشاعت میں صحیح کر دینا، کتاب پڑھ کر محمد ثانی حسنی لائبریری رائے بریلی کو دے دی تا کہ اور لوگ پڑھ لیں۔

تمہاری سعادت اور محبت کا شکریہ!

ڈاک بڑی مشکل سے پہنچتی ہے اور بہت دیر لگتی ہے، تمہارے خط سے کئی عزیزوں کے انتقال کی اطلاع ملی، ہو سکے تو ہماری طرف سے تعزیت کر دینا، ہمیں وہاں کے دعوت نامے ملے تھے، لیکن پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے معذرت کرنا پڑی، زندگی ہے تو آنا ہوگا مگر تم لوگوں نے آنے کا تو ارادہ ہی نہیں کیا۔

عزیزی سعید سلمہ کے دل کی تکلیف کی اطلاع سے تردد ہوا، اللہ تعالیٰ ان کو صحت کلی عطا فرمائے، ہماری بہن سے دعا اور مزاج پرسی کر لینا، تمہارا خط حمزہ سلمہ کو دکھا دیا جائے گا۔

والسلام
ابوالحسن علی

۱۱؍جنوری ۱۹۹۰ء
ندوۃ العلماء لکھنؤ۔الہند

عزیز القدر حسین سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا ۲۲؍دسمبر کا لکھا ہوا سعادت نامہ ملا، برادر عزیز احمد کے انتقال کی اطلاع ابراہیم سلمہ کے تار سے مل گئی تھی، ۱۶؍دسمبر کو ان کا انتقال ہوا، اور ۱۵؍دسمبر کو ہماری اہلیہ (جو تمہاری خالہ زاد بہن تھیں) کا انتقال ہوا جس کی اطلاع تم کو خط لکھنے تک نہیں مل سکی ہوگی، معلوم ہوا کہ روزنامہ جنگ میں شائع ہوئی اور اس کی بنیاد پر پاکستان کے چار سربراہ اشخاص کے جن میں حکیم سعید صاحب بھی ہیں، تعزیتی تار آئے اعزہ اور اہل خاندان کو اب معلوم ہوا ہوگا، اور شاید ان کے تعزیتی خط آتے ہوں گے، احمد مرحوم پر ہمارا ایک مفصل مضمون رسالہ ''تعمیر حیات'' میں شائع ہو رہا ہے، خدا کرے وہ تمہاری نظر سے گزرے، ان کے یہاں نہ آنے کی حسرت مدتوں رہے گی، تم سب لوگوں نے یہاں کا آنا اتنا مشکل سمجھ لیا ہے جتنا دوسروں نے نہیں سمجھا، لوگ برابر آتے جاتے رہتے ہیں، قاری رشید صاحب ہر سال اپنے پورے خاندان کو لے کر آتے ہیں انہیں کے ہاتھ یہ خط بھجوا رہے ہیں۔

حکیم محمد سعید کے نام خط لکھ کر اسی لفافہ میں رکھا جا رہا ہے ان کو تم خود جا کر دینا ہمارے پاس اس وقت ان کا پورا پتہ نہیں ہے، سب سے سلام و دعا کہو اور یہاں سب خیریت ہے۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

۶؍۱۱؍۱۹۹۰ء

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا سعادت نامہ مورخہ ۱۳؍اکتوبر کو مل گیا تھا لیکن کچھ تو علالت اور مصروفیت اور کچھ پریشانی تھی، حالات نے جواب کی مہلت نہ دی، اس کا بھی انتظار رہا کہ کوئی جانے والا مل

جائے تو اس کے ہاتھ دستی بھیج دیں، ڈاک کے خطوط بہت دیر سے ملتے ہیں، مجبوراً یہ کارڈ لکھا جارہا ہے تاکہ تم کو اطمینان ہو۔

تمہاری کتاب ''صاحب السیف والقلم'' ملی اور پسند آئی، اب وہاں خاندان میں تمہیں صاحب قلم رہ گئے ہو، خدا صاحب السیف والقلم بنائے، تمہارے دوسرے مضامین بھی پہنچے، ''تاریخ دعوت عزیمت'' کو بچوں کے لئے مختصر اور سلیس طور پر لکھ سکتے ہو، اگر مولانا عبدالرشید نعمانی اور کسی صاحب علم کی نظر پڑ جائے تو اور اچھا ہے۔

افسوس ہے کہ ''ہمدرد'' میں تمہیں کام نہیں مل سکا، حکیم صاحب کا خط تو بہت شریفانہ آیا تھا، معلوم نہیں کیوں کام نہیں ہوا؟

عزیزی سید عباس مرحوم کے انتقال پر جس کی اطلاع تمہارے خط سے ہی ملی، تم اور سب اہل خاندان دلی تعزیت قبول کرو، کبھی یہاں آنے کی کوشش کرو، عزیزوں سے مل جاؤ، باقی سب اچھے ہیں، سب کو سلام۔

والسلام
دعاگو
ابوالحسن علی

۲۱ر جنوری ۱۹۹۱ء
۳ر رجب المرجب ۱۴۱۱ھ
ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الہند

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا، ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۰ء کا لکھا ہوا کارڈ تقریباً وسط جنوری میں پہنچا، قاری رشید الحسن صاحب واپس ہونے والے تھے، اس لئے ڈاک کے بجائے انہیں کے ذریعے بھیجنا مناسب معلوم ہوا کہ پاکستان کے خطوط بہت تاخیر سے آتے اور پہنچتے ہیں۔

تم نے عزیزی عباس حسنی کی ہماری طرف سے تعزیت اعز کو پہنچادی، اللہ تعالیٰ جزائے

خیر دے، معلوم نہیں مرحوم کے کتنے بچے اور بچیاں ہیں؟ عاصم بھائی کی خیریت بہت عرصہ سے معلوم نہیں ہوئی، معلوم ہوا تھا کہ حیدرآباد میں رہتے ہیں، اب اعزا بھی ایک خواب ہو کر رہ گئے، یہاں کے حالات کی ابھی تک چول نہیں بیٹھی، جگہ جگہ فسادات اور واقعات ہو رہے ہیں، لکھنؤ بھی اس سے نہ بچ سکا، قاری صاحب سے تفصیل معلوم ہوگی، کتاب کا نام ''روشنی کے مینار'' زیادہ بہتر ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری محنت قبول فرمائے۔

ایک ضروری بات تم کو لکھنی ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے سے یہ ضروری اور مفید کام کرائے، ہمارے خاندان کے قابل فخر فرد و بزرگ منشی سید عبدالرزاق صاحب کلامی جو تمہارے والد مرحوم کے ماموں اور تمہاری والدہ محترمہ کے چچا ہوتے تھے، کی کتاب ''صمصام الاسلام'' (منظوم ترجمہ فتوح الشام واقدی) ایک بڑا دینی، دعوتی اور مجاہدانہ کارنامہ بلکہ شاہنامہ اسلام ہے، صرف ہمارے ہی گھروں میں نہیں بہت سے دین داروں اور علماء کے خاندانوں میں پڑھا جاتا تھا اور جس سے جذبہ جہاد اور شوق شہادت پیدا ہوتا تھا، جس میں اب بڑی کمی آگئی ہے، اگر جنرل صاحب[1] حیات ہوتے تو ہم ان سے کہتے، اس کو چھپوا کر فوج میں اور پبلک میں عام کیا جائے۔

حالات کے تقاضے سے بھی اور خاندانی تعلق کے تقاضے سے بھی تم لوگوں پر فرض ہے کہ پاکستان کے کسی ناشر کو اس پر تیار کر کے اس کو وہاں چھپواؤ اور اس کو رواج دو، امید ہے کہ وہاں خاندان کے کسی گھر میں اس کا نسخہ مل جائے گا، نہ ملے تو اس کو یہاں سے فوٹو اسٹیٹ کر کے بھیجنے کی کوشش کی جائے گی، لیکن یہ کام ضرور ہونا چاہئے، شاید یہ سعادت تمہارے ہی حصے میں لکھی ہو، دوسرے افراد خاندان کو بھی اس کی طرف متوجہ کرو، ایمان کے بعد مسلمان کی اصل طاقت یہی ہے اور اس وقت پاکستان کو اس کی سخت ضرورت ہے، ہندوستان میں بھی ان شاء اللہ اس کی کوشش کی جائے گی۔

عزیزوں سے سلام کہو، خاص طور پر عزیزی آیت اللہ سے کہو، کبھی تو خط لکھ دیا کریں، دوسرے یہ کہ اپنے جدامجد سید عبدالجلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض محفوظ طریقے سے بھیجنے کی کوشش کریں، ان کا سارا کتب خانہ ندوۃ العلماء کے کتب خانے میں محفوظ ہے، وہ بھی محفوظ کر

(۱) جنرل ضیاء الحق مرحوم مراد ہیں۔

دی جائے گی، لیکن کسی معتبر آنے والے کے ہاتھ بھیجیں، گھر میں سلام ودعا کہو۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

لکھنؤ
۱۳ رمئی ۱۹۹۱ء
۲۷۔ شوال ۱۴۱۱ھ

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمہارا خط مورخہ ۲۳ راپریل دستی پہنچا، کل ۱۱ رمئی کو عزیزی جمیل رائے بریلی سے لکھنؤ آکر ملے، مزید تفصیل معلوم ہوئی، ہم نے صمصام الاسلام کے مطلوبہ صفحات کا دوبارہ فوٹو حاصل کرلیا لیکن وہ اتنی دیر میں جاچکے تھے، اب یہ اوراق ہمارے پاس محفوظ ہیں، اگر کوئی جانے والا مل گیا تو اس کے ہاتھ، ورنہ ڈاک سے بھیجنے کی کوشش کی جائے گی، جوصورت مناسب اور قابل عمل ہو اس کتاب کا وہاں چھپنا بہت مفید اور ضروری ہے، ہم نے مقدمہ اور تعارف کے طور پر جو کچھ لکھا ہے، اس سے بھی اس کتاب کی اہمیت اور ضرورت سامنے آئے گی، عزیزی فضل ربی سلمہ اگر آگئے ہوں تو ان سے گفتگو مکمل کرلینا، خدا کرے اس کے جلد چھپنے کی نوبت آجائے۔

تمہاری زیر طبع کتاب ''سرگزشت'' کا اشتیاق رہے گا، افسوس ہے کہ جمیل زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتے تھے، ورنہ اوراق اور خط انہیں کے ہاتھ بھیج دیتے، معلوم نہیں اختر صاحب نے کس کتاب پر کام کیا، ہم ۳، ۴ دن بعد دو ہفتے کے لئے سفر پر چلے جائیں گے۔

تمہارے اطمینان کے لے یہ چند سطریں لکھوادی ہیں، امید ہے سب اعزہ بخیر وعافیت ہوں گے۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۱۹ر دسمبر ۱۹۹۱ء

عزیز القدر سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا ۲۳ر نومبر کو خط ملا، عزیزی فضل ربی سے ملاقات ہوئی، ان سے ہم نے تمہارے خط کے مضمون کا ذکر کیا، وہ کچھ متفکر معلوم ہوتے تھے، شاید نشر واشاعت کے سلسلے میں ان کے پاس کافی وسائل نہیں ہیں، تم خود ان سے گفتگو کرلو، ''تاریخ دعوت عزیمت'' کا اختصار اگر ضروری معلومات اور خصوصیات پر مشتمل ہو اور مؤثر ہو تو حرج نہیں۔

خدا کرے تمہارے گھر میں آرام ہو اور آنکھ کا آپریشن ہر طرح سے کامیاب ہو، سب سے سلام ودعا کہو۔

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۱۶۔ جولائی ۹۲ء

۱۴۔ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

عزیز القدر حسین حسنی سلمہ اللہ تعالیٰ و رقاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ۱۶ر جولائی کو علالت وضعف اور مصروفیت کی حالت میں آں عزیز کا ۶ر جولائی کا لکھا ہوا خط ملا، خاندانی نسبت اور آں عزیز کی محبت وسعادت مندی کی بنا پر خوشی ہوئی، کچھ عرصہ ہوا کسی نے بڑے وثوق سے کہا تھا کہ صمصام الاسلام پاکستان میں چھپ رہی ہے اور اس کا کچھ حصہ زبانی پڑھ کر بھی سنایا، ہم اس کی تصدیق چاہتے تھے، موقع نہیں ملا، اب یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ کتاب کی فوٹو کاپیاں تیار ہوگئی ہیں، ان کاپیوں کی مدد سے پوری کتاب ہمارے پیش لفظ کے ساتھ چھپنی چاہئے، یہ ملت کی اور اس ملک کی بڑی خدمت ہوگی، ہمارا یہ خط عزیزی مولوی فضل ربی ندوی کو خود

لے جا کر دکھاؤ، انہوں نے خط و کتابت بھی بند کر رکھی ہے، عرصہ سے کوئی رابطہ نہیں ہے، اس وقت ہم ضعف و علالت اور بعض ضروری کاموں کی وجہ سے اتنے مشغول ہیں کہ علاحدہ خط لکھنا مشکل ہے، جو بھی اس کتاب کو شائع کرے گا وہ بڑا اجر پائے گا اور وقت کا اہم تقاضا پورا کرے گا، کتابت کا بار بھی ان پر نہیں پڑے گا اور پروف ریڈنگ کی زحمت بھی برداشت نہیں کرنا پڑے گی، ہمارا یہ خط تمہارے اور ان کے درمیان مشترک سمجھا جائے گا، وہ یا تم ٹیلی فون پر بات کرنا چاہو تو ہم ابھی لکھنؤ میں ہیں، ٹیلی فون نمبر یہ ہے (73864) تم سے یا فضل ربی سے بات کر کے خوشی بھی ہوگی۔

تمہاری بھیجی ہوئی کتاب ہمیں نہیں ملی، ہمیں اس کا نام اور موضوع بھی معلوم نہیں، دوبارہ بھیجنے کی کوشش کرو اور کبھی آؤ تو عزیزوں سے مل جاؤ، موجودہ تکیہ اور وہاں کی ترقیات و سہولتوں کو دیکھ کر خوش ہوگے، جس گھر میں تم لوگ رہتے تھے وہ معہد الامام سید احمد شہیدؒ کے نام دینی تعلیم اور حفظ کا ایک اچھا مدرسہ ہو گیا ہے، پختہ سڑک، ڈاک خانہ، بجلی سب آ گئی ہے، اپنے سب بھائیوں اور قریبی عزیزوں سے سلام و دعا کہو، بہت عجلت اور abnormal حالت میں یہ خط لکھا جا رہا ہے، معاف کرنا اور ہماری صحت کے لئے دعا کرنا، رابع سلمہ اور سب بخیر و عافیت ہیں، بڑی بھتیجی اہلیہ سید مسلم حسنی کی طبیعت بہت خراب ہے، صحت کے لئے دعا کرنا، تمہاری کتاب ابھی تک نہیں ملی پھر بھجوانے کی کوشش کرو۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

رائے بریلی

۴ ستمبر ۱۹۹۲ء

۱۴۱۳/۳/۵ھ

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا مکتوب عزیز مورخہ ۱۳ اگست آج ۳ ستمبر کو ایک مہینہ کی مدت میں ملا، دونوں

ملکوں کی ڈاک کا یہی حال ہے، آں عزیز کی دونوں بھیجی ہوئی کتابیں مل گئی ہیں، ہم نے یہاں دوسرے عزیزوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں، رابع[۱] اور مسلم[۲] وغیرہ نے بھی دیکھا، آج کل احمد علی[۳] بھی یہیں ہیں، خاندان میں کچھ علالتیں چل رہی ہیں، اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں کے بیماروں کو بھی اور یہاں کے بیماروں کو بھی شفا عطا فرمائے۔

ہمیں تمہاری رائے سے اتفاق ہے کہ کتاب پوری چھپنی چاہئے، کتاب کی طاقت اور اثر میں فرق پڑے گا، اگر اقتباسات چھاپنے ہوں، اس کے لئے بڑے صاحب نظر اور صاحب ذوق کی ضرورت ہوگی، جس کا ملنا آسان نہیں، البتہ عارضی طور پر اب کیا جا سکتا ہے، شاید کراچی یونیورسٹی کے مجی ابوالخیر کشفی صاحب یہ کام کر سکیں، اس وقت عجلت میں اتنا ہی لکھا جا چکا ہے، ۳-۴ دن کے بعد ان شاء اللہ ایک طویل غیر ملکی سفر ہے، رابع سلمہ بھی ساتھ جائیں گے، کتابیں غالباً ان صاحب کو پہنچا دیں جو نیپال کے مدرسہ کے لئے چندہ وصول کرنے وہاں گئے تھے۔

قریبی عزیزوں سے حسب مراتب سلام و دعا کہو، اللہ تعالیٰ قریبی زمانے میں خیریت سے ملائے۔ فقط

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

رائے بریلی
۱۹/اگست ۱۹۹۶ء
۱۴۱۶/۳/۲۱ھ

عزیز القدر حسین میاں سلمہ اللہ تعالیٰ!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا خط مورخہ ۱۳/اگست کل ۱۸/اگست رائے بریلی میں عزیزی احمد علی کے ذریعہ ملا،

(۱) سید محمد رابع حسنی ندوی (۲) سید محمد مسلم حسنی مرحوم (۳) مولانا سید احمد علی حسنی ٹونکی

جس سے آں عزیز[1] کے انتقال کے افسوس ناک خبر ملی، اس سے پہلے آں عزیز کے چچازاد بھائی حمزہ کے انتقال کی برادر عزیز ابراہیم سلمہ اللہ تعالیٰ کے خطوط سے اطلاع ملی تھی، آں عزیز اور سب برادران واعزہ دونوں کے حادثہ پر تعزیت قبول کریں، اب افسوس ہے کہ دودنوں ملکوں میں اتنی دوری پیدا ہوگئی ہے کہ خطوط بھی بہت تاخیر سے ملتے ہیں، معلوم نہیں ہمارا خط تم کو کب ملے؟ ملاقات کو بہت جی چاہتا ہے ہم خود بہت کمزور ہوگئے ہیں، چند قدم بھی چلنا مشکل ہے۔

یکم اگست کو لندن کا سفر طے تھا، سیٹیں بھی دہلی سے بک ہوگئی تھیں، ہم کو اور رابع سلمہ کو آکسفورڈ یونیورسٹی کے اسلامک سنٹر کے جلسہ میں شرکت کرنی تھی جس کے لئے ہر سال جایا کرتے ہیں، مگر ضعف وعلالت کی وجہ سے سفر ملتوی کرنا پڑا، اگر کوئی طویل بیرونی سفر ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ کراچی سے واپسی ہوتی، مگر خود وہاں امن وامان کی حالت اچھی نہیں، اللہ تعالیٰ تمام اعزہ اور تمام شہریوں کی حفاظت فرمائے، ہمارا خط برادر عزیز ابراہیم کو بھی دکھا دینا، ہم ان کی ملاقات کے بھی مشتاق ہیں، کاش کہ برادر اسحاق بھی آجاتے تو تسلی ہوتی، سب بھائیوں کو اور اپنے گھر میں سلام ودعا کہو، اللہ تعالیٰ سب کو خیریت وعافیت سے رکھے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ

۱۵/۳/۱۴۲۰ھ

عزیز القدر سید حسین حسنی سلمہ اللہ تعالیٰ وعافاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ تم اور تمہارے گھر والے خیر وعافیت سے ہوں گے، عرصہ کے بعد کسی عزیز کا ایسا تعلق ومحبت کا خط ملا جس سے بڑی خوشی ہوئی، تم لوگوں کی برابر یاد رہتی ہے اور ذکر ہوتا رہتا ہے۔

ہماری طبیعت ابھی بھی پوری طرح ٹھیک نہیں ہے، مگر الحمد للہ پہلے سے بہتر ہے اور

(۱) مکتوب الیہ کے چھوٹے بھائی سعید حسنی۔

معالجین بھی اطمینان دلاتے ہیں، دعاؤں کی بہت ضرورت ہے، موقع ہوتو یہاں کا سفر کرو، تمہارا آنا ہمارے لئے باعث عزت ہوگا اور ہمیں تقویت ملے گی، تمہارے داماد اور بیٹی کے حج پر جانے سے خوشی اور عزت حاصل ہوئی، انہیں ہمارا سلام کہو اور گھر میں بھی سب کو سلام پہنچاؤ۔

قاری صاحب[1] کا فون آتا رہتا ہے جس سے خیریت مل جایا کرتی ہے یہاں الحمدللہ سب خیریت ہے، مسلم، ابوبکر اور عزیزان رابع وواضح سلام کہتے ہیں۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۷۔ جولائی ۱۹۹۹ء[2]

۲۱/۳/۱۴۲۰ھ

عزیز القدر سید حسین حسنی اطال اللّٰہ بقائہ و بارك

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں عزیز کا سعادت نامہ مورخہ ۱۶/ جون دستی پہنچا، پڑھ کر ایسی خوشی ہوئی جیسی اپنے گھر کے ایک فرد اور فرزند عزیز کے خط سے ہوتی ہے، اس سے پہلے آپ کا کوئی خط نہیں ملا، کتاب بھی پہنچی، بہت اچھے موضوع پر قلم اٹھایا، ہم تو بہت علیل اور صاحب فراش ہیں، اس پر ان شاء اللہ اچھا تبصرہ ''تعمیر حیات'' میں شائع ہو جائے گا، جن خطوط کا آں عزیز نے تذکرہ کیا ہے وہ ہمیں یاد نہیں، کب آئے تھے؟ وہ خطوط ہم کو نہیں ملے، ہم پتہ چلائیں گے۔

خدا اہلیہ کو شفا عطا فرمائے، اہل خاندان میں سے جو بھی قریب ہوں، سلام کہیے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

---

(۱) قاری سید رشید الحسن مرحوم۔ (۲) جناب سید حسین حسنی کے نام مولانا کا یہ آخری خط تھا۔

مولانا قاری سید رشید الحسنؒ (کراچی)

(وفات) ۲۸ر جنوری ۲۰۰۱ء

برصغیر کے نامور ممتاز عالم ومصنف نواب سید صدیق حسن خان الحسینی قنوجی بھوپال کے خلف اکبر نواب سید نور الحسن کے ذی علم وفضل پوتے مولانا قاری سید رشید الحسن الحسینی ابن سید نجم الحسن مشہور بزرگ حضرت سید جلال الدین بخاری اُچی مخدوم جہاں نہاں جہاں گشت کی اولاد میں ہیں۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن حسنی علی ندویؒ سے ان کا قدیم خاندانی روابط کا تعلق تھا جو بعد میں قرابت میں تبدیل ہوا اور ان کا نکاح حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خالہ زاد بہن کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ سے ہوا، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے شعبہ قراءت وتجوید میں استاد رہے اور پھر کراچی منتقل ہوگئے، جہاں ان کو کئی صاحبزادے اور صاحبزادیاں ہیں، حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ سے بیعت وارادت کا تعلق تھا، اور دعوت وتبلیغ میں اچھا وقت لگایا تھا۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کی جامع مسجد میں خطیب وامام مقرر ہوئے، اور ان کو اس طرح خدمت دین کا اچھا ماحول اور موقع ملا، جہاں ان کا بنوری ٹاؤن کے اساتذہ وعلماء کے علاوہ مشہور بزرگ اور مربی حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بھی ربط رہا، اور ان کو لاہور کے مشہور مربی حضرت شاہ سید نفیس الحسینی سے اجازت وخلافت بھی حاصل ہوئی اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے بھی اجازت حاصل تھی اور ان کے کراچی کے اسفار میں میزبانی کا شرف متعدد بار حاصل کیا، بڑی مرنجاں مرنج طبیعت رکھتے تھے، ۶۷ سال کی عمر میں ۲۸ر جنوری ۲۰۰۱ء کراچی میں وفات پائی۔

مکتوبات بنام مولانا قاری سید رشید الحسنؒ (کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۲/۵/۱۹۸۳ء

عزیز القدر رشید میاں سلمہ اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ اس سے پہلے جو دستی خط اور کتاب 'تحفہ دکن' بھیجی تھی، وہ پہنچ گئی ہوگی، آج ایک اور جانے والے مل گئے، ان کے ہاتھ بھائی جمیل صاحب کے نام خط اور آپ کے نام یہ پرچہ لکھ کر حوالے کر رہا ہوں، خدا کرے آپ کا خط بھی آتا ہو۔

بھائی جمیل صاحب کے رسائل اور کاغذات پہلے پہنچ گئے تھے، خط بعد میں پہنچا، اس لئے جواب میں تاخیر ہوئی، اور کوئی نئی بات اس وقت نہیں، ندوہ، رائے بریلی میں الحمدللہ خیریت ہے، گھر پر سب کو سلام ودعا۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی

عزیز گرامی قدر قاری صاحب عفاہ اللہ و اطال اللہ بقائہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ خط بڑی ندامت اور معذرت کے ساتھ لکھا جا رہا ہے، ایک دن اچانک عزیزی ابراہیم [1] کا کویت سے ٹیلیفون آیا کہ قاری صاحب کو پیٹ کی شکایت ہوئی تھی اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں، اس سے فکر پیدا ہوئی تھی، گھر میں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ آپریشن کی ضرورت پیش آئی، وہ الحمدللہ کامیاب رہا اور آپ بعافیت گھر واپس تشریف لائے، ہم برابر پوچھتے رہے کہ کراچی سے

(۱) سید ابراہیم حسنی مرحوم ندوہ سے تعلیم حاصل کر کے سعودیہ اور کویت میں خدمات انجام دیں۔ تعلیمی اداروں کی بڑی مالی خدمت کرتے تھے۔ غفراللہ لہ۔

کوئی ٹیلیفون آیا؟ حال میں معلوم ہوا کہ ٹیلیفون آیا تھا الحمدللہ طبیعت اچھی ہے، ہم کچھ تو سفروں پر رہے اور طبیعت بھی اعتدال پر نہیں تھی، خیریت دریافت کرنے کے لئے کوئی خط نہیں لکھ سکے، شاید آپ کو احساس ہو، اس لئے ایسی حالت میں کہ آج ہی دہلی اور وہاں سے ۲۷ راگست کو لندن کے لئے روانگی ہے، سفر کی تیاری کی سخت مصروفیت ہے لیکن یہ چند سطریں عجلت میں لکھی جارہی ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ ہم آپ کے دادا صاحب اور ان کے اہل تعلق کو ایصال ثواب نہ کرتے ہوں، افسوس ہے کہ شاید مصروفیت اور ہمت کی کمزوری کی وجہ سے خط و کتابت کی ہدایت نہیں آئی، مگر الحمدللہ تعلق اور فکر میں کوئی کمی نہیں ہے، گھر میں سب کو سلام و دعا۔

یہاں لکھنؤ رائے بریلی میں سب خیریت ہے، اہلیہ صہیب سلمہ بھی خیریت سے ہیں، شروع میں ہم نے احتیاطاً آپ کی علالت کی اطلاع نہیں دی مگر بعد میں ان کو براہ راست معلوم ہوا، واپسی ان شاء اللہ ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں ہوگی، عزیزی رابع سلمہ اس سفر میں ساتھ ہیں، انگلستان سے مراکش اور وہاں سے حجاز مقدس جانے کا پروگرام ہے والغیب عند اللہ، ''پرانے چراغ'' کا تیسرا حصہ بھیجا تھا جس میں برادر محترم سید جمیل صاحب کا تذکرہ تھا، امید ہے کہ آپ نے عزیزی ابراہیم کو دے دیا ہوگا اور عزیزی احمد الحسنی مرحوم کا بھی تذکرہ ہے، برادرم ابراہیم کو بھی بھجوایا تھا، معلوم نہیں کہ پہنچا کہ نہیں؟

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الہند
۲۵ ررجب ۱۴۰۸ھ

عزیز القدر قاری سید رشید الحسن صاحب سلمہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۹ ررجب کا لکھا ہوا خط برادر عزیز سید محمد ابراہیم کے خط کے ساتھ ۲۲، ۲۳ ررجب کو

اس وقت ملاجب میں تقریباً تین ہفتہ کے بعد سفر سے واپس ہوا، بھائی سید محمد جمیل صاحب[1] کے انتقال کی خبر اور عزیزوں کے انتقال کی خبر آپ کے خط سے معلوم ہوئی، ہم نے ابراہیم صاحب سے بڑی شکایت کی کہ انہوں نے اتنی تاخیر سے ہم کو بھائی جمیل صاحب کی انتقال کی خبر دی جو تعلق ہمارے ان کے درمیان تھا اس کا تقاضا تھا کہ ہم کو تار سے اطلاع دی جاتی۔

عزیزی طاہر سلمہ[2] کا خط اس سے پہلے آیا تھا، لیکن اس کے بعد ہی سفر پر روانہ ہوگئے، دہلی اندور اور بمبئی کا سفر رہا، ہماری صحت کا حال یکساں ہے، چلنے میں تکلیف اور تکلف ہوتا ہے، پاکستان سے کئی دعوت نامے آئے تھے، سب سے معذرت کرنی پڑی، ۱۷ر کو حکیم سعید کے یہاں جلسہ تھا، ہمارے نام کی پبلسٹی ہوگئی تھی، لیکن اس سے بھی معذرت کرنی پڑی، ابھی کچھ اندازہ نہیں کہ وہاں کا سفر کب ہو سکے گا، مولانا ناظم صاحب سے پچھلے سفر میں فون پر گفتگو ہوئی تھی، اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے۔

اس وقت بہت عجلت ہے، گھر میں سب کو سلام و دعا کہیں، ہمشیرہ صاحبہ کی طبیعت الحمدللہ پہلے سے بہتر ہے۔

والسلام
ابوالحسن علی

۲ر جولائی ۱۹۹۱ء
۱۹ر ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ

عزیز گرامی قدر قاری صاحب بارك الله فی حیاته و درجاته
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع افراد خاندان عزیز بخیر و عافیت ہوں گے، عزیزی سلمان سلمہ، مولوی شمس الحق و امتیاز وغیرہ کراچی گئے، ان سے بھی خیریت معلوم ہوئی، آپ کا براہ راست کوئی خط نہیں آیا، لیکن برخورداران طاہر و صفیہ سلمہما کے سعادت نامے ملے، افسوس ہے کہ وہ خطوط رائے بریلی میں رہ گئے، اپنی یاد سے لکھ رہے ہیں، انہوں نے اپنا تعلیمی حال اور ہماری کتابوں کے پڑھنے کا ذکر کیا ہے اور عمرے پر جانے اور ہم لوگوں کو دعا وغیرہ میں شریک کرنے کا تذکرہ کیا ہے، ہمشیرہ صاحبہ کو بھی بہت خوشی ہوئی، ہم بھی ان کی سعادت سے بہت خوش ہوئے، آپ بہت

(۱) سید محمد جمیل صاحب۔ (۲) سید محمد طاہر حسینی ولد قاری رشید الحسنؒ۔

کم خط لکھتے ہیں، کبھی کسی آنے جانے والے کو دے دیتے ہیں جو بہت دیر میں پہنچاتا ہے، ان بچوں نے ہمارے آنے کے ارادے پر خوشی کا اظہار کیا ہے، ہمارا ابھی ادھر کا کوئی پروگرام نہیں، کسی غیر ملکی دورہ میں امکان ہے کہ آتے جاتے اتر جائیں، ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ آپ کو صہیب سلمہ، صدیقہ سلمہا اور نور چشم شعیب کا وہاں پہنچنا اور آپ سے ملنا مبارک ہو، خدا کرے پورا سفر خیر وعافیت اور برکت کے ساتھ ہوا ہو۔

گھر میں بہت بہت سلام ودعا کہئے، سید حسین سلمہ کے لئے صمصام الاسلام کا سرورق اور ابتدائی صفحات بھیج رہے ہیں، جو ذرا واضح اور صاف ہیں، کوشش کیجئے کہ وہ ان کے ہاتھ میں دے دئے جائیں، صہیب سلمہ خود راستوں سے واقف نہیں۔

عبدالرزاق اور نثار الحق کا سلام قبول ہو۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

۱۸ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

۲۷ ستمبر ۱۹۹۱ء

عزیز گرامی قدر قاری رشید الحسن صاحب بارك الله واعزه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۲ ستمبر کو انگلینڈ اور حجاز مقدس کے سفر سے واپسی ہوئی، مکہ معظمہ میں ہی معلوم ہوگیا تھا کہ عزیزی صہیب سلمہ لکھنؤ پہنچ گئے ہیں، کل ۲۷ ستمبر کو ملنے آئے اور آپ کا اور صفیہ سلمہا کا خط دیا، یقیناً صہیب اور ان کے گھر والوں کے آنے سے آپ سب پر بہت اثر ہوا ہوگا، اللہ تعالیٰ پھر خیریت سے ملائے۔

آپ نے اپنے کئی خطوط کا ذکر کیا ہے، ہمیں یاد نہیں کہ آپ کا ایک کے سوائے کوئی خط ملا ہو، ہم نے خط میں لکھا تھا کہ آپ ڈاک سے خط نہیں بھیجتے، دستی بھیجتے ہیں، وہ اکثر نہیں پہنچے اور پہنچتے بھی ہیں تو بہت تاخیر سے، اگر آپ نے خط لکھے ہوں اور ہم نے جواب نہ دیا ہو تو معاف کیجئے گا، اس کا

تعلق بے خیالی یا کم تعلق سے نہیں ہے، سفر بہت طویل ہو گیا تھا، جلد واپسی کی ضرورت تھی۔

دہلی میں 'جنگ' کے ایک نمائندہ ملے تھے، وہ اگلے دن ہی کراچی جا رہے تھے، ہم نے ان کے ہاتھ نسخہ "تقویۃ الایمان" کے جدید ایڈیشن کا بھیجا تھا جس میں ہمارے حواشی اور مقدمہ ہے، آپ پڑھ کر خوش ہوں گے، عزیزی فضل ربی کو بھی ایک نسخہ بھیجا ہے، ان کو فوراً چھپوالینا چاہئے۔

''کاروان زندگی'' میں آپ کے مشورہ کا تذکرہ کر دیا ہے، نئے ایڈیشن میں ان شاء اللہ تلافی کی کوشش کی جائے گی۔

صفیہ سلمہا کو بہت سلام اور ان کے خط پر اظہار مسرت کر دیجئے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

لکھنؤ

۱۴۱۲/۴/۹ھ

عزیز گرامی قدر!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۳/ اکتوبر کا لکھا ہوا مکتوب ملا، خوشی اور اطمینان ہوا، آپ نے بہت اچھا کیا کہ "تقویۃ الایمان" کا غلط نامہ تیار کرلیا، ہم نے مکتبہ کو دے دیا ہے کہ محفوظ رکھا جائے، آئندہ طباعت تصحیح کے بعد نکلے، وہاں اس کی طباعت کی خبر سے خوشی ہوئی۔

صہیب مع اہلیہ جے پور میں ہیں اور خیریت سے ہیں، ''گل رعنا'' کے مقدمہ کے بارے میں آپ نے متوجہ کیا، اچھا کیا، ''کاروان زندگی'' کا چوتھا حصہ جب نکلے گا تو ان شاء اللہ (بشرط حیات) اضافہ کر دیا جائے گا۔

بچوں اور بچیوں کی تعلیم کا جو آپ نے حال لکھا ہے اس سے مسرت ہوئی، آج کل صحت بھی بہت کمزور چل رہی ہے اور پروگرام بہت ہیں، اختصار کو معاف کیجئے، نثار الحق کا سلام قبول ہو، مولانا طاہر صاحب کو آج کل درد کی بہت تکلیف ہے۔

ابھی بھوپال جانا ہوا تھا، نواب صاحب [1] کے مقبرہ پر بھی حاضری ہوئی، بڑی خوبصورت عمارت بن گئی ہے، منسٹر صاحب جنہوں نے اس سے دلچسپی لی، ملنے آئے تھے، اس کا بہت ذکر کرتے تھے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الہند

۱۲/دسمبر ۱۹۹۱ء

۱۴۱۲/۶/۵ھ

عزیز گرامی قدر قاری سید رشید الحسن صاحب سلمه الله تعالیٰ و بارك فی اعقابه!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع اہل خانہ فرزندان وافراد ہر طرح سے بعافیت ہوں گے، یہاں بھی الحمد للہ خیریت ہے، معمولی شکایتیں اور تغیرات مزاج ہوتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فضل فرماتا ہے، ہماری تکالیف ومعذوریاں البتہ چل رہی ہیں، پھر بھی قریب وبعید کا سفر جاری ہے، اب آپ کی آمد کے دن ان شاء اللہ قریب ہیں، اللہ تعالیٰ خیریت وعافیت کے ساتھ لائے اور ہم سب سے ملائے۔

یہ خط ایک خاص ضرورت سے لکھ رہے ہیں اور وہ ایسا کام ہے جو بظاہر آپ ہی کر سکتے ہیں، وہ یہ کہ جعفر بھائی مرحوم کے پاس ان کے پردادا اور ہمارے والد صاحب مرحوم کے رشتہ کے نانا سید عبد الجلیل صاحب مرحوم کی بیاض تھی، جس کا ذکر والد صاحب نے 'گل رعنا' کے مقدمہ میں ان الفاظ میں کیا ہے کہ ''وہ بیاض کیا تھی ایک جام جہاں جما تھا، اس میں بہت سے اکابر کے سنین وفات اور اہم حوادث وواقعات تھے، لوگ دور دور سے اس کو دیکھنے آتے'' یہ بیاض جعفر بھائی مرحوم اپنے ساتھ پاکستان لے گئے، ہم نے عزیزی آیت اللہ سلمہ سے بار بار کہا کہ وہ ہمیں دے دو، ان کے کتب خانہ محفوظ کتب خانہ دار العلوم میں محفوظ رہے گی۔ ہمیں کئی چیزیں اس میں دیکھنی ہیں مگر وہ نہ دے سکے، خدا کرے محفوظ ہو۔

---

(۱) نواب سید صدیق حسن قنوجیؒ

اب ایک بہت اہم کڑی اس کے ذریعہ سے دریافت کرنی ہے، آپ کسی طرح ان کو راضی کرلیں کہ وہ بیاض آپ کو دے دیں اور آپ اس کو لیتے آئیں، ان کو اور ان کے بھائی کو جن کا نام سید عقیل ہے، آپ اس پر راضی کرلیں، اگر وہ اس پر راضی نہ ہوں تو آپ اس کو فوٹو کاپی کرا کر لیتے آئیں، سب خرچ ہم دیں گے، پرائیویٹ طریقہ پر یہ بات بھی آپ کو لکھتے ہیں کہ اگر وہ خواہش کریں یا آپ ان کو ضرورت مند سمجھیں تو پانچ سو روپیہ کم وبیش ان کو بھی پیش کرسکتے ہیں، یہ بہترین تحفہ ہوگا، جو آپ اپنے ساتھ لائیں گے، کسی طرح سے خدا کرے یہ کام آپ کے ذریعہ ہوجائے، عزیزی فضل ربی سے بھی آپ اس میں مدد لے سکتے ہیں، امید ہے کہ آپ ہم کو مایوس نہ کریں گے، خدا کرے یہ خط آپ کی روانگی سے پہلے مل جائے، گھر میں سب کو سلام ودعا اور شوق ملاقات کہئے، نثار الحق کا سلام پہنچے۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

رائے بریلی

۱۳ر شوال ۱۴۱۳ھ

عزیز گرامی قاری صاحب اطال اللہ بقاءہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ مع تمام افراد خاندان بخیر وعافیت ہوں گے، آپ نے خط وکتابت کی، نہ ٹیلیفون سے رابطہ قائم ہوا، دونوں کام مشکل تھے، مولوی طاہر کے گھر سے معلوم ہوا کہ ٹیلیفون پر خیریت معلوم ہوئی تھی، یہاں تو قیامت صغریٰ گزر گئی، حالات، اخبارات اور ریڈیو سے معلوم ہوتے رہتے ہوں گے، اللہ تعالیٰ اپنا فضل خاص فرمائے، گھر میں سب سے سلام ودعا کیجئے، لکھنؤ رائے بریلی میں سب خیریت ہے۔

عثمان بھائی[1] جو سعودی عرب میں کام کرتے ہیں اور وہاں جاتے ہوئے کراچی سے گزریں

(۱) محمد عثمان حیدرآبادی۔

گے، ان کے ہاتھ خط بھیج رہے ہیں، ان کے ساتھ احمد حسین دلدار حسین کے تمبا کو کے دو ڈبے مولانا عبدالجلیل صاحب [1] کے لئے بھیج رہے ہیں، آپ یا تو ڈھڈیاں ضلع سرگودھا کسی جانے والے کے ہاتھ بھجوادیجئے، ہم نے ان کو خط لکھ دیا ہے کہ وہ ڈبے آپ کے یہاں محفوظ ہیں، منگوالیں یا آپ کسی معتبر آدمی کے ہاتھ بھیج دیں، ان کو اس کی بہت ضرورت رہتی ہے، باقی سب خیریت ہے، رمضان بہت اچھا گزرا، امید ہے کہ آپ کے یہاں بھی ہر طرح خیر و برکت رہی ہوگی۔

عزیزہ فاطمہ سلمہا اور بچوں بچیوں کو سلام و دعا، اگر برادر محترم محمد جمیل صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی ابراہیم سے ملاقات ہو تو ہمارا سلام اور خط نہ لکھنے کی شکایت۔

والسلام

دعا گو

ابوالحسن علی ندوی

ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الہند

عزیز گرامی قدر قاری سید رشید الحسن صاحب اطال اللّٰہ بقاءہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

آپ کا شکایتی خط ملا، دل پر ایک چوٹ لگی اور اتنی تاخیر جو تعزیتی خط لکھنے میں پیش آئی، ندامت ہوئی اول تو یہ ہمیں افسوس ناک اطلاع تاخیر سے ملی، مولوی طاہر صاحب [2] کے یہاں ہمارا آنا جانا تاخیر سے ہوتا ہے، پھر ایسے پے در پے حوادث پیش آئے جنہوں نے دل و دماغ کو ایسا متاثر و مشغول کر لیا جو اس سے پہلے یاد نہیں، چار چار واقعے فریکچر کے چھوٹے سے خاندان اور چار گھروں کی بستی میں پیش آئے، جن میں سب سے بڑا حادثہ آپا جان (والدہ رابع سلمہ) کا فریکچر کا بڑا حادثہ تھا، پھر خدیجہ سلمہا (والدہ حمزہ سلمہ) کا، پھر حادثہ کی اطلاع سن کر قرآن خوانی اور ایصال ثواب دارالعلوم کے ذریعہ خط لکھ کر کرا دیا تھا، خط لکھنے میں ایک دقت یہ تھی کہ ہمارے خطوط کے بارے میں گورنر صاحب کی طرف سے سنسر کرنے کی ہدایت جاری ہوئی ہے، یوں بھی پاکستان جانے والے خطوط

(۱) حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کے بھانجہ..... محمود دیکھیں

(۲) مولانا سید محمد طاہر منصور پوریؒ۔

بڑی تاخیر سے ملتے ہیں، مولانا عبدالجلیل صاحب کو خط مکہ معظّمہ کے پتہ پر ان کے صاحبزادہ کو بھیجا، انہوں نے وہاں سے پاکستان بھیجا، اس خیال میں کہ کوئی جانے والا مل جائے تو دستی بھیج دیں، اب حسنی صاحب نے اس کا ذمہ لیا، ایک اہم مجلس مشاورت (پرسنل بورڈ کی میٹنگ) میں یہ خط لکھا جارہا ہے، پھر بھی ہم معافی چاہتے ہیں، روزانہ بلاناغہ سورہ یاسین پڑھ کر آپ کے دادا صاحب، دادی صاحبہ اور والد و چچا کے لئے ایصال ثواب کرتے رہتے ہیں، لکھنؤ میں داخل ہوتے ہی نواب صاحب مرحوم اور سب مرحومین لکھنؤ کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں، منزل پڑھ کر آپ کے لئے دعا کرتے ہیں، آپ کا معافی نامہ آجائے تو اطمینان ہوگا، گھر میں سب افراد خاندان کو سلام و دعا۔

والسلام
تقصیر و تاخیر کا معترف
ابوالحسن علی

دہلی۔ اوکھلا
۱۱/اگست ۱۹۹۳ء

امید ہے کہ ان شاء اللہ ۱۹/اگست کو ترکی، انگلستان و امریکہ کا سفر ہوگا، واپسی ان شاء اللہ ۱۵-۲۰ ستمبر تک ہوگی، ایک ضروری بات رہ گئی، ''پرانے چراغ'' کی تیسری جلد جو زیر طباعت ہے، میں برادر محترم سید محمد جمیل صاحب سابق (اکاؤنٹنٹ جنرل) کی تاریخ وفات درج کرنی ہے، وہ ان کے بھائی ابرہیم صاحب یا دوسرے اعزہ سے معلوم کرکے ہم کو اس سے مطلع کریں، انتظار رہے گا۔

والسلام
ابوالحسن علی

ہوٹل سلطان، استنبول (ترکی)
۲۸/اگست ۱۹۹۳ء

عزیز القدر رشید الحسن صاحب اطال اللہ بقاءہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ ہمارا خط جو ہم نے حسینی صاحب کے ہاتھ دہلی سے بھیجا تھا، پہنچ گیا ہوگا جس میں ہم

نے تعزیت کے خط میں تاخیر کے لئے معذرت کی تھی کہ ہمارے یہاں متعدد حوادث پیش آئے، ہمشیرہ صاحبہ کا فریکچر ہوگیا، والدہ حمزہ سلمہ کے فریکچر ہوا، اور حوادث بھی پیش آئے، اطلاع بھی دیر میں ملی۔

یہ خط استنبول (قسطنطنیہ) سے لکھ رہے ہیں، یہاں کی مٹھائی کا ایک ڈبہ بچوں کے لئے بھیج رہے ہیں، ترکی کا تحفہ اور تبرک بھی ہے، گھر میں سب سے سلام ودعا کیجئے، ہم برابر دعا کرتے ہیں، فرداً فرداً سب سے سلام ودعا کہئے، آج ہی دو بجے کے بعد لندن جارہے ہیں، وہاں جاکے پھر امریکہ جانا ہے، شاید عمرہ کرکے ہندوستان واپسی ہو، صحت ایسی ہی چل رہی ہے، اللہ خیریت سے پہنچائے اور سب کو زندہ وسلامت دکھائے اور ملائے۔

والسلام
دعا گو
ابوالحسن علی

مدینہ منورہ، شارع ابی ذر۔ بستان نورولی
۱۹۹۶/۴/۲۲ء

عزیز القدر قاری صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے سب خیر وعافیت ہوگی، شاید آپ کو (اگر مولوی ایوب بھی نہیں پہنچے) تو یہ تعجب ہو کہ یہ خط مدینہ طیبہ سے لکھا جارہا ہے۔

ہم اس سعودی جہاز سے ۱۸/ مارچ کو جدہ پہنچے جس سے بالعموم یہاں آیا کرتے ہیں، ۱۶/ مارچ کو بمبئی سے آپ کو ٹیلیفون کے ذریعے اپنے پروگرام کی اطلاع دینے کی بہت کوشش کی لیکن ہر مرتبہ یہی جواب ملا کہ کراچی کی لائن خراب ہے، تار کا وقت نہ تھا اور ہمارا سفر ہمیشہ کی طرح بالکل آخر وقت میں طے ہوتا ہے، کراچی جہاز پہنچا اور اس احساس سے تکلیف ہوئی کہ آپ کو کوئی اطلاع نہیں ہے، ہمشیرہ مرحومہ کے انتقال کی وجہ سے اور بھی آپ اور آپ کے گھر والوں سے ملنے کو جی چاہتا تھا، ایک خط احتیاطاً مولوی ایوب صاحب کو لکھ کر دے دیا تھا، اگر آپ کو ہمارے پروگرام کی اطلاع نہ ہوسکی تو اس خط کے ذریعے حالات معلوم ہوجائیں گے، معلوم نہیں وہ پہنچے یا نہیں؟

آپ کی امانت آپ کی ہدایت کے مطابق اپنی اپنی جگہ پہنچادی گئی، قمر صاحب[1] کا پتہ بھوپال سے مل گیا تھا، ان کو بھی حیدرآباد ان کے پتہ پر ان کی امانت بھجوادی، ہمارا آگے کا پروگرام ابھی قطعی نہیں ہے، اس کانفرنس میں شرکت کا وعدہ ہے جو لندن میں ۱۳/اپریل سے ہورہی ہے لیکن اس قدر جلد رخصت ہوجانے پر طبیعت آمادہ نہیں اور بھی بہت سے کام باقی ہیں، ۱۶/اپریل سے جدہ میں تعلیمات کی ایک کانفرنس منعقد ہورہی ہے، اس میں بھی شرکت کا پرانا وعدہ ہے، اس لئے بھی تردد ہے کہ لندن جائیں یا یہ مدت یہیں گزار دیں، بہرحال واپسی جب بھی ہوگی اگر راستہ کراچی کا ہوگا تو ان شاءاللہ آپ کو ضرور مطلع کرنے کی کوشش کی جائے گی، اس سفر میں رابع سلمہ ساتھ ہیں۔

عرصہ سے فضل ربی سلمہ کی اشاعتی سرگرمیوں کا حال معلوم نہیں ہوا، ''پرانے چراغ'' کے بعد کوئی چیز تیار ہوئی یا نہیں؟ ہم نے ان کو لکھا تھا کہ ''منصب نبوت'' کی اشاعت کو مقدم رکھیں، اس کی اس وقت وہاں ضرورت ہے، مولوی ایوب کے ساتھ ''زادسفر'' کا ایک مکمل نسخہ بھی بھیجنے کی ہدایت کردی تھی، فضل ربی اس کتاب کو بھی شائع کرسکتے ہیں، البتہ اس کا حساب الگ رہے گا، ''باب کرم'' کا ایک نسخہ اسی لئے ساتھ لائے ہیں کہ آپ کے حوالے کردیں اور آپ اس کی طباعت کا وہاں انتظام کریں تاکہ مرحومہ کی یادگار وہاں بھی زندہ رہے۔

عرصہ سے برادر محترم سید محمد جمیل صاحب کی خیریت ومشغولیت کا حال معلوم نہیں ہوا، خط کا تو ان کا معمول نہیں، ہمارا اسلام پہنچادیجئے، مخدومی مولانا محمد یوسف بنوری صاحب کی خدمت میں سلام، محمد رابع آپ کو اور آپ کے گھر میں سلام کہتے ہیں۔

والسلام
راقم
ابوالحسن علی

(۱) قمرالحسن مرحوم برادر بزرگ قاری سید رشید الحسن مرحوم۔

خط بنام شیخ نذیر حسین، لاہور

تکیہ کلاں رائے بریلی

۱۴/۱۲/۱۹۸۴ء

محبّ فاضل محترم جناب شیخ نذیر حسین صاحب (مدیر اردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا ۲۰/نومبر ۱۹۸۴ء کا لکھا ہوا مکتوب ڈاک سے ملا، چند دن کے بعد عزیزی فضل ربی ندوی انسائیکلو پیڈیا کی مطلوبہ جلدیں جو آپ نے ازراہ کرم ومحبت رعایتی قیمت پر اپنے نام خرید کر ان کے حوالے کی تھیں، لائے، آپ کی اس خصوصی عنایت کے لئے بہت شکر گزار ہوں، میں نے آپ کے (اور) آپ کے رفقاء کی محنتوں سے بہت فائدہ اٹھایا ہے، زندگی رہی تو آئندہ بھی اٹھاتا رہوں گا، جلد ۱۸/اور جلد ۱۹/بھی مکمل ہونے پر حاصل کرنے کی کوشش کروں گا، جلد ۲۰/میں آپ کے مقالات خصوصیت کے ساتھ پڑھوں گا، آپ نے اچھا کیا کہ مولوی محمد علی کی اردو تفسیر قرآن ندوہ کے کتب خانہ کے لئے بھیج دی، میں لکھنؤ جاؤں گا تو دیکھوں گا۔

علامہ طیبی کی شرح مشکوٰۃ کے حوالے کتابوں میں آتے ہیں، میں نے بھی ان کی تحقیقات کا حوالہ دیا ہے، ان کے اقوال میں خاص وزن محسوس ہوا، موقعہ ہوا تو بعض ناشرین سے اس کا ذکر کروں گا، کیا آپ کی تحقیق کردہ ابھی تک نہیں چھپی؟ خدا کرے آپ پھر کسی اچھی تقریب سے یہاں آئیں اور کچھ وقت گزاریں، امید ہے کہ مزاج ہر طرح بعافیت ہوگا، اس سے پہلے آپ کا بھیجا ہوا ایک مقالہ اور بھی علاحدہ سے آیا تھا، میں اس کی رسید نہیں دے سکا تھا۔

والسلام

مخلص

ابوالحسن علی